

والا لافنا جامعہ داروقیہ کراچی کے زیر نگرانی
دلائل کی تخریج و حوالہ جات اور کچھ دیگر کتابت کیساتھ

کفایۃ المفتی

مع عنوانات

مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی
محمد کفایت اللہ دہلوی

www.ahlehaq.org

دارالافتاء
کراچی ۷۴۶۰۰

دارالافتاء جامعہ فاروقیہ کراچی کے زیرِ نگرانی
دلائل کی تخریج و حوالہ جات اور کمپیوٹر کتابت کیساتھ

کفایتُ المفتی

مُدَلَّل، مُکَمَّل

مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی
محمد کفایت اللہ دہلوی

جلد دوم

کتابُ لعلم، کتاب السُّلوك والطَّرِيقَة، کتابُ التَّفْسِيرِ والتَّجْوِیدِ
کتابُ الْحَدِیثِ والآثَارِ، کتابُ التَّارِیخِ وَالسَّیَرِ، کتابُ الْجِهَادِ، کتابُ الْحُدُودِ
وَالْجَنَائِاتِ، کتابُ الْاِکْرَاهِ وَالْاضْطِرَّارِ، کتابُ اللَّقِیْطِ وَاللَّقِطَةِ، کتابُ الْیَمِیْنِ وَ
التَّذَرُّ، کتابُ لِقَضَاءِ وَالْاِفْتَاءِ، کتابُ الظُّهْمَارَةِ، کتابُ الْجَنَّتَانِ وَالْخَفَا ضِ،

دارالاعیض 8 اردو بازار کراچی
فون: 021-2213768

اس جدید تخریج و ترتیب و عنوانات اور کمپیوٹر کمپوزنگ کے جملہ حقوق
باقاعدہ معاہدہ کے تحت بحق دارالاشاعت کراچی محفوظ ہیں

با اہتمام : خلیل اشرف عثمانی دارالاشاعت کراچی
طباعت : جولائی ۲۰۰۱ء تشکیل پریس کراچی۔
ضخامت : 3780 صفحات دور ۹ جلد مکمل

www.ahlehaq.org

﴿.....ملنے کے پتے.....﴾

ادارۃ المعارف جامعہ دارالعلوم کراچی
ادارہ اسلامیات ۱۹۰۔ انارکلی لاہور
مکتبہ سید احمد شہید اردو بازار لاہور
مکتبہ امدادیہ بی بی ہسپتال روڈ ملتان
مکتبہ رحمانیہ ۱۸۔ اردو بازار لاہور

بیت القرآن اردو بازار کراچی
بیت العلوم 26۔ نا بھرو ڈلاہور
تشمیر بکڈ پو۔ چنیوٹ بازار فیصل آباد
کتب خانہ رشیدیہ۔ مدینہ مارکیٹ راجہ بازار اورالپنڈی
یونیورسٹی بک ایسوسی ایٹ خیبر بازار پشاور

دیباچہ

الحمد لله رب العلمين والصلاة والسلام على نبيه الامي الامين وعلى

آله واصحابه الطاهرين المهديين

اما بعد۔ یہ کفایت المفتی کی جلد دوم قائم کے پیش نظر ہے۔ جلد اول کے دیباچے میں عرض کیا گیا تھا کہ جو فتاویٰ جمع کیے گئے ہیں وہ تین قسم کے ہیں۔ اول وہ فتاویٰ جو مدرسہ امینیہ کے رجسٹروں میں سے لیے گئے ہیں۔ ایسے فتاویٰ کی پہچان یہ ہے کہ لفظ المستفتی پر نمبر بھی ہے اور مستفتی کا نام و مختصر پتہ اور تاریخ روانگی بھی درج ہے۔ بعض جگہ سوال نقل نہیں کیا گیا ہے بلکہ لفظ جواب دیگر کے اوپر مستفتی کا نمبر ڈال دیا گیا ہے۔ دوسرے وہ فتاویٰ جو سہ روزہ الجمعیت سے لیے گئے ہیں، ان میں لفظ سوال کے نیچے اخبار کا حوالہ لکھا گیا ہے۔ تیسرے وہ فتاویٰ جو گھر میں موجود تھے یا باہر سے حاصل کیے گئے یا مطبوعہ کتب میں سے لیے گئے۔

لفظ جواب کے شروع میں جو نمبر لکھا گیا ہے وہ مجموعہ میں شامل شدہ فتاویٰ کی کل تعداد ظاہر کرنے کے لئے سیریل نمبر ہے۔ یہ جلد دوم جو آپ کے پیش نظر ہے اس میں درج شدہ فتاویٰ کی اقسام کی تفصیل یہ ہے۔

رجسٹروں سے ۲۲۹ الجمعیت سے ۵۵ متفرق ۸۷ کل ۳۷۱

کفایت المفتی جلد اول اور جلد دوم کے کل فتاویٰ کی تعداد سات سو نوے (۷۹۰) ہوئی۔

اب انشاء اللہ جلد سوم بھی جلد شائع ہوگی جو کتاب الصلوٰۃ سے شروع ہوتی ہے۔

واخر دعوانا ان الحمد لله رب العلمين

احقر حفیظ الرحمان واصف

۲۴ ربیع الاول ۱۳۸۹ھ

www.ahlehaq.org

فہرست مضامین کفایت المفتی جلد دوم

کتاب العلم

پہلا باب : دینی تعلیم اور تبلیغ

فصل اول : تعلیم کی فضیلت

- (۱) دینی مدرسہ کے خلاف پروپیگنڈا کرنے والے سے 'تعلقات ختم کر دینے چاہئیں' ۲۹
- (۲) (۱) تبلیغ کی نیت سے غیر مسلم سے رواداری و حسن سلوک مستحسن ہے ۳۰
- (۲) نو مسلموں کو حقیر و ذلیل سمجھنا موجب گناہ ہے ۴
- (۳) پست اقوام کو مسلمان بنانے میں رکاوٹ پیدا کرنے والے خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مجرم ہیں ۴
- (۴) پست اقوام کے نو مسلم بھی عام مسلمانوں کے بھائی ہیں ۴
- (۵) ہر مسلمان پر بقدر معلومات تبلیغ لازمی ہے ۴
- (۳) مسلمان ہونے کے لئے آنے والے شخص کو مسلمان کر لینا ضروری ہے ۳۱
- (۴) (۱) کیا مروجہ طریقہ 'تبلیغ صحابہ' تابعین اور تبع تابعین کے زمانہ میں بھی تھا؟ ۳۲
- (۲) صحابہ کرام فرد افراد اور جماعت کی شکل میں تبلیغ کا کام انجام دیتے تھے ۴
- (۳) تبلیغ فرض کفایہ ہے ۴
- (۴) کیا مروجہ تبلیغ کو جہاد کہا جاسکتا ہے؟ ۴
- (۵) تبلیغ چھوڑنے پر جہاد چھوڑنے کی وعیدیں چسپاں کرنا صحیح نہیں ۴
- (۶) تبلیغ کسی خاص طبقہ کے ساتھ مخصوص ہے یا عام مسلمانوں کی ذمہ داری ہے؟ ۴
- (۷) ہر مسلمان کلمہ کے صحیح مفہوم اور نماز وغیرہ کے مسائل کی تبلیغ کا محتاج ہے ۴
- (۵) خواتین کے لئے تبلیغی سفر کا حکم ۳۵

فصل دوم : تعلیم قرآن

- (۱) (۱) معنی و مطلب سمجھے بغیر بھی قرآن مجید کی تلاوت سے ثواب ملے گا ۴
- (۲) قرآن مجید کو سمجھ کر پڑھنا اور اس کے حلال و حرام کو جاننا مسلمانوں پر فرض کفایہ ہے ۴
- (۳) اتنا قرآن مجید یاد کرنا جس سے نماز درست ہو ضروری ہے ۴
- (۷) قاعدہ "یسرنا القرآن" بچوں کو پڑھانا کیسا ہے؟ ۳۶
- (۸) معنی و مطلب سمجھے بغیر بھی قرآن مجید کی تلاوت سے ثواب ملے گا ۳۷

صفحہ	مضمون
۲۸	(۹) بچوں کو کھڑا کر کے ان سے قرآن مجید سننا خلاف ادب نہیں.....
۲۹	(۱۰) مجلس میں تلاوت و نظم وغیرہ پڑھی جائے تو تلاوت کی تقدیم افضل ہے.....
۳۹	(۱۱) کیا غیر مسلم کو قرآن مجید پڑھانا جائز ہے؟.....
۴۰	(۱۲) معنی و مطلب سمجھے بغیر بھی قرآن مجید کی تلاوت سے ثواب ملے گا.....
۴۱	(۱۳) دینی تعلیم پڑھنے والے بچوں کو سرکاری لازمی (جبری) تعلیم سے مستثنیٰ کر لیا جائے.....
	دوسرا باب : تعلیم کے احکام و آداب
	فصل اول : تعلیم کا معاوضہ لینا
۴۰	(۱۴) دینی تعلیم یا امامت پر تنخواہ لینا جائز ہے.....
۴۱	(۱۵) (۱) قرآن مجید پڑھانے کی تنخواہ لینا جائز ہے تراویح و شبینہ کی جائز نہیں.....
۴۲	(۲) پیشگی وعدہ اور طے کئے بغیر اگر حافظ صاحب کو کچھ دیا جائے تو گنجائش ہے.....
۴۳	(۳) شبینہ پڑھانا کیسا ہے.....
۴۴	(۱۶) (۱) کیا ایسے امام کو امامت پر ثواب ملے گا اگر تنخواہ نہ دی جائے تو امامت چھوڑ دے؟.....
۴۵	(۲) تنخواہ لے کر دینی کتابیں پڑھانے پر ثواب ملے گا.....
۴۶	(۳) غریب اور مالدار دونوں کو تنخواہ لیکر دینی کتابیں پڑھانے یا امامت کرنے پر ثواب ملے گا.....
۴۷	(۴) دینی تعلیم اور امامت پر تنخواہ مقرر کر کے لینا جائز ہے.....
۴۸	(۵) طلباء سے خدمت لینے کا حکم.....
۴۹	(۶) ”میں اللہ واسطے امامت یا خدمت کروں گا“ ”تم اللہ واسطے تنخواہ دو“ سوال ممنوع میں داخل نہیں.....
۵۰	(۷) عبادات پر اجرت لینے کے بارے میں شاہ عبدالعزیزؒ کے ایک قول کی تشریح.....
۵۱	(۸) حضور ﷺ کبھی کبھار صحابہ کرامؓ کے گھر بطور محبت و صداقت کھانا تناول فرماتے تھے نہ.....
۵۲	کہ بطور اجرت.....
۵۳	(۱۸) طالب علم کو اگر تعلیم کے ساتھ ہنر بھی سکھایا جائے تو بہتر ہے.....
۵۴	(۱۹) (۱) داخلہ فیس کا حکم.....
۵۵	(۲) ماہوار فیس لی جاسکتی ہے.....
۵۶	(۲۰) متاخرین نے ضرورت کی وجہ سے بعض عبادات پر اجرت لینے کو جائز قرار دیا ہے.....
	فصل دوم : آداب تعلیم

صفحہ	مضمون
۵۰	(۲۱) عید گاہ میں بچوں کو تعلیم دینا کیسا ہے؟
۵۱	(۲۲) شریعت میں عاق کرنے کا اختیار کسی کو نہیں
	تیسرا باب : تعلیم زنان
۵۲	(۲۳) اسلام میں خواتین کی تعلیم
۵۲	(۱) لڑکی کی مدت بلوغ کیا ہے؟ اور مشہد کب ہوتی ہے؟
۵۲	(۲) والدین پر لڑکیوں کی تربیت کے سلسلے میں حقوق
۵۲	(۳) بلوغ سے پہلے اور بعد میں ستر کی تفصیل
۵۲	(۴) قرآن وحدیث سے مستطب علوم کون کون سے ہیں اور ان کے درجات کیا ہیں؟
۵۲	(۵) حصول تعلیم کے لئے عورتوں کا اجتماع ثابت ہے
۵۲	(۶) عورتوں کے حقوق کیا ہیں اور ان پر کون سے علوم کی تحصیل ضروری ہے؟
۶۹	(۲۴) مکمل شرعی پردہ کی رعایت کے ساتھ لڑکیوں کو تعلیم دینے میں کوئی مضائقہ نہیں
۶۹	(۲۵) پردہ کی رعایت کے ساتھ عورت کا رخصت میں حصہ لے سکتی ہے
۶۹	(۲۶) نجی سے مجمع میں تلاوت کرانا
۷۰	(۲۷) لڑکیوں کو لکھائی سکھانے کا حکم
	چوتھا باب : متفرقات
۷۱	(۲۸) بہشتی زیور مفید اور معتبر کتاب ہے
۷۱	(۲۹) علماء کو شیطان بد معاش ظالم کہنے والا فاسق ہے
۷۱	(۳۰) نو مسلم اپنی ضروریات پوری کرنے کے لئے مالدار مسلمانوں سے امداد کی درخواست کر سکتا ہے
۷۳	(۳۱) غیر عالم معتبر کتابوں سے تبلیغ کا کام کر سکتا ہے
۷۳	(۳۲) کیا حکومت کا مدح صحابہ کو روکنا داخلہ اخلاقی فی الدین نہیں
۷۳	(۳۳) فحش گو فسادی وعظ کرنے کے لائق نہیں
۷۵	(۳۴) بچوں کو "قاعدہ یسرنا القرآن" پڑھانا کیسا ہے؟
	کتاب السلوک والطریقة
	پہلا باب : اذکار و اشغال
	فصل اول : ذکر جلی و خفی اور ختم وغیرہ
۷۷	(۳۵) عارضی مانع نہ ہو تو ذکر جلی جائز ہے مگر خفی اولیٰ ہے

صفحہ نمبر	مضمون
۷۷	(۳۶) (۱) بلند آواز سے تلاوت کرنے سے اگر کسی کی نماز میں خلل آئے تو جائز نہیں.....
۷۸	(۲) جماعت کے بعد بلند آواز سے ذکر کی رسم غلط ہے.....
۷۹	۳۷ حکم انعقاد الحاق فل الموسومة بحلقة الذکر.....
۸۰	۳۸ (۱) ختم قرآن کے بعد چند سورت اور صل علی نبینا الخ پڑھنے کو ضروری سمجھنا کیسا ہے؟.....
۸۱	(۲) تبارک پڑھنے اور پڑھوانے کا مروجہ طریقہ شریعت سے ثابت نہیں.....
۸۲	(۳) مجلس ذکر میں انبیاء اور اولیاء کے ارواح کے آنے کا عقیدہ کیسا ہے؟.....
	فصل دوم : اسماء حسنی
۸۱	۳۹ اسم اعظم کے ورد سے حضرات کا حکم.....
۸۲	جواب از مولوی وزیر الدین چشتی.....
۸۳	جواب از حضرت مفتی اعظم.....
	فصل سوم : توسل
۸۴	۴۰ آیت وابتغوا الیہ الوسيلة میں وسیلہ سے کیا مراد ہے؟.....
۸۵	۴۱ توسل بالذات میں اہل السنہ والجماعہ کا مسلک.....
۸۶	۴۲ بزرگان دین کے وسیلے کے بغیر بھی دعا قبول ہوتی ہے.....
۸۷	۴۳ ”حق النبی وآلہ الامجاد“ سے دعا کا حکم.....
۸۸	۴۴ مدد طلب کرنے میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ رسول ﷺ کا نام شریک کرنا جائز نہیں.....
۸۹	۴۵ نقشہ نعل مبارک مسجد میں لگا کر ہر نماز کے بعد اسے بوسہ دینا اور مصافحہ کرنا جائز نہیں.....
۹۰	۴۶ حضور اکرم ﷺ سے کسی حاجت کے لئے دعا مانگنا جائز نہیں.....
۹۱	۴۷ حضور اکرم ﷺ کے نام کے ساتھ لفظ ”یا“ کا حکم.....
۹۲	۴۸ (۱) نقشہ نعل مبارک سے تبرک و توسل اور اس کو شائع کرنے کا حکم.....
۹۳	(۲) نام سے پہلے ”خادم و ربار محمدی“ لکھ دینا کیسا ہے؟.....
۹۴	(۳) بلا علم کسی بات کا اعتقاد رکھنا صحیح نہیں.....
۹۵	۴۹ معروف نقشہ کیا حضور اکرم ﷺ کے نعل ہی کا ہے اس کو بوسہ دینا کیسا ہے؟.....
	خط و کتابت ماخوذ از اتمام المقال
۹۶	نقشہ نعل مبارک سے توسل کے مسئلہ پر حکیم الامتہ کے نام مفتی اعظم کے مکتوب کا خلاصہ.....
۹۷	جواب مکتوب از حکیم الامتہ.....

صفحہ	مضمون
۹۴	مکتوب حکیم الامت بنام مفتی اعظم
۹۵	جواب مکتوب از حضرت مفتی اعظم
۹۶	مکتوب از حکیم الامت
	فصل چہارم: درود دعائے گنج العرش وغیرہ
۹۹	۵۰ درود تاج اور دعائے گنج العرش کی اسناد بے اصل ہیں
۹	۵۱ حضور اکرم ﷺ کا تعلیم کردہ ورد کیا ہے؟ اور "صلی اللہ علیک یا رسول اللہ" کا حکم
۱۰۰	۵۲ ہر جمعرات کو درود شریف کے ختم کے لئے اجتماع کا التزام بے اصل ہے
۹	۵۳ جماعت بنا کر بلند آواز سے درود شریف پڑھنے کا حکم
۹	۵۴ کیا درود شریف کا ثواب حضور اکرم ﷺ کے علاوہ دوسرے کو بخشا جاسکتا ہے؟
۱۰۱	۵۵ درود تاج حدیث سے ثابت نہیں اس کے بعض جملے مفہوم کے لحاظ سے قابل اعتراض ہیں
۹	۵۶ (۱) درود تاج کے بجائے ماثور دعا پڑھنا افضل ہے
۹	(۲) درود اکبر اور دعائے گنج العرش پڑھنا جائز ہے مگر انکی اسناد بے اصل ہیں
	دوسرا باب: پیری و مریدی
	فصل اول: بیعت
۱۰۲	۵۷ بیعت توبہ مسنون ہے معروف چار طریقوں میں مرید ہونا مستحب ہے
۹	۵۸ ایک بزرگ سے صرف وظیفہ لینے کی وجہ سے دوسرے بزرگ سے بیعت ہونے میں کوئی مضائقہ نہیں
۱۰۳	۵۹ (۱) پیر کا تخت پر بیٹھ کر دوسروں کو نیچے بٹھا کر بلا ضرورت ذکر کرانا اچھا نہیں
۹	(۲) دوسروں کو ہمیشہ نیچے بٹھا کر ذکر کرانا حضور اکرم ﷺ خلفائے راشدین اور نہ کسی بزرگ سے ثابت ہے
۹	(۳) کرامت پیر کے اختیار میں نہیں
۹	۶۰ کبار کے مرتکب شخص کے ہاتھ پر بیعت جائز نہیں
۲۵	۶۱ کبار کے مرتکب شخص سے بیعت اور پیری و مریدی جائز نہیں
۹	۶۲ مرشد منع نہ کرے تو سیاسی معاملہ میں مرشد کے خلاف رائے دینے سے بیعت پر کوئی اثر نہیں پڑھتا
۱۰۶	۶۳ پیری و مریدی کے بارے میں چند سوالات کے جوابات

صفحہ	مضمون
۱۰۷	۶۴ تستحب البیعة فی طریق من طرق المشایح.....
۱۰۸	۶۵ (۱) مرید ہونے کا مطلب.....
"	(۲) مرید ہونا مستحب ہے
"	(۳) بیعت کرنا مرید ہونا دونوں کا ایک ہی مطلب ہے
"	(۴) کیا بغیر مرید ہونے سے نقصان پہنچے گا؟
"	(۵) مرید ہونا ضروری نہیں.....
"	(۶) خد ف شرع حرّات کرنے والے پیروں کا مرید ہونا جائز نہیں...
۱۰۹	۶۶ حرام افعال کے مرتکب ہونے کے حقیقی بیعت میں داخل ہونا حرام ہے
	فصل دوم : ریاضت
۱۱۰	۶۷ تزیینہ نفس کے لئے جانے والے مرقبے میں ناجائز کام نہ ہو تو مہلت ہے
۱۱۱	۶۸ تصویر کشی کا حکم
"	۶۹ نمازیں اقبہ میں تصویر کشی کا حکم
	تیسرا باب متفرقات
	۷۰ شعر "سداں پے میں سوے وحدت الہ" لکھ لکھ ہے ایسی غزل خوانی کی مجال میں
۱۱۲	شرائعت سے پہنا ضروری ہے
"	۷۱ قطع شرعی عامی تو ہیں اس کے حکم کی وجہ سے کرنا کفر ہے تصوف شرعی علوم میں داخل ہے
۱۱۳	۷۲ پہنفت میں مذکور تمام باتیں صحیح ہیں
۱۱۵	۷۳ عیاجل شخصوں کو ملتا ہے؟
"	۷۴ مراۃ بعد موت ممکن ہے
۱۱۶	۷۵ حضور ارمیہ علیہ السلام سن کر گلوں سے چومنے سے تکلیفوں پر اٹانے کا حکم
	۷۶ شجرہ کو قبر میں دفن کرنا جائز نہیں
۱۱۷	۷۷ نامحرم عورت کا مرشد کے ساتھ رہنا جائز نہیں
۱۱۹	۷۸ ماثور وظائف ثابت شدہ ترتیب سے پڑھنا چاہیے غیر ماثور میں اختیار ہے
"	۷۹ مخصوص وقت میں اجتماعی طور پر درود شریف پڑھنے کا اتمام درست نہیں
"	۸۰ حضور ارمیہ علیہ السلام کا معرّی کے وقت حضرت عبدالقدور جیلانی کی گردن پر قدم رکھ کر
"	برق پر سوار ہونے کا واقعہ جہلاء کی طرف سے گھڑا ہوا ہے

صفحہ	مضمون
۱۲۰	۱۔ معترف : قوانین، اصول، طلبہ سارنگی غنہ ممنون ہے..... کتاب التفسیر والتجوید پہلا باب : آیات کی تشریح
۱۲۲	۱۲۔ آیت "ولو علم اللہ فیہم حیرا لاسمعہم (الایہ) کا صحیح مطلب.....
۱۲۳	۱۳۔ قل اما ابشر ملککم کتاب ترجمہ میں تحقیق نہیں ہو سکتی مانند قمار کے گرتا خط اور تحریف ہے.....
۱۲۴	۱۴۔ آیت "وات دا القربی حمہ (الایہ) و مالو الدین احسانا (الایہ) وغیرہ کی تشریح
۱۲۵	۱۵۔ آیت "ان عادى لبس لك عیہم (الایہ) " لا عوینہم اجمعین " میں شبہ تدریج کا رفع
۱۲۶	۱۶۔ (۱) آیت "نعسی ابی متوفک و رافعت (الایہ) کا صحیح معنی (۲) آیت "مروح البحرین" سے علی ورفاعہ اور "بحرح صیہما الدولو والمرحان" سے حسن و حسین مراد لینا غلط ہے.....
۱۲۷	۱۷۔ (۱) آیت "ان مجید میں عض ایسی آیتیں ہیں جن کا حکم موقت تھا (۲) قوانین اسلام مقتضائے عقل کے موافق ہیں.....
	دوسرا باب : رموز اور قاف
	۱۸۔ قرآن مجید میں ۴۰ شیخ وقف کرنا مکمل
۱۲۸	۱۹۔ "غشۃ" پر سانس ٹوٹنے میں "ہم" سے تدارک نہ ہونے کی مضاقت نہیں
۱۲۹	۲۰۔ یہ غلط پر سانس ٹوٹ جہاں وقف نہ ہو تو اعادہ افضل ہے
	۲۱۔ یضا
	تیسرا باب : مخارج حروف.....
	۲۲۔ ضاد اکثر صفات میں طاء کا مشابہ ہے لیکن مستقل حرف ہے.....
۱۳۱	۲۳۔ ضاد کو مشابہ طاء پڑھنا درست ہے یا دال پڑھنا.....
	جواب از قاری محی الدین پانی پتی.....
۱۳۲	جواب از مفتی اعظم.....
	جواب از قاری سید طاہر حسین.....
۱۳۳	۲۴۔ ضاد صفات میں مشابہ طاء ہے ضاد دال پر پڑھنے والے کی نماز بھی صحیح ہوگی
	۲۵۔ ضاد کو مشابہ طاء پڑھنے والے کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے.....

صفحہ	مضمون
۱۳۳	۹۶ "ضاد" صحیح خرج سے ادا کیا جائے مشابہ "خا" ہوگی یا نہ؟ "ضاد" کو مشابہ "دال" پڑھنا کیسا ہے؟
۱۳۴	جواب از مولانا غلام رسول ہنوی
۱۳۵	جواب از حضرت مفتی مظہر
"	۹۷ جواب دیگر
"	۹۸ غیہ مغضوب یا غصہ میں "ضاد" کو قصداً "خا" پڑھنا غلط ہے صحیح ادا کیا جائے تو
"	مشابہ خا ہوگی
۱۳۶	۹۹ جواب دیگر
"	۱۰۰ "ضاد" کو "خا" ص "طایا" "دال" پڑھنا غلط ہے
۱۳۷	۱۰۱ "ضاد" ضا میں "کو" و "ط" میں "باٹھا" پڑھنا غلط ہے
"	۱۰۲ "ضاد" ضا میں پڑھنا درست ہے یا نہ؟ مدو الین؟
	چوتھا باب: اعراب قرآن
۱۳۹	۱۰۳ قرآن مجید کے اعراب حضور ﷺ کے زمانہ سے کتنے برس بعد لگائے گئے؟
"	۱۰۴ پیش کو ادا معروف اور زیر و یا، معروف کی طرف، نل کر کے پڑھا جائے
۱۴۰	۱۰۵ جواب کی توضیح
	پانچواں باب: متفرقات
"	۱۰۶ سورہ قہ کی ابتداء میں اعوذ باللہ من الشیطان پڑھنا ثابت نہیں
"	۱۰۷ مولوی نذیر احمد دہلوی کے ترجمہ قرآن میں بہت سی غلطیاں ہیں
۱۴۱	۱۰۸ آیت نوری کی آیت ہے
"	۱۰۹ آیت "وما ازل علی الملکین سابل ہاروت و ماروت (الایہ) کی صحیح تشریح
۱۴۲	۱۱۰ عربی عبارت کے بغیر قرآن مجید کا ترجمہ شائع کرنے کا حکم
۱۴۳	۱۱۱ قرآن کریم کو خوش آہ زبی سے پڑھنا جائز ہے
"	۱۱۲ کیا حروف مقطعات کے معنی کا علم حضور ﷺ کو تھا
"	۱۱۳ سورہ ہر اءۃ سے پہلے بسم اللہ نہ لکھنے کی وجہ
	کتاب الحدیث والاثار
	پہلا باب: متفرق احادیث کی تشریح
	۱۱۴ حدیث شریف کی تعلیم فرض کفایہ ہے صحابہ کرامؓ کے زمانہ میں تدوین حدیث کا

صفحہ	مضمون
۱۳۷	اہتمام خلط بالقرآن کے خوف سے نہیں کیا گیا
۹	۱۱۵ حضور ﷺ کا شجر پر سوار ہونے کی حدیث کا حوالہ
۱۳۸	۱۱۶ حدیث "نحن احق بالشک من ابراہیم" الحج کا صحیح مطلب
۱	۱۱۷ "خلق الله التربة يوم السبت" الحج کا صحیح حدیث ہے...
۱۳۹	۱۱۸ حدیث "فمن وصلها وصلته ومن قطعها قطعته" الحج کا صحیح ترجمہ
۸	۱۱۹ حدیث "يا عباد الله اعيبوني" الحج کا صحیح مطلب
	۱۲۰ معراج کی رات حضور ﷺ کا عبد القادر جیلانی کی مروان پر قدم رکھ کر براق پر سوار ہونے کا واقعہ من گھڑت ہے.....
۹	۱۲۱ "حدیث منکر معلل موقوف وغیرہ نہیں ہو سکتی" کی تصحیح نہیں
۱۵۱	۱۲۲ یا حدیث مثل قرآن ہیں
	۱۲۳ حدیث "ستمنرق امتی علی ثلث وسبعین" الحج میں امت سے امت دعوت مراد ہے
۱۵۲	یا امت اجامت.....
	۱۲۴ محدثین کا چوتھے طبقہ کی کتب رزین و شعب الایمان و بیہقی اور ابن عساکر سے حدیث لینے کی وجہ.....
۱۵۳	۱۲۵ (۱) حدیث "ثلث لا یطر الله الیہم يوم القيمة" الحج کا حوالہ
۱	(۲) حدیث "لو ان الناس بعلسون ما فی العدا والصف الاول الحج" کا حوالہ
	۱۲۶ سنن سعد بن معاذ پر قبری نخعی و وجہ ان کو نبی ﷺ کی شہادت پر ناز و رخا جس رحمت الہی پر تکیہ نہ ہونا قرار دینا غلط ہے...
۱۵۶	۱۲۷ حدیث "اتبعوا السواد الاعظم" میں "الاعظم" سے رفعت شان مراد ہے یا کثرت تعداد
۱۵۷	۱۲۸ (۱) ابن ربیع شریف کا صحیح کتاب ہونے کی وجہ
۱	(۲) حنفیہ کے نزدیک بھی بخاری شریف کتاب اللہ کے بعد صحیح ترین کتاب ہے.....
۱	(۳) مشکوٰۃ المصابیح معتبر کتاب ہے.....
۱	(۴) اخبار "الجمعیہ" میں فتوے حنفی مذہب کے موافق دیے جاتے ہیں
۱	(۵) اخبار "نعمیہ" کے ارعین نفی ہیں
۱	(۶) فتاویٰ رشیدیہ و مجموعۃ الفتاویٰ معتبر اور حنفی مذہب کے فتاویٰ ہیں.....
	کتاب التاریخ و السیر

مضمون

پہلا باب : سیرت و شمائل (علی صاحبہا التحیة)

۲۹ آیت "وافصد فی متبیک" اور حدیث "ادامشی تکھا تکفوا کاسما یسخط من

صبت" الحج کی تحقیق

۱۳۰ کیا حضور اکرم ﷺ نے اپنے دست مبارک سے کسی بادشاہ کے نام خط لکھا یا دستخط کیا ہے؟

۱۳۱ اقصیٰ نبویہ کا حکم..

۱۳۲ حضور اکرم ﷺ امت کے ورثہ نہیں شفیع ہیں

۱۳۳ () حضور اکرم ﷺ کی تاریخ وفات کیا ہے؟

(۲) حضور ﷺ کی نماز جنازہ فرما دینا اور ان کی سب سے پہلے ابو جبر و عمر و عثمان نے ادا کی

دوسرا باب : اہل بیت و اہل قریش

۱۳۴ روایت صحیحہ ہے ابو طالب کا حال کفر پر مرناسلامت ہے

۱۳۵ "یا قدموا فریشا ولا تقدموها" الحج صحیح حدیث ہے؟ اس کا صحیح مطلب کیا ہے؟

۱۳۶ ابن زید کا حضرت حسینؑ کے سر کو پید سے مارنا ثابت ہے۔

۱۳۷ میدان کربلا میں اشارہ سے صفوں کے آدمیوں کا مرتبہ سے جدا کرنے کے وقوع وغیرہ

کی نسبت حضرت حسینؑ کی طرف صحیح نہیں

۱۳۸ حضرت علیؑ حضور اکرم ﷺ کے خاندان سے تھے ان کے والد ابو طالب حضور ﷺ

کے پچا تھے

۱۳۹ قتبان حسینؑ و کان دینا یہ ہے

۱۴۰ یزید بن زیاد کے ہاتھوں حضرت حسینؑ کی شہادت سن کر کدرو

تیسرا باب : صحابہ و تابعین

۱۴۱ حضور اکرم ﷺ کی وفات کے وقت صحابہ کرام کی تعداد ایک لاکھ سے تجاوز تھی

۱۴۲ (۱) صحابہ اور اہل بیت دونوں کے فضائل احادیث میں موجود ہیں.....

(۲) حضرت معاویہؓ صحابی ہیں مشر و مبشرہ میں داخل نہیں.....

(۳) حضرت علیؑ کے نابالغی کی حالت میں ایمان لانے پر اعتراض لغو ہے..

(۴) خلفاء کی ترتیب فضیلت ترتیب خلافت کے موافق ہے

(۵) حضرت علیؑ کے سینہ کو حضرت عثمانؓ کی حفاظت کے لئے بچنے کو دکھا دیا گیا کرنا

بدنامی ہے

صفحہ	مضمون
	۱۴۳ کی حکومت کا مدح صحابہ سے روئے نہ اخذت فی الدین نہیں " حیات میں مسلمانوں کو
۱۴۱	کیا کرنا چاہیے؟
۱۴۲	جواب از مولانا محمد اسحاق
۱۴۶	جواب از مفتی دارالعلوم دیوبند
۱۴۷	جواب مفتی اعظم
"	جواب از مفتی مظاہر علوم
	۱۴۴ یا حکومت کا مدح صحابہ اور روئے نہ اخذت فی الدین نہیں " مسلمانوں " خصوصاً طلبہ
"	دارالعلوم دیوبند کو " حیات میں کیا کرنا چاہیے "
۱۴۸	۱۴۵ صحابہ کا زمانہ ایک سو ہجری تا پچیس ہجری اور تین تا پچیس ہجری کا سوئس ہجری تک ہے
"	۱۴۶ شہادت عثمانؓ کے متعلق ایک سوال
"	۱۴۷ حضرت معاویہؓ کا زخیفہ تھے ان سے یزید و ہون مدینہ کے میں جنتناہ کی غلطی ہوئی .
	چوتھا باب : ائمہ و مجتہدین
۱۸۰	۱۴۸ امام ابو حنیفہؒ کی تاریخ وفات کیا ہے ؟
"	۱۴۹ ابن ابی شیبہؒ کے محقق ہیں ان کی کتاب "فتح القدیر" نہایت مستند و معتبر کتاب ہے
"	۱۵۰ علامہ ابن امیر حاج حنفی مذہب دارالحدیث صاحب مدخل مائلی ہیں
	پانچواں باب متفرقات
۱۸۱	۱۵۱ مسجد قسطنطنیہ مقدسہ میں ہے جامع مسجد اہل بیت کا نقش مسجد قسطنطنیہ کے مشابہ نہیں
"	۱۵۲ قصص الانبیاء اور تذکرۃ الاولیاء معتبر و مستند کتاب ہیں یا نہیں ؟
	کتاب الجہاد
	پہلا باب : ہجرت و جہاد
۱۸۳	۱۵۳ حکم الهجرة من الهند والجهاد فيها ..
	دوسرا باب : شہادت
۱۸۷	۱۵۴ کیا قومی مفاد کے لئے خود کشی کرنا گناہ کبیرہ ہے ؟
"	۱۵۵ ارا حرب میں غیر مسلم شہر سال کی سزا قتل ہے یا معافی بھی ہو سکتی ہے ؟
۱۸۸	۱۵۶ باغیوں کے ہاتھوں مارے گئے انگریزی فوج کے مسلمان سپاہی شہید کے ختم میں نہیں
"	۱۵۷ مذہبی معاملات پر مسلمان اور گنہگار مذہب کے افراد میں جہاد اور برائی حکومت کی

صفحہ	مضمون
۱۸۹	فارنگ سے مقتول مسلمانوں پر شہید کے احکام جاری ہوں گے یا نہیں؟
۱۹۰	۱۵۸ تحریک کشمیر میں ظلم مارا جانے والا مسلمان شہید ہے
۱	۱۵۹ ظلم مارا جانے والا مسلمان ثواب شہادت کا مستحق ہے
	تیسرا باب : غلام و جاریہ
۱۹۱	۱۶۰ اہل یحور سراء المرأة المشرکة من ابویہا المشرکین - بشمس معلوم؟
۹۷	۱۶۱ ہندوستان میں خریدی ہوئی باندی سے ہمسبستی کا حکم .
۶	۱۶۲ ہندو عورت کو شوہر سے چھڑ کر رکھ لینا اور باندی سمجھ کر جماع کرنا جائز نہیں .
۱۹۸	۱۶۳ آزاد شخص کو خریدنا جائز نہیں
۱	۱۶۴ نیپال اور منی پور میں فروخت ہونے والی عورتیں اصول شرعی کے موافق ہونٹیں نہیں
	چوتھا باب : متفرقات
۱۹۹	۱۶۵ کھلیتہ کی لڑائی شرعی جہاد نہیں فساد ہے
۶	اقدامی جہاد بھی جائز ہے
	کتاب اخروہ و الجنايات
	پہلا باب : اقامت حد و دشرعیہ
۲۰۳	۱۶۶ اوار الحرب میں زانی سے توبہ کر لینا کافی ہے
	دوسرا باب : تعزیر
۶	۱۶۷ امتناؤ شاگرد کو کتہا مار سکتا ہے
۲۰۳	۱۶۸ بلا عذر منکوحہ باغہ کی رخصتی نہ کرنے والا قابل مواخذہ ہے
	تیسرا باب : تعزیر یا خدامال
۲۰۵	۱۶۹ بیخ کا مجرموں سے جرمانہ لینا جائز نہیں زجر انا وقت توبہ قطع تحقق جائز ہے ..
۲۰۶	۱۷۰ مالی جرمانہ جائز نہیں
۶	۱۷۱ مجرم سے مالی جرمانہ لینا جائز نہیں انا وقت توبہ قطع تعلق کر لینا جائز ہے
۲۰۷	۱۷۲ مالی جرمانہ جائز نہیں
۶	۱۷۳ فسخی و مان جرمانہ کرنے کا حق نہیں
۲۰۸	۱۷۴ جبراً فیصدہ کرنے کی جرت و مان جرمانہ لینا جائز نہیں
۶	۱۷۵ مالی جرمانہ جائز نہیں

صفحہ	مضمون
۲۰۹	۱۷۶ جرمانہ میں لی ہوئی رقم مالکوں کو واپس کی جائے.....
"	۱۷۷ (۱) گناہ کی ترغیب دینے والے پر مالی جرمانہ جائز نہیں.....
"	(۲) تہمت لگانے والے سے مالی جرمانہ لینا جائز نہیں.....
"	۱۷۸ مالی جرمانہ جائز نہیں رقم مالک کو واپس کی جائے..
"	۱۷۹ مالی جرمانہ جائز نہیں وصول شدہ رقم مالک کو واپس کی جائے.....
	چوتھا باب : قصاص و دیت
۲۱۱	۱۸۰ شبہ کی وجہ سے قاتل سے قصاص ساقط ہے دیت مغلطہ اور کفارہ لازم ہے.....
"	۱۸۱ تلوار سے بھی تیز آہ سے قصاص لینا نسبت تلوار کے اوں ہے..
	۱۸۲ مضموم مقتول حمد کرنے والے کو بھی قاتل کر دے تو ظالم کا خون رایگان سے مضموم کا
۲۱۳	قصاص یا دیت واجب ہے
۲۱۵	۸۳ سزا کے جائز نہ ہونے کا حکم سے بچ جان دیدیے تو سزا پر گناہ نہیں
	پانچواں باب : قتل اور خودکشی
	۸۴ قاتل غیر اسلامی حکومت کے فیصلہ پر دس سال سزا کاٹ سکتا ہو جائے گناہ سے بری اندمہ
"	سمجھ جائے گا؟ یا اور ثناء کو خون بہا دینا ہوگا؟
۲۱۶	۱۸۵ کیا قومی مفاد کے لئے خودکشی گناہ بیہ دہ ہے؟
۲۱۷	۸۶ خودکشی کرنے والے کی مغفرت کے لئے ورثاء صدقہ واستغفار کریں
۲۱۸	۸۷ قاتل جرم قتل پر چھائی کی جانے سے پہلے توبہ کرے تو نجات کا مستحق ہو سکتا ہے
	چھٹا باب : سرقت
"	۱۸۸ چوری کی ہوئی رقم مالک کو واپس کی جائے.....
"	۱۸۹ ایضاً.....
۲۱۹	۱۹۰ سر وقت مالک کو پس کرنا یا اس سے معاف کرنا تکمیل توبہ کے لئے ضروری ہے
"	۱۹۱ غیر اجازت کاٹی ہوئی سرکاری جھلٹ کی مکڑیوں کا خریدنا درست نہیں
۲۲۰	۱۹۲ شرکاء سے چوری چھپے شرکت کامل پہنچنے والے سے خریدنا جائز نہیں.....
	ساتواں باب : بدکاری و زنا
۲۲۱	۱۹۳ زنا کرنے والا فسق ہے ایسے شخص سے تاوقت توبہ قطع تعلق کیا جائے..
"	۱۹۴ جائز اور بدکاری کرنے والا فسق ہے جائز بدکاری کے حوالہ کر کے قیمت دی جائے

صفحہ	مضمون
۲۲۲	جواب دیگر...
۲۲۲	۱۹۵ اور الحرب میں زانی ور زانیہ پر حد جاری نہیں ہو سکتی اس سے تاوقت توبہ قطع تعلق یا جائے
۲۲۳	۱۹۶ یہ زانی اور زانیہ کو فیصد کے غیر قتل کرنا جائز ہے
۲۲۳	۱۹۷ عین زوجہ سے ناجائز تحقق رکھنے، شخص فاسق ہے اس سے تاوقت توبہ قطع تعلق یا جائے
۲۲۴	۱۹۸ جانور سے بدکاری کرنے، فاسق ہے اس سے تاوقت توبہ قطع تعلق کیا جائے
۲۲۴	۱۹۹ اس سے زنا کے اقرار سے بیوی حرام ہو جاتی ہے
	تھووال باب : متفق وقت
۲۲۵	۲۰۰ بے گنہہ پر تہمت زنا لگانے والے گناہ گار ہیں
	کتاب الاکراہ و الاضطرار
	پہلا باب : مجبوری میں ارتکاب کفر
۲۲۸	۲۰۱ حالت اکراہ میں کلمہ کفر نطقی جائز ہے
۲۲۸	جواب زمولنا عبدالحییم شاہ
	جواب از حضرت مفتی اعظم
۲۲۹	۲۰۲ حالت اکراہ میں زبان پر کلمہ کفر جاری کرنے کی اجازت ہے
۲۳۰	۲۰۳ حالت اضطرار کے ساتھ حالت میں زبان پر کلمہ کفر جاری کرنے کی اجازت نہیں
	دوسرا باب : بیچاری میں ارتکاب حرام
	۲۰۴ حالت اضطرار میں سودی قرض لینے کا حکم
۲۳۱	۲۰۵ مسلمان ماہ معاف ہمداری کا مانتی شراب میں منحصر ہوتا ہے تو شراب سے مانتی کی اجازت ہے
	کتاب اللقیط واللقطہ
	پہلا باب : پرکی ہوئی چیز پانا
۲۳۳	۲۰۶ مٹی ہوئی کم قیمت چیز کا مالک معصوم ہو تو بھی وہ پس کرنا نہ دیتی ہے
	۲۰۷ مالک سے نامیدی کے بعد مٹی ہوئی چیز صدقہ کی جائے
	۲۰۸ مٹی ہوئی چیز کے مالک کے بعد مالک سے پانے والا محتاج ہو تو خواہ استعمال کرے ورنہ
۲۳۴	کسی فقیہ کا دید
	کتاب الیمین والنذر

صفحہ	مضمون
	ہملا باب : عہد و پیمان اور حلف
	فصل اول : حلف کی تشریحات
۲۲۶	۲۰۹ دوسرے کے قسم دینے پر بیت قسم "ہاں" نہ کہ "قسم نہیں ہوگی"
"	۲۱۰ قرآن مجید کی قسم کھا کر پوری نہ کرے تو کفارہ واجب ہوگا
"	۲۱۱ گھر کا کھانا نہ کھانے کی قسم کے بعد گھر کا کھانا کھانے سے کفارہ واجب ہوگا...
۲۳۷	۲۱۲ ایک جائز معبودہ کے بعد دوسرا معبودہ جس سے پہلے معاہدہ کی خلاف ورزی ہو صحیح نہیں
"	۲۱۳ قسم کے بعد بلا عذر شرعی قسم سے پھر جانا سخت کناہ ہے.....
۲۳۸	۲۱۴ "بیوی سے زندگی کروں تو اس کے نطفہ سے ہوں" کا حکم.....
"	۲۱۵ گوشت نہ کھانے کی قسم کھائی تو مرغ یا بیز کھانے سے حائل نہ ہوگا.....
۲۳۹	۲۱۶ حلف بقرآن جائز ہے حائل نہ ہونے پر کفارہ زمرہ ہوگا
۲۴۰	۲۱۷ قرآن کی قسم کھاتے میں نیت الفاظ منظومہ اور حروف منزہ کی ہو تو قسم نہیں ہوگی
۲۴۲	۲۱۸ شریعت کا رد کرنے کی قسم کا حکم.....
۲۴۳	۲۱۹ خدان قسم دینے پر توڑنے سے کفارہ واجب ہوگا.....
"	۲۲۰ فلاں کے گھر کھانا کھاؤں تو مجھے رسول اللہ ﷺ کی شفاعت نصیب نہ ہو" قسم کا حکم...
	فصل دوم قسم توڑنے کا کفارہ
"	۲۲۱ قسم کا کفارہ ایک غلام آزاد بنانا یا دس مسکینوں کو کھانا کھلانا یا کپڑا پہنانا ان کی طاقت نہ ہو تو تین دن مسلسل روزہ رکھنا ہے
۲۴۳	۲۲۲ خدای قسم کھا کر توڑی تو کفارہ دس مسکینوں کو کھانا کھلانا یا کپڑا پہنانا ان کی طاقت نہ ہو تو تین دن مسلسل روزہ رکھنا واجب ہے.....
"	۲۲۳ مسجد میں نہ آنے کی قسم کے بعد دو گوں کے کہنے پر مسجد جانے سے بھی کفارہ زمرہ ہوگا
"	۲۲۴ بیعت و شہادت کی قسم کے بعد بیعت و شہادت سے کفارہ زمرہ ہوگا
۲۴۵	۲۲۵ ایک عام پر چند قسموں سے یہ بھی کفارہ کافی ہوگا
	دوسرا باب : منت ماننا
۲۴۶	۲۲۶ عید کی حالت پر منہ نہ نمازیوں کو کھانا کھلانے کی منت کا حکم...
"	۲۲۷ شیخ عبد القادر جیلانی کے مزار پر چادر چڑھانے کی نذر کا حکم
۲۴۸	۲۲۸ یصح النصحية بالشاة المشترقة قبل ايام الحريرة النصحية الواجبة

صفحہ	مضمون
۲۵۱	۲۲۹ مسجد بنانے کی منت واجب الاداء نہیں..
۲۵۲	۲۳۰ نذر کی قربان میں عید قربانی کی شرائط کا ہونا ضروری ہے.....
۲۵۳	۲۳۱ حج کرانے کی نذر واجب الاداء نہیں.....
۲۵۴	۲۳۲ نذر کی قربانی میں قربانی اور عقیقہ کے جانور کی شرائط کا لحاظ ضروری ہے
۲۵۵	۲۳۳ (۱) بحری سے پانچ فیصد مسجد کو دینے کی نذر واجب الاداء ہے
۲۵۶	(۲) پانچ سو ہونے پر ہر روز دو پیسے مسجد کو دینے کی نذر واجب الاداء ہے
۲۵۷	۲۳۵ کام پورا ہونے پر ہر جمعہ کے روز روزہ کی نذر ماننے والا روزہ اور فدیہ دینے سے اجزا ہو تو کیا حکم ہے؟
۲۵۸	۲۳۶ مسجد میں چراغ جلانے اور کھانا رکھنے کی نذر واجب الاداء نہیں..
۲۵۹	۲۳۷ نذر کا بحر عقیقہ یا واجب قربانی میں ذبیح کرنا جائز نہیں.
۲۶۰	۲۳۸ عزیز کی سلامتی واپسی پر جانور کی نذر ماننی تو نذر پوری کرنا ضروری ہے
۲۶۱	۲۳۹ بحر اذبیح کرنے کی نذر کے بعد بھید ذبیح کر دے تو نذر پوری ہو جائے گی..
۲۶۲	کتاب القضاء والفقہ
۲۶۳	پہلا باب : ثالث بنانا
۲۶۴	۲۴۰ فریقین کی رضامندی سے بنایا گیا ثالث کا فیصلہ صحیح اور معتبر ہے.....
۲۶۵	۲۴۱ ثالث بنانے کے اقرار نامہ پر دستخط کے بعد ثالث کا فیصلہ معتبر ہے
۲۶۶	۲۴۲ ثالث بنانے کے اقرار نامہ پر دستخط کے بعد ثالث کا فیصلہ معتبر ہے
۲۶۷	۲۴۳ (۱) عورت تین طلاق مدعیہ ہے شوہر دو تو کیا حکم ہے؟
۲۶۸	(۲) دی ہوئی طلاق کی تعداد میں شوہر شک ظاہر کرے تو کیا حکم ہے؟
۲۶۹	(۳) عورت تین طلاق مدعیہ ہے اور شوہر منکر تو کیا حکم ہے؟
۲۷۰	(۴) ثالث مقدمہ کا فیصلہ کرتا ہے
۲۷۱	(۵) ثالث شرعی مسئلہ سے ناواقف ہو تو عالم سے مسئلہ معلوم کر کے اسے موافق فیصلہ کرنا ضروری ہے
۲۷۲	۲۴۴ پنچیت کو قوم کی دینی و دنیوی فلاح پر نظر رکھ کر موافق شرعی فیصلہ کرنا چاہیے۔
۲۷۳	۲۴۵ رضامندی سے بنایا گیا ثالث نکاح فسخ کر سکتا ہے
۲۷۴	دوسرا باب : عمدہ قضاء

صفحہ	مضمون
۲۶۶	(۱) مسلمان ہند کے نامہ قاضی مقرر کرنا ضروری ہے یا نہیں؟ حکومت سے قاضی مقرر کرنے کا مطالبہ کیسا ہے؟
۲۶۳	(۲) غیر مسلم حاکم کا فیصلہ اگر موافق شرع ہو تو مقبول ہے یا نہیں؟
۲۶۸	(۳) چند ایسے مسائل جن میں مسلمان قاضی ہی کا فیصلہ معتبر ہے
۲۶۸	(۱۲) عمدہ قضاء کے لئے صلاحیت واستعداد شرط ہے
۲۶۸	(۳) قاضی مقرر کرنے کا حق مسلمان حاکم کو ہے وہ نہ ہو تو مسلمان جماعت کو
۲۶۸	(۴) قاضی کن اوصاف کے آدمی کو بنانا چاہئے؟
۲۶۸	(۵) قاضی کے خدمات اجازت کے بغیر کسی کو انجام نہیں دینی چاہیے
۲۶۸	۲۶۸ زوجین کے درمیان گمراہی عدالت کے حکم پر تفریق کر سکتے ہیں
۲۶۸	(۱) ہر کے مرتب ٹیکس قاضی بننے کے حق نہیں
۲۶۸	(۳.۴) فی حق کے ہر و مصلحت شریعہ سمجھ کر اس میں شرعی امور کے تحفیہ کے لئے
۲۶۸	تاجا بن نہیں
۲۶۸	(۴) کبار کامر تکب مردود الشہادۃ ہے
۲۶۸	(۵) مہمبس کے نعتاء کے چند دینا موجب فسق ہے
۲۶۸	(۶) حق چھپانے والا مولوی بھی فاسق ہے
۲۶۸	(۷) قبیح شرع عالم دین کی توہین سخت گناہ ہے
۲۶۸	تیسرا باب دعویٰ اور گواہی
۲۶۲	۲۵۰ بی بی فون پر حال و احوال کوئی بھی مقبول نہیں
۲۶۳	۲۵۰ جس کوئی سے حقوق عباد ضائع ہوں اس کا چھپانا حرام ہے
۲۶۳	۲۵۱ (۱) شہادت پر صورت سے طلبہ و خوراک نہیں لینا چاہیے
۲۶۳	(۲) شہادت شرعی ہو تو آمد و رفت کا کرایہ لینا جائز ہے
۲۶۳	(۳) مدت میں موجود شخص چال و پیدل کی تحدید کرنے پر اجرت نہیں لے سکتا
۲۶۳	(۴) ارشادت قریف
۲۶۳	(۵) زبانی کوشش سے ہو سکے والا کام کی اجرت لینا یہاں ہے؟
۲۶۳	۲۵۲ ہندو کوئی ہندو کے معتبر ہے مسلمان کے خلاف نہیں
۲۶۵	۲۵۲ حاکم یا کسی کو پتہ کی کوئی دینا جائز بعض صورتوں میں واجب ہے

صفحہ	مضمون
۲۷۵	۲۵۵ شرعی شہادت دینے کے لئے جرات پینا جائز نہیں
"	۲۵۶ وارثی مندرے کی شہادت یہ حالت سے نکاح منعقد ہوتا ہے
۲۷۶	۲۵۷ مدعی ایک اور مدعی علیہ دو ہوں تو مدعی کے ذمہ دونوں کے سامنے ثبوت پیش کرنا ضروری ہے
"	۲۵۸ ثالث کے سامنے ایک شخص مدعی طریق ہو میاں وہی مکر ہوں تو کیا حکم ہے؟.....
۲۷۸	۲۵۹ عورت کے غلو، عوی پر قضی کا نسخ نکاح قضاء صحیح ہوگا.....
۲۷۹	۲۶۰ عورت پر مبنی شہادت، وجہ تاخیر سے غیہ مقبول ہو جاتی ہے
"	۲۶۱ (۱) مرثیہ موت میں مسو کہ زمین ایک بیٹے کے ہاتھ فروخت کرنا جائز ہے
"	(۲) خرید و فروخت پر عورتوں کی دہائی معتبر ہے
"	(۳) شہادت کے لئے غلط "تہد" کافی ہے
"	(۴) عورتوں کو وہی پر مذہب کا متعلق حتمی شرعی مدعی معتبر نہیں
۲۸۰	۲۶۲ عورت یا مرد، عوی سے بغیر ان کے نکاح پر کسی کی شہادت مقبول نہیں
"	چوتھا باب: منصب افتاء
۲۸۱	۲۶۳ مطلقہ مغلطہ جھوٹی گواہی کی بناء پر مفتی کے فتویٰ سے حل نہیں ہوتی
۲۸۲	۲۶۴-۲۶۵ بغیر علم کے فتویٰ دینا حرام ہے
"	۲۶۶ یہ فیصلہ کرنا اہل شوری کا کام ہے کہ فلاں کام دارالعلوم کے لئے مضہر ہے یا نہیں؟...
۲۸۳	۲۶۷ مسد پر پختہ پر عام ہا یہ "نا" جواب میں مسد نہیں جاتا "یہا ہے"
"	۲۶۸ مفتی پر زہنی جواب واجب ہے تاخیر کی نہیں
۲۸۳	۲۶۹ (۱) مفتی کے لئے صاحب علم نامہ "اس زمانہ سے وقف ہونا ضروری ہے
"	(۲) غیہ علم فتویٰ دینے کا بل نہیں بلکہ تحقیق و تصدیق اس وقت پر عمل نہیں کرنا چاہیے
"	(۳) مفتی کا قصد کسی مسد کے خلاف نامہ تصدیق کے ساتھ علم فتویٰ دینا سخت مذموم ہے
"	(۴) تبذیر نامہ نمونہ سے اپنی قریف شایع کردہ عنوانوں کو اٹھائے دینا مذموم ہے
۲۸۵	۲۷۰ اپنی مسد بغیر علم کے بتانا سخت مذموم ہے
"	۲۷۱ فتویٰ کو بلا وجہ نہ ماننا موجب فسق اور محض صورتوں میں موجب غرہ ہے
"	۲۷۲ ایضاً
۲۸۶	۲۷۳ بغیر علم کے مسد بتانا مذموم ہے
"	۲۷۴ جواب سے آخر میں "واللہ اعلم" لکھنا علماء کا طریقہ مسو کہ ہے اس سے جواب مشکوک نہیں ہوتا

صفحہ	مضمون
۲۸۵	غیر قاضی کا فیصد قضاء نہیں.....
۲۸۶	ایک شخص مدعی نکاح ہو عورت اور اس سے وہ منکر ہو تو کیا حکم ہے؟
۲۸۷	کتاب الطہارۃ
۲۸۸	پہلا باب : حوض اور کنوئیں کے احکام
۲۸۹	بحری کنوئیں میں گر کر مر جائے تو تمام پانی نکاح ضروری ہے.....
۲۹۰	کنوئیں میں بحری یا اونٹ کی کتنی میٹنیاں گر جائیں تو ناپاک ہوگا؟
۲۹۱	چشمہ دار کنواں ناپاک ہو تو بھی موجود تمام پانی نکاح ضروری ہے.....
۲۹۲	کنوئیں میں پیشاب کا اٹھنا کر جائے تو تمام پانی نکاح ضروری ہے.....
۲۹۳	کنوئیں میں جو تار جائے تو کیا حکم ہے؟
۲۹۴	کنوئیں کے قریب نجس پانی نہ تو اب تک کنوئیں کے پانی کا رنگ یا بو یا ذائقہ تبدیل نہ ہو
۲۹۵	نواں پاپا ہے.....
۲۹۶	جب تک ناپاکی کا یقین نہ ہو محض ہندو آٹھک کے پانی بھرنے سے کنوئیں ناپاک نہ ہوگا
۲۹۷	کنوئیں جو تار گرنے سے ناپاک نہ ہوگا
۲۹۸	شست پہنوں کا رقبہ ۱۰۰۰۰ کے رقبہ کے برابر ہو تو حوض بیکہ کے حکم میں ہے
۲۹۹	(۱) کنواں میں عورت گر کر زخمی ہو جائے تو نواں پاپا ہے
۳۰۰	(۲) کنوئیں میں پیشاب یا بیا ہو تو تمام پانی نکاح ضروری ہے
۳۰۱	کنوئیں چھینکی کے برابر مرنے یا چھوٹنے سے ناپاک نہیں ہوتا
۳۰۲	حوض کے در در دو ہونے کے سے ۲۲۵ مربع فٹ ہو نا کافی ہے خواہ جس شکل میں ہوں
۳۰۳	غیر مسلم کو نہ داخل کنوئیں میں داخل کیا جائے تو نواں پاپا نہ ہوگا
۳۰۴	شرعی گز نمبری گز سے ساڑھے آٹھ گز کا ہوتا ہے.....
۳۰۵	ہندوؤں کے پانی بھرنے سے نواں پاپا نہیں ہوتا
۳۰۶	دو در در رقبہ یا اس سے زیادہ رقبہ کے تاباب میں نجاست کا کوئی اثر نہ ہو تو اس میں وضو اور غسل جائز ہے.....
۳۰۷	پاشمہ و رکنواں ناپاک نہ ہوں میں موجود تمام پانی نکاح ضروری ہے
۳۰۸	پاپا کے تلب نذر سے کشادہ حوض میں نجاست گرے تو اس سے وضو کیا حکم ہے؟
۳۰۹	کنوئیں میں مرنا یا تار جائے تو تمام پانی نکاح ضروری ہے

مضمون

۲۹۹	۲۹۶ مینڈک کے مرنے سے کٹواں ناپاک نہیں ہوتا.....
۲۹۷	۲۹۷ کنویں سے زندہ یا مردہ سانپ برآمد ہو تو کتنا پانی نکال جائے؟.....
۲۹۸	۲۹۸ پھوں کے گرائے ہوئے پتھروں کے ناپاکی کا جب تک یقین نہ ہو کٹواں پاک ہے
۳۰۰	۲۹۸ وہ دردہ کی گہرائی کتنی ہونی چاہیے؟.....
	دوسرا باب : انسان اور اس کے عوارض
	فصل اول : بول و براز کے احکام
۳۰۱	۲۹۹ شیر خوار لڑکا اور لڑکی دونوں کا پیشاب ناپاک ہے..
۳۰۱	۳۰۰ وضو میں مستعمل پانی کے چھینٹوں کا حکم
۳۰۱	۳۰۱ پیشاب کی پاکی کے لئے ڈھیل اور پانی کا استعمال افضل ہے.....
	فصل دوم : حیض و نفاس
۳۰۲	۳۰۲ ایام حیض میں قرآن مجید یا کتاب کے جس ورق پر آیت ہوں وہ باتھ گناہگار نہیں
۳۰۳	۳۰۳ ایام حیض میں عورت قرآن شریف کے ساتھ تمام نماز پڑھ سکتی ہے
۳۰۴	۳۰۴ شوہر نے بے خبری میں ایام حیض میں جماع کیا تو گناہ نہیں.....
۳۰۵	۳۰۵ نفاس والی عورت کے چھوئے ہوئے برتنوں کو ناپاک سمجھنے و دیکھ کر حرام نفاس
	کے مرتکب شخص نرداری کے لائق نہیں
۳۰۶	۳۰۶ عورت کو نفاس کا خون و قندہ و قندہ سے چھپاؤں سے زیادہ آگ تو تین دن نفاس کے شمار
۳۰۷	ہوں گے
۳۰۸	تندرستوں
	فصل سوم : آدمی کا جسم اور جھوٹا
۳۰۹	۳۰۷ بھنگی یا چار منہ دھلا کر پاک کر لیا جائے تو اس کے ہاتھ کی چیزیں پاک ہیں
۳۰۹	۳۰۸ (۱) بھنگی کے ہاتھ پاک ہوں تو اس کے ساتھ کھانا محض اس وجہ سے کہ بھنگی ہے ناجائز نہیں
	(۲) بھنگی سے مسجد میں جھڑو دلوانا کیسا ہے؟
۳۱۰	۳۰۹ بھنگی کے ہاتھ پاک ہوں تو اس کے ساتھ کھانا جائز ہے تبہیغی مقصد کے پیش نظر یہ
۳۱۰	عمل قابل تسمین ہے
	۳۱۰ غیر مسلم کے ہاتھ پاک ہوں تو اس کے ساتھ کھانا ناجائز ہے تبہیغی مقصد کے
	پیش نظر یہ عمل مستحسن ہے

صفحہ	مضمون
۳۰۸	۳۱۱ تا ۳۱۲ کا بدن پاک ہو کر اس کا جسم اور پیادہ کھانا کھانا جائز ہے تب تک یہ مسئلہ
۳۱۰	موجب اجر ہے.....
۳۱۲	۳۱۲ تا ۳۱۳ کا یقین یا ظن غالب نہ ہو تو کافر کا جھوٹا کھانا پینا جائز ہے
۳۱۳	۳۱۳ جواب دیگر.
۳۱۱	فصل چہارم: وضو غسل اور تیمم
۳۱۱	۳۱۳ اعضاء تیمم پر غبار آلود ہاتھ پھیرنا فرض ہے ہولی غصہ رہ جائے تو تیسرے وضو
۳۱۱	ضرورت نہیں..
۳۱۵	۳۱۵ خٹوں سے نیچے پاؤں پر نہ نشت نہ ہے اس سے وضو نہیں ہوتا
۳۱۲	۳۱۶ غسل جنابت میں نہ نشت سے نیچے پانی پڑنا ضروری نہیں
۳۱۲	جواب دیگر
۳۱۲	۳۱۷ غسل کرنے سے پہلے نہ نشت نہ ہے اس سے وضو نہیں ہوتا
۳۱۳	۳۱۸ دانتوں پر سونے کا چڑھایا بواخول مانع غسل وضو نہیں
۳۱۳	۳۱۹ دانت جنابت میں کھانا پینا جائز ہے بہتر یہ ہے کہ وضو نہ کرے اور نہ دھو کر چلی جائے
۳۱۳	۳۲۰ دانت صاف کرنے کے لئے شیش میں برتنی ہو تو اس کا استعمال جائز ہے
۳۲۱	۳۲۱ (۱) وضو میں انگلیوں کا خلال کس وقت کرنا چاہیے؟
۳۲۲	(۲) چوتھائی سر کا مسح فرض ہے.....
۳۲۲	۳۲۲ وضو میں مسواک نہ کرنا مکروہ ہے
۳۲۳	۳۲۳ دانت صاف کرنے کے لئے شیش میں شیشی نہ کرنا مکروہ ہے
۳۲۵	۳۲۴ ناگ اور گھوڑوں کے آنسو سے وضو نہیں ہوتا
۳۲۵	۳۲۵ نہ نشت کا مانع نہ نشت مانع غسل نہیں
۳۲۶	۳۲۶ سبیلین سے خارج ہونے والا مطلقاً ناقص وضو ہے.....
۳۲۷	۳۲۷ وضو یا غسل میں کوئی جگہ خشک رہ جائے تو صرف اسی جگہ کو دھو لینا کافی ہے خواہ ماتی
۳۲۷	۳۲۷ اعضاء خشک ہوں یا نہ
۳۲۸	۳۲۸ دانت صاف کرنے کے لئے شیش میں شیشی نہ کرنا مکروہ ہے
۳۲۹	۳۲۹ جنازے کے لئے کئے ہوئے وضو سے قرائن و نوافل پڑھنا جائز ہے..
۳۳۰	۳۳۰ (۱) ضرورت کی وجہ سے دانتوں پر سونے کا خول چڑھنا جائز ہے نہ نشت کے لئے ضرور ہے

صفحہ	مضمون
۳۱۷	(۲) انہوں پر پڑھنا یا غسل وضو نہیں
۳۱۸	۳۳ گردن کے مسح کے بعد انگلیوں کے خدال کا کوئی ثبوت نہیں.....
"	۳۳۲ جنبی کے ماتھ پر پاک ہوں تو اس کا پکایا ہوا کھانا یا روٹی کھانے میں کوئی مضائقہ نہیں
۳۱۹	۳۳۳ منہ مر رہے ہو پانی کے استعمل سے سخت دھاری کا اندیشہ ہو تو غسل کے بعد تھوکر دھو کر
"	۳۳۴ نفی کے نزدیک بھی تیمم میں کہنیوں تک ہاتھ پھیرنا حرام ہے
۳۲۱	۳۳۵ انتہائی حد تک سے بے ہوشی کا استعمال جس میں خنزیر کے بال ہوں حرام ہے
"	۳۳۶ سخت لوٹی یا سوئی موزے جن پر سے پانی نہ چھنے اور چمڑے کے موزوں پر مسح جائز ہے
۳۲۱	۳۳۷ حالت جنابت میں ٹیل لگا کر غسل کرنے سے غسل درست ہوگا.....
۳۲۲	۳۳۸ مسوک سے دانتوں کو صاف کرنا مسنون ہے بشرط پاک ہو تو اس کا استعمال مباح ہے
"	۳۳۹ تمباکو نوشی اور نسور رکھنے سے وضو نہیں وقتاً.....
"	۳۴۰ یہ میں بتاؤ شخص جس کے کپڑے ہمیشہ پاک رہتے ہوں کیسے نماز پڑھے
۳۲۳	۳۴۱ نیت نجاست زائل سے فسخ نماز نہ ہوں
"	فصل پنجم حد بوغ
"	۳۴۲ برکی لغش آنے یا پندرہ سال کی ہونے سے باغ ہو جاتی ہے
"	۳۴۳ (۱) برکی لغش آنے یا پندرہ سال کی ہونے سے باغ ہو جاتی ہے
"	(۲) موزے زہر ناف کا خاتم ہونا مستحب بوغ نہیں
"	(۳) عید شہری شدہ برکی لغش آنے کے بعد بھی باغ ہوتا ہے
"	(۵) مراقبہ و مراقبہ کی پچھلے ہیں
"	(۶) نیت باغ ہو جاتی ہے
"	تیسرا باب برتنوں اور پیالوں کی پاکی
۳۲۴	۳۴۴ معذورین کے لیے اب تک پاک شمار ہوتا ہے
۳۲۵	۳۴۵ زہر ہوا کوٹ یا سب کا پید ہو نا یقینی نہ ہو تو ہونا واجب نہیں
"	۳۴۶ نیت برتن میں تادمہ کے قلعین مرتبہ دس سے پاک ہو جائے گا
"	۳۴۷ خور و حرام گوشت پکانے کے بعد مسلمان پانی دھو کر کھانے میں جھینگے کے ساتھ
۳۲۶	بحری ان کے ہاتھ فروخت کرنا جائز ہے
"	۳۴۸ کافروں کے اٹھلے سونے پیالوں کے ناپاک نہ ہونے کا غالب گمان ہو تو ان میں نماز جائز ہے

صفحہ	مضمون
۳۲۷	تانبے و چیتل اور ہب کے برتن جائز تھارے کے لئے غیر مسکون کو رایہ پر دینا جائز ہے
۳۵۰	جنس کا دھویا ہوا پٹیا کس ہے
۳۵۱	دھوئی کے دھوئے ہوئے پٹوں میں نماز پڑھنا جائز ہے
۳۲۸	چوتھو باب : صایون وغیرہ وہی صایون جس میں ناریں چرلی پڑتی ہے کے استعمال کا حکم پانچواں باب : متفقہ وقت
۳۳۲	مستعمل پانی سے وضو کا حکم
۳۳۵	میلوں کے پیشاب سے غرض پاک کرنے کے لئے غرضی کوئی مقدار نکال دینا
۳۳۶	راستوں کے کچھ اور پانی میں شاربجاست نہ ہوں قیاس ہیں
۳۵۶	جنسی شخص کے لئے بہتر یہ ہے کہ وضو پاک تھوڑا منہ اٹھو کر کھانا کھا لے
۳۵۷	(۱) مشرکوں میں نجاست عقدا دی سے نہ کا جھوٹا پاک ہے
۳۵۸	(۲) ملی کا جھوٹا مکروہ ہے.....
۳۳۷	کفار کے مستعمل کنوئیں یا میسر شیاء میں نجاست قیاسی نہ ہو پاک ہیں
۳۳۱	قویہ یا رواں سے پاک یا جو تا بھرنے تک بعد چہرہ پر پھینکا کس پر نماز پڑھنا جائز ہے
۳۶۰	مقعد میں تھوڑا میٹر گانے سے غسل واجب نہیں ہوتا
۳۳۲	دری یا ٹاٹ جو نچر نہ سکے کے پاک کرنے کا طریقہ.....
۳۶۲	جتنے ثور میں کتا رہے اور جس کتا مر جائے تو تھوڑا یا جسم کتاب اختان و خفائش
۳۶۳	بے ختنہ بالغ شخص دوسرے سے ختنہ کرا سکتا ہے.....
۳۶۴	ختنہ کی تقریب میں دعوت دینا ضروری نہیں.....
۳۶۵	کیا عورتوں کا ختنہ بھی سنت ہے؟.....
۳۳۵	(۱) کیا بے ختنہ مسلمان کا ختنہ ضروری ہے؟.....
۳۶۶	(۲) بے ختنہ مسلمان کا نکاح جائز ہے.....
۳۶۷	(۳) بے ختنہ مسلمان کی ولاد کا نکاح بے ختنہ مسلمان کی اولاد سے جائز ہے.....
۳۶۸	(۴) بالغ نو مسلم کا ختنہ کر دینا بہتر ہے.....
۳۶۹	(۵) کیا بے ختنہ بالغ مسلمان پر ختنہ کے لئے ختنہ کی جائز ہے.....

صفحہ نمبر	مضمون
۳۳۵	(۶) ختنہ سے زیر سبب نیاں اور مردار درست نہ ملتی ہے
“	(۷) ناجائز ختنہ یا مسلمان ختنہ جاری ہے
“	(۸) بے ختنہ مسلمان کا نکاح جائز ہے۔
“	(۹) بے ختنہ بالغ مسلمان طہارت میں احتیاط کرے تو باختہ مسلمانوں کی مامت برکت ہے
۳۳۷	۳۶ ختنہ کی تقریب میں ناجائز نامہ نہ تو اثرات جاری ہے
“	۳۶۸ یا عورت کا ختنہ مسنون ہے
۳۳۸	۳۶۹ ختنہ کی عورت جائز ہے
“	۳۷۰ ختنہ کی عورت اور مسلمانوں کا شہریت بداعذر نہ کرنے والوں سے قطع تعلقی کیا جائے
۳۳۹	۳۷۱ غیر مسلم ہمارے مائتات ختنہ پر ناجائز ہے

تم الفہرس بعون اللہ تعالیٰ و منہ العمیمہ والحمد للہ علیٰ ذلک

کتاب العلم

پہلا باب، دینی تعلیم اور تبلیغ

فصل اول، دینی تعلیم اور تبلیغ کی فضیلت

دینی مدرسہ کے خلاف پروپیگنڈا کرنے والے شخص سے تعلقات ختم کر دینے چاہئیں
(سوال) ہمارے یہاں کچھ عرصہ سے ایک مدرسہ قائم ہے جس کی آمدنی کے یہ ذریعہ ہیں کہ ہم سب
سنیہ اساتذہ کا چندہ بھی دیتے ہیں اور گوک بھی ہر ایک کے یہاں رہتی ہے اور آئے کی چٹنی، اچھی
کی جاتی ہے، ملک میں ہر شخص حسب حیثیت وقتاً فوقتاً کچھ ادا کرتا رہتا ہے سال بھر کے بعد گوک سب سے
واپس لی جاتی ہے لہذا مسکنی عمر و جو مستی میں ایک سربراہ اور وہ آدمی ہے اس کے پاس جب محصل چندہ گوک
پینے گیا تو اس نے کہا کہ میں تو ماہواری چندہ گوک سے دیتا ہوں محصل کے پوچھنے پر کہا کہ میرے والد
بھی سی طرح دیتے تھے میں تو ان کی تقلید کروں گا محصل نے کہا کہ وہ تو مددہ کر چکے تھے کہ گوک ملک
میں کے اور چندہ الگ دیں کے مزاوے نہ کہ جائز ان کی قبر پر پوچھو۔ محصل واپس آیا جب اس کو منتظران
مدرسہ نے زیادہ کہا تو اس نے کہا چندہ کار جسٹ، اچھا، منتظران نے کہا کہ تم کو پہلے جواب دینا چاہیے تھا پھر
ہم رجسٹر دکھائیں گے غرضیکہ اس پر بہت دیر تک جھگڑا رہا اور اس نے جواب نہ دیا بعد وہ عمر و نے دوپہر
دیکر لوگوں سے مل کر گاؤں میں لکھ لکھ کر یہ اعلان کر لیا کہ جو کوئی شخص مدرسہ میں چٹنی اور گوک دیکھا، اس
سے ہم سمجھ میں گئے۔ لہذا سب سے یہ ہے کہ اس شخص سے اسلامی تعلقات منقطع کر دینا چاہیے یا نہیں؟
جیہا تو جروا

(جواب ۱) فی زمانہ جب کہ دیگر اقوام رہبر و زاسی فکر میں ہیں کہ ترقی کی جائے اور غوث ہاتھ من ذلک
اسلام کو فتح و فتح دین سے اکھاڑ کر پھینک دیا جائے تو مسلمانوں کو لازم ہے کہ وہ بھی یہ اسباب مہیا کریں جس
کی وجہ سے دیگر اقوام کو ان کے مقابلے میں اس تو جرات مقابلہ ہی نہ ہو سکے اور ان کی وقت جرات برے
آکے بدھیں تو ان کو پیپنی نصیب ہو، وہ اسباب جن کی وجہ سے مخالف اقوام کا ور مسلمانوں پر نہ چل
سکے ان کی اپنی دینی تعلیم ہے جس قدر تعلیم عام ہوگی سی قدر مخالفین کو زک انھما پڑے گی اس سے ہر
جہد اور ہر ملک کے باشندوں کا فرض ہے کہ وہ اسلامی تعلیم کی ترقی میں کوشاں رہیں اور جو خدا کے بندے
اس ضرورت کو محسوس کر کے مدرسے اور انجمنیں قائم کرتے ہیں دیگر مسلمانوں کو ان کی امداد و اعانت

(۱) قولہ کہ ہم دینی بحری (آمدنی) رکھنے کا ظرف (فیروز اللغات)

(۲) قولہ چٹنی: منھنی بھر آنا (فیروز اللغات)

(۳) قولہ العلامی فی فصولہ من فروع الاسلام علیہ ما یحتاج لہ العبد فی اقامۃ دینہ و احلاص عسکہ لہ وعلی و
معاشرۃ عادہ (رد المحتار، مقدمہ ۴۲/۱ ط سعید)

رہنا واجب ہے جو ولی شخص اس کے برخلاف ان کی ترقی میں روئے الکاہل وہ درحقیقت ان بخدا
وہوں کا ہی دشمن نہیں ہے بلکہ وہ اسلام کا دشمن ہے وہ رسول عربی روحی فداہ کا دشمن ہے وہ خدا کا دشمن
ہے یہ شخص سے مسلمانوں کو اسلامی تعلقات زجر منقطع کر دینے چاہئیں یہاں تک کہ اس قبیل
نہیں کہ مسلمان اس سے خلیفہ رہیں جو شخص اسلام کی مخالفت کرے وہ سب اس قبیل
ہے کہ مسلمان اس سے اسلامی اخوت و قنم رکھیں۔

ہر کس از دست غیر نالہ کند سعدی از دست خویش دشمن فریاد

واللہ تعالیٰ اعلم

- (۱) تبلیغ اسلام کی نیت سے غیر مسلم سے رواداری و حسن سلوک مستحسن ہے
- (۲) نو مسلموں کو حقیر و ذلیل سمجھنا موجب گناہ ہے
- (۳) پست اقوام کو مسلمان بنانے میں رکاوٹ پیدا کرنے والے اللہ تعالیٰ اور رسول کے مجرم

- (۴) ہم سب اقوام کے نو مسلم یا مسلمانوں کے بھائی ہیں
- (۵) ہر مسلمان پر بقدر معصومات تبلیغ لازمی ہے

(سوال) جنس مقامات پر ملاقات دیکھا گیا ہے کہ خود مسلمان جو احکام اسلام سے ناواقف ہیں یا بنود
شریعت سے متاثر ہو کر یا بنود سے ابھرنے کے سبب یا بنود کا دست نگر ہونے کے باعث یا اپنی
ذاتی ثروت و ثرائف پر مغرور ہوتے ہوئے پست اقوام کے مسلمان ہونے میں حارج و مانع نظر آتے ہیں
ان جہات و مد نظر رہتے ہوئے امت مسلمین کی آکائی کے لئے اقدام کیا جائے۔

- (۱) تبلیغ اسلام و تائیف قلوب کی نیت سے ہر مسلمان و غیر مسلم پست اقوام کے ساتھ رواداری و
تعلیق و رجائے حسن سلوک کا یہ حکم ہے

- (۲) جو وہ خود مسلمان ہو، نو مسلموں کو ذلیل سمجھیں ان سے نفرت و حقارت کا برتاؤ کریں ایسے
کلمے نہ کہ یہ حکم ہے

- (۳) جو وہ خود مسلمان ہو، پست قوم و مسلمان بنانے میں رکاوٹ پیدا کریں اور مخالفت پر آمادہ

۱۔ ذلک مد دا صطرب حسن راس فی لامہ و سر سر ص فی سانیہ و کبر محفل فی فو دہ و لا سس مد
ہد لا سس سس و حب علی لامہ سس لود لدفع ہدہ لمداسد و ر مد ہدہ بصوری محفل لمداسد ہدہ
بسم الموعی البقرة ۲۵۴ الجزء ثالث ص ۹ ط شریکة مکتبہ مصطفیٰ مصر

۲۔ فیس ہا سس لسو و سحر و هو لیس صرب مد معصہ فسو و لیس طبع عبہا مد ہجرہ عبہا لکس
عبہا فیل لمدلہب غرض لمداری فی ہدہ اسباب ان سس صمد الہجران الحبر و آہ بسو و بقدر محرم فیس
کد من ہن بقصد بسو و سحر لمدلہب کما فی قصہ کعب و صمدہ و فح لمدری سرح صحیح
المداری باب مد بحوز من الہجران لمن عصی ۱۰ ۱۵ ط المصنعة الکبری المیریہ مصر

صاحب اور متولی صاحب سے گفتگو ہوئی یا نہیں ہم کو اس کا علم نہیں عشاء کے بعد امام صاحب نے کلمہ نہیں پڑھایا اور سرہانہ صرف چیل دیئے ایک مصلیٰ نے متوں صاحب سے کہا کہ یہ شخص مسلمان ہونا چاہتے ہیں متوں صاحب نے کہا کہ کدھ کا، ڈھیر چھار ہے ہم پہچانتے نہیں مسلمان سند دیئے مسلمان نہیں بنا سکتے غرضیکہ اس مصلیٰ اور متولی میں بہت حجت ہوئی اور متوں نے اسی سیدھی بجوس کی اور اس کو کلمہ نہ پڑھایا۔ المستفتی نمبر ۷۲۰ ایم اے مصطفیٰ (برما)۔

۲۹ شوال ۱۳۵۳ھ ۲۵ جنوری ۱۹۳۶ء

(جواب ۳) جو شخص مسلمان ہونے کے لئے آئے اس کو مسلمان کر لینا ضروری ہے اور سلام کرنے کی سند یا پیدینا ضروری تو نہیں ہے مگر جائز ہے، ناجائز یا ممنوع نہیں مسلمان نہ کرنا یا اس کو حقیر و ذلیل سمجھ کر مسلمان کرنے سے انکار کر دینا یا برا بھلا کہنا یہ سب گناہ کی باتیں ہیں متولی کا یہ فعل سخت گناہ تھا جس نے یہاں جاتے رہنے کا خط لکھا ہے امام کا فعل بھی گناہ تھا۔ ان دونوں کو فوراً توبہ کرنی لازم ہے اور اگر وہ آدمی مل سکے جو مسلمان ہونے آیا تھا اور انہوں نے اس کو زجر کر کے مسجد سے نکال دیا تو ان پر لازم ہے کہ اس سے معافی مانگیں اگر وہ مسلمان ہو گیا ہو جب بھی اور نہ ہو اب واجب بھی اور اگر مسلمان نہ ہو اب تو اس کو ترغیب دینا مسلمان کرنے کی کوشش کریں۔ فقط محمد کفایت اللہ کان ملہ۔

(۱) کیا مروجہ طریقہ تبلیغ صحیحہ، تابعین اور تبع تابعین کے زمانے میں بھی تھا؟

(۲) صحیحہ کرام فرد افراد اور جماعت کی شکل میں تبلیغ کا کام انجام دیتے تھے

(۳، ۴) تبلیغ فرض کفایہ ہے

(۵) کیا مروجہ تبلیغ کو جہاد کہا جاسکتا ہے؟

(۶) تبلیغ چھوڑنے پر جہاد چھوڑنے کی وعیدیں چسپاں کرنا صحیح نہیں

(۷) تبلیغ کسی خاص طبقہ کے ہاتھ مخصوص ہے یا عام مسلمانوں کی ذمہ داری ہے؟

(۸) ہر مسلمان کلمہ کے صحیح مفہوم اور نماز وغیرہ کے مسائل کی تبلیغ کا محتاج ہے

(سوال) (۱) آیا حضرت مولانا محمد ایاز کی تبلیغی تحریک ہیئت کذائی قرون اوں میں پائی جاتی ہے؟ (۲)

کیا صحابہ کرامؓ و فوہدینا کر مسلمانوں میں کلمہ و نماز سکھانے کے لئے تشریف لے گئے تھے یا علماء سلف بدین

مسلمانوں کے گھروں پر کلمہ و نماز وغیرہ کے لئے جماعتیں بنا کر اپنا ایک امیر بنا کر تشریف لے جاتے

تھے؟ (۳) یہ تحریک فرض میں ہے یا فرض کفایہ؟ (۴) اس تحریک میں شامل ہونے کو فرض عین

۱۔ قول کافر لمسلم اعرض علی اسلام فقال لا بدی، وقال دھب الی عامہ، ودام کفر فی المحسن و راد ن
سئم فصل نہ لعالمہ الخمس سی حر المحسن - یکفر فی ہمدہ کلہ جامع الفصولین لفصل ثامن و لموس
۲۔ ۲۹۶، ط مطبعہ ازہریہ، ناشر اسلامی کتب خانہ کراچی

نے اسے حق بجانب ہیں یا نہیں؟ (۵) اس تحریک پر جہاد متعارف جو قرآن و حدیث میں آتا ہے صادق آتا ہے یا نہیں؟ نیز اہل حق و تقوا و وعدہ و وعدۃ و روحہ فی سبیل اللہ کی احادیث جہاد کا اس تحریک کو مصداق ٹھہرانا درست ہے یا نہیں؟ (۶) جو امیدیں قرآن و حدیث میں قرآن و حدیث پر وارد ہوئی ہیں اس تحریک میں شامل نہ ہونے والوں پر چسپاں ہو سکتی ہیں یا نہیں؟ (۷) اہل المعروف و البیہ عن المکر کا فریضہ عام مسلمانوں پر عائد ہوتا ہے یا مخصوص طبقے کے ساتھ خاص ہے؟ (۸) جب کہ کلمہ نماز کا ہر شخص قائل ہے اور اس کلمہ کی حقیقت اور نماز کی فرضیت معلوم ہے لیکن اپنی سستی و کالی کی وجہ سے ان کا پابند نہیں ہے یا کلمہ کے صحیح الفاظ کا تلفظ نہیں کر سکتا تو اب نماز کی پابندی کے متعلق کیا کلمہ کی صحت الفاظی کرنا یہ تبلیغ ہے یا ترغیب؟ المستفتی نمبر ۲۷۹۴۔

حاجی حنیف مدین صاحب بدوق والے۔ دہلی مورخہ ۶ ربیع الثانی ۱۳۶۳ھ

(جواب ۴) (۱) یہ تحریک اصل حقیقت کے اعتبار سے تو اسلام کی بنیاد کی چیز ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا پیغام اس کے بدول کو پہنچانا اور ان کے گھر میں پر جا کر خود پہنچانا ہی اصل تبلیغ ہے قرآن اور حدیث میں ہر شخص کے لیے خود یہ خدمت انجام دینا اور زندگی کے ہر شعبے میں اس کو پیش نظر رکھنا تھا اس لیے اس وقت جماعتیں بنائے اور کسی نظام کی جد گاہ نہ قائم کرنے کی ضرورت نہ تھی۔

(۲) صحابہ کرامؓ فرد افراد اور کئی کئی مل کر یہ خدمت انجام دیتے تھے مگر اس وقت یہ خدمت کلمہ پڑھانے اور نماز سکھانے کی صورت میں ہوتی تھی یعنی غیر مسلم کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوتے اور نماز وغیرہ سیکھتے تھے قرآن مجید پڑھتے اور یاد کرتے تھے آنحضرت ﷺ نے بعض افراد اور بعض کو دوسرے رفقاء کے ساتھ تبلیغ اسلام و تعلیم احکام کے لیے بھیجا ہے آج کل بد قسمتی سے مسلمانوں کو کلمہ صحیح یاد کرنا

۱۱۔ انتہہ ۴۱

(۲) بحاری: باب العدو والروحة فی سبیل اللہ ۱/۳۹۲، ط قدیمی کتب خانہ، کراچی

۳۔ وفد کان مسلمون فی الصدر الاول عنی ہذا المہج من المرقہ للثمن بالاعمال العامہ فقد حصہ عمر عنی المسر وکان من قال اذار سم فی اعواح قومہ، فقام احد رعاة الابل وقال لور ایا فیک اعواحا قومہ سیوف۔ وکان بحاصہ من الصحابہ مکلفین فی اراء ہذا الواجب، بشعر کل مہم، بمیشعر الاحمر من الحاحۃ لی سر لواء الاسلام و حفظہ و مقاومہ کل من یس من شب من عفاہ و آذانہ و احکامہ و مصالح اہلہ، وکان سائر المسلمین یغالبہم (تفسیر المراغی، آل عمران: ۱۰۴-۱۰۵/۴ ط مصر)

۴۔ عن انس عن رسول اللہ ﷺ لیسعدن حین یبعث الی لیس بن ساسی قوم من ہل الکب واد حنیہ ووعیہ الی اب شہد و لا لہ الا اللہ و محمد رسول اللہ، و انہم اطاعوہ و بدلت و حیرہم و لہ فرض علیکم خمس صلوات کل یوم ولہ (الحديث)، صحیح البخاری باب یبعث الی موسی و معاد الی الیمین فی حجة الوداع ۲/۶۲۳، ط قدیمی کتب خانہ، کراچی

۵۔ عن انس قال یبعث الی سبعین رجلا لحاحہ یقال لہم القرأوا الحدیث، و فی التبع قدم یوم عمر بن مارت المعروف جلا عب الایسۃ عنی رسول اللہ ﷺ فعرض علیہ الاسلام فہم سلم و لہ بعد و قال محمد لو یبعث رجلا من صحابک الی اہل کربلا و یسحبونک و ان حاربہم فبعث اسد بن عمرو فی اربعین رجلا (باب غزوۃ الرجیع و رعل و زکوان و بنو معویۃ ۷/۲۹۸، ط مطبعہ میریہ مصر)

جاتا ہے اور ان کو گھیر کر مسجد میں نماز کے لئے لایا جاتا ہے غیر مسموں میں تبلیغ کے لئے جانے ہا موقع ہی دستیاب نہیں ہوتا ان نام کے مسلمانوں کی حالت اصلاح پذیر نہ تو چہ غیر مسموں کی طرف توجہ نہ جائے۔

(۴.۳) فرض میں تو نہیں ہے مگر فرض غایہ ہونے میں شبہ نہیں ہے۔

(۵) جہاد کے دو ایک مخصوص معنی ہیں یعنی اعلیٰ کلمۃ اللہ کے لئے قتال کرنا اور ظاہر ہے کہ یہ تحریک اس معنی کے لحاظ سے جہاد نہیں ہے، جہاد کے دوسرے معنی اللہ کے راستے میں کوشش اور ریاضت سے کام لینا اس معنی کے لحاظ سے اس تحریک کو جہاد کہہ سکتے ہیں اور آیہ کریمہ انضروا حقایق وثقالا اور حدیث شریف لعدوة اور وحة فی سبیل اللہ کے حکم میں اس کو داخل کر سکتے ہیں۔

(۶) ترک قتال کی امیدیں اس پر چسپاں کرنا صحیح نہیں ہاں ترک تبلیغ اور مدائنت کی امیدیں اس کے ساتھ متعلق ہوں گی۔ (۴)

(۷) امر بالمعروف اور بھی عن المسکر کے بہت سے درجات ہیں اس کا ابتدائی اور عام درجہ مسلمان کے ساتھ متعلق ہے۔ (۱)

(۸) اس کو تبلیغ کہا جائے یا ترغیب اس کا پتہ فرق نہیں ظہر کا باوجود قتال بھی اس کے صحیح مفہوم میں صحیح تلفظ کی تبلیغ کا محتاج ہے اسی طرح نماز و فرض جانے والا اور ماننے والا بھی احکام و مسائل نماز کی تفصیلات کی تبلیغ کا محتاج ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ بہ، دہلی

- ۱۔ الدعوة لاسلامہ و سرہا فی قولہ اعلمہ و الامر بالمعروف و نہی عن المنکر من فروع لاسلامہ بکلمہ تفسیر سیر فی العقیدہ والشریعہ و المسیح، ال عمر ۱۰۴، ۴، ۳۵ ط دار الفکر بیروت
- ۲۔ فی الجہاد هو الدعاء الی الدین الحق و القبول مع من اصبح و سرور عن الحقون و الدین و الدین عالمگیری
- ۳۔ الجہاد احمال المشقة و مکفحة الشدائد فیسمی الحرب للدفاع عن الدین و اہلہ و دارہ کلمتہ الجہاد الدین سیدہ السلف الجہاد الاکبر و من ذلك معاهدة الانسان لشہواتہ خصوص فی سن السبب و المعاهدة بالبال لا عمل الجہاد الدفعہ للامہ و الدین لہج تفسیر المرعی ال عمر ۱۴۲، ۴، ۸۳ ط مشرق
- ۴۔ عن حدیثہ ہ لسی فی قولہ و لدی بقیہ بیدہ لاسلمہ بالمعروف و النہی عن المنکر او یوسکی بیدہ لاسلمہ عنکم عنہ ثم لدعہ ولا یستحب بکم مسکونہ لاسلمہ باب الامر بالمعروف ص ۳۶ ط سعید
- ۵۔ و فی المرفوعہ لاسلمہ علی انفرادی و فی قولہ بعض عمماء الامر لاون ای لہی بالید بالامور و سبب ای سبب الدین بعمماء و انشاء ای الہی بامکار بقلب لعمامة بسمسم باب الامر بالمعروف ۹، ۲۳۸ ط مددہ
- ۶۔ و فرض عنی کل مکلف و مکلفۃ بعد نعمہ عنہ الدین و نہیہ بعد نعمہ عنہ الرضی و غسل و لصیوہ سجہ رد المحتار مقدمہ ۴۲/۱، ط سعید

نواہین کے لئے تبلیغی سفر کا حکم

(سوال) (۱) یہ عورتوں کا تبلیغ کے لئے سفر کرنا معتمر کے درست ہے؟ (۲) مردوں کا تبلیغ کو جاننا اور اپنے بل و حیل کے نان و نفقہ کا انتظام بھی نہ کرنا تک درست ہے؟ (۳) کیا تبلیغ کرنا ہر مسلمان مرد و عورت پر فرض ہے؟ یہ واجب یا سنت؟

(جواب) (۵) تبلیغ دین ہر مسلمان پر بتدراس کے مبلغ علم کے بموجب زمین تبلیغ کی فرض سے نہ کرنا ہر مسلمان پر فرض نہیں بلکہ صرف ان لوگوں پر جو تبلیغ کی اہلیت بھی رکھتے ہوں اور قدر معاش سے تن فرار ہوں تبلیغ کے لئے سفر کرنا جائز ہے فرض بموجب مسلمان کے ذمے نہیں ہے اور عورتوں کا تبلیغ کیلئے حرموں سے ٹکنا زمانہ خیرا محرم میں نہ تھا ورنہ اس کی اجازت معلوم ہوتی ہے کہ عورتیں تنہا تبلیغ کے لئے سفر کریں عورت کو بغیر محرم کے سفر کرنے کی بھی اجازت نہیں ہے فرض کے لئے بھی بغیر محرم کے جانا جائز نہیں تو صرف تبلیغ کے لئے کیے جاسکتی ہیں۔ و بعد اعمم الحمد کفایت اللہ کان اللہ اعلم

فصل دوم، تعلیم قرآن

(۱) معنی و مطلب سمجھے بغیر بھی قرآن مجید کی تلاوت سے ثواب ملے گا
(۲) قرآن مجید کو سمجھ کر پڑھنا اور اس کے حلال و حرام کو جاننا مسلمانوں پر فرض کفایہ ہے
(۳) اتنا قرآن مجید یاد کرنا جس سے نماز درست ہو ضروری ہے
(سوال) (۱) قرآن شریف بے سمجھے پڑھنے سے کیا قرآن شریف کی عزت ہوتی ہے اگر نہیں تو کیا بے سمجھے پڑھنا داخل ثواب ہے؟

(۲) قرآن شریف سمجھ کر پڑھنا کیا مسلمانوں پر فرض ہے؟
(۳) جو شخص مطلقاً قرآن شریف نہ پڑھا ہو تو کیا وہ گناہگار ہے؟ (نیز منہ محمد سیماں، واوڑا)
(جواب) (۶) قرآن شریف کی عبارت کی تلاوت خود سمجھ کر ہو یا بے معنی سمجھے ہو موجب اجر و ثواب ہے ہاں سمجھ کر پڑھنے والے کو ثواب زیادہ ہوگا اور بے سمجھے ہوئے پڑھنے والے کو کم۔ لیکن ثواب دونوں میں کا یہ خیال کہ بے سمجھے ہوئے پڑھنے سے قرآن کی عزت ہوتی ہے غلط ہے، بلکہ اس میں تو اس بات کا ثبوت ہے کہ پڑھنے والے کے دل میں قرآن مجید کی اتنی عزت ہے کہ بدجو، معنی نہ سمجھنے اور معنی سے لطف اندوز نہ ہونے کے بھی وہ اس کی تلاوت میں اپنا وقت اور قوت خرچ کرتا ہے حدیث شریف

۱۔ ومع روح و محروم مع لا مرد حرہ ولو عجزوا فی سفر لتویروا شرح کتاب الحج ۲، ۴۶۴ ط سعید
۲۔ فی س حجرات ما الثواب علی قدری القرآن، فیہ حاصل من فہم و لم یفہم بالکفۃ لیسعد
کتاب مشرک س لیسعد و س من فہم و س من فہم مرقہ لیسعد باب حد کتاب فی حد س
الفصل الثانی ۵، ۹ ط امدادیہ، ملتان

میں آیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا جو قرآن مجید کا ایک حرف پڑھے اسے دس نیکیاں ملتی ہیں، اور مثال میں فرمایا کہ آلم ایک حرف نہیں ہے تین حرف ہیں۔ الف ایک حرف ہے اور لام ایک حرف ہے، میم ایک حرف ہے تو اس کلمہ آلم کے پڑھنے والے کو تیس نیکیاں ملیں گی اور جو دیکھ اس کلمہ تین حروف مقطعات کے معنی کو کوئی نہیں سمجھتا ہے یونکہ اس کے معنی خدا تعالیٰ ہی جانتا ہے یہ حضرات حق اور اس کے رسول اللہ ﷺ کے درمیان راز ہے۔

(۲) سمجھ کر قرآن شریف پڑھنا اور اس کے حلال و حرام امر و نہی کا علم حاصل کرنا مسلمانوں پر فرض کفایہ ہے یعنی کچھ لوگ اسے ضرور پڑھیں چاہیں جو قرآن پاک کے معنی اور مطالب سمجھتے ہوں اور وہ لوگوں کو بتاتے رہیں ہر ایک مسلمان کے لئے یہ فرض نہیں ہے اور ہاں ہر مسلمان کے لئے قرآن مجید کی اتنی عبارت یاد کرنی فرض ہے جس سے نماز پوری ہو سکے۔

(۳) اگر نماز درست ہونے کے لئے بھی قرآن مجید اس نے نہیں پڑھا اور یاد نہیں کیا تو گناہ کار ہوگا۔ شریف پڑھنے اور یاد کرنے کا وقت پابا ہو اور قدرت رحمت ہو، یعنی جو مسلم اس وقت تک معذور ہے کہ اسے پڑھنے اور یاد کرنے کا وقت ملے اور کوئی گناہ گھر کے لئے معذور ہے۔

قاعدہ ”یسرنا القرآن“ پتھوں کو پڑھانا کیسا ہے؟

(سوال) زید کے پاس چند چھوٹے چھوٹے بچے قرآن شریف پڑھتے ہیں جنہیں ابتداء میں قاعدہ یسرنا القرآن (جس کے مصنف ایک قادیانی ہیں) پڑھایا جاتا ہے محض اس خیال سے کہ قاعدہ مذکور بہ نسبت مروجہ قاعدوں کے آسان ہے آیا جائز ہے یا نہیں؟ علیٰ ہذا غیر مترجم قرآن شریف یسرنا القرآن مطبوعہ قادیان پر مسلمان کو پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۹۳ عبدالحق راجی ۹ ربیع الثانی ۱۳۵۲ھ ۳۰ ستمبر ۱۹۳۳ء

۱۔ عن عبد اللہ بن مسعود قال قال رسول اللہ ﷺ من قرأ حرف من کتاب اللہ فہو بحمدہ وحسنہ معزز۔
مالہ، لا یقول الہ حرف ولکن الف حرف و لام حرف و میم حرف (جامع الترمذی، کتاب صحا، فی من قرأ حرف من القرآن مالہ من الاجر ۲، ۱۹۹، ط سعید)

۲۔ قال تعالیٰ، فانزلنا من کل فرقۃ منہم طائفتن یتفقون فیہن لایة، قال لقاصی ابو السعود فی تفسیرہ و فی دلیل علی ان سقہ فی الدن من فروع الکتابہ (الوہ ۲، ۲۲، ۶۱۷، ط مکتبہ الرضی النجدیہ بالریاض)

۳۔ و فرض لقراءہ علی لسانہ و حفظہ فرض علی من حفظہ کتبت و سورہ واجب علی کل مسلم (تتویر مع الدر المختار، باب صفة الصلاة ۱/ ۵۳۷، ط سعید)

۴۔ لان یعلم بعض القراء فرض علی لکن فی ذالہ یوجد ہذا احد یقرء انما اجمعوا، مرقدہ سقیم کتب فصائل القرآن، الفصل الثانی ۴، ۳۶۲، ط املادیہ، ملتان)

۵۔ ولا یلزم اذہر النص کاحرس ولی بحریث لسانہ و کذا فی حق القراءۃ، ہو الصحیح لتعدد الواجب، مریہ شرحہ، باب الاذان، مطلب فی حدیث الاذان حزم، ۱/ ۴۸۱، ط سعید)

حواہ ۷) اس قدر اور قرآن مجید کو تعلیم کے لئے استعمال کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ شرط یہ
 قرآن مجید کے ساتھ قرآنی مشن کی تبلیغ اور تعریف کا مضمون چھپا ہوا نہ ہو۔
 محمد کفایت اللہ کان اللہ

معنی و مطلب سمجھے بغیر قرآن مجید کی تلاوت سے ثواب ملے گا
 (سوال) زید کہتا ہے کہ بغیر معنی اور مطلب سمجھے ہوئے قرآن شریف کی تلاوت کرنا بیسود اور بے ثواب
 ہے۔ المستفتی عبدالعظیم عریض اللہ معلم عربی بک کان دہلی - ۲۹ رجب ۱۳۵۲ھ م ۲۸ اکتوبر ۱۹۳۵ء
 حواہ ۸) قرآن مجید کی عبارت اور نظم و حفاظت بھی ایک مقصود اور مقصد باطنی امر ہے۔ حضرات
 حق تعالیٰ نے انا محض نزلنا الذکر وانا له لحافظون ۱۰ میں قرآن مجید کے اپنی طرف سے نازل
 ہونے کو ذکر کرنے کے ساتھ اس کی حفاظت کا بھی خود ہی ذمہ لیا ہے اور عالم اسباب میں حفاظت کا
 رعبہ یہ قرار دیا کہ مسلمان اپنے سینوں میں اس کی حفاظت کریں اور ظاہر ہے کہ اسی حفاظت کے لئے
 اس کی عبارت اور نظم و پڑھنا اور یاد کرنا زری تھا اس لئے شریعت مقدسہ نے نفس عبارت کی تلاوت کو
 حتیٰ موجب اجر و ثواب قرار دیا ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص نظم قرآنی میں سے ایک حرف کی
 تلاوت کرے وہ دس نیکیوں کے اجر کا مستحق ہوتا ہے اور پھر یہ نہیں کہ آلم ایک حرف قرار دیا جائے بلکہ
 اس کے تین حرف الف - م - میم جدا جدا معتبر ہوں گے اور تیس نیکیوں میں سے ۲ کتب کا وہ یہ میں
 سے تبدیل و تحریف سے محفوظ رہنے میں کوئی کتاب قرآن مجید کی ہمسہ کی کا دعویٰ نہیں کر سکتی اور اس
 ناس تنفوق کی اصل وجہ یہی ہے کہ مسلمانوں نے نظم قرآنی کی تلاوت اور حفظ کے ساتھ ایمان و شغف
 حاصل کیا ان کا یہ فعل موجب اجر و ثواب ہے کہ اس سے قرآن پاک کا تحفظ مربوط ہے۔ ہاں یہ ضرور
 ہے کہ نزول قرآن کا اصل مقصد اس کی ہدایت پر عمل کرنا ہے تو وہ اس کو مستلزم نہیں کہ عبارت کی
 تلاوت موجب اجر نہ ہو یہ جو ایک ثواب کا عمل ہے اور عمل کرنا جو خود دوسرا عمل ہے اور
 موجب اجر ہے اور وہ راق وفاق ہے اور عمل نہ ہو تو معنی و مطلب سمجھ کر پڑھنے اور بکھٹے پڑھنے میں
 کوئی بڑا فرق نہیں ہے۔ ۱۰ محمد کفایت اللہ کان اللہ، الجواب صحیح حبیب امر سلیم عفی عنہ - الجواب صحیح

۱۔ اس قدر میں صرف شریعت یا قرآنی مشن کی تبلیغ اور تعریف کا کوئی مضمون نہیں، اس لئے ہاں و اس کا یا نہا مہاں ہے
 (۲) (الحجر: ۹)

۳۔ عن عبداللہ بن مسعود قال قال رسول اللہ ﷺ من قرأ حرفاً من کتاب اللہ فله به حسنة، والحسنة بعشرہ
 مثابھا لا یقول الہ حرف و لکن لف حرف و لا ہ حرف و میم حرف (جامع الترمذی باب ما جاء فی من
 قرأ حرفاً من القرآن ما له من الاجر ۲ ۱۱۹ ط سعید)

۴۔ فی اس حجر اما ثواب علی شریعتہ، ای انفرادی، فہو حاصل لمن فہم ولمن لم یفہم ساکبہ لیسعدہ و ان کان
 مشروب من القرآن و غیرہ و من من فہم و من من لم یفہم مرفوعہ المفاتیح، باب بعد کتاب فصول القرآن ۵ ۹ ط
 مدادہ، متان)

صواب بندہ محمد یوسف رضی عنہ

پتوں کو کھڑا کر کے ان سے قن مجید سننا خلاف ادب نہیں

(سوال) زید، عمرو کے عقائد غلطی ہیں زید کہتا ہے کہ نبیوں سے کھڑے کھڑے قرآن مجید پڑھ سکتے ہیں۔
خلاف ادب ہے عمرو کہتا ہے کہ مسلمانین و قیام فیما رحدیث شریف اور قرآن مجید کی تلاوت کرنے
میں اور حاضرین جلسہ اپنی اپنی جگہ بیٹھے رہتے ہیں تو کیا یہ خلاف ادب نہیں ہو تا زید نے ایک جلسے کے
موقعہ پر ایک قاری صاحب راہ سنوایا اور تمام جلسے کو کھڑا کر دیا۔ یہ کہاں تک صحیح ہے
المستفتی نمبر ۱۰۱۲ احادیث محمد صدیق (ہمت نگر) میرزا ثانی ۱۳۵۵ھ ۲۲ جون ۱۹۳۶ء

(جواب ۹) یہاں سے قرآن مجید کا آمہ سنت یا سبق کھڑا کر کے سننا جائز ہے زید کا قول کہ انا سے حد ہے قرآن مجید پر ہوا انصاف اب ہے۔ صحت نہیں جسے میں قاری کے ہونے پر سہارے جت و ۔
یہاں درست نہ تھا یہ فہم کی بات تھی آئندہ سے اسے اور صحیح خطاب ہمہ میں قرآن مجید یہ ہے
اور ساری جماعت کی بھی رہنمائی اور یہی طریقہ متواتر چلا آتا ہے ۔ فقط الحمد للہ کفایت امداد ہے ۔

مجس میں تلوت و نظم و غیرہ پڑھی جائے تو تلوت کی تقدیم افضل ہے

سورۃ پتھوں کو لکھنے سے پہلے جو ایا جاتا ہے اس میں قرآن شریف کی تمامت اور کمال کا تذکرہ اور نظم تین چیزیں ہوتی ہیں اس میں ایک ترتیب قویہ ہے کہ اس پر قرآن شریف کی تمامت اور کمال کے بعد کہانی اور نظم کا مرتبہ رکھا جائے دوسری ترتیب یہ ہے کہ اول کہانی پھر قرآن شریف پھر نظم اور پھر سورۃوں میں بہتر صورت کوئی ہے قرآن شریف کی تقدیم افضل ہے یا نظم اور کہانیوں کا مقدمہ نہ ہو صورت شریف افضل ہو رقوم فارسیں - المستنسی نہ ۱۰۸۳ عبدالحییم، بی۔ ۱۰۱۰

۱۳۵۵ھ ۳۰ جولائی ۱۹۳۶ء

جواب ۱۰۔ قرآن شریف میں تقدیر فاضل ہے ، تاکہ وہ اپنے بوجہ سے ہائی اور نمر ۔
یہ تمام خطرات محفوظ رہے ۔ فقط محمد کا خلیفہ احمد جان احمد علی دہلی ۔ الجواب صحیح حبیب ام عین عینی ۔

۱. عن حابر بن سیرد قال: کتاب لسی ^۸ خطبان بحسب سبب بقراء لثرب ما ورد کربا من صحیح ^۹ ^{۱۰} ^{۱۱} ^{۱۲} ^{۱۳} ^{۱۴} ^{۱۵} ^{۱۶} ^{۱۷} ^{۱۸} ^{۱۹} ^{۲۰} ^{۲۱} ^{۲۲} ^{۲۳} ^{۲۴} ^{۲۵} ^{۲۶} ^{۲۷} ^{۲۸} ^{۲۹} ^{۳۰} ^{۳۱} ^{۳۲} ^{۳۳} ^{۳۴} ^{۳۵} ^{۳۶} ^{۳۷} ^{۳۸} ^{۳۹} ^{۴۰} ^{۴۱} ^{۴۲} ^{۴۳} ^{۴۴} ^{۴۵} ^{۴۶} ^{۴۷} ^{۴۸} ^{۴۹} ^{۵۰} ^{۵۱} ^{۵۲} ^{۵۳} ^{۵۴} ^{۵۵} ^{۵۶} ^{۵۷} ^{۵۸} ^{۵۹} ^{۶۰} ^{۶۱} ^{۶۲} ^{۶۳} ^{۶۴} ^{۶۵} ^{۶۶} ^{۶۷} ^{۶۸} ^{۶۹} ^{۷۰} ^{۷۱} ^{۷۲} ^{۷۳} ^{۷۴} ^{۷۵} ^{۷۶} ^{۷۷} ^{۷۸} ^{۷۹} ^{۸۰} ^{۸۱} ^{۸۲} ^{۸۳} ^{۸۴} ^{۸۵} ^{۸۶} ^{۸۷} ^{۸۸} ^{۸۹} ^{۹۰} ^{۹۱} ^{۹۲} ^{۹۳} ^{۹۴} ^{۹۵} ^{۹۶} ^{۹۷} ^{۹۸} ^{۹۹} ^{۱۰۰} ^{۱۰۱} ^{۱۰۲} ^{۱۰۳} ^{۱۰۴} ^{۱۰۵} ^{۱۰۶} ^{۱۰۷} ^{۱۰۸} ^{۱۰۹} ^{۱۱۰} ^{۱۱۱} ^{۱۱۲} ^{۱۱۳} ^{۱۱۴} ^{۱۱۵} ^{۱۱۶} ^{۱۱۷} ^{۱۱۸} ^{۱۱۹} ^{۱۲۰} ^{۱۲۱} ^{۱۲۲} ^{۱۲۳} ^{۱۲۴} ^{۱۲۵} ^{۱۲۶} ^{۱۲۷} ^{۱۲۸} ^{۱۲۹} ^{۱۳۰} ^{۱۳۱} ^{۱۳۲} ^{۱۳۳} ^{۱۳۴} ^{۱۳۵} ^{۱۳۶} ^{۱۳۷} ^{۱۳۸} ^{۱۳۹} ^{۱۴۰} ^{۱۴۱} ^{۱۴۲} ^{۱۴۳} ^{۱۴۴} ^{۱۴۵} ^{۱۴۶} ^{۱۴۷} ^{۱۴۸} ^{۱۴۹} ^{۱۵۰} ^{۱۵۱} ^{۱۵۲} ^{۱۵۳} ^{۱۵۴} ^{۱۵۵} ^{۱۵۶} ^{۱۵۷} ^{۱۵۸} ^{۱۵۹} ^{۱۶۰} ^{۱۶۱} ^{۱۶۲} ^{۱۶۳} ^{۱۶۴} ^{۱۶۵} ^{۱۶۶} ^{۱۶۷} ^{۱۶۸} ^{۱۶۹} ^{۱۷۰} ^{۱۷۱} ^{۱۷۲} ^{۱۷۳} ^{۱۷۴} ^{۱۷۵} ^{۱۷۶} ^{۱۷۷} ^{۱۷۸} ^{۱۷۹} ^{۱۸۰} ^{۱۸۱} ^{۱۸۲} ^{۱۸۳} ^{۱۸۴} ^{۱۸۵} ^{۱۸۶} ^{۱۸۷} ^{۱۸۸} ^{۱۸۹} ^{۱۹۰} ^{۱۹۱} ^{۱۹۲} ^{۱۹۳} ^{۱۹۴} ^{۱۹۵} ^{۱۹۶} ^{۱۹۷} ^{۱۹۸} ^{۱۹۹} ^{۲۰۰} ^{۲۰۱} ^{۲۰۲} ^{۲۰۳} ^{۲۰۴} ^{۲۰۵} ^{۲۰۶} ^{۲۰۷} ^{۲۰۸} ^{۲۰۹} ^{۲۱۰} ^{۲۱۱} ^{۲۱۲} ^{۲۱۳} ^{۲۱۴} ^{۲۱۵} ^{۲۱۶} ^{۲۱۷} ^{۲۱۸} ^{۲۱۹} ^{۲۲۰} ^{۲۲۱} ^{۲۲۲} ^{۲۲۳} ^{۲۲۴} ^{۲۲۵} ^{۲۲۶} ^{۲۲۷} ^{۲۲۸} ^{۲۲۹} ^{۲۳۰} ^{۲۳۱} ^{۲۳۲} ^{۲۳۳} ^{۲۳۴} ^{۲۳۵} ^{۲۳۶} ^{۲۳۷} ^{۲۳۸} ^{۲۳۹} ^{۲۴۰} ^{۲۴۱} ^{۲۴۲} ^{۲۴۳} ^{۲۴۴} ^{۲۴۵} ^{۲۴۶} ^{۲۴۷} ^{۲۴۸} ^{۲۴۹} ^{۲۵۰} ^{۲۵۱} ^{۲۵۲} ^{۲۵۳} ^{۲۵۴} ^{۲۵۵} ^{۲۵۶} ^{۲۵۷} ^{۲۵۸} ^{۲۵۹} ^{۲۶۰} ^{۲۶۱} ^{۲۶۲} ^{۲۶۳} ^{۲۶۴} ^{۲۶۵} ^{۲۶۶} ^{۲۶۷} ^{۲۶۸} ^{۲۶۹} ^{۲۷۰} ^{۲۷۱} ^{۲۷۲} ^{۲۷۳} ^{۲۷۴} ^{۲۷۵} ^{۲۷۶} ^{۲۷۷} ^{۲۷۸} ^{۲۷۹} ^{۲۸۰} ^{۲۸۱} ^{۲۸۲} ^{۲۸۳} ^{۲۸۴} ^{۲۸۵} ^{۲۸۶} ^{۲۸۷} ^{۲۸۸} ^{۲۸۹} ^{۲۹۰} ^{۲۹۱} ^{۲۹۲} ^{۲۹۳} ^{۲۹۴} ^{۲۹۵} ^{۲۹۶} ^{۲۹۷} ^{۲۹۸} ^{۲۹۹} ^{۳۰۰} ^{۳۰۱} ^{۳۰۲} ^{۳۰۳} ^{۳۰۴} ^{۳۰۵} ^{۳۰۶} ^{۳۰۷} ^{۳۰۸} ^{۳۰۹} ^{۳۱۰} ^{۳۱۱} ^{۳۱۲} ^{۳۱۳} ^{۳۱۴} ^{۳۱۵} ^{۳۱۶} ^{۳۱۷} ^{۳۱۸} ^{۳۱۹} ^{۳۲۰} ^{۳۲۱} ^{۳۲۲} ^{۳۲۳} ^{۳۲۴} ^{۳۲۵} ^{۳۲۶} ^{۳۲۷} ^{۳۲۸} ^{۳۲۹} ^{۳۳۰} ^{۳۳۱} ^{۳۳۲} ^{۳۳۳} ^{۳۳۴} ^{۳۳۵} ^{۳۳۶} ^{۳۳۷} ^{۳۳۸} ^{۳۳۹} ^{۳۴۰} ^{۳۴۱} ^{۳۴۲} ^{۳۴۳} ^{۳۴۴} ^{۳۴۵} ^{۳۴۶} ^{۳۴۷} ^{۳۴۸} ^{۳۴۹} ^{۳۵۰} ^{۳۵۱} ^{۳۵۲} ^{۳۵۳} ^{۳۵۴} ^{۳۵۵} ^{۳۵۶} ^{۳۵۷} ^{۳۵۸} ^{۳۵۹} ^{۳۶۰} ^{۳۶۱</}

تاب مفتی مدرسہ مہینہ دہلی - اجواب صحیح - ریاض الدین مفتی عنہ مدرسہ دارالعلوم دیوبند - اجواب صحیح
محمد مظہر اللہ غفرلہ - امام مسجد فتحپوری، دہلی -

یہ غیہ مسلم کو قرآن شریف پڑھانا جائز ہے؟

(سوال) ایک شخص ہندو اپنے شوق سے قرآن مجید پڑھنا چاہتا ہے بلکہ قرآن مجید پڑھنے کا دل سے بہت شوق رکھتا ہے پڑھانے والا وجہ حرمت و ادب کا دم پک تال کرتا ہے اس نے تصدیق خدمت ہے کہ ایسے غیہ مسلم کو قرآن مجید کا پڑھانا از روئے شرع جائز یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۵۰۶ امداد غنی صاحب (جے پور) ۹ ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ ۱۹ جون ۱۹۳۳ء
(جواب ۱۱) غیہ مسلم کو قرآن شریف کی تعلیم دینا جائز ہے معلم اس کو احکام کا امام مجید کی تعلیم بھی دے اور اپنے و پرست حرمتی کا کام نہ ہونے دے اس قدر کافی ہے۔ اس کا بھی اندازہ کرے کہ غیہ مسلم کی نیت تو خراب نہیں ہے۔ مفتی محمد کفایت اللہ کان اللہ۔ دہلی

معنی و مطلب سمجھے بغیر بھی قرآن مجید کی تلاوت سے ثواب ملے گا

(سوال) قرآن پاک کی تلاوت بغیر فہم معانی بوجود مترجم قرآن کے باعث اجر و ثواب ہے یا نہیں؟ مع
جواب فرمائیں المستفتی نمبر ۶۵۷ ۲۷ محرم ایوب مراد آباد ۱۹ ربیع الثانی ۱۳۶۲ھ ۲۵ اپریل
۱۹۴۳ء

(جواب ۱۲) قرآن پاک کی تلاوت بغیر فہم معانی کے بھی موجب ثواب ہے حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو شخص قرآن پاک کا ایک حرف پڑھے اس کو دس نیکیاں ملتی ہیں پھر حضور ﷺ نے فرمایا کہ اے ایک حرف نہیں بلکہ الف ایک حرف ہے اور م یک حرف ہے اور میم ایک حرف ہے یعنی صرف الف پڑھنے سے دس نیکیاں ملتی ہیں اس سے صاف ظاہر ہے کہ صرف نظم قرآن کی عبارت پڑھنا بھی موجب اجر ہے اور م تو معدوم المعنی بھی نہیں ہے قشیرت میں سے ہے ہاں قرأت قرآن فہم معنی کے ساتھ ہو تو اور زیادہ ثواب ملے گا۔ (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ

۱۔ ان لامہ محمد فی سیر بکسر و دال بحری و لدی للمسلم علمی القرآن فلا ناس باک نعمہ و شفہہ فی اندیس لعل اللہ یغفر لہ و یحصل مہاسن و فروع المصحف باللہ الکفر الصامع مہ ادا حیف مہم ہما اما دلم بکن من ہد بحرف فلا ناس بدین لا سبب نعمہ قرآن و سببہ - واللہ اعلم، نکمہ فتح المہم شرح صحیح لامہ مہم - باب لہی لہ سافر بالمصحف ج ۳ ۳۸۶، ط مکہ دار العلوہ، کراچی

۲۔ عن عبد اللہ بن مسعود قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من قرأ حرفاً من کتاب اللہ فلہ بہ حسہ و احسہ عشرہ مثلاً لا اقول بہ حرف و لکن الف حرف، و لام حرف، و میہ حرف جامع الترمذی باب محاد من قرأ حرفاً من القرآن فلہ من الاجر ۱۱۹/۲، ط سعید (۳) قال ابن حجر: اما الثواب علی قراءة (ای القرآن) فهو حاصل لمن فہم و لمن لم یفہم للتعدد بالکیہ - و ان کان یفاوت من القرآن و غیرہ و من من فہم و من لم یفہم (مرقۃ المفاتیح، باب بعد کتاب فضائل القرآن، الفصل الثانی ۹/۵، ط امدادیہ ملتان)

دینی تعلیم پر جسے واسطیوں کو نہ کاری لازمی (جبری) تعلیم سے مستثنیٰ کر پایا جائے
(سوال) چونکہ آج کل جہ یہ تعلیم کاغذ روز بروز ترقی پاتے اور اس میں محض جہ میو پل یعنی غیہ ہونے
استثنائے تعلیم مذہبی کو برقرار نہیں رہا جو کہ اصل قانون میں موجود ہے (ایکٹ نمبر ۷، ۱۹۱۹ء دفعہ ۱۰
میں درج ہے کہ (ب) لڑکے کو مذہبی وجوہات کی بناء پر کمیشن حاضری مدرسہ نے حاضر ہونے سے معاف
کر دیا ہے) ایسی صورت میں مسلمانوں کو کیا کرنا چاہیے؟

(جواب ۱۳) مسلمانوں کے بچوں کے لئے قرآن مجید کی تعلیم (حفظ و ناظرہ) ضروری ہے۔ ورنہ جہ
خاص ہے کہ اس کے لئے پیارہ سال سے عمر کی کا وقت ہی مناسب ہے، اس لئے ضروری ہے کہ جو
بچے قرآن مجید کے مکتبوں میں قرآن مجید پڑھ رہے ہیں خود حفظ یا ناظرہ، ان کو اس شرط کے ساتھ کہ وہ
قرآن مجید پڑھتے رہیں اس جہ یہ تعلیم سے مستثنیٰ کر لیا جائے لیکن جب وہ قرآن بھی نہ پڑھیں، پیارہ سال سے
نہیں تو پھر ان کو تعلیم حاصل کرنے پر مجبور کیا جائے۔ محمد شفیع رحمہ اللہ غفر لہ

(ماخوذ از رسالہ جہ یہ تعلیم شائع برائے حضرت مولانا محمد ایاز کاندھلوی ص ۶۳-۶۴)

تعلیم کے دوسرے باب تعلیم کے احکام و آداب فصل اول، تعلیم کا معاوضہ لینا

دینی تعلیم یا امامت پر تنخواہ لینا جائز ہے

(سوال) امامت یا تعلیم قرآن و دین ربیبہ کی جرت لینا جائز ہے یا نہیں؟

(جواب ۱۴) امامت و تعلیم قرآن کی جرت لینا (بدرقہ کی متاخرین حنفیہ) جائز ہے۔ قال فی الہدایہ
و بعض مشائخا رحمہم اللہ تعالیٰ استحسنوا الا استبحار علی تعلیم القرآن الیوم لظہور
التواہی فی الامور الدینیۃ فی الامتاع تصبیح حفظ القرآن و علیہ القنوی و راد فی
محصر الوقایہ و متن الاصلاح تعلیم الفقہ و راد فی متن المحمم الامامۃ و متنہ فی متن
الملتی و در البحار (رد المختار ۳) مختصراً

(۱) وایضاً فی اطلاق اسماء الی قولہ لا یمکن ان حفظ القرآن من فروض الکتاب فیحیط بہ کل لامہ فی کل زمن
نعم ان حفظہ جمع منہم بشورہ منہم لکتابہ سقط الحرج عن جمعہم والا اتموا کلہم (مرقۃ المصابیح کتاب
فوائد القرآن، فصل الثالث ۴، ۴۸۰، طامد دیہ مدائن) و فیہ و طہر کلام الزکشی ان کل بدل لا بد فیہ ان
یکون من یشتر القرآن فی الجملة لا منہم بعض القرآن فرص عین عینی لکل، وادالم یوحدها کاحد یقر سور
حمیعا (مرقۃ: کتاب فضائل القرآن، ۴/۴۶۲، طامد دیہ، ملتان)

(۲) و جحد من حار ی تعلم القرآن لکتابہ ادعی ہی سونہ و رسوخہ عدہ کما یقال لعمہ فی لصبر
کالمش فی بحر فتح الباری شرح صحیح البخاری باب تعلیم الصیاد القرآن، ۷۵۹، ص مصعد کبری
میریہ، مصر) (۳) کتاب الاجارۃ، مطلب فی الاستبحار علی الطاعات، ۵۵/۶، طامد

(۳) تبیینِ دونوں صورتیں وجہِ غورِ نفس کے جو پیش آتے ہیں اور تقریباً لازم ہیں عمروہ ہیں اور برکتہ اور سنہ کے سب سے سب مفاسدوں اور بہ نیتِ عبادتِ شوق سے پڑھیں اور سنیں تو تین دن میں ختم کرنا بہتر ہوگا۔ (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ،

- (۱) کیا ایسے امام کو امامت پر ثواب ملے گا اگر تنخواہ نہ دی جائے تو امامت چھوڑ دے
- (۲) تنخواہ سیر دینی کتابیں پڑھانے پر ثواب ملے گا
- (۳) غریب اور مالداروں کو تنخواہ سیر دینی کتابیں پڑھانے یا امامت پر ثواب ملے گا
- (۴) دینی تعلیم اور امامت پر تنخواہ مقرر کر کے مینا جائز ہے
- (۵) طلباء سے خدمت پینے کا حکم

(۶) میں اللہ سے امامت یا خدمت کروں گا، تم اللہ سے تنخواہ دو سوال ممنوعہ میں داخل نہیں
(۷) عبادات پر اجرت لینے کے بارے میں شاہ عبد العزیز کے ایک قول کی تشریح
(سوال) زید ایک جگہ ملازم ہے وہ دینی کتابیں پڑھاتا ہے اور امامت کرتا ہے اور اس کو تنخواہ ملتی ہے
تائیں پڑھانے کو وہ کار کردنی سمجھتا ہے یعنی اگر ملازم نہ رہے تب بھی وہ تھوڑا بہت پڑھانے کا کام جاری رکھے اور امامت کے کام کو وہ کار کردنی نہیں سمجھتا یعنی اگر امامت کی تنخواہ نہ ملے تو وہ امامت نہ کرے
امامت کرنے کو پسند نہیں کرتا امامت کے چند روپ اور مدرسے کے دس روپ ملتے ہیں امامت
چھوڑ دے تو اس جگہ مدرسے پر نا مشکل ہو جاتا ہے تو عرض کیا ہے۔

- (۱) صورتِ مذکورہ میں تنخواہ سیر امامت کرنے سے امامت کا ثواب ملے گا یا نہیں؟
- (۲) صورتِ مذکورہ میں تنخواہ سیر دینی کتابیں پڑھانے کا ثواب ملے گا یا نہیں؟
- (۳) دینی شناس تنخواہ سیر امامت کرے یا تعلیم دینی کرے تو کن وجوہ میں ثواب ہوگا اور کن وجوہ میں ثواب نہ ہوگا کس طرح نیت کرنے سے ثواب ہوگا مالدار اور غریب میں فرق ہے یا نہیں؟
- (۴) تعلیم دینی و امامت پر تنخواہ بھرا کر لینا جائز ہے یا نہیں؟

(۵) طلباء سے استاد کام کے قبا جزئیہ نہیں؟ اور استاد کو اجرت ملے گا یا جائز ہے؟
(۶) اگر دینی شناس محمدہ و دی متولی مسجد کو یوں ملے کہ میں امامت کروں گا یا مسجد کا کام کروں گا یا مالدار اور تم بھی کو اللہ سے ہمارا اور تنخواہ دو تو اس طرح ملنا جائز ہے یا نہیں اور یہ ماننا ہے
ممنوعہ میں داخل ہے یا نہیں؟

(۷) شاہ عبد العزیز نے سورہ قمریت وہی دلکم بلاء من ربکم عظیم کے تحت میں فرمایا ہے کہ

جنت پر عبادت کر فتنہ و راں صورت چاہتا ہے کہ نیت خالص محض برائے خدا باشد و یوں و یوں
جنت پر برآمد۔ اُن عبادت راہ را کہ فی خود داند خواہے کہ برائے جنت بد بدیاند و بدو اگر مانند جنتیہ
مزدور رہیہے و نیاہی اُن عبادت را معقول بر سر فتنہ جنت سازد کہ اگر اجرت داند ہی آورد و اگر نہ
پس او محض مزدور است از ثواب بہرہ ندارد بآجہ خوف عقاب دارد کہ کار دین را برائے دنیا کرد و آخرت را
و فی فروخت، معذرت من، ایک عبارت مذکورہ کا کیا مطلب ہے؟ فی زمانہ ماضی و شاید ہی ولی ہار
روانی مجتہد ہو اس لئے کہ اس میں بہت فتنہ و آری ہے اگر تسخوہ نہ کی جائے تو اکثر مساجد خالی رہیں
المستفتی نمبر ۵۲۰ محمد ابراہیم (مدظلہ) ۶ ربیع الثانی ۱۳۵۵ھ ۸ جولائی ۱۹۳۵ء

(جواب ۱۶) نمبر ۱۵۴ شک کا جواب یہ ہے کہ امامت اور تعظیم و تدریس و تنخواہ نعمہ امرین جائز ہے اور امرین و نیت یہ ہو کہ رفع غمہ و ریات کے لئے تنخواہ لیتے ہوں اور اگر ان کاموں کو اپنی عام سمجھ کر اختیار کرتا ہوں تو اس کا ثواب بھی ملے گا اگرچہ بلا تنخواہ حسبہ اللہ یہ کام کرنے تو ثواب زیادہ

(۵) طلباء سے عرفی طور پر دینی کام لینا جو وہ بطیب خاصہ خدمت استوار سمجھ کر فرمادیں اور خوش دہان چاہے اور اس میں اس کے ثواب تعلیم پر کوئی اثر نہ ہوگا۔

(۶) یہ تعبیر تو ممنون نہیں اور نہ یہ سوال میں داخل ہے مگر جب کہ نیت معوضہ ہی ہو تو اس کا مستند فہم نہیں ہے۔

(۷) شاہ صاحب کی عبارت اس قول پر مبنی ہے کہ عبارت پر اجرت لینا ناجائز ہے اور جو صورت جواز کی تحریر فرمائی ہے وہ درحقیقت اجرت کی حد میں داخل نہیں ہوتی اور جو صورت عدم جواز کی تحریر فرمائی ہے وہ اجرت ہے جیسا کہ ان کا فقرہ ”پس او شخص مزبور است“ اس میں دیکھیں ہے اور یہ مقتدین — نزادیک ہا جزا و رمتا خیرین کے فتوے کے بموجب جائز ہے۔ محمد کفایت اللہ کا ان ائمہ کے

١ و غنى بورد مصححها لعينه غريب و يفتقد و لا يند و لا يان فحب لمسمى بعمد ، سر محمد مع رذ
المختار ، مطب في الاستحار عن الطاعات ، ٥٥٦ ط سعيد

٢. نعم قد ينشأ من كذا قصد واحد منه يعني يمكن من جهة واحدة ولا يسعني به ينشأ لاكتساب غنى بكمية
سبب. و غناه في حد لا حرج لا لا ينعقد لاكتساب عن جهة واحدة بل يصح من جهة واحدة ولو لا ذلك لم يحد حرج فيه
بأنه لا يحد كونه بل يكون قد جمع بين غناين وهو لا بد من سعي على لغاين و لا ينعقد بالأسباب المذكورة
الاحتياط باب الأذان، مطلب في المودود إذا كان غير محتسب في الآية ١، ٣٩٢، ط (سعيد)

۴۔ اربعہ باب حدیث بحری باب کیف تداریک بحری فی رسول اللہ ص ۲۱ حد فہرستی
کتب حادہ کراچی)

۵. لا حرد علی اصحاب فصول مذهب حنفی یہاں حرج صحیحہ تھا - مگر نسخہ حرجی میں
لحقیہ نظر و لی حد ضرورہ صریحہ فاقہ محور احد لا حرد علی بعض اصحاب لضرورہ، کتاب فقہ علی
المذاهب الاربعہ مبحث ماتحوز احارته وما لا تحوز ۳، ۱۱۰، ط دار الفکر، بیروت

حضور نبی کریم ﷺ کو بھی کبھار صحابہ کرامؓ کے گھر بطور محبت
و صداقت کھانا تناول فرماتے تھے نہ کہ بطور اجرت

(سوال) عوام رسول اللہ ﷺ کے گھر سے کھانا کھیا کرتے تھے نہ کہ رسول اللہ ﷺ کسی کے گھر سے
کھاتے تھے اور نہ ہی کوئی مزدوری یا اجرت لیتے تھے اور قرآن اس حکم کوئی جگہ فرماتا ہے اس کے مخالف
آج علماء مقتدیوں کے گھروں سے کھاتے ہیں اور اپنی نماز پڑھائی جنازہ نکال پڑھائی و اجرت لے لیتے
ہیں۔ المستفتی نمبر ۶۹۹ حکیم سید عبداللہ شاہ دہلوی ۹ شوال ۱۳۵۴ھ ۵ جنوری ۱۹۳۶ء

(جواب ۱۷) قرآن مجید میں ہمیں پیغمبر ﷺ کو امت کے گھر کھانا کھانے سے منع فرمایا نہیں گیا اس لئے
امت کے افراد بھی حضور ﷺ کے دوست خانے پر کھانا کھاتے تھے اور حضور ﷺ بھی کبھی اپنے خاصین
کے مکان پر کھانا تناول فرماتے تھے لیکن حضور ﷺ کا تناول فرمانا معاذ اللہ اجرت کے طور پر نہیں ہوتا تھا
بلکہ محبت و صداقت کی بناء پر ہوتا تھا جس کا قرآن مجید میں بھی ذکر ہے (اور ہاں کل مسجد کے اماموں
مؤذنوں یا تناول کا اجرت امت و اذان یا اجرت تعلیم لینا تو یہ مسئلہ مجتہدین امت میں مختلف فیہ تھا۔ امام
و حنفیہ عبادت کی اجرت لینے دینے کو ناجائز فرماتے تھے اور دوسرے ائمہ جائز فرماتے تھے متأخرین
حنفیہ نے بھی دوسرے کے قول کے موافق تعلیم و امت و اذان کی اجرت کے جو زکاۃ کی دے دیتے
یونکہ بغیر اجرت ان چیزوں کا بقاء اور نظم کا قیام مشکل ہے۔ محمد کفایت مددکان اللہ

حسب علم کو اگر تعلیم کے ساتھ ہنر بھی سکھایا جائے تو بہتر ہے

(سوال) دینی طباء کو آج کل علماء دین مدینی تعلیم کے ساتھ ساتھ ہنر کیوں نہیں سکھاتے تاکہ ہنر
کے ذریعے اپنی روزی کمائیں اور علم دین سے دوسروں کو بلا کسی مزدوری کے فیض پہنچائیں
المستفتی نمبر ۶۹۹ حکیم سید عبداللہ شاہ زنجانی (دہلی)

۱ عن بی ہریرہ عن جرح رسول اللہ ﷺ ذات یوم اولیئہ - فاتی رحلا من الانصار وداہو لیس فی سہ فہم
انہ امرہ فہم مرحا سی قولہ ما یصلی فہم ہم یصدق فیہ سر و نمر و رصب فقال کما من ہدہ و حد المدینہ
فقال لہ رسول اللہ ﷺ ابک و لحبوب فصح یہم فکلوا من اشدہ و من دلت العدق لحدیث صحیح الامام
مسلم باب جواز استناعہ غیرہ الی دار من ینق ۲ ۱۷۶ ط قدیمی کتب خانہ کراچی

۲ و فی تفسیر بقرصی قولہ یعی فل ما سکتکم من حر ای جعل علی تبیع الرسالہ فیہ لکم ی دبت
یجعل لکم ان کت سالتکم و د احرى لا علی لہ و هو علی کل شی شہد ۱ سب ۴۷ ۱۹۹۷ ص ۲
لفکر، بیروت

۳ ولا حل بطاعت من لاد و صح و لامدہ و علیہ القرب و عقبہ و یقنی الیوم یصحہا تعلیم القرآن و الفہم
و لامدہ و الادان سوبر الانصار و شرحہ عن المحقق فی الشامیہ قولہ و یقنی الیوم الحج) قال فی لہدیہ و
بعض مساجدا ستحسوا لاسحار علی نعیم القرآن الیوم لصور الواسی فی لامور ندیہ و زاد فی منی
لمجمع لامدہ و رد بعضہم لاد رد المحار مصب تحریر مہم فی عدم حوار الاسحار علی لالافہ
۵۵۶ ط سعید

(حواص ۱۸) ہاں یہ بات کہ طب علم کو علم کے ساتھ کوئی صنعت و حرفت بھی سکھانی جائے بہتر ہے اور بہت سے لوگوں نے اس پر عمل شروع بھی کر دیا ہے مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ صرف دینی علوم و تعلیم دینا ناجائز یا غیر مفید ہے۔ محمد کفایت اللہ

(۱) داخلہ فیس کا حکم
(۲) ماہوار فیس لی جاسکتی ہے

(سوال) ایک اسلامی مدرسہ کی مداحات نہایت خراب تھیں، یہاں کے مسلمان اس قدر بے حس ہیں کہ باوجود خدمات کے اعتراف کے مالی امداد کی طرف راغب نہیں ہوتے اس مدرسہ میں نہ کور نمونٹ سے کوئی مالی امداد لی جاتی ہے نہ کسی بورڈ وغیرہ سے اندریں صورت (۱) اربپوں کے داخلہ کے وقت کوئی رقم داخلہ فیس کے طور پر لی جائے تو جائز ہے یا نہیں؟ (۲) درجہ قرآن یا حفظ و ناظرہ دار و میاں فرسی یا عربی ان میں سے کسی درجہ کے لڑکوں پر ماہوار کی فیس شرعاً مقہور کرنا درست ہے یا نہیں؟

المسئلتی: قسم مدرسہ دینیہ اسلامیہ، غازی پور (یوپی) ۱۰ جمادی الاول ۱۳۵۷ھ ۳۰ جولائی ۱۹۳۶ء

(جواب ۱۹) (۱) داخلہ کی فیس تو کوئی معقول نہیں (۲) ماہوار فیس لی جاسکتی ہے۔

متاخرین نے ضرورت کی وجہ سے بعض عبادات پر اجرت لینے کو جائز قرار دیا ہے
(سوال) کیا فہماتے ہیں وہ دین اس مسئلہ میں کہ تعلیم قرآن مجید اور اذکار و اہمات کی اجرت لینا جائز
ہے یا نہیں؟ بیوا تو جروا

(جواب ۲۰) واضح ہو کہ یہ مسئلہ قدیم سے مختلف فیہ ہے۔ امام شافعی اور امام بن حنبل (۱۰۰) اور ایک جماعت کا مذہب یہ ہے کہ ایسی احکامات پر جو اجیر کے ذمہ متعین نہ ہوں عقداً جاریہ منعقد کرنا اور اجرت میں دینا جائز ہے جیسے تعلیم قرآن مجید، اذان، امامت وغیرہ اور امام ابو حنیفہ اور زہری کی اور قاضی شافعی اور ایک جماعت اس کی قائل ہے کہ طاعات پر جاریہ ناجائز ہے۔ ہمارے اصحاب معتقد ہیں حنفیہ کا یہی مسلک تھا کہ

(۱) مقول سے اختیار سے نہیں کہ یہ ہے نہیں ۱۰۰ کا کہ اخذ نہیں اس پیش کی جرت سے، خصوصاً باب ۱۰۰۰ فیس کے ساتھ ۱۰۰۰ فیس بھی لی جائے، عاقبت مافی الباب یہ ۱۰۰۰ بات ہے یہ خدمت متعلق مورثہ کی نسبت ہے

۲، و نفسی اسوہ صحبہا لعدم القرون و بفقہ الدر المختار مع رد المحتار مطلب تحویر مہم فی عدم حور الامتجارہ علی التلاوة الخ ۵۵/۶ ط سعید

(۳) امام احمد بن حنبل کے متعلق یہ نقل ہے کہ اصحابات پر استیفاء مجبورین میں سے ہیں، قوں خیفہ، قوں قدیم یا ثریا تھے۔ بے سبب و غیر مبرور ہوتی۔ قوں یہ ہے۔ اصحابات پر استیفاء نہیں اسلئے لایضا صرف عمل فقہ امام ابو حنیفہ نے حاصل کیا۔ دار احیاء التراث العربیہ و کتاب الفقہ علی المذاهب الاربعہ، مسحت ما بحوزہ احارثہ وما لا تحوزہ، ۱۲۶/۳، ط دارالفکر، بیروت

حالات پر اجرت لینا دینا ناجائز ہے اور قدامت حنفیہ اسی کے موافق فتویٰ دیتے اور عمل کرتے رہتے ہم
 دین پرانے والوں، اذان پڑھنے والوں اور امامت کرنے والوں کے وظائف بیت املا سے مقرر رہتے
 تھے اور یہ لوگ نہایت تمیز و تبحر والے تھے اپنا کام انجام دیتے تھے۔

پچھلے عرصے کے بعد اسلامی سلطنت نہ رہنے یا بیت املا کے مصارف میں بعض مسلمان
 بادشاہوں کے شرعی حدود سے تجاوز کر جانے کی وجہ سے ان علماء اور مؤذنین وائمہ کے وظائف بند
 ہوئے اور تعلیم عوام، پیروی اذان، امامت و انجام دہی میں جو فراغت تھی انہیں حاصل تھی وہ باقی
 رہی چونکہ یہ لوگ بھی آخر انسان تھے وراثتی ضروریات معاش کی زندگی کے لوازمات میں بھی داخل
 تھے اس لئے ان کو مجبوراً حاصل کرنے کے ذرائع کی طرف متوجہ ہونا پڑا جس کے وسیع سے اپنی و
 اپنی اور وہ متعلقین کی اوقات ہری برس میں ذرائع معاش چونکہ مختلف قسم کے ہیں ان کی طریقت
 اختیار کیا کسی نے کوئی۔ کسی نے تجارت، کسی نے زراعت، کسی نے ملازمت، کسی نے صنعت و دستکاری
 اختیار کی کسی طرح ضرورتیں بھی کی تھیں ان میں مختلف تھیں اس لئے رات دن کے چوبیس گھنٹوں میں ایک
 حصہ سب معاش میں خرچ کر دیتے۔ باوجود بھی بعض افادہ کی ضرورتیں پوری نہ ہوئیں۔

ان حالات کی وجہ سے رات سے علماء بہت سے مؤذن، بہت سے امام مجبوراً ان مشاغل کی وجہ
 سے تعلیم، اذان یا امامت کی خدمت و باقی تمام پورا نہ کر سکتے اور بالآخر انہیں اکثر اسی حالت سے
 خدمات و پھورنا پڑ گئیں تعلیم پھورنے سے یہ نقصان متصور تھا کہ علم دین کا سلسلہ منقطع ہو جائے
 یہ نہ جب پڑھنے والوں کو اپنی ضروریات معاش میں مشغول کی وجہ سے اتنی فرصت نہ ملے کہ وہ
 پڑھ سکیں تو پھر علم دین کی زندگی اور بقا کی یہ صورت تھی اذان پھور دینے سے یہ نقصان متصور تھا کہ
 نماز کے اوقات کا انضباط جو معین مؤذن ہونے کی صورت میں ہو سکتا ہے درجہ ہر جمہور کو پڑھنے والوں
 زمانے میں بڑے بڑے شہروں باوجود بعض قصبوں میں بھی اکثر غریب مسلمان ہارنیوں اور بچوں اور
 عوام میں مزدوری پر کام کرتے ہیں اور اپنے افسروں کی خوشامد کر کے نماز اور جماعت کے لئے جہازت
 حاصل کرتے ہیں ایسے لوگوں کو اس بات کی زیادہ ضرورت ہے کہ اذان اور نماز کا وقت معین ہو کہ اس
 کے موافق ہارنیوں سے صحیح وقت پر آجیا کریں اور جماعت سے نماز پڑھ کر اپنے کام پر چلے جائیں
 اور اذان و جماعت کے اوقات معین نہ ہوں تو ان لوگوں کو یا تو جماعت چھوڑنی پڑے یا اپنے کام میں زیادہ
 دیر تک فیہ حاضر رہنے کی وجہ سے افسروں سے ناچاقی پیش آئے اور اپنے ذرائع معاش کو کھو گئے اس امام
 معین نہ ہونے کی صورت میں جماعت کا تقاضا درست نہیں رہ سکتا، اور پورے انضباط سے نماز نہیں
 ہو سکتی جن مساجد میں کوئی مؤذن اور امام مقرر نہیں ہے نماز کے وقت جو پہلے آیا اس نے اذان دے دی
 اور جس کو مناسب سمجھا مامور یا ایسی مسجدوں میں جماعت کا کوئی خاص وقت مقرر نہیں ہو سکتا اور ان
 کے ان لوگوں کو جو وہاں کی تبدیلی میں چھٹے ہوئے ہیں اکثر اوقات ایسی مسجدوں میں جماعت کے

نماز نصیب نہیں ہوتی۔

پس متاخرین فقہاء حنفیہ نے اس ضرورت شرعیہ کی وجہ سے حضرات امام شافعیؒ کے قول کے موافق یہ فتویٰ دیا ہے کہ مواقع نہ وقت میں طاعات پر اجرت میں ناجائز ہے اور قرآن مجید، حدیث و فقہ و تعلیم اور اذان و اہانت پر اجرت لینے کی جواز کی قسم صحیح کر دی کیونکہ یہ چیزیں یہی ہیں کہ بغیر ان کے تمام کے اسلامی حقیقت کا باقی رہنا بھی مشکل ہے۔

ہم، اہل میں فقہاء کی وہ قسم یہاں نقل کرتے ہیں جن میں آن کل اذان و اہانت اور تعلیم پر اجرت لینے کا جواز مذکور ہے۔

و بعض متاخری رحمہم اللہ استحسنوا الاستیجار علی تعلیم القرآن البیہ لظہور التواہی فی الامور الدینیۃ ففی الامتاع تصبیح حفظ القرآن و علیہ الفتویٰ اہ کذا فی الہدایۃ - ۱
اور ہمارے بعض مشائخ رحمہم اللہ نے سب کل تعلیم قرآن پر اجرت لینے کا جواز بہتر سمجھا کیونکہ امور دینیہ میں لوگوں کی سستی خاص ہوئی ہے تو نعمت کے صلہ میں اندیشہ ہے کہ دنیا قرآن ضائع ہو جائے اور اسی جواز اجرت پر فتویٰ ہے۔

و مشائخ بلح جوہر و الاستیجار علی تعلیم القرآن اذا ضرب لذلك مدة وافتوا

بوجوب المسمی کذا فی المحيط - ۲

اور مشائخ بلخ نے تعلیم قرآن کی اجرت لینے کو جائز فرمایا ہے جب کہ اس کی مدت معین کی جائے اور معین شدہ اجرت کے واجب تسلیم ہونے کا فتویٰ دیا جائے۔

و کذا حوز و الاستیجار علی تعلیم الفقہ و نحوہ و المحتار للفتویٰ فی زمانہ قول ہولاء کذا فی الفتاویٰ العتابیۃ فتاویٰ عالمگیری باختصار - ۳

اسی صرح قییم فقہ ہر اس نے مثال (اذان و اہانت) پر اجرت لینے کا جواز بھی ہے اور ہمارے زمانے میں فتویٰ کے لئے انہیں لوگوں کا قول مختار ہے۔

الاستیجار علی الطاعات کتعلیم القرآن و الفقہ و الدریس و الو عطا لا یحور ای لا یحب الآخر و اہل المدینۃ طیب اللہ ساکینا حور وہ وہ احد الامام الشافعیؒ قال فی المحيط و فتویٰ مشائخ بلح علی الحوار قال الامام الفضلی و المتأخرون علی حوارہ و کان الامام لکرماسی یفنی "بدرہ زریۃ معمر الخوشتو کنید" و فتویٰ علمائنا علی ان الاجارہ ان صحت بحسب المسمی و ان لم تصح یحب احر المثل الح فتاویٰ براریہ - ۴

۱ کتاب الاجارہ مطب بحرہ منہم فی عدم حور الاجارۃ علی لادوہ الح ۶ ۵۵ ط سعید

۲ کتاب سادس عشر فی مسائل بیوع فی الاجارہ و الاستیجار علی الطاعات ۴ ۴۸ ط ماہدہ کہ نہ

(۳) بیوع فی تعلیم القرآن و الحرف ۳۷۱۵ ط ماہدہ کہ نہ

حکومت پر عقد اجارہ مثلاً تعلیم قرآن و فتنہ اور تدریس اور حفظ پر اجرت لینا جائز نہیں یعنی اجرت واجب نہیں ہوتی اور اہل مدینہ صیب اللہ سے نہایت محبت پر اجرت لینے کو جائز کہتے ہیں اور امام شافعی ان کے قائل ہیں محیط میں فرمایا کہ مشائخ کا فتویٰ جواز پر ہے۔

امام فضلی نے فرمایا کہ متاخرین حنفیہ جواز کے قائل ہیں اور امام کرمانی قوی دیتے تھے کہ "روزے تک پہنچنے سے پہلے معلم و خوش کردہ" اور ہمارے علماء کا فتویٰ ہے کہ اگر عقد اجارہ شیخ متاخرین یا یہاں تا اجرت معینہ واجب ہوگی ورنہ اجر مثل لازم ہوگا۔

وفال محمد بن الفصل كره المتقدمون الاستيجار لتعليم القرآن و كرهوا اخذ الاجرة عليه لوجود العطية من بيت المال مع الرغبة في امور الدين و هي رمانا انقطعت فلو استعملوا بالتعليم بلا اجر مع الحاجة الى معاش لضاعوا او تعطلت المصالح فقلنا بما قالوا - فتاویٰ بزازیہ (۱) و مثله فی الخانیۃ - (۲)

امام محمد بن افضل نے فرمایا کہ متقدمین حنفیہ نے قرآن مجید کی تعلیم پر اجرت لینے کو اس لئے مکروہ فرمایا تھا کہ بیت مال سے معلمین کے عطیات مقرر رہتے اور بگوئیں کہ امور دین کی رغبت بھی تھی اور ہمارے زمانے میں عطیات منقطع ہوئے تو اب اگر تعلیم میں مشغول ہوں اور اسباب معیشت کی حاجت اسی طرح باقی رہے کہ باوجود اجرت نہ میں قوم نے نہیں لے اور مصداق رند ہوں درہم برہم ہو جائیں گے اس لئے ہم بھی اسی بات کے قائل ہوئے جس کے (یعنی امام شافعی و امام احمد و اہل مدینہ وغیرہ) قائل تھے یعنی جواز اجرت کا فتویٰ ہم نے بھی لے دیا ہے۔

قال الشيخ الامام شمس الائمة السرخسي رحمه الله تعالى ان متناجح بلح جور و الاجارة على تعليم القرآن واحد وافي ذلك بقول اهل المدينة واما ائمتي بحوار الاستيجار و وحوو المسمى - فتاویٰ قاضی حال (۳)

امام شمس الائمہ سرخسی نے فرمایا کہ مشائخ بلخ نے تعلیم القرآن پر اجرت لینے کو جائز فرمایا ہے اور اس بارے میں انہوں نے اہل مدینہ کے قول پر عمل کیا ہے۔ اور میں بھی اجرت لینے دینے کے جواز اور اجرت معینہ کے واجب ہونے کا فتویٰ دیتا ہوں۔

والفتوى اليوم على جوار الاستيجار لتعليم القرآن وهو مذهب المتأخرين من متناجح بلح استحسوا ذلك لظهور البواهي في الامور الدنيوية وكسل الناس في الاحتساب - آج کل تعلیم قرآن کی اجرت لینے کے جواز پر فتویٰ ہے اور یہ متاخرین مشائخ کا مذہب ہے، انہوں نے

(۱) نوع فی تعلیم القرآن والحرف، ۳۸۵ ط ماحدیہ، کوئٹہ

(۲) باب احارة الفاسدة ۴/۳۲۵، ط ماحدیہ کوئٹہ

(۳) حوالہ بالا

اس جوازِ اجرت کو اس لئے بہتر سمجھا کہ امورِ دینیہ میں وگولوں کی سستی ظاہر ہوتی ہے اور ثواب کی نیت سے کام کرنے میں لوگ کسل کرنے لگے ہیں۔

و کذا یحور علی الامامة فی هذا اليوم لال الائمة کانت لہم عطیات فی بیت المال وانقطعت اليوم بسبب استیلاء الظلمة علیہا۔

اور اسی طرح اس زمانہ میں امامت کی اجرت بھی جائز ہے کیونکہ پہلے اماموں کے لئے بیتِ امال سے وظائف مقرر ہوتے تھے وہ اب بند ہوئے کیونکہ بیتِ امال ظالموں کے قبضے میں ہیں۔
و فی روضة الرید ویستی کاں شیخنا ابو محمد عبداللہ الحیز احیری بقول فی رماسا یحور للامام و مؤدوں و المعلم احد الاحرة۔ انتھی عیسیٰ ۱، شرح کز الدقائق اور روضہ زندہ ویستی میں ہے کہ شیخ ابو محمد عبداللہ خیز احیری فرماتے تھے کہ ہمارے زمانے میں امام اور مؤذن اور معلم کو اجرت لینا جائز ہے۔

وبقتی اليوم بصحتها لتعلیم القرآن والفقه والامامة والاداب۔ انتھی (در مختار) ۲
اور آج کل قرآن و فقہ کی تعلیم اور امامت و رافان پر اجرت لینے دینے کے جو ز پر قوی دیا جاتا ہے۔
ان نصوص فقہیہ سے امور ذیل بوضاحت ثابت ہو گئے۔

(۱) متقدمین حنفیہ طاعت پر اجرت لینے دینے کو ناجائز فرماتے تھے اور اہل مدینہ اور امام شافعی اور امام احمد بن حنبل اور ایک جماعت اس کے جواز کی قائل ہے۔

(۲) متخرین حنفیہ نے یہ دیکھ کر بیتِ امال کے عطیات موقوف ہو گئے اور ذرائع معیشت میں دشواریاں پیدا ہوئیں اور امور دین میں سستی اور بے پروائی ظاہر ہو گئی پس ایسی حالت میں عدم جوازِ اجرت کا حکم دینے سے دین اور شعائر مذہب کو سخت صدمہ پہنچنے کا اندیشہ تھا اس لئے انہوں نے اس مسئلہ میں امام شافعی اور اہل مدینہ کا قول اختیار کر لیا جیسے کہ متخرین حنفیہ نے اسی قسم کی ضرورتوں کی وجہ سے زوجہ مفقود کے بارے میں امام مالک کے قول کو اختیار کیا ہے۔

(۳) متخرین حنفیہ کا متقدمین کے قول سے اختلاف کرنا اس ضرورت شرعیہ پر مبنی تھا پس جن ضرورتوں میں یہ ضرورت متحقق ہوگی وہیں یہ حکم ہوگا اور جہاں یہ ضرورت نہ ہوگی وہاں یہ حکم جاری نہ ہوگا چنانچہ امام شافعی نے رد المحتار (۲) میں قصہ تحریر فرمایا ہے کہ تلاوت قرآن اور تسبیح و تہلیل بغرض ایصالِ ثواب پر اجرت لینا یا ناب بھی ناجائز ہے کیوں کہ اس میں کوئی ضرورت نہیں اور ان کے پھوڑنے سے دین اور شعائر مذہب کو کوئی صدمہ نہیں پہنچتا۔ اسی طرح وعظ کی اجرت اس صورت سے کہ وعظ

۱، کتاب الاحرة باب الاحرة الفاسدہ ۲ ۱۵۴ ط ادارہ القرآن دار العلوم الاسلامیہ کراچی

(۲) کتاب الاحرة مطلب فی الاستنجا علی الطاعات ۵۵/۶ ط سعید

(۳) کتاب الاحرة مصب تحریر مصب فی عدم حوار احد لاحرة علی التلاوة الخ ۵۶ ۶ ط سعید

کہنے کی نوکری کر لی جائے جائز ہے۔ لیکن متفق طور پر واعظ جو اعظ کہتے ہیں ان کی اجرت پینا جائز نہیں اور عدم جواز کی وجہ ایک عارضی خارجی ہے جو اکثری صورت پر ان متفق و معظوں کو لاحق ہے وہ یہ کہ اجرت کے خیال سے واعظ قہر حق کر جاتا ہے یعنی کراہت دینے والے کے اندر کوئی خلاف شرع مہیا جاتا ہو تو واعظ اس کا رد نہیں کرتا کہ مبادا اجرت منے میں کوئی روک پیدا ہو جائے کیونکہ یہ متفق و معظوں کی اجرت اکثری طور پر شخصیت سے متعلق ہوتی ہے یا سامعین سے ہی وصول اجرت کی امید ہوتی ہے اور نوکری کی صورت میں اکثری طور پر یہ عارض نہیں پایا جاتا۔ اور اگر کسی ملازمت میں بھی قہر حق کی نوبت آئے تو وہ بھی ناجائز ہوگی۔

(۴) تعلیم قرآن مجید - تدریس حدیث و فقہ - ذن و امامت کی مذکورہ بالا عبارتوں میں قصہ حق موجود ہے پس ان چیزوں کی اجرت جائز ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔ واللہ اعلم

کتبه الراحى رحمة مولاہ محمد کفایت لله عفا عنه ما حياه المدرس فی
المدرسة الامینیة الواقعة بدہلی - ۲۰ شعبان ۱۳۳۲ھ
الجواب صواب محمد انور عفا اللہ عنہ معلم دارالعلوم دیوبند - الجواب صحیح - ضیاء احمد عفی عنہ
الجواب صحیح عزیز الرحمن عفی عنہ مفتی مدرسہ دیوبند ۲۴ ذی الحجہ ۱۳۳۲ھ

فصل دوم - آداب تعلیم

عید گاہ میں بچوں کو دینی تعلیم دینا کیسا ہے؟

(سوال) شہر بھگلپور میں شہ اور میونسپل حلقے سے کچھ دور شاہ جنگی تاراب سے متصل پورب کی طرف ایک قدیم عید گاہ کی مسجد ہے اب جماعت کی روز افزوں ترقی کی وجہ سے اتر دھن اور پورب کی جانب پختہ چار دیواری سے اس کا محصورہ کر دیا گیا ہے جماعت اس میں نشیہ ہوتی ہے پانچ ہزار کی جماعت ہوتی ہے۔
سوائے عیدین۔ اس کے تہہ تمام جانب بڑا تاراب اور اتر اور دھن جانب میدان کربلا ہے صرف پورب جانب دو تین رسی کے فاصلے پر بستی ہے چند روز سے اس مسجد کے اندر ایک شخص نے چھوٹے پتوں کی تعمیر کا سلسلہ جاری کیا ہے جس میں چھوٹی چھوٹی بتائی واری کتابوں در قرآن شریف کی تعمیر پتوں کو

(۱) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے پاس سے دیکھا کہ وہ اپنے ہاتھ میں ایک کھجور کا ٹکڑا لے کر کھاتے ہوئے تھے۔ میں نے کہا: یا رسول اللہ! میں نے آپ کو کھانا کھاتے ہوئے نہیں دیکھا۔ آپ نے فرمایا: میں نے کھانا کھانا نہیں کھایا، میں نے کھجور کا ٹکڑا کھایا۔ (صحیح بخاری، ج ۱، ص ۱۰۰)

دی جاتی ہے وہ بھی باضابطہ اور منظم طریقے سے نہیں مسجد کے اندر اس تعلیم کا سلسلہ جاری رکھنے کے بارے میں دو مختلف جماعتیں پیدا ہو گئی ہیں ایک جماعت کا خیال ہے کہ مسجد کے اندر تعلیمی سلسلہ رہے تو کوئی قباحت نہیں اور دوسرا فریق کہتا ہے کہ مسجد صرف نماز کی جگہ ہے اس میں سوائے نماز کے اور کوئی کام چار نہیں اس کے متعلق آپ شریعت کا حکم بتائیں۔ المستفتی نمبر ۴۴۷ سید احسن علی (بھگلپور) ۲ محرم ۱۳۵۴ھ ۷ اپریل ۱۹۳۵ء

(جواب ۲۱) عید گاہ کا حکم مسجد کے احکام سے تھوڑا سا مختلف ہے لیکن تعلیم کے حق میں کچھ زیادہ اختلاف نہیں حتیٰ کہ مکان مسجد یا عید گاہ میں بچوں کی تعلیم کا سلسلہ جاری نہ کیا جائے کہ بچے پائی ناپائی اور حتیٰ الامم مسجد کا خیال نہیں رکھ سکتے لیکن اگر کسی دوسری جگہ کا انتظام نہ ہو سکے تو پھر مجبوری کی حالت میں مسجد یا عید گاہ میں بھی تعلیم دینا ناجائز نہیں رہا ہاں معلم کا فرض ہے کہ وہ مسجد یا عید گاہ کے حتمی امور و صفاتی کا خاطر رکھے۔ فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ

شریعت میں عاق کردینے کا اختیار کسی کو نہیں!
(از الجمعية دہلی، مورخہ ۱۰ ستمبر ۱۹۲۵ء)

(سوال) استاد شاعر کو عاق کر سکتا ہے یا نہیں؟ اگر عاق کر دیا تو کیا حکم ہے؟
(جواب ۲۲) عاق کردینے کا کسی کو اختیار نہیں اور نہ یہ کوئی شرعی اصطلاح ہے جو شخص استاد کا فرمان اور ایذا رساں ہے وہ خود عاق ہے خواہ استاد عاق کرے یعنی عاق کرنے کا اعلان کرے یا نہ کرے اور جو فی الحقیقت نافرمان نہیں ہے اس کو اگر استاد عاق کرنے کا اعلان بھی کر دے جب بھی وہ عاق نہیں ہو سکتا (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ

تیسرا باب تعلیم زنان

- (۱) اسلام میں خواتین کی تعلیم
- (۲) لڑکی کی مدت بلوغ کیا ہے اور مشہد کب ہوتی ہے؟

۱۔ و اما المعلم الذي يعلم الصبيان اذا حسن في المسجد يعلم الصبيان لضرورة الحرا و غيره لا بكرة (عالمگیریہ فصل کرہ غلق باب المسجد ۱/۱۱۰ ط ما جدیدہ کونہ)
۲۔ فمن ردى عنه استاده بحرم بركة العلم الا قليلا (تعلیم المتعمم وطریق العلم مترجم فصل فی تعلیم العلم واهله ص ۵۷ ط میر محمد کتب خانہ کراچی)

(۳) والدین پر لڑکیوں کی تربیت کے سلسلے میں حقوق

(۴) بلوغ سے پہلے اور بعد میں ستر کی تفصیل

(۵) قرآن و حدیث سے مستنبط علوم کون کون سے ہیں اور ان کے درجات کیا ہیں؟

(۶) حصول تعلیم کے لئے عورتوں کا اجتماع ثابت ہے

(۷) عورتوں کے حقوق کیا ہیں اور ان پر کون سے علوم کی تحصیل ضروری ہے؟

(سوال) استفتائے وزارت جلیہ معارف (افغانستان) از جمعیتہ مالیہ ۷۷۱ ہند در دہلی نمبر ۱۰۵۴

مورخہ ۱۴ ابرج سنہ ۱۴۰۰

معلوم فقہیت و درایت حضرات علمائے حقیقی است کہ دریں روز ہمارے لڑ خلافت و اراغ تو

اسلامی

(ترجمہ) یہ فتویٰ حکومت افغانستان کی وزارت معارف کی طرف سے جمعیتہ علمائے ہند سے طلب کیا گیا۔ متنازع فیہ اقدارہ مصالح و حوائج بقدر اہل اسلام درہر ممکنیت بنا بر سبب فوق متشنت ردیدہ۔ رہنمائی حکم نسبت باختلاف آراء مجتہدین سابق و لاحق در مسائل متفرعہ متر لزل ماندہ بحالہ فیصدہ احتیاجات فقی و عقلی بدون استنباطات متفقہ و منفرد امکان تلفیق نمی یابد خاصہ مسائل اجتماعیہ امت محمدیہ علیہ السلام عمدہ آل دریں عصر بصد ہالغ می شود۔

ازاں جمہ امر وز بامسندہ تحصیل مستورات بنا بر آراء علمائے اہل وادارہ انجا میدہ حال آنکہ بیشتر علمائے ہند ایران ترکستان کافکاس ترک عربستان و افریقہ جواز و لزوم آل بدعت حسنہ (معمومادر رسہ و خصوصاً مدرسہ اناشیہ) را تقویت فرمودہ اند۔

اما علمائے افغانستان و اہل نصی و اصولی سائر قطعات اسلامی را طلب می نمایند۔

ایضاً کہ وزارت جلیہ معارف و دولت مقبوعہ ما استفتائے مسئلہ فوق را از مقام رفیع استدلال، افتائے شہاستفتاری کند کہ ”یا مجتہد در مدارس تحصیل اثاث استخوان شرعی دارد یا نہ؟ کیفیت اجرائے آل چگونہ باید کرد؟“

ایں قدر را کا طر نشان خدمت شہر شدہاں دینی میدارد کہ در فتوائے فوق جہت باطل و نظر گرفتہ می شود۔

- (۱) سن بلوغ یعنی ابتدائے مکلفیت صنف ناٹ اصف کی چیست؟ و اعظمی کدام؟ شرط آب و ہو نسل و اصول معیشت (مشتملہ چہ درجہ وارہ؟ ستر مشتملہ تا چہ اندازہ است؟
- (۲) حقوق و وظائف تربیوی آنہا پیش از بلوغ چیست؟ و بعد از بلوغ تا چہ اندازہ است؟ یعنی جبر و اختیار آنہا نقل (شرع) چہ حدود گزاشتہ؟
- (۳) رکن و شرط ستر حقیقی چیست؟ یعنی استتار عورت آنہا؟ پیش از سن تکلیف و بعد از تکلیف یکچنین قبل از

نابل وبعد ازال برائے اجنبی و محارم چه فرما دارد چنانچه تشریح احتیاطی یعنی شعار عصمت برائے آنها چه شرائط اجتماعی و دینی وارد؟

(۴) صوم مفروضہ و استحسانہ کہ از آیات کریمہ و احادیث صحیحہ مستنبط میگردد کدام ہست یعنی درجہ تحصیل آنها اثر بیعت اسلامیہ تا کجا لزوم و جوازی دہد؟

(۵) ممنوعیت اجتماع نسوان نظر بدلائل اربعہ تا کدام حدست و در کدام مقامہاست؟

(۶) حقوق و وظائف نسوان محترم تنہا بقواعد اجتماعی و مدنی عدوہ بر حقوق شرعی نسبت حلاست امروزہ ما سہماں چہ باید شد؟ از صوم و ضائع نظر باحتیاج تمدنی - کدام ہایہ در پے لزوم وارد؟

(۷) حکمہای فوق مبہوم در مذاہب اہل سنت و خصوصاً در مذہب امام ابو حنیفہ بنجیدہ شود چیست؟ و تلفیق نہاچہ ذریعہ ممکن می شود؟

لاحدہ - مسئلہ فوق یکے از مسائل اجتماعی و اخلاقی است کہ حل و فصل اورالذدین و مذہب استنباط کردہ اہل حقیقی باید اثبات نمودہ علمائے اہل و در بسیار مسائل مختلف فیہ کہ از امور مہمہ انام اسلام است تا شکل و تمرکز مقام خلافت و شیخت اسلامیہ در روزہ و استثنائی نمایندہ - بریں وجہ پے در پے مسائل مغتہ باجماع علمائے امت اگر ممکن باشد استدعائے فیصلہ دارند -

حاشیہ) تائید فتوائے مذکور بواسطہ تاریخ اسلام نیز کردہ شود جائے اطمینان است - فیض محمد وزیر معارف حقیقت شناس علمائے حق پر یہ بات روشن ہے کہ فی زمانہ کوئی ایک اسلامی و شرعی مرکز نہ ہونے وجہ سے ہر ملک کے مسلمانوں کے دینی و شرعی ضرورتیں اور احکام مختلف فیہ ہو گئے ہیں اور فروعی مسائل میں متقدمین و متاخرین کے مختلف رائے کی وجہ سے کسی قطعی فیصلے پر جلد پہنچنا دشوار ہو گیا ہے - خاص کر وہ فتنی و عقلی مسائل جو اس زمانے میں اجتماعی طور پر امت محمدیہ کو پیش آرہے ہیں پر عمل کرنا ممکن نہیں ہے جب تک کہ متعدد مقامات سے استفتاء طلب نہ کئے جائیں -

ان سینکڑوں مسائل میں سے ایک مسئلہ تعلیم نسوان کا ہے جو مقامی علماء کی رائے کی بناء پر رضائواء میں ہے اور صورت حال یہ ہے کہ ہندوستان ایران ترکستان قفقاز ترکی عرب و افریقہ کے علماء و اسکولوں میں اور خاص کر زمانہ اسکولوں میں لڑکیوں کی تعلیم کو جائز اور ضروری (بدعت نہ) قرار دیتے ہیں -

لیکن علمائے افغانستان تمام دنیائے اسلام کے علماء سے اسکے جواز و استحسان کے لئے واضح اور یو لائل طلب کرتے ہیں -

اس بناء پر ہماری واجب الطاعت حکومت کی وزارت معارف کی طرف سے مذکورہ بالا مسئلے کا آپ کا مدلل فتوے مطلوب ہے کہ آیا اجتماعی طور پر اسکولوں کالجوں میں لڑکیوں کو تعلیم دینا شرعاً تحسن ہے یا نہیں؟ اور اس کو جاری کرنے کی کیا صورت اختیار کی جائے؟

رہنمایان دین کو اتنا نہیں نشین کر دینا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ مذکورہ مسئلے کی تحقیق میں مندرجہ ذیل امور کو پیش نظر رکھا جائے۔

(۱) بڑکیوں کی عمر بلوغ تک نہ ہو، نسل اور پیشوں کے کم سے کم اور زیادہ سے زیادہ یہ ہے؟^۱ مشتبہات کب ہوتی ہے اور مشتبہات کا ستر کس قدر ہے؟

(۲) بڑکیوں کی تربیت کے حقوق والدین پر قبل بلوغ کیا ہیں؟ اور بعد بلوغ کس قدر ہیں یعنی بڑکیوں کو شریعت نے کس عمر میں خود مختار قرار دیتا ہے اور کس عمر تک باپ کی وصیت میں رکھتا ہے؟

(۳) ستر عورت کی تفصیل کیا ہے؟ مکلف ہونے سے پہلے و بعد تامل سے پہلے اور بعد اجنب سے اور محارم سے کتنے ستر ہے اور کیا کیا فرق ہے اسی طرح پردہ کے کیا کیا حدود و شرائط شریعت نے اور اسلامی معاشرے نے مقرر کئے ہیں؟

(۴) وہ فرض اور مستحب عموم جو آج کل حدیث سے مستطب ہوتے ہیں کون کون سے ہیں؟ شریعت نے ان کے حصول کے لئے لازم و مجوز کے یہ درجات مقرر کئے ہیں؟

(۵) اندہ ارجح کے مسئلے کے تحت عورتوں کا اجتماع کس حد تک ممنوع ہے اور کن مقامات میں؟
(۶) عورتوں کے حقوق شرعی کے ساتھ مکش جہلی و شہ کی حقوق عصر حاضر کے تقاضوں کے مطابق کیا کیے ہونے چاہئیں اور موجودہ طرز تمدن کی ضرورتوں کے پیش نظر کون کون سے عموم و فنون و رائج و راجح بدرجہ ضروری ہیں؟

(۷) مذکورہ بالا مسائل میں تمام اہل سنت کے مذہب اور خاص ائمہ و بزرگانیہ کے مطابق حکم کیا جائے اور قابل عمل بنانے کا سہل طریقہ ارشاد فرمایا جائے۔

غرض کہ مذکورہ بالا مسئلہ اخلاقی و اجتماعی مسائل میں سے اہم ترین مسئلہ ہے اس کا فیصلہ دین و شریعت سے مضبوط و پائیدار ملے ساتھ ہونا چاہیے ہمارے مقامی علماء عام اسلام کے اور بھی بہت سے اہم ترین و مختلف فیہ مسائل میں آپ سے استصواب کرنا چاہتے ہیں مثلاً خلافت اور اسلامی مرکزیت کی تشکیل اور مقام خلافت کی تعیین اور اسی قسم کے اور بہت سے پیچیدہ مسائل بشرط امکان تمام علمائے امت کے اجماع کے ساتھ حل کرنے کے خواہشمند ہیں۔

(نوٹ) فتویٰ بذاں تالیف میں اسرائامی تاریخ سے بھی بہت شواہد پیش کئے جائیں تو موجب ممنونیت ہوگا۔
(جواب ۲۳) باسمہ و بحمدہ سبحانہ و تعالیٰ حضرت منعم حقیقی جل شانہ و عز شانہ انسان رحیم و حنیہ ہمارے آراستہ و کمریم اور منشور و عقد کرمن سی آدم برافراشتہ و صدر سی آدم مستودع امانات ربانیہ و مستند و دیجات رحمانیہ گردائندہ ہے پر قاضی کے علوم مدنیہ منور ساختہ و امت مدنیہ

را علی صا، ہا ائسل السوۃ، اتیۃ خطاب کتم خیر امة اخرجت للناس، ہر بند خشیدہ و عاے ایشاں را
میراث انبیاء و مرسلین بہرہ و ہر فرمودہ شریعت اسلامیہ را برای ایشاں مکمل و مختتم نازل فرمودہ
ہے، اے "البوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی" ۱، مسکونہ و خاتم الانبیاء سیدنا و
مولا محمد رسول اللہ ﷺ زہ، مفارقت نہ ورزید تا آنکہ شریعت مقدسہ اسلامیہ درجہ شریعت بیضاء پہلو و
نہر باسوء نمر فتنہ - باب از ابواب معاش و معدن گزشتہ کہ توضیح احکام و نفرمودہ و نوع از انواع نفسیت و
اجتماعیت نمونہ کہ کشف حقائق آن نہ نمودہ -

تکمیل تعلیم اسلامی برای شجاعت اسلامیان کفیل و منار رشاد نبوی برای ہدایت ایشاں خیر
میل است - ہذا امر و مجتہدین از تفصیلات احکام مملو و مشحون و از تنفیق اغیار مصون و مامون -

اقوام غیر اسلامیہ از تعلیم و تہذیب اسلامی خوشہ چین و حامیان تہذیب نوع انسانی بہت
بدیت اسلامیان پنہ گزین اسلام تہذیب دارد کہ ہر ور اعصار و و ہور مہر نہ شد و نخواہد شد و تازی و
نصرت آن قوم و حرور خودت پر مردن نہ پذیرفت و نخواہد پذیرفت مکنون الاکوان و مقدر الاقدار جمہ
تہذیب کہ بقدر سلامین راست فرمودہ حق کہ ہمگی و خرق درال راہ یافتن نمی تواند -

طبقات نام کہ با اجتماعیت حکم ارکان حقیقت واحدہ دارند ہر یک را از ایشاں مرتبہ مقرر و ہر
رتبہ را محکمہ مقدور و جائے معین ہست اگر ذکور ہر رتبہ شرف دارند انات ہم خصوصیت ممتاز اند -

مہم است کہ مردان را شاید و ہنہ ہا است کہ زنان را می زبید در اجتماعیت مردان را حدیث
مقرر و زنان را مقرریت محدود ہر یک را از محل و مقرر خویش اعتدال بنید ۲، و اسخن شک و شبہ نشاید -

مسئد تعلیم زنان کہ امروز با محل اختلاف ست دومرتبہ دارد مرتبہ اول تحصیل علم فی حد ذاتہ و
مرتبہ ثانیہ صورت و تشکیل تحصیل

مسئد اول اختلاف را نشاید کہ از بدیہیات اسلام است خطبات افتراض تحصیل علوم و اوامر تفکر و
تدبر و آیات نفس و آفاقی مخصوص بذکور نیست ۳ و ضرورت تنویر عور علم اختصاصی ہر مردان و اقتضای
بصنفتی نہ دارد چہ علم از لوازم حیات نفس انسانی ہست -

(۱) ال عمران: ۱۶۰

(۲) المائدہ ۳

۳، ان نہ کف کلا من الرجال والنساء عملا، فاما کون حصا بالرجال لہم نصیب من احرة لا یشار کھم فیہ
لنساء، واما کون حصا بالنساء لہن نصیب من احرة لا یشار کھن فیہ الرجال و لیس لاحد ہما ان یتیمی ما ہو
محض بالاحرة و قد راد انہ ان محض النساء باعمال السوت والرجال بالاعمال الشاقة التي فی خارجہا لینیق
کن مہم عسہ و ہموم ہما یجب عنہ مع لاحلاص (تفسیر المراعی النساء ۵۳۲ ط مصر)

۴، و مہم ما فیہ من حکم المسلمین فی دین لا یدکر جمع اسد کبر و حیث ان ہد من باب التعلیم و ہن
سندہا یدرس فیہ کما فی سائر النصوص و بمحاطب (عمدة القاری باب من سلم المسلمون من لسانہ
ویدہ ۱/۱۳۳ ط مہیرہ بیروت)

انسانے مرد و بدشہیزن کہ بہرہ زعم نہ دارد و حقیقت از حیات انسانیہ خطے ندارد و زنجاست کہ حق تعالی شانہ عالم راق و جاہل را میت خواندہ حیث قل و ما استوی الہیاء و الموت رسول کریم

فرمود طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم و مسلمۃ (۱) اگر زیادت فقط مسلمہ کہ در اکثر طرق نیست بھمت نہ رسد ثبوت حکم خلل نہ پذیرد - زیر کہ عموم خطبات شریعہ ذکور و اناث را شامل است پس فقط مسلم بمعنی صاحب اسلام است مرد و بدشہیزن چنانکہ المسلم من سلم المسلمون من لسانہ و یدہ و دیگر تفصیل مردان خصوصیت نہ دارد و اللہ اعلم محمد کفایت اللہ

صحایات کبار برائے تحصیل علم اعتنا سے بیغ فرمودہ و صحاح سلف بتعلم عموم اہتمام عظیم نمودہ -

زنان پاک طینت برائے کتاب فوند عامیہ در ذات اقدس رسالت پناہ راہ منہست اختیار نمودند و گفتند کہ یٰمٰلِئْنَا عَلَیْكَ الرَّحَالَ فَاجْعَلْ لَنَا یَوْمًا مِنْ نَفْسِكَ ؛ و مرئی اعظم سوال ایشان را درجہ اجابت عطا فرمودہ بمکان یک صحابیہ تشریف ارزانی داشتند و زنان مجتمعه را درس و تعلیم فرمودند (۵)

در خطبہ عید مردان را خطبہ دادہ میں بودند کہ شاید زنان از سماع خطبہ محروم مانند پس خود بہ نفس نفیس نزد جماعت زنان رفتند و ایشان را خطبہ دادند (۶)

پس افتراض تحصیل عموم ضروریہ و استحباب استماع عموم مباحہ برائے زنان محل تردد نیست و دلیل فرق میان مردان و زنان دریں باب در شریعت مقدمہ وجود ندارد .

(۱) الفاطر: ۲۲

(۲) سنن ابن ماجہ باب فصل العلماء والحث علی طلب العلم ص ۲ ط قدیمی کتب خانہ کراچی و فی لمروۃ ای و مسلمۃ کما فی روایۃ (کتاب العلم الفصل الثانی ۱ / ۲۸۴ ط اعدادیہ ملتان)

(۳) بحاری باب المسلم من سلم المسلمون من لسانہ و یدہ ۶ / ۱ ط قدیمی کتب خانہ کراچی (۴) عن ابی سعید الحدادی قال قال النبی ﷺ اجعل لیا یومًا من نفسک فوعدہن یومًا لقیہن فیہ فوعدتھن و امرھن (الحدیث) صحیح لحدادی باب هل یجعل للنساء یومًا علی حدی فی العلم ۱ / ۲۰ ص قدیمی کتب خانہ کراچی (۵) ووقع فی روایۃ سهل بن ابی صالح عن ابیہ عن ابی ہریرۃ سحو ہدہ لفصہ فذل موعده ک بیت فلانۃ فانہن فحدتھن (فتح لحدادی شرح صحیح لحدادی باب هل یجعل للنساء یومًا علی حدہ ۱ / ۱۷۵ ص مکتبہ مصطفیٰ مصر)

(۶) قال عطاء اشہد علی ان عس رسول اللہ ﷺ خرج و معہ بلال فصاح لہ یسمع النساء فوعدتھن و امرھن بالصدقۃ فجمعت المرأة بنی الفرط والحاتم و بلال بحد (صحیح البخاری باب عطیۃ النساء و نعیمتھن ۱ / ۲۰ ط قدیمی کتب خانہ کراچی)

(۷) و اعلم ان تعلم العلم قد ینکون فی عین و هو بقدر ما ینحتاج لہ و فی فرص کفایہ و هو ما یدعیہ لفتح عمرہ و مدوہ و هو التبحر فی الفقہ و در المحدث و فی المحقق فی الشامہ قال للعلمی فی قصودہ من فرائض الاسلام تعلم ما ینحتاج الیہ العبد فی اقامۃ دینہ و احلاص عمرہ للعلی و معاشرۃ عہدہ و فی عین کف و مکلف و مکلفۃ بعد تعلمہ علم الدین و اہلادیۃ علم اوصو و لعل قولہ فی فرص کفایہ و ما فی فرص الکفۃ من العلم فہو کف علم نہ ینتعی عنہ فی قوم امور الدنیا کطبخ و الحب و الحویج رد المحتار مطب فی فرص کفایہ و فی فرص لعل (۱ / ۲۱ ط سعید)

ہمسند ثانیہ کہ بصورت تحصیل و تشیل آل تعقیق دارد پس بیان آن تمسید مقدمہ رائی خودہ آل مقدمہ
یں کہ حق تعالیٰ شانہ انسان راخوانج گوناگون و مقتضیات یو قلمون آفرید۔

اکل و شراب و ازواج و غیرہ زنہ و ریات طبعیہ انسان است۔ ہر ایک بر یکے حدود و ضوابط
معینہ ہست کہ رائی رسد کہ بوقت جوع مال غیر یا چیزے حرام را خورد۔

وئی رسد کہ بوقت تشنگی آب نجس و حرام نبو شد وئی رسد کہ جز زمان مباحہ راہ امتناع نہ یڈ۔
چنانکہ برکے تحصیل ماکل و مشرب و جوع معینہ ہست چنانکہ برکے تحصیل ازواج طرق محدودہ
است و چنانکہ اعتداء از حدود تحصیل غذا و شراب و لباس بجز انکم ظلم و عدوان و غصب و سرقت و رشوت و غیرہ
می رساند و مغضوب خالق می سازد چنانکہ اعتداء از حدود مخالفت شہ آش زنا و نظر محرمہ و قبلہ محرمہ می برآید
محموت غنیمت حقیقی می کند۔

ہر گاہ کہ فتنہ اعتداءے حدود مخالفت خبیثہ عظیم و فساد و فساد ہل بود شریعت مظهرہ اسلامیہ
دریں باب خبیثہ احتیاط مرئی داشت و مردان و زنان را بہ تجنب از دواعی فساد تا کید ایدام فرمود۔ رب
المرءة بجانب رسالت پناہ صاحب فرمودہ گفت قل للمؤمنین یعصوا من ابصارہم و یحفظوا
فروجہم و گفت و قل للمؤمنات یعصمن من ابصارہن و یحفظن فروجہن ولا یندین
زینتہن الا ما طہر منہا و لبضرن بخمر ہن علی حیوہن ولا یندین زینتہن الا لبعولتہن او
آباء ہن (الآیۃ) (۱)

و حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم از حضور مجاہد رجال و اجتماع بایشان بازداشت تا آنکہ نماز
زنی را اندرون خانہ از نمازش بدین و نمازش را بہ ان از نمازش بچھن و نمازش را بچھن و از نمازش مسجد
محد و نمازش را مسجد محلہ از نمازش مسجد جامع افضل و بہتر فرمود و زنان از اتباع جناز منع فرمود و
بایک مطہ خروج زنان از بیوت بغیر ضرورت مستحسن نشمرده و فرمود المرأة عورة و ایہا ادا

(۱) البور: ۳۰-۳۱

۲، عن ام حسد الساعدية انها جاءت الى رسول الله ﷺ فدخلت به رسول الله ﷺ حتى وصلوه معك قل قد
عصمتك بحسن بصلوه معي و صلويت في بيك خير لك من صلويت في حجرتك و صلويت في حجرتك
خير لك من صلويت في درك و صلويت في درك خير لك من صلويت في مسجد قومك و صلويت في مسجد قومك
خير لك من صلويت في مسجد الجماعة و فتح الذي شرح صحيح البخاري باب خروج النساء الى المساجد
بالليل بالعلس ۲/ ۲۹۰ ط مصر

۳، عن ام عطية انها قالت سمعت عن اب حنبل و لم يعرف عن اب حنبل و لم يعرف عن اب حنبل و لم يعرف عن اب حنبل
۱۷۰/۱ ط قديمي كتب حانه كراچی

۴، قال الله تعالى و قرن في بيوتكن (الان) قل بقرصبي في بفسره معني هذه الآية لا مبرودم سب و س كان
لحساب النساء السرى فقد دخل غيرهن فيه بالمعني هذا قوله يرد دليل على جميع النساء كسب و التبرعه
طبعة بلرود النساء سريهن و لا يكفان عن الخروج لا لضرورة الا حرات ۱۱۷ ۷۳۳ دار الكتب العربيه
بيروت لبنان

ترقی ترقی بہست) ترقی اسلام، اقوام مسلمہ نپشد - والدہ لیں بفتح آخر ہمدہ الامۃ الا بما اوضح بہ اولہا - (۱) نظر بر امور فوق جواب استفتاء اس کے

افتتاح، اجراء مدارس خاصہ بزمان، اجتماع صبیحات براب تعلیم - و تعلیم فنون، تہ بزمان، تعلیم کہتہ بزمان ہمہ امور مشرکہ بہست و احسان شعر فی و رد، چہ فصل آن تہ تعلیم بہست و از مل نواب رسالت ﷺ فی جملہ بزمان بہ تعلیم بمعہ در مکاتے مای کی شدہ و ازین است کہ ہام بخاری عقیدہ بے یاس ترمیم نمودہ ہل بحول للساء یوما علی حدۃ و ثبات ختم حدیث کہ مشہر است ہوز اجتماع بزمان در مکاتے برے تعلیم فرمودہ - و تجربہ شاید کہ نامہ کہ در تعلیم اجتماعی میسر شود در انفرادی حاصل نمی گردد -

اجراء مدارس بزمان بر جمہورت تشکیع و رقہ من و فی نبود مملکت تہ نہ را چہ قیام مدارس تعویات ہم جمہورت تشکیع و بزمان سلف نشانے ندارد مع بذایہ است محمدیہ ہاشم قائل در مدارس رجاء بتعلیم و تعلم شامل اند - (۲)

تعلیم و انکس اسلامیہ و واجبات شرعیہ معویہ و معاشیہ فخر و تعلیم علوم مستحبہ مثل سیرہ صحابین و غیرہ و حکم مستحب و تعلیم فنون مباحہ مباح است - د وظیفہ سلطان اسلام، مسبین ظل اللہ فی زمین بندہ صیانت و ضاح اسلامیہ و مراقبہ انوار مدارس تعویات و سد ابواب فساد و رفع اسباب زلزلہ ہمدہ سمیت مبارکہ خدو بخیر ندو وظیفہ قہم لیندہ

۱، کتاب لاعضاء السطی ۲۱۵ ط سربو امداد لستس کتاب سید و سید ۲۰۸ ط درو المعارف کراچی

۲، عن النقاء ب عبدہ و انت دحل علی السی کتہ و ان عبد حفصۃ فخر سی لا نعیم ہمدہ رفیدہ سیدہ کتا عنینہا لکتابہ، سس سی درو د ب ساجہ، فی لوفی ۱۸۶۲ ط سعید و سسح فی بدل لاحتیور قد دسل علی حور کتہ لسا، و ما حدیث لا یعلو ہل بکتابہ فمحمود علی من محسی علیہا لفساد، بدل سحیود فی حل سس ای داؤد ۸/۵ ط معہد التحیل الاسلامی کراچی

۳، عن ای سعید لحدوی و ل لسا لسی لکتاب عبد عینک ارجح و جعل لہ یوما من یسٹ فوعدہ ہل بود شہن فد فوعلین و امرہل الحدیث صحیح البخاری باب ہل یجعل لسا یوما علی حدہ ۲۰۱ ط قدینی کتب حانہ کراچی

۴، و فی سرفہ لسا علی بقاری و ل الشیح عو الدس بن عبد اسلام فی حور کتاب لمواعد المدعہ اما و حہ کعبہ سحر و ما مدوہ کحدت برتد و لمدرس و کن حساب لم بعد فی بصر الاول - کتاب لاعضاء بالکتاب والسۃ الفصل الاول ۲۱۶ ط امدادیہ صال

۵، و عنہ ان نعیم العلم بکون فرص عس و هو بقدر ما حاج مدہ و کس کفہ و هو مار و عنہ لشیع عہد و مدو و هو لشیع فی الفقہ و عنہ غیب الدس سحر و ل لشیع فی السامہ و ل لعلامی فی فصولہ من فرائض الاسلام نعیم ما حاج بہ امد فی امدہ دہ و احلاص عنہ مد مدس و معاشوہ عدادہ و فرص علی کن مکلف و مکلفہ بعد نعیمہ عنہ مدس و لہدبہ نعیم عنہ بوضو و نعیم - فوہ و فرص کتہ (فہو کن عنہ لاسعی عنہ فی فوہ مور لسا کتب و حساب و لحو لہ و مقدمہ مطلب فی فرص لکفہ و فرص نعیم

بافتاں و اسرئیل اللہ مقدم نمایند کہ وہ وظیفہ بجائے خود بحال انجام دے خیر فوائد مہمہ و عوائد فائزہ بقوم و ملک حواہد رسید انشاء اللہ تعالیٰ۔

یَقِیْتُ جَزَائَ آسَ بِهٖ نَسْجِیْکَ سُلْطَانِ الْاِسْلَامِ وَالْمُسْلِمِیْنَ عَظَمَ اللّٰہُ فِی الْاَرْضِیْنَ مَشْوَہِ
اَسَاطِیْنِ عَمَّ وَحَامِیَانَ تَهْذِیْبِ اِسْلَامِیِّ وَمُحَافَظِیْنَ شُعْرَ اِسْلَامِیِّہِ وَ قَوْمِیِّہِ نَظَرِ بَخْشِوْصِ اَنْوَاں اَفْغَنِسْتَانِ
مَنْاسِبِ بَیْنَنْدِ بَکَنْدِ (۱)

جمہد۔ مر ایس کہ مدارس صبیات مختصہ بہ بصیبت نباشد واجتماع و حضور آمد و رفت ایشان بمدارس بطورے منضبط کرده شود کہ احتمال تطرق فساد باقی نماند۔ (۲)

نسائے صالحات را خدمت تعلیم و تہذیب تفویض کرده شود اگر زنان معتمدہ میسر نہ آیند با نقطہ ار رجال صالحین معتمدہ عیسیم را معین نمایند و مراقبہ حوال ایشان لازم دانند۔ (۳)

(۱) ابتدا اے سن بلوغ نہ سال و انتہی پانزده سال است یعنی امکان دارد کہ صبیہ نہ سالہ بالغہ و مکلفہ شود ، و باختلاف قوت و استعداد و صحت جسمانیہ و تنوع آب و ہوا و خصوصیات نسلیہ و قومیہ سن بلوغ و تکلیف مختلف می شود از باب ہر تدریج ہر مقام عین سال می توانند کرد ۔

درجہ مشابہت نیز باختلاف مقام و احوال متفاوت می شود ممکن کہ صبیہ ہشت سالہ یا ہفت سالہ مشابہت کرد و ممکن کہ تا پانزده و اوادہ سال خود مشابہت نہ رسد ۔

حکم سے صبیات آنکہ بچہ دہ ساگی سے واجب می شود حد سے صبیہ دہ سالہ مثل حد سے بالغہ
بست در در مختار می آرد ثم کباغ صاحب رد المحتار می گوید ای عورتہ تكون بعد العشرة كعورة
البالغين و صاحب رد المحتار در بیان درجه مشتهة می آرد واحتلفوا في حد المستهارة و صحیح
الریبعی و غیرہ انہ لا اعتبار بالس من السع علی ما قیل او التسع وانما المعتبر ان تصلح
للجماع بان تكون عبدة ضخمة والعلة المراه التامة الخلق ۶

(۲) وظایف تربیت و دین‌مدیریت متعلقه بخدا و پاس و تهذیب و تعلیم بر درجات متفاوت منقسم

۱. بحسب عنی الامام الیہ بشور هل یحل و یقعد فی میمات لامور الی لایض فیہا (بکلمۃ فتح السیلم کتاب الامارۃ ۳ ۲۷۵ ط مکتبہ دار العلوم کراچی)

٢١) و إذا كان الشرع قد علم ما يقعها في أمر دينها و ديارها فيجب أن يكون هذا التعليم معروفاً من لدن كور ديني عنهم حتى يسمي بسب عرصتها و شرفها مع تربية الأولاد في الإسلام مستوية الواجب التعليمي

١ ٢٧٦ ط دار الإسلام قاهرة بيروت

(٣) مرة متعلم من لاعبي الـ عشب من المرأة احب ، خلاصه الفتاوى القراءه حارج الصلوة ١٠٣ ص
امجد اكيدي (لاهور)

(٤) وادى مدته ثلثا عشرة سنة ولها تسع سبل هو المحتر كما فى احكام الصغار (توير الانصار و شرحه مع رد المحتار فصل بيوغ الغلام ٦ ١٥٤ ط سعد)

(٥) كتاب الصلاة مطلب في بستر العورة ١/ ٨٠ ط سعيد

(٦) باب صفة الصلاة باب الأمانة ١ ٥٧٣ ط سعد *

است تعظیم فراتر و واجبات شرعیة فرض و تعلیم می سن اخلاق و حسن معاشرت و فنون مده معیشت و حرف و صنایع مستحب و مباح بقدر درجه بایسته عید و طبعیه هست -
پدر رانی رسد که اولاد را بر تعلیم و واجبات مجبور کند و تادیب نماید -

قال السی رحمه الله علموا الصبی الصلوة ابن سبع سنین و اضربوه علیها ابن عشرة

(ترمذی) ۲ و قال السبی رحمه الله لان یودب الرجل ولده حیر من ان یتصدق بصاع (ترمذی)

۳ و قال رحمه الله ما نحل والد ولدا من نحل افضل من ادب حسن (ترمذی) ۴

(۳) ستره که در نماز شطاعت سوائه وجه و یدین و قد مین بمه نسیم را شامل است (د) و ستره عرفی که نظر رحمه الله غصمت است وجه و یدین و قد مین را نیز شامل است زیرا که نیاطت فتنه بکشف وجه اغلب است ۱۰ و حکم و اثر بعلت خدو باشد - بخت تمام ستره عرفی قول باری عز اسمه و اذا سالتموهن ما عا فاسئلوهن من وراء حجاب ۱۱ و قول نسی رحمه الله افعمیا و ان اتصا ۱۲ هست خمر فرق در میان اباناب و محارم چیز است معتمد علیه چه در محرم احتمال فساد منعدم و ضرورت معشوقه مقتضیه تسبیح موجود است ۱۳ و همچنین در میان صغیر السن و صغیرات صغیرة السن که نایت به نه سائل باشند ۱۴ و میان زاندا عمر فقهی است که اشارت بآن در فوق رفت اما قبل تا بل و بعد تا بل فقهی بنظر

۱۱ و فی الفیه له اکراه طفله علی تعلیم قرآن و ادب و علم لتربیه علی الوالدین (الدر المختار باب المعبر ۷۸/۴ ط سعید)

(۲) باب ماجاء من یؤمر الصبی بالصلوة ۹۳/۱ ط سعید

(۳) باب ماجاء فی ادب فی ادب الولد ۱۱۶/۱ ط سعید

(۴) حواله بالا

۵ بدن انحره عورة الا و جهها و کفیه و قدمیها کد فی نمون عالمگیریه لفصل الاول فی لظهوره و سر العورة ۵۸/۱ ط ماجدیه کوته

۶ و تمنع الشاة من کشف الواحد من رجل لانه عورة من لحوف الفیه کمه (سور الابصار و شرحه قل المحقق فی التامیه والمعنی تمنع من الکشف بحرف ال یرى الرجل و جهها فمع الفیه لانه مع الکشف قد تمنع النظر اليها بشهوة) کتاب الصلاة مطلب فی ستر العورة ۴۰۶/۱ ط سعید

(۷) الاحزاب: ۵۳

۸ سن ای داؤد باب قوله تعالى و قل للنساء بعضهن من ابصار هن ۲۱۴ ط سعید

۹ و بطور الرجل من محرمه هی من لا یحل له نکاحها اندا سب او سب ولو برنا الی الراس والوجه والصدر والساق والعصدا ان من شهوتها (تویر الابصار و شرحه مع رد المحتار فصل فی المس والضر ۳۶۷ ط سعید)

۱۰ قال الله تعالى ولا یندین رینهن الا لبعولتهن (الی قوله تعالى) او الطفل الذین لم یظهر و علی عورات النساء (الایة) (النور: ۳۱)

۱۱ و فی السراج لا عورة بلصغیر حدائمه مدم لم یشته فقل و ذرا ثم تعط ای عشر سنین ثم کباع (الدر المختار) قال المحقق فی التامیه و احدثوا فی تفسیر حد الشهوة فقل مع و قبل مع مطلب فی ستر العورة ۴۰۷/۱ ط سعید

— 244 —

(۴) صوم فرائض و واجبات سلامیہ از حیث اتہ و معاملت و معاشرت و اجتماعات فرض - صوم مستحب - و علوم مباحات مباح - (۱) حسب تفصیل نمبر ۲ باید فہمید -

(۵) اجتماع نسوس فی حد ذاتہ منطور نیست۔ اُمَرِ زمان در جہاں مجتمع شوند و اجتماع را غرض مفید و خاصیت نافع باشد ثم حاصل ہے از مزیید۔ اما اختلاط زمان در جہاں در مجامع نظر بر تطہر ق فتن ممنون است۔ و ازین است کہ زمان از جہاں بنا بر خروج زخا نماں خود بلا ضرورت شدیدہ بازداشتہ شدند و زغیب نماز در خانما ایش را بد شد۔ و نماز خانہ در حق ایشاں از نماز مسجد محلہ بد کہ مسجد نبوی ہما افضل تر ہو شد (۶)

(۶) حقوق نسوان متضمن تہذیب و تمدن است کہ ایشاں بعد از انے حقوق دینیہ خاصہ ادانے حقوق اقارب و زوجین و تربیت اولاد و تنظیم امور منزل شاعر خود سازند و از اجانب حتی از وجانب برزیدہ امر سخت بدست دارند و فرصت بہر سدیہ ال مشغول باشند بطور محاسن و محافل بامکان در آمدن و در مجامع ہوو و عجب با مہمانہ شایک شدن و راہ اختط با جانب پوشیدن نہ صرف امتیازات نسوان را مضرت ہائیکہ مساند بلکہ تہذیب اسلامی را از حقیر کند۔ (۳)

(۷) ایں ہمہ نسخہ کے قائل اور پیروں کے مطابق اصول رسالت حنفیہ یہ ہے - شوبہ و نظائر ہر لائحہ در کتب مشائخ و اسفار مذہب موجود است واللہ اعلم :-

بیتہ المراجی رحمتہ موہمہ کفایت اللہ غفارتہ ربہ وغفہ ۱۴۱۲ھ کی ۱۱ و ۱۲

(بادداشت) فتوای حیثیت شخصیه کاتب الحروف مقتصر باید داشت

١ و علم لا يعلم انعم بكون فرض على وهو بقدر ما يحتاج لديه و فرض كتابه وهو مراد عليه لبيع عردة
مبدون وهو البحر في القصة و علم نقب لذر لمحار فان مستحق في الشامية و فرض على كل مكلف و
محرمه بعد عنده علم اقدس و بعده يعلم انه محرم و نفعل . (و فرض كتابه) و اما فرض المكثفه من انعم
فيها كـ علم لا يسعى عنه في قوله تعالى الذبايح متعدد مطبق في فرض مكثفه و فرض العلم ٤٢ ص

(سعيد)

۲. عن ابي سعيد بن الحديري قال حدثت امرأۃ عن رسول الله ﷺ فقالت يا رسول الله ذهب الرجل بحديثك وجعل يا بوب من نصيبك يزعم انك فيه عيب مما عذمتك الله فقال اجتمعن في يوم كذا وكذا في مكان كذا وكذا واجتمعن فيه رسول الله ﷺ فعميتمن مما علمه الله لحديث صحيح البخاري باب تعلمه النبي منه من الرجال والنساء ۸۷/۲ ط قدیمی کتب خانہ کراچی

٣ عن حميد بن أسعد بن أبي حاتم عن أبي رسول له عليه السلام قال يا رسول الله اني احب الصلوة معك ولقد
عسى ان يصلي بغيري و صلوتك في بيت حبر لث من صلواتك في حجر لك و صلواتك في حجر لك
من صلواتك في دارك و صلواتك في دارك من صلواتك في مسجد قومك و صلواتك في مسجد قومك
من صلواتك في مسجد الجماعة فصح باري باب خروج النساء الى المسجد بالليل بالنفس ٢ ٢٩٠ ط
مصر وفي رواه احمد في مسنده (٦٥٥ ٧ ١٤-٥١٥ ط در اجاء التراث العربي بيروت لبنان)

٤، فلا يخرج الا لحق لها او بردها كل جمعة مرة و المحارم كل سنة، ولكونها قبلة وعاصمة لا فيما عدا ذلك، بل لم يحترم معرد المحارم مصف في مع لروحه لنفسها بقص المهر ١٤٣٣ - ١٤٤٤ ط سعيد.

(ترجمہ) اس کے نام و تہذیب کے ساتھ پاک اور بند ہے وہ بارگاہ منعم حقیقی جل شانہ و عز سلطنت جس نے انسان کو لباس علم و زور ہنر سے آراستہ کر کے اس کی عظمت کے بھندے کو بفرمان "ولقد کرّمنا نبي آدم" بلند کیا اور اولاد آدم کے سینوں کو لہنت ربانی اور ودیعت رحمانی کا مستحق بنا کر خدا داد علوم و روشنی سے منور کیا اور امت محمدیہ علی صلوٰہہا وعلیٰ آلائہہا فصل الصلوٰۃ و التّیۃ و کتّم حرمۃ احرحت للناس سے سرفرازی بخشی و اس امت کے علماء کو نبی و مرسلین کی میراث سے بہرہ مند فرمایا اور ان کے ساتھ اسلام کی مکمل اور آخریت شریعت نازل فرما کر "اليوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی" کی مہر لگا دی خاتم الانبیاء سیدنا و مولا نا محمد رسول اللہ ﷺ کی وفات سے پہلے شریعت اسلام کو ایک واضح روشن اور معتدل شریعت بنایا جا چکا تھا دنیا و آخرت کا کوئی ایسا باب نہیں چھوڑا جس کے متعلقہ احکام و ضابطہ کے ساتھ بیان نہ فرمایا ہو ورنہ نفسیات و جماعیات کا کوئی شعبہ بیا بقی نہیں رہا جس کی حقیقت کا اکتشاف نہ کیا ہو دین کی مکمل تعلیم مسلمانوں کی نجات و کفیل و ارشادات نبوی کا مینار ان کے لئے بہترین رہنما ہے امد مجتہدین کی تصانیف مفصل احکام و مسائل سے معمور اور اغیار کی تلخیص سے دور ہیں۔

دنیا کی غیر مسلم اقوام نے اسلام کی تعلیم و تہذیب سے بہت کچھ خوش چینی کی ہے اور حامیان تمدن و تہذیب نے اسلام کی رہنمائی میں ہی پناہ لی ہے اسلام ایک ایسا مضبوط کلچر رکھتا ہے جو تغیرات زمانہ کے ساتھ متغیر نہیں ہو سکتا اور اس کی تازگی و روحانی میں حوادث کی گرم ہواؤں سے کوئی پڑم دئی پیدا نہیں ہو سکتی مومن کے قد و قامت پر پروردگار عالم و رکاز کنان قضاء و قدر نے جو مخصوص شافعی لباس چست کیا ہے و اللہ اس کو کبھی بیدار نہ کھنگی۔ حق نہ ہو سکے گی۔

مختلف انسانی طبقات جو اجتماعیات میں حقیقت و حد کے رکان کا حکم رکھتے ہیں ان میں سے ایک رکن کا ایک خاص درجہ مقرر اور ہر ایک کا ایک موقف و مقام معین و مقدر ہے اگر مرد کو خاص اعزازات بخشے گئے ہیں تو عورت کو بھی خاص خاص امتیازات عطا فرمائے گئے ہیں۔

بعض کام مردوں کے مناسب ہیں اور بعض کام عورتوں کے۔ حق میں اجتماعی زندگی میں مردوں اور عورتوں کے لئے جدا جدا حدود مقرر ہیں ہذا ہر ایک کو اپنے مقام اور حدود سے تجاوز نہیں کرنا چاہیے اور یہ ایک ایسی ناقابل تردید بات ہے جس میں کسی قسم کا شبہ و شبہ پیدا نہیں ہو سکتا۔

عورتوں کی تعلیم کا مسئلہ جو آج کل زیر بحث ہے اس کے دو حصے ہیں ایک تو یہ کہ عورتوں کو تعلیم دینی چاہیے یا نہیں؟ دوسرے یہ کہ ان کو تعلیم دینے کی کیا صورت اختیار کی جائے؟

صورت اول میں کسی قسم کے اختلاف کی گنجائش نہیں کیونکہ حضرم اسلام کے فرائض میں سے ہے تحصیل علم کی فرضیت کا خطاب اور انفرادی و اجتماعی آیات قرآنیہ میں تدبر و تفکر کا حکم صرف مردوں کے لئے مخصوص نہیں ہے علم کی روشنی حاصل کرنے کی ضرورت صرف مردوں یا کسی ایک

عنفس سے متخصّص نہیں ہے کیونکہ علم حیات انسانی کے لوازم میں سے ہے۔

کوئی انسان مرد ہو یا عورت جو علم سے بہرہ مند نہیں ہے وہ حقیقتہً حیات انسانی سے محروم ہے اور اسی وجہ سے حق تعالیٰ نے عالم وزندہ ورچائل کو مرد و عورت کے جیسے کہ فرمایا وما یستوی الاحیاء ولا الاموات اور رسول کریم ﷺ نے فرمایا ہے ”طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم و مسلمة“ فقہ مسلمہ جو اکثر روایتوں میں نہیں ہے اگر صحیح تسلیم نہ کیا جائے تب بھی ثبوت حکم میں خلل واقع نہ ہوا کیونکہ شریعت میں خطبات کا عموم ذکور و اناث کو شامل ہوا کرتا ہے پس مسلم سے مراد صاحب اسلام ہے خواہ مرد ہو یا عورت جیسے کہ المسلم من سلم المسلمون من لسانہ و یدہ اور اسی قسم کے دیگر نصوص صرف مردوں کے لئے نہیں ہیں۔ واللہ اعلم

بڑی بڑی صحابیات نے تحصیل علم کے لئے سخت جدوجہد فرمائی ہے اور سلف میں سے بہت سی حضرات نے علم حاصل کرنے میں بڑی بڑی کوششیں کی ہیں ان پاک طینت مخدرات محصنات نے استفادہ علم کے لئے رسول کریم ﷺ کی ذات اقدس سے کلمہ شکوے کہے اور کہا کہ ہمارے مقابلے میں مردوں نے آپ کو کھیر دیا ہے پس آپ ہم کو بھی اپنا ایک دن عطا فرمائیے چنانچہ مر علیٰ اعظم ﷺ نے ان کی درخواست قبول فرمائی آپ ایک صحابیہ کے مکان پر تشریف لے گئے اور وہاں بہت سی عورتوں کا اجتماع ہوا اور آپ نے ان کو احکام شریعت کی تعلیم دی۔

اسی طرح ایک عید کے موقع پر آپ نے عید کا خطبہ دیا اور پھر خیل ہوا کہ عورتیں خطبہ نہیں سن سکیں لہذا آپ خود بہ نفس نفیس عورتوں کے اجتماع کے قریب تشریف لے گئے اور دوبارہ خطبہ دیا۔ پس علوم ضروریہ کی تحصیل کی فرضیت اور علوم مستحبہ کے حصول کا استہباب اور مباح عموم کے انتساب کی لباحت عورتوں کے لئے محل تردد نہیں ہے اور اس مسئلہ میں عورتوں مردوں کے درمیان امتیاز کرنے کے لئے کوئی دلیل موجود نہیں ہے۔

دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ عورتوں کو تعلیم دلانے کی صورت اور طریقہ کیا ہونا چاہیے پس اس پر بحث کرنے سے پہلے تمہید ذیل پر غور کرنا ضروری ہے وہ یہ کہ حق تعالیٰ شانہ نے انسان کو انواع و اقسام کی احتیاجات و خواہشات کے ساتھ پیدا کیا ہے مثلاً کھانا پینا اور ازدواج وغیرہ انسان کی فطری ضرورتیں ہیں لیکن ہر ایک ضرورت پوری کرنے کے لئے کچھ حدود و ضابطے مقرر ہیں کسی کو یہ جائز نہیں ہے کہ بھوک کے وقت غیہ کا مال یا کوئی حرام چیز کھالے یا پیاس کے وقت ناپاک یا حرام مشروب پی لے اور جائز نہیں کہ جائز و حلال عورت کے سوا کسی عورت سے حظ نفس حاصل کرے۔

جس طرح معاش حاصل کرنے کے لئے جائز طریقے مقرر ہیں اسی طرح زوجہ حاصل کرنے کے لئے بھی خاص حدود ہیں اور جس طرح کہ تحصیل رزق و لباس کے مقررہ طریقوں سے تجاوز کرنا جرائم و ظلم و عدوان و غصب و سرقت و رشوت کی طرف سبوتا ہے اور خالق کا غضب کا سبب بنتا ہے اسی طرح

کئی تعلقات کے حدود سے تجاوز کرنا بدکاری اور ناجائز اختلاط کی طرف لے جاتا ہے اور غلط فہمی حقیقی کے عتاب کا مستحق بنا دیتا ہے۔

یہ ناجائز اختلاط کا فتنہ چونکہ عظیم الشان فتنہ ہے اور اس کے نتائج بہت تباہ کن ہوتے ہیں اس لیے شریعت اسلامیہ نے اس باب میں بہت زیادہ احتیاط مد نظر رکھی ہے اور مردوں اور عورتوں کو وہ عملی امور سے بچنے کی سخت تاکید فرمائی ہے اللہ تعالیٰ حضرت رسالت پر یہ صلعم کو خطاب فرماتا ہے۔ "وَقُلْ لِلْمُؤْمِنِينَ بَعْضُوا مِنْ أَنْصَارِهِمْ وَبَعْضُوا مِنْ رُوحِهِمْ" اور فرمایا "وَقُلْ لِلْمُؤْمِنَاتِ بَعْضُوا مِنْ أَنْصَارِهِنَّ وَبَعْضُوا مِنْ رُوحِهِنَّ وَلَا يَبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا لِبُعُولَتِهِنَّ أَوْ آبَائِهِنَّ"

اور حضرت رسول اکرم ﷺ نے عورتوں کو مردوں کے اجتماعات میں شریک ہونے سے منع فرمایا یہاں تک فرمایا کہ عورت کا کوٹھڑی کے اندر نماز پڑھنا وہاں میں نماز پڑھنے سے بہتر ہے اور اس کی نماز محض کی نماز سے اور گھر کے صحن کی نماز مسجد محمد کی نماز سے اور مسجد جامع کی نماز سے بہتر ہے اور عورتوں کو جہاز کے ساتھ جانے سے منع فرمایا بدعت معتادہ میں سے بدعت نہ ورت عورتوں کے نکلنے واپس نہیں آتی۔ فرمایا "المرأة عورة وانها اذا حرجت استتر فها الشيطان وانها اقرب ما تكون الى الله وهي في قعر بيتها" (رواہ الطبرانی فی المعجم الزوائد) اور فرمایا "ما من امرأة تحرج في شهرة من الطيب فيظفر الرحال اليها الا لم تنزل في سحط الله" (مجمع الزوائد من الطبرانی)

ان تمام نصوص شریعہ سے واضح ہے کہ جو آزادی مردوں کو دی گئی ہے شریعت مطہرہ نے عورتوں کے لئے جائز نہیں رکھی اور صنفی تعلقات کی حدود سے تجاوز کرنے کے اسباب اور اس کے مفاسد کے سد باب کے لئے بے انتہائی تبلیغ فرمائی ہے بیشک ادا کام خداوندی کی اطاعت اور ارشادات نبوی کی تعمیل کی برکت سے دنیا کی دوسری قوموں کے مقابلے میں مسلمانوں کا معاشرہ بدکاری و فواحش سے پاک اور محفوظ ہے۔

پردہ جو مسلمانوں میں رائج ہے وہ اسی تہذیب و معاشرہ کا ایک حصہ اور شعبہ ہے صنفی باز جو ایشیا، یورپ، افریقہ اور امریکہ کی غیہ مسلم اقوام میں دیکھا جا رہا ہے شرفائے اہل اسلام کے اندر اس کا کوئی اثر نہیں پایا جاتا۔

خاص کر اس باب میں اگر مسلم قوم تمام اقوام عالم پر فوقیت کا ناز کرے اور خزانے تزیینات دور حاضر کی عورتوں کی مطلق العنانی سے ممالک یورپ میں جو تباہی برپا ہے وہ دنیا پر روشن ہے اس عہد پر فتن میں ساطین اسلام کے ذمہ واجب ہے کہ مسلمانوں کے حالات کا جائزہ لیں اور ان کو تنزل کی پستی سے اوج ترقی پر پہنچانے کی کوشش کریں۔

زمانہ حاضر کے مقننات نے عورتوں کے اندر تعلیم کی توسیع و اشاعت کی شدید ضرورت پیدا کر دی ہے وہ اہم فوائد جو ان کی تعلیم کی صورت میں حاصل ہو سکتے ہیں وہ محض ان کی جہالت کی وجہ سے فوت ہو رہے ہیں لیکن اس میں بھی شک نہیں کہ حدودِ الہیہ کی نگہداری اور شعائرِ اسلامیہ اور ترویجِ سنت نبویہ کی پاسداری اور قومی تہذیب و معاشرہ کا باقی رکھنا دوسرے تمام امور سے زیادہ اہم اور مقدم ہے کیونکہ سلاطین اسلام خدا کے ساتھ اور انبیاء کے قائم مقام ہیں اور کسی چیز کا سایہ اس چیز کے مطابق ہی ہونا چاہیے۔

ان امور کے پیش نظر لازم آیا کہ سلاطین اسلام سب سے پہلے اور بذاتِ خود دین کا احیاء کریں اور اسلامی تہذیب کے راستے اختیار کریں اور سلفِ صالحین کے آدابِ معاشرت کی حفاظت ضروری سمجھیں اور لڑکیوں کو اتنی آزادی نہ دیں کہ وہ زنانِ یورپ کی عادات و اطوار سیکھ کر مسلم معاشرہ اور اسلاف کی تہذیب کو خیر باد کہہ دیں اور پھر اس آزادی کے خط نام نتائج اور ان کو بھگتتے چلیں۔ اگر مسلم قوم اسلامی قوانین و شعائر کو چھوڑ کر ترقی کرے (بشرطیکہ اس کو ترقی مانا جائے) تو یہ ترقی اسلام کی اور مسلم قوم کی ترقی نہ ہوگی خدا کی قسم اس امت کے متاخرین ہرگز ترقی نہ کر سکیں گے جب تک کہ متقدمین کے اسوہ حسنہ کو اختیار نہ کریں امور مذکورہ بال کو پیش نظر رکھتے ہوئے استغناء جواب یہ ہے کہ۔

زمانہ مدارس کا کھولنا اور جاری کرنا اور لڑکیوں کا تعلیم کے لئے وہاں جانا اور عورتوں کو انکی صنف کے مناسب علوم و فنون سکھانا اور کتابت سکھانا یہ تمام امور شریعت کے مطابق اور مستحسن ہیں کیونکہ ان کا بنا تعلیم و تعلم کی تنظیم اور تشکیل ہے تعلیم کے لئے اجتماعی طور پر عورتوں کا ایک مقام پر جمع ہونا احادیث سے ثابت ہے اور اسی وجہ سے امام بخاری نے ایک باب اس عنوان کا بندھا ہے کہ هل يجعل للنساء یوما علی حدۃ اور اس کے تحت وہ حدیث لائے ہیں جس سے تحصیلِ علم کے لئے کسی مکان میں عورتوں کا اجتماع ثابت ہوتا ہے اور تجربہ شہد ہے کہ اجتماعی طور پر تعلیم جس قدر مفید ہے انفرادی طریقے سے اتنی مفید نہیں۔

زمانہ مدارس کی تشکیل اگر قرونِ اولیٰ میں نہیں تھی تو کوئی حرج نہیں کیوں کہ لڑکیوں کے اسلول اور مدر سے بھی زمانہ ماضی میں نہیں تھے پھر بھی امتِ محمدیہ کے تمام علماء اس کے جواز کے قائل ہیں اور مردانہ مدارس کے اندر پڑھتے پڑھاتے چلے آ رہے ہیں۔

فرائضِ اسلامیہ اور واجباتِ شریعہ خواہ عبادات میں سے ہوں خواہ معاملات میں سے ان کی تعلیم فرض ہے اور علومِ مستحبہ مشابہہ و علماء کے تذکرے اور عبرت آموز تاریخی روایات اور اخلاقیات وغیرہ کی تعلیم مستحب ہے اور فنونِ مباحہ کی تعلیم مباح ہے۔

سلطان اسلام ظل اللہ کا فرض ہے کہ اسلامی طرزِ معاشرت کی حفاظت کرے اور زمانہ

مدارس کے حالات کی نگرانی اور مفاسد و فتن کی روک تھام کو اپنے ذمہ لازم سمجھے اور رعایا کا فرض ہے کہ نسلِ ملت کی حاجت کریں اگر ہر کام کو حدود شناسی کے ساتھ عمدہ طریقے سے انجام دیا جائے تو ملک و قوم کو انشاء اللہ بہت فائدہ پہنچے گا۔

زنانہ اسکولوں کے اجرا کا طریقہ پادشاہ اسلام مشورہ ارکان دوست و علمائے ملت و خلمانی امت ملے کرے خاص کر افغانستان کے حالات کو مد نظر رکھ کر جو طریقہ مناسب ہو وہ اختیار کیا جائے۔
اجماعت یہ کہ لڑکیوں کے اسکول صرف لڑکیوں کے لئے مخصوص ہونے چاہئیں اور ان کے تدریس و تعلیم میں جمع ہونے اور آمد و رفت کے ایسے طریقے اختیار کئے جائیں کہ فتنہ کا احتمال باقی نہ رہے نیک سردار اور پاک و امن عورتوں کو تعلیم و تربیت کی خدمت کے لئے مقرر کیا جائے اگر معلمات نہ مل سکیں تو مجبوراً نیک اور صالح قابل اعتماد مردوں کو معین کیا جائے اور ان کی کڑی نگرانی کی جائے۔

(۱) سن بلوغ کی عمر کم سے کم نو سال اور زیادہ سے زیادہ پندرہ سال ہے یعنی نو سال کی لڑکی کا بالغ اور مکلف ہو جانا ممکن ہے اور جسمانی قوت و استعداد اور نوعیت آب و ہوا اور نسلی و قومی خصوصیات کے اختلاف سے بلوغ و مکلفیت کی عمروں میں اختلاف ہوتا ہے ارباب بصیرت مختلف مقامات کے مطابق عمر بلوغ متعین کر سکتے ہیں۔

مشہدات کے درجات بھی احوال و مقامات کے اختلاف سے مختلف ہوتے ہیں ہو سکتا ہے کہ سات آٹھ سال کی لڑکی مشہدات ہو جائے اور ہو سکتا ہے کہ گیارہ بارہ سال تک مشہدات نہ ہو۔

لڑکیوں کے لئے ستر عورت کا حکم یہ ہے کہ دس سال کی عمر میں ستر واجب ہو جاتا ہے اور دس سال کی لڑکی کے لئے ستر کی حد مثل بالغہ عورت کے ہے درمختار میں ہے ثم کبالغ صاحب رد المحتار فرماتے ہیں ای عورتہ تکنون بعد العشرة كعورة البالغین اور صاحب رد المحتار نے درجہ مشہدہ کو اس طرح بیان کیا ہے واختلفوا فی حد المشتہاء و صحیح الزیلعی وغیرہ انہ لا اعتبار بالسن عن السبع عنی ما قبل او التسع واما المعبران تصلح للجماع بان تکنون عبلة ضحمة والعبلة المرأة التامة الخلق

(۲) باپ کے اوپر اولاد کی تربیت کی ذمہ داریاں جو غذا لباس اور تادیب و تعلیم سے تعلق رکھتی ہیں چند درجات پر منقسم ہیں فرائض و واجبات شرعیہ کی تعلیم فرض ہے اور حسن اخلاق و معاشرت اور روزگار اور پیشہ و ہنر وغیرہ کی تعلیم شرعی و طبعی درجات کے مطابق مستحب و مباح ہے۔

باپ کا حق ہے کہ والد کو فرائض اور واجبات شرعیہ کے سیکھنے پر مجبور کرے اور ضرورت ہو تو سزا دے۔ قال النبی ﷺ علموا الصبی الصلوة ابن سبع سنین واضربوه علیہا ابن عشرة (ترمذی) وقال النبی ﷺ لان یؤدب الرجل ولده خیر من ان یتصدق بصاع (ترمذی) وقال ﷺ ما نحل والد ولدا من نحل افصل من ادب حسن (ترمذی)

(۳) عورتوں کے لئے جو ستہ کہ نماز میں شہ ط ہے چہرے اور دونوں ہاتھوں اور پیروں کے ساتھ تمام جسم پر مشتمل ہے اور پردہ عرفی کہ شہر عصمت ہے چہرہ اور دونوں ہاتھوں اور پیروں کو بھی شامل ہے کیونکہ چہرے سے ہی فتنے کا قوی تعلق ہے اور جسم اپنی عورت پر ہی جاری ہوتا ہے اس پر پردہ عرفی کے وجہ کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے کہ *وَإِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَاعًا فَاسْأَلُوهُنَّ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ* اور نبی ﷺ کا فرمان *افعمیوا وان اتما ابنتی* اور محرم کے فرق کا اعتبار کیا گیا ہے کیونکہ محرم میں بدعتی کا احتمال نہیں ہوتا اور عورت کی ضرورت کشف حجاب کی اجانت کی مقتضی میں اس طرح چھوٹے بڑوں اور زیدہ سے زیدہ نو سال کی بڑیوں اور زیدہ عمر والوں کے درمیان بھی فرق ہے جس کے بارے میں کچھ اشارات اوپر گزر چکے ہیں لیکن قبل تاہل ورحہ تاہل کا فرق میری نظر سے نہیں گزرا۔

(۴) شرعی فرائض و واجبات کا علم حاصل کرنا فرض ہے خواہ وہ علوم عبادات و معاشیات سے تعلق رکھتے ہوں خواہ معاشرہ و تمدن و تہذیب و تمدن سے اور مستحبات کا علم مستحب اور مباحات کا علم مباح جیسے کہ نمبر ۲ میں فرمایا جا چکا ہے۔

(۵) مختل اجتماع عورتوں کا ممنوع نہیں ہے مگر صرف عورتیں کسی جگہ جمع ہوں اور اجتماع غرض و غایت مفید ہو تو شرعاً کوئی ممانعت نہیں ہے لیکن عورتوں اور مردوں کا مخلوط اجتماع بہت سے فتنوں کا سبب ہونے کی وجہ سے ممنوع ہے اسی وجہ سے عورتوں کو جنازے کے ساتھ جانے اور باہر نہ ورت شدیدہ گھر سے نکلنے سے منع فرمایا ہے اور ان کو اپنے گھر میں نماز پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے اور گھر میں نماز پڑھنے کو مسجد محلہ سے اور مسجد نبوی سے بھی بہتر قرار دیا گیا ہے۔

(۶) اجتماعی و تمدنی حیثیت سے متمتع خواتین کے صرف اتنے ہی حقوق ہیں کہ وہ حقوق دینیہ و دنیاوی کے بعد شوہر اور اقارب کے حقوق بجالائیں اور ان کی تربیت امور خانہ داری میں دلچسپی لیں اجتماعی سوسائٹی سے دور رہیں وراثت و بیعت ہوتی ہو تو اور فرصت سے تو س میں مشغول رہیں اور بیابانہ مردانہ اجتماعات اور جلسوں میں شریک نہ ہوں اور عجب کے مجمعوں میں جانا اور غیر مردوں سے بے تکلف ہونا نہ صرف یہ کہ نسوانی خصوصیات کو فخر دے گا بلکہ اسلامی تہذیب کو بھی تباہ کر دے گا۔

(۷) یہ جو کچھ مسائل لکھے گئے ہیں اکابر حنفیہ کے مسلک کے مطابق ہیں ہر مضمون کے متعلقہ دلائل و شواہد مشائخ مذہب و تصانیف میں موجود ہیں۔ واللہ اعلم۔

کتبہ الراجی رحمۃ مولانا محمد کفایت اللہ عفا عنہ ربہ و کفایہ - ۱۴ جمادی الاولیٰ ۱۳۴۳ھ
(نوٹ) فتویٰ ہذا کو راقم الحروف کا ذاتی جواب سمجھنا چاہیے۔

مکمل شرعی پردہ کی رعایت کے ساتھ لڑکیوں کو تعلیم دینے میں کوئی مضائقہ نہیں
(سوال) بعض کہتے ہیں کہ لڑکیوں کو کھانا پڑھانا ہی نہیں چاہیے اس تعان شرعیہ پر حادینا چاہیے
یونکہ بڑے سبوروں کی نازیبا افواہیں پھنچی ہوئی ہیں مسلمان راجپوتوں کی بستی بے اکثر گھرانے
مذہب ہیں پردہ کی پابندی بے نیکن اس عمر کی لڑکیاں ملاتی کے پاس تقریباً جس قسم جاتی ہیں اس
مدرسے کی مدد کرنی چاہیے یا نہیں۔^{۱۰} المستفتی نور محمد صاحب ہیڈ ماسٹر جو نڈالہ ضلع کرناٹک کے اذیفقعدہ
۱۳۵۲ھ مطابق ۱۱ فروری ۱۹۳۶ء

(جواب ۲۴) مڑکیوں کو لکھنے پر ہنر سکھانا جائز ہے حسبِ ارادہ وغیرہ پڑھانے اور ہنر سینا پکانا کا ہنر وغیرہ سکھانے میں کوئی مضائقہ نہیں بلکہ پرواے اور صاحبیت کا خاطر رکھنا ضروری ہے۔ محمد کشیت اللہ

پر وہی رعایت کے ساتھ عورت کار خیر میں حصہ لے سکتی ہے
(سوال) شریعت عورت کو کار خیر یا رفہ عام میں اقدام کرنے کی اجازت دیتی ہے یا نہیں حضور رب
نے تعلیم یافتہ خواتین کے متعلق ارشاد فرمایا ہے لہذا عرض ہے کہ پنجاب میں بڑی بڑی قبل ترین
عورتیں مل سکتی ہیں۔ المسئنی نمبر ۱۲۰۵ مقرر جمال نگہ معرفت آغا محمد حنیف اللہ صاحب
(جاندھر) ۱۰ رجب ۱۳۵۵ھ مطابق ۲۷ / ستمبر ۱۹۳۶ء

جواب ۲۵) شریعت مقدسہ اسلامیہ عورتوں کو کسی اسلامی خدمت سے جوان کے باق ہو منع نہیں کرتی پردہ کی محافظت کے ساتھ عورت مردوں کے مجمع میں تقریر کر سکتی ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ اعلم

پنجی سے مجمع میں تلاوت کرانا

(از اخبار انجمنیه دہلی - مورخہ ۲۴ جون ۱۹۳۳ء)

(سوال) ایک صاحب جو علم دین کے مدعی ہیں اور ایک اسلامی جامعہ کے پرنسپل ہیں اپنے وعظ کا افتتاح ایک نابغ لڑکی کی قرآن خوانی سے فرماتے ہیں باوجودیکہ اس کی حاجت نہیں جلسہ میں بہترین

۱۔ عن النقاء ب عبد اللہ قُلب دحل علی السی تہۃ واما عند حقیقتہ فہا لی لا تعلم من ہدہ رفہ الملہ کما عنہا الکتابۃ ، سن بی دود ب محاء فی لرقی ۲ ۱۸۶ ط سعید ، قال الشیخ فی بدل المصہور ' فہ دلیل علی حوار کبابہ النساء و محدث لا تعلمو ہن الکتابۃ فبحمول علی من یحشی عنہا الفساد ' بدل المصہور فی حل سن ابی داؤد ۵/۱۸ ط معہد التحلیل الاسلامی ' کراچی)

(۲) عورت کی آنکھ پر اس میں شیخ قول یہ ہے کہ عورت اس کے ہاضمہ و رت شدیدہ غیر محرم ساتنہ و چائیز نہیں
 وفي النامہ قال عنه الصوة والسلام التمسح للرجال والصمغ للنساء فلا يحس ان سمعها الرجل وفي الكافي ولا
 يبي حبر لان صوتها عورة ومنسب عنه في المحيط في باب الاذان مضطرب في ستر العورة ۱ ۶۰ ط سعید

حفاظ موجود ہوتے ہیں کیا یہ جائز ہے؟

(جواب ۲۶) نابغہ ہستی سے قرآن شریف کی تلاوت کرانے میں کوئی مضائقہ نہیں بشرطیکہ پختہ پختہ ہو جس کی طرف بہ نظری سے دیکھنے کا موقع نہ ہو۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ بدرہہ امینہ دہلی

لڑکیوں کو لکھائی سکھانے کا حکم

(المجمعیہ مورخہ ۵ نومبر ۱۹۳۱ء)

(سوال) لڑکیوں کو کتابت کی تعلیم دینی بروئے شریعت جائز ہے یا نہیں؟

(جواب ۲۷) لڑکیوں کو کتابت کی تعلیم دینے کے بارے میں فقہاء کا اختلاف ہے بعض فقہاء استدلالاً بالفساد منع کیا ہے لیکن شیخ یہ کہ جائز ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

چوتھا باب متفرقات

بہشتی زیور مفید اور معتبر کتاب ہے

(سوال) بہشتی زیور مولانا اشرف علی صاحب دہلوی کی کتاب ہوئی کتاب ہمارے مدرسہ میں چلانے کا ارادہ ہے اس کے پڑھانے میں کچھ برکت ہے یا نہیں اس کتاب میں غلط مسئلہ ہے یا نہیں جاہلوں میں یہ بات مشہور ہے اس نے آپ کا جواب آنے کے بعد اس میں چلانے کا رد ہے۔ المستفتی: ۱۸۲۰ محمد اسماعیل جی پٹیل (ضلع سورت) ۲۲ رجب ۱۳۵۶ھ مطابق ۲۸ ستمبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۲۸) بہشتی زیور بہت اچھی اور معتبر اور مفید کتاب ہے اس کے مضامین اور مسائل جو اس میں لکھے ہیں معتبر اور صحیح ہیں اور پٹوں طالب علموں کو اس سے دینی اور دنیوی فائدے پہنچے گئے تعلیم الاسلام بھی پٹوں کے لئے مفید ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

۱۔ وفي لسرح لا عورة بصغير حداثته مدام لم يشنه فصل و دير ثم تغلط الى عشر سنين (الدر لمحرر) في المحقق في التامية (قوله لا عورة لمصغر حداثته) وكذا الصغيرة كما في لسرح (مطلب في سر العورة) ۱ ۷ ۵۰ ط معبد

(۲) عن الشفاء بس عبد له فت دخل على السي كية و ما عده حفصة ففان بي الا نعمس هذه رقية لسه كس علبها لكسة (سراسي داود) ما حواء في الرقي ۲ ۱۶ ۲ ط سعيد. في الشيخ في بدل المحمود فيه دس عني حوار كنه الساء واما حديث لا نعمس هن الكسة محمول عني من بحشي علبها الفساد (۵ ۸۰ ط معبد الحليل الاسلامي كراچی)

علماء کو شیطان بُد معاش ظالم کہنے والا فاسق ہے

(سوال) ایک شخص نے کہا کہ فی زمانہ جتنے علماء و احنظ ہیں وہ سب شیطان ہیں اور بد معاش اور ظالم اور پور ہیں المستفتی نمبر ۱۸۴۷ محمد عبدالحق صاحب (ضلع ہوڑہ) ۲۸ رجب ۱۳۵۵ھ مطابق ۴ اکتوبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۲۹) یہ منہ کہ فی زمانہ جتنے و احنظ ہیں سب شیطان اور بد معاش اور ظالم اور پور ہیں غلط ہے اور کہنے والا ظالم اور فاسق ہے اس کو توبہ کرنی چاہیے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لاہ دہلی

نو مسلم اپنی ضروریات پوری کرنے کے لئے مالدار مسلمانوں سے امداد کی درخواست کر سکتا ہے

(سوال) میں ایک نو مسلم ہوں آغوش اسلام میں آئے ہوں صرف پانچ سال ہوئے ہیں لیکن تعلیم اسلام و دیگر اسلامی کتابوں کا مطالعہ میں نے اپنی حاسب علمی کے زمانے میں کیا تھا یہ اعزاز مجھے میرے محسن استاد مولانا مودی رحمت اللہ صاحب ورنیکلور ٹیچر مشن ہائی اسکول، ہور کی بدولت نصیب ہوا قصہ بڑا طویل ہے اور آزمائشوں سے بھرا ہوا ہے لیکن اللہ کریم نے میری ہر حال میں مدد فرمائی اور الغرض سے محفوظ رکھا مختصراً عرض ہے کہ میں نے ایک متمول ہندو گھرانے میں پرورش پائی ہے میرے والد لالہ ہیرال صاحب جائیداد ہیں اور سات سو روپیہ ماہور کے قریب صرف مکانات کا کر یہ آمدنی ہے مجھے نو انہوں نے بی سے تک تعلیم دینی اور میرے اسلامی خیالات سے ہمیشہ خائف رہے اور دینی باتوں کا حق میں خاص طور پر مجھ پر نگاہ رکھی جاتی تھی اور ہندو مذہب کی تعلیم میں کوشاں تھے لیکن میری رغبت دن بدن اسلام کی طرف ہوتی گئی اور میں نے اپنے رہبر مولانا صاحب کا ساتھ نہ چھوڑا انہوں نے بھی مجھے قرآن شریف اور دینیات اور دیگر اسلامی مسائل کا درس دیا یہ سب تعلیم بالکل خفیہ طریق پر ہوتی رہی میں نے اس اثناء میں اپنے اسلام پاک کا اعلان کرنے کا ارادہ کیا لیکن میرے خراجت نبوی پکوں کا نزار و پکوں کی تعلیم نبوی کا اپنے ہی مذہب پر رہنے کا اصرار والدین کی محبت اور میرا میرا نہ زندگی تھی الغرض شیطانی وسوسے تھے لیکن میں مولوی صاحب کے دست مبارک پر اسلام قبول کر چکا تھا اور صوم و صلوة پر پابند تھا میرے والدین ہر ممکن طریقے سے میرے اس مبارک کام میں مدد مل رہے تھے لیکن میرا ذوق اور مولوی صاحب کا اخلاص بالکل بھی اثر نہ ہونے دیتا تھا والدین روپیہ

(۱) یہ علم نہ وقت کے سب علماء و احنظ کی انہوں نے وجہ سے 'وفی جامع الفصولین' بغض عالمات و فقیہا بلا سب ظاہر حیف علیہ اکثر جامع الفصولین الباب الثامن والثلاثون فی مسائل کلمات الکفر ۲ ۳۰۹ ناشر اسلامی کتب خانہ کراچی اور علماء و احنظ ان کے مابین علم ہونے کی وجہ سے کہتے تھے بد مذہب کافر ہوگا قال فی لانساد و النظر الا سہوا و لعلہ و العلماء کفر و الف النبی کتاب السیر ص ۱۹۱ ط دار الکتب العلمیۃ

پیسہ مجھ پر بہت خرچ کرتے اور تمام جاوید ہا مجھ کو بچا رہا لیکن میرے مذہب نے مجھ کو یہ تداری کی
چی وانا اور سپاہی کی حمایت کا اس پہلے ہی دیا تھا ہذا میں نے اپنے ملازموں سے اچھا منافع کھیا انہی میں
میر کی بیوی بھی قبول اسلام پر رضا مند ہو گئی اور میرے دو بڑے لڑکے جو انڈیا میں کلاس میں پڑھتے تھے
تعلیم اسلام مجھ سے لیتے اور پورے طور پر مجھ سے متعلق تھے اور ۱۹۳۲ء کے درمیان میں ۱۵ جون کو
تم نے اپنے آپ کو خدا کے دے کرتے ہوئے قبول اسلام کر لیا اس کے بعد جو مجھ پر اور میری نیک
بیوی پر نذری وہ خدای بہتر جانتا ہے لیکن ہم نے صبر سے برداشت کیا میرے والدین نے میری بیوی کا
تمام زیور اور جینے جو اس کے قبضے میں تھے طلب کیا یہ امتحان عورت کے لئے بہت سخت تھا لیکن خدا کا
فضل شامل حال تھا بلا دروغی سب پیش کر دیا اور ہم لوگ اتنے تندرست و بخیر رہے اور کسی کے سامنے دست
سوال دراز نہیں کیا میں نے محنت مزدوری کی اور اپنا اور اپنے بچوں کا پیٹ پال ہاں البتہ بچوں کی تعلیم جاری
نہ رکھی۔ لیکن ایک ماہ کی آزمائش کے بعد بچوں کو میری والدہ نے کالج میں داخل بلا کسی شرط کے کر دیا۔
اس وقت وہ پچھترائی ایس سی اور چھوٹا ایف ایس سی میں تعلیم پاتا ہے ذہین محنتی اور اسلامی رکن پر پند
ہیں لیکن اب جب کہ میرے پتے علی تعلیم کے اختتام پر ہیں میرے دیگر عزیز واقربا نے و مدین و
مجبور کر دیا ہے اور انہوں نے میرے بچوں کو تعلیم دلوانے سے اُسٹ ۱۹۳۳ء سے انکار کر دیا ہے اور
فیس وغیرہ بچوں کی نہیں دی چند مسلم بھائیوں نے مل کر بچوں کی چار چار ماہ کی فیس اور ان کے
خور و نوش کا انتظام کر دیا تھا لیکن آئندہ کے لئے ان کا خرچ مشکل نظر آتا ہے بچوں کو اتنے علی مقام تعلیم
پر لے جا کر چھوڑنا ایک صدمہ ہے خالی نہیں لیکن یہ قربانی بھی میں اور میرے پتے کرنے کو تیار ہیں
اسلام قبول کرنے سے پیشتر ہم وکوں نے تہیہ کر لیا تھا کہ ہم لوگ اسلام پر بار ڈالنے کے لئے اسلام میں
داخل نہیں ہونے ہیں اور کسی مسلم برادر کو تالیف نہیں دیں گے مولوی صاحب مرحوم کا رشتہ تھا کہ
خدا کے سوا کسی کے سامنے ہاتھ نہیں پھیلا نا لیکن میرے چند دوست مصر ہیں لہذا اب از روئے شرع جو
مناسب احکام ہیں اس کے متعلق فتویٰ صادر فرمائیں۔

(۱) مندرجہ بالا بیان و مد نظر رکھتے ہوئے کیا اسلام مجھے اجازت دیتا ہے کہ اپنے متمول مسلم بھائیوں
سے امداد کے لئے عرض کروں (۲) کیا امداد کنندہ بھائی کے روپے کا مصروف جائز ہوگا (۳) کیا اس قسم
کی امداد کی درخواست میرے لئے خدا کی درگاہ میں قابل مواخذہ تونہ ہوگی جبکہ امداد دینا ہی تعلیم کے
لئے طلب کی جانے کی امداد کنندگان کو اس کا اجر دیتے ہی ملے گا جیسے کہ دیگر اسلامی کاموں میں روپیہ
خرچ کرنے سے ملتا ہے۔

(نوٹ) میری مستقل آمدنی اس وقت ۵۲ روپیہ ماہوار ہے بچوں کا خرچ تعلیم تقریباً ۸۰ روپے سے
موجودہ تعلیم سے فارغ ہونے میں ۸ ماہ باقی ہیں میں اپنی آمدنی میں سے ۲۲ روپے ماہوار ان کو دے سکتا
ہوں باقی تقریباً ۶۰ روپے ماہوار کا خرچ ہے اس طرح سے مجھے تقریباً ۴۸۰ روپے کی ضرورت ہے یہ

فتویٰ صفا اپنے چند مہ بانوں کے اسماء پر طلب کیا گیا ہے کیونکہ وہ لوگ مجھے دست سوال دراز کرنے پر مجبور کرتے ہیں لیکن میرے ضمیر نے اس کی اجازت نہیں دی میرا خدا میرا خود نہیں ہے پھول کے تے بھی وہی کفایت فرمائے گا یہ میرے پھول پر امتحان کا موقعہ ہے دعا فرمائیے اللہ کریم صبر عطا فرمائے میں اپنے کافر والدین کے سامنے دست سوال دراز نہیں کروں گا۔ انشاء اللہ المستفتی نمبر ۱۹۷۲ محمد عبد بنو مسلم معرفت سید محمد احسان صاحب۔ نیو دہلی ۷۷ شعبان ۱۳۵۶ھ مطابق ۲ نومبر ۱۹۳۷ء۔

(جواب ۳۰) آپ اپنے مسلم دوستوں کے سامنے یہ تمام حقائق بیان کرنے میں مواخذہ دار نہیں ہوں گے پھر مسلم احباب آپ کے پھول کی تعلیم کی تکمیل میں جو خیرات کریں گے ان کو اس کا ثواب نہ دے گا آپ ان کی اعانت قبول کرنے سے انکار نہ کریں اللہ تعالیٰ آپ کی آپ کے پھول کی صدقت و اخلاص کا نعم ابدل اور اجر جزیل عطا فرمائے گا یہ تعلیم اگرچہ انبوی ہے لیکن یہ بھی صدق نیت اور خداس کے ساتھ دینی حیثیت حاصل کر سکتی ہے کیونکہ فراغت کے بعد اس کے ذریعہ سے بھی دین کی خدمت کی جاسکتی ہے اللہ تعالیٰ اپنی رحمتوں اور برکتوں سے آپ کو نوازے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لا وہابی

غیر عالم معتبر کتابوں سے تبلیغ کا کام کر سکتا ہے!

(سوال) تبلیغ کا کام اگر وہی شخص کرے یا فرسی خواں کتاب دیکھ کر بیان کرے تو جائز ہے یا نہیں ایسا شخص ہو چسپی ہے اور آتش اثناس کو امر معروف نہی منکر کرتا ہے اور کئی برس سے دینیات سے شوق ہے تو ایسا شخص کسی کو وعظ و پند و نیر دینے کا حق رکھتا ہے یا نہیں۔ المستفتی عبد المزیٰز ٹوکی (جواب ۳۱) اگر یہ شخص خود عالم نہ ہو تو تبلیغ کا کام کتابوں سے کر سکتا ہے مگر صرف کتابیں نہ اسے اپنی طرف سے چھ بیان نہ کرے اور کتابیں بھی معتبر اور معتمد علیہ ہوں (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لا وہابی

۱۔ و لیس لا یسع من تمولیہ عند الحاحہ کس السبل بحر عن المدح و هذا العلم شری ما سب بواقعات من ان طالب العلم بحر له احد امر کثره ولو عا ان فرغ نفسه لا فده العلم واستاد له بحر عن الکسب والحاحه دعه الى ما لا یدمد کذا ذکره لیسف الدیر لبحر، ول المحقق فی لسانه بکون طلب العلم بحر حاص بحر، سؤلہ من الرکاة وغیرها وان کان قادراً علی الکسب۔ (باب المصروف ۲/ ۳۴۰ ط سعید)

۲۔ ول السی یکتب اما الاعمال بسبب محدث، صحیح البحاری باب کیف کتب بدء، یوحی الی رسول اللہ ﷺ ۲/ ۱ ط قدیمی کتب خانہ کراچی)

۳۔ ثم ان کتب بامر وینہی من کتب علما بما یمر به وینہی عنه و ذلك یختلف باختلاف انشی و کتب من بحار الصحرة و المحرمات المستبصره کالصوم و الصيام و لرب و الحیر و بحر و فکل مستمس علم به و کتب من دینی الافعال و الاقوال و ما یعین دلاً حینئذ فیم یکن معروض مدخل فی معرفة المتدبیر سرح مسکوة المصابیح: باب الامر بالمعروف ۹/ ۳۲۹ ط امدادیہ ملتان)

کیا حکومت کی طرف سے مدح صحابہ کو روکنا مداخلت فی الدین نہیں؟

(سوال) حکومت ہند نے مدح صحابہ کی ممانعت کا ایک دس آزار قانون بنایا ہے جس کا نفاذ لکھنؤ میں باہل جبرانہ طور پر ہو رہا ہے بل سنت و اجماع کے بعض علماء کا فتویٰ ہے کہ مدح صحابہ کی ممانعت مداخلت فی الدین ہے اس موقع پر خاموش رہنا حرام ہے لہذا ہم طلبہ دارالعلوم آپ کی رائے دریافت کرتے ہیں کہ تعلیم کا خیال کریں یا قانون شکنی کے لئے تیار ہو جائیں؟ المستفتی نمبر ۱۱۹۶ خواجہ محمد احمد غازی پوری متعمر دارالعلوم دیوبند ۶ رجب ۱۳۵۵ھ مطابق ۲۳ ستمبر ۱۹۳۶ء

(جواب ۳۲) مداخلت فی الدین کا مفہوم بہت عام ہے اور عموم کے لحاظ سے ہر آن میں سیڑیوں بلکہ ہزاروں مداخلتیں ہندوستان میں ہو رہی ہیں اقتناح مدح صحابہ کا قانون جہاں تک مجھے معلوم ہے نہ حکومت ہند کا ہے نہ حکومت صوبہ ہا وہ صرف ایک مقامی کمیٹی کا جو اس کام کے لئے مقرر کی گئی تھی فیصلہ تھا جسے مقامی حکومت نے انتظام نافذ کر دیا ہے۔

میرے خیال میں دارالعلوم کے طلبہ نہ باہلی تک شرکت پر مجبور نہیں ہیں مسلمان تحریک و چار بنے ہیں طلبہ کو تقبیض نہ وریت میں مشغول رہنا چاہیے۔ محمد کفایت اللہ کان احمدیہ

نفس گو فسادی و عظم کرنے کے گرتی نہیں

(از اخبار سہ روزہ جمعیتہ دہلی مورخہ ۱۸ جون ۱۹۲۷ء)

(سوال) ایک شخص جو اپنے آپ و مودی اور وعظ سے دم مکتا و رکھتا ہے مسجد میں کھڑے ہو کر نہایت بیانی سے نفس کا می کرتا ہے مسلمانوں کے درمیان تفرقہ پیدا کرتا ہے مسلم خدامان قوم کو مسلم نہ ہند کرتا ہے غرہ عیبیہ کے مقابل میں ہر مہدیو کا جیکارہ لگاتا ہے دوسرے لوگوں کو بھی اس جیکارہ کی تمکین کرتا ہے مسلمانوں پر جھوٹے بہتان باندھتا ہے ماؤں پتوں پوڑھوں کی موجودگی میں مسجد کے اندر نفس مغضات گالیاں زبانتے نکالتا ہے جن کا نقل کرنا بھی خلاف تہذیب ہے مسلمان شہداء مقتولین کو کوئی شہید کے نام سے یاد کرتا ہے وغیرہ۔

(جواب ۳۳) ایسا شخص اس وقت نہیں کہ اس کو وعظ کی اجازت دی جائے وعظ و تذکیہ کا مقصود لوگوں کی صحت و ران کے اخلاق کی درستی ہے ان میں اسلامی اتفاق و اتحاد پیدا کرنا واعظ کا پہلا فرض ہے ہر مہدیو کا جیکارہ لگانا غریبی نشانی اور کافروں کا شعار ہے۔ مسلمان کی شان کے کت نہیں۔ محمد کفایت اللہ کان احمدیہ

۱۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تشہودوا سہود ولا بالنصری (الحديث) جامع الترمذی

باب ماجاء فی کراہیۃ اشارة الید فی السلام ۲۹۹ ط سعید

بحلاف وضع فسوة المحوس وشد لرب لانه ماره لکمر کلحتان مارة لاسلام۔ الفتاویٰ اسرارہ علی ہامس

الہدیہ الثالث فی الحظر و لا باحة ۶ ۳۱۱ ط ماجدیہ کوئٹہ

بچوں کو قاعدہ ”یسرنا القرآن“ پڑھنا کیسا ہے؟

(المجمیۃ مورخہ ۱۴ دسمبر ۱۹۲۵ء)

(سوال) ایک شخص پیر زاوہ منظور محمد نام نے ایک حویل قاعدہ پتوں کی تعلیم کے لئے بنایا ہے جس کا نام قاعدہ یسرنا القرآن ہے یہ شخص قدیانی ہے اور مرزا احمد قدیانی کو نبی و صاحب وحی مانتا ہے اس قاعدہ کو پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ اگر کوئی شخص قاعدہ لکھے اور قاعدہ کا نام یہ ناعقرآن رکھ دے تو جائز ہے یا نہیں؟

(جواب ۳۴) میں نے قاعدہ یہ ناعقرآن اب تک نہیں دیکھا اور اس قاعدہ میں قدیانی مشن کی باتیں لکھی ہوں تو یقیناً اسے پتہ ہو گا کہ پڑھنا نہیں چاہیے ایسا نہ ہو کہ ابتدا ہی سے ان کے دوس میں گمراہی کی طرف مائل ہو جائے اور صرف حروف اور تراکیب حروف کی پہچان کرانے اور تعلیم دینے کے طریقے ہی مذکور ہوں اور قدیانیت کی کوئی بات نہ ہو تو اس کی تعلیم مباح ہوگی لیکن یہ صورت اس سے احتیاطاً اور مناسب ہے کیونکہ پتوں کی تعلیم کے لئے دوسرے قاعدے بہت اچھے اچھے (مثلاً نورانی قاعدہ وغیرہ) موجود ہیں قاعدہ کا نام یہ ناعقرآن رکھنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ

(۱) قاعدہ یسرنا قرآن میں کوئی بات نہیں ہے نہ قدیانی مشن کی تبلیغ ہو بلکہ لہجوں کو اس کی تعلیم دینا مباح ہے۔

كتاب السلوك و الطريقة

پہلا باب اذکار و اشغال فصل اول ذکر جلی و خفی اور ختم و غیرہ

عارضی مانع نہ ہو تو ذکر جلی جائز ہے مگر خفی اولیٰ ہے !

(از خبہر سہ روزہ جمعیت، مورخہ ۱۴ بجنبہ ۱۹۲۵ء)

(سوال) زید کہتا ہے کہ جلی ذکر حرام ہے اور عمر و نعتاب کہ ذکر جلی جائز ہے ؟
(جواب ۳۵) ذکر جلی جائز ہے اور مشائخ صوفیہ کا معمول و متواتر ہے احادیث کثیرہ سے اس کا ثبوت ہوتا ہے جن مواقع میں کہ شریعت نے خود ذکر جلی مقرر فرمایا ہے اس کے اندر تو کوئی کلام ہی نہیں آرسکتا جیسے ذکر ان تکبیر، تنبیہ، تنج، تنبیہ، تشریق وغیرہ کہ یہ سب اذکار ہیں اور جہر سے ثابت ہیں ہاں جن مواقع میں کہ شریعت سے ثبوت نہیں وہاں اگر کوئی وجہ عارضی مانع نہ ہو تو نفس حکم میں ہے کہ جائز ہے اور اگر کوئی عارضی مانع موجود ہو تو ناجائز ہو جائے گا مواقع عارضیہ کی مثال یہ ہے کہ اگر کسی جہر سے کسی سوئے والے کو تکلیف ہو یا کسی نماز پڑھنے والے کی نماز میں خلل پڑتا ہو یا ذکر کرنے والے جہر و ضمیر کی یہ زحمت سمجھے وغیرہ اور جہاں یہ مواقع موجود نہ ہوں وہاں ذکر جلی جائز مگر ذکر خفی اولیٰ ہے ۔
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(۱) بلند آواز سے تلاوت کرنے سے اگر کسی کی نماز میں خلل آئے تو جائز نہیں

(۲) جماعت کے بعد بلند آواز سے ذکر کی رسم غلط ہے !

(سوال) (۱) بوقت خطبہ جمعہ سورہ کاف کا دور باہر بلند ایک ایک رکوع کر کے پڑھتے ہیں فوراً رد مصعبوں کی نمازوں میں خلل آتا ہے۔

(۲) جماعت کے ختم ہوتے ہی فوراً کلمہ طیبہ کا ذکر باجماع کیا کرتے ہیں تین مرتبہ اس طرح لا الہ الا اللہ الا اللہ الا اللہ محمد رسول اللہ ﷺ یہ جائز ہے یا نہیں ؟

المستفتی نمبر ۲۶۰۱ سیٹھ قاسم باپوند حسین باپ (مسی کاٹھا) مورخہ ۶ ربیع الثانی ۱۳۵۹ھ مطابق ۱۵ مئی ۱۹۳۷ء۔

۱۔ مرفوع اصوب بالذکر فحار کما فی الأدان والحصہ والحق وقد حرر المسئلہ فی الحیرہ و حمل ما فی شری فی لدھی علی بھیر المصنوع فی ان ہذا احادیث اقصیت صب ابھیر و احادیث طلب الاسرار والجمع بیہد ہاں دلت بحلف بحقائق الاسحاص والاحوال ولا سرار فصل حبیب الوداء و نادى لمصلین و لئام الح (رد المحتار) کتاب الحظر والاباحہ فصل فی البیع ۶ ۳۹۸ ط سعید

۲۔ رد المحتار فی لحدہ اولیٰ رد المحتار فی مشابہۃ علی مکرر دعا ۲ ۵۰۷ ط سعید

(جواب ۳۶) سورہ کف آواز بلند سے مسجد میں پڑھنا جس سے نمازیوں کی نماز میں خلل آئے ناجائز

نہی ہے۔

(۲) اسی طرح نماز کے بعد کلمہ طیبہ کو بلند آواز سے پڑھنے کی رسم بھی درست نہیں ہے (۱) اتنی آواز سے کہ کسی نمازی کی نماز میں خلل نہ آئے سلام کے بعد کلمات ماثورہ کو پڑھنا جائز ہے (۲) محمد کفایت اللہ ۵۵۸ استدلالہ دہلی

حکم انعقاد المحافل الموسومہ بحلقۃ الذکر

(از اخبار سہ روزہ الجمعۃ مورخہ ۱۲ اکتوبر ۱۹۲۵ء)

(سوال ۱) ان فی دیارنا انعقدت محافل متعدده فی اماکن مختلفه موسومہ بحلقۃ الذکر بین معاشر المسلمین فمن الناس من یعقدہا فی اسبوع مرۃ و منهم من یحصرہا فی شہر مرۃ فیہا یدکرون اللہ تعالیٰ و یکبرونہ و یسبحونہ و یمجدون و یہللون و یتعفرون و یحمدون و یتلون القرآن و یصلون علی السی الکرم و احیاناً یقرأ فیہا المولد و یدکر و غیر ذلک من الاوراد یقرؤن محتمعین و العرض من ذلک ان یؤلف اللہ تعالیٰ بہدہ الرکات بین قلوب المؤمنین و یور قلوبہم بنور الہدایۃ فیفوز و اباً لفلاح و السحاح یوم الدین -

(۲) وقوافل من شأن الاسلام معلقة بها الموسومون بالملغین و هم یتعلمون المواعظ الحسنة و المسائل الشرعیة منظومة لتكون اقرب الی الحفظ و القول و احیاناً هم یحررون مریبا بالا علام و الیاص و یطوفون فی اماکن مختلفه و ینشدون المنظوم المذکور مبعا و یکبرون اللہ تعالیٰ بین ذلک لکلمۃ اللہ معلیاً فوجدت رهاء ثلثة آلاف من شبان الملغین انہم صاروا مصلیاً و محسناً مریکاً فما قول جمعیۃ علماء الہد فی ذلک الامر

(ترجمہ) ہمارے علاقے میں مختلف مقامات پر متعدد مجلسیں قائم ہیں جن کو جلقہ ذکر کہتے ہیں بعض وہ ایک مجلس بنتے ہیں ایک مرتبہ منعقد کرتے ہیں اور بعض مینے میں ایک مرتبہ ان مجلسوں میں

(۱) و فی حاشیۃ الحموی للشعر بنی جمع لعلماء سلف و حنف علی اسحاب ذکر الجماعۃ فی المساجد و عہد لان بنوش جہرہم علی قلوبہ و مصل او قری لح رد المحتار کتاب یسجد الصلاۃ و ما یکرہ فیہا ۱ ۶۶۰ ط سعید

(۲) ثم قال فی الہر عن المعراج و اما ما یفعل عقب الصلوۃ من السجدة فمکروہ اجماعاً لان الغوام یعتقدون انہ واحد و سہ - ای و کل حائر ادى الی اعتقاد ذلک کرہ رد المحتار کتاب الصلاۃ ۱ ۳۷۱ ط سعید

(۳) والا سرار الفصل حیث حرف لریاء او تادی المصلین او الیام رد المحتار کتاب الحظر و لایحہ فصل فی البیع ۶/۳۹۸ ط سعید

و ک جمع ہو کر اللہ کا ذکر کرتے ہیں اور تکبیر و تسبیح و تہجد بیان کرتے ہیں کلمہ طیبہ استغفار تحمید کا ورد کرتے ہیں تہذوت کرتے ہیں اور درود شریف پڑھتے ہیں کبھی کبھی ان محفلوں میں مودود شریف اور دیگر اذکار بھی پڑھتے ہیں اور اس سے مقصد یہ ہے کہ ان اذکار کی برکت سے اللہ تعالیٰ مسدوں کے قلوب میں محبت و امانت پیدا کر دے اور نور ہدایت سے منور کر دے تاکہ آخرت میں ان کی کامیابی کا سبب ہو۔

ان محفلوں سے مسلم نوجوانوں کی کچھ ٹولیاں وابستہ ہیں جن کو مبلغین کہا جاتا ہے وہ وعظ و نصیحت کے مضامین اور مسائل شرعیہ بصورت نظم سیکھتے ہیں تاکہ جدی اور بآسانی یاد ہو جائیں پھر ابھی کبھی وہ ٹولیاں جھنڈیاں اور روشنی لیکر نکلتی ہیں اور وہ نظمیں باور بند پڑھتی ہوئی آبادی میں چہر لگاتی پھرتی ہیں اور اس سے مقصد تبلیغ اور اللہ کے نام کو بلند کرنا ہے چنانچہ میں نے مشاہدہ کیا ہے کہ کئی ہزار ایسے مبلغ نوجوان نمازی اور نیک بن گئے تو اس مسئلے میں ہندوستان کے علماء کی جمعیت کی رائے رکھتی ہے؟

(جواب ۳۷) اعلیٰ رحمکم اللہ انہ لا خیر الا فی اتباع سیدنا و مولانا محمد المصطفیٰ ﷺ وما من رجل احدث فی الدین ما لیس مہ الا یکون مردوداً علیہ ما احدث ۱ وما من حدث الا وقد یری المحدث انہ احدث خیراً فیصل و یضل وقد رای ابن مسعود قوما یجتمعون فیذکرون اللہ تعالیٰ ۲ ۳ یسبحون و یهللون فقام فقال انا ابن مسعود ولا اراکم الا قد احدثتم ما هکذا وحدثنا اصحاب النبی ﷺ فمن کان منکم ذاکراً فیدکر اللہ فی نفسه و فی بیتہ او کما قال ۴ وانکر ابن عمر علی قوم کانوا یجتمعون فی المسجد لصلوة الضحیٰ و یهتمون لہا کالفرائض وقال ابہا بدعة ۵ فہذہ الحلق المسئول عنہا من الاحداث التي یری محدثوها انہا حیرو ذریعة للاصلاح و ماہی الا وبال ولکال اذ لیس لہا فی الشریعة الاسلامیة اصل یعتمد علیہ ۶ ولا حول ولا قوة الا باللہ العلی العظیم۔

و کذا انشاد الا شعار فی الطرق والاسواق لیس من التلیع فی شئی واما ہو

تہیج النفوس المستعدة للشہوات

وتزکیۃ النفوس بکتاب اللہ و السنۃ و احوال صالحی الامۃ و سیر الصحابة

(۱) عن عائشة قالت قال رسول اللہ ﷺ من احدث فی امرنا ہذا ما لیس مہ فہورد ۱ مشکوٰۃ بمصباح رب الاعتصام بالکتاب والسنة ۲۷/۱ ط سعید

(۲) رد المحتار کتاب الحظر والاباحۃ ۳۹۸/۶ ط سعید

۳ واما ما صح عن ابن عمر انہ قال فی الضحیٰ ہی بدعة محمول علی ان صلاتہا فی المسجد و لظہر بہا کما کبر یفعلونہ بدعة لا ان اصلہا فی البیت و نحو ہا مدموم و یقال قولہ بدعة ی المواطنۃ علیہا (شرح النووی علی الصحیح لمسلم باب استحب صلوۃ الضحیٰ ۱ ۲۴۹ ط قدیمی کتب حاہ کراچی)

(۴) والمبتدع قدم ہوی نفسہ علی ہدی اللہ مکاں اصل الناس و هو یظر انہ علی ہدی (کتاب الاعتصام لدشاطی ۵۲، ۱ ط مصر)

والتابعین اولى من هذا الطريق والله الموفق -

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ مدرسہ امینیہ دہلی

(ترجمہ) جان و خدا تم پر رحم فرمائے کہ بھائی اُمر ہے تو صرف رسول اللہ ﷺ کی پیروی میں ہے اور جس آدمی نے دین میں کوئی ایسی چیز عبادت جو ہم تک نبی ﷺ سے نہیں پہنچی تو وہ اس کی عبادت ہوئی بدعت اس پر رد بروی جائے گی جتنی نامقبول ہے ورنہ بدعت کا موجد یہی سمجھتا ہے کہ اس نے بڑا عمدہ اور مفید کام جاری کیا ہے اس لحاظ سے اس میں وہ خود بھی گمراہ ہوتا ہے ورنہ دوسروں کو بھی گمراہ کرتا ہے حضرت عہد مدائن مسعود نے ایک جگہ دیکھا کہ کچھ لوگ جمع ہو کر بندہ تعالیٰ کا ذکر اور تسبیح و تہلیل کرتے ہیں آپ نے کھڑے ہو کر فرمایا کہ میں ابن مسعود ہوں یہ جو کچھ تم کر رہے ہو یہ تمہاری عبادت ہوئی بدعت ہے ہم نے نبی ﷺ کے اصحاب کو بھی ایسا کرتے ہوئے نہیں دیکھا پس تم میں سے جو شخص ذکر کرنا چاہے وہ اپنے چپے اپنے دس میں کرے اور اپنے گھٹ میں جا کر کرے اور اوقات اور حضرت عہد مدائن نے ان لوگوں کو منع کیا جو نماز چاشت کے لئے مسجد میں جمع ہوتے تھے اور اس کے لئے فرائض کی طرح اہتمام کرتے تھے آپ نے فرمایا کہ اس طرح اہتمام کرنا اور جمع ہونا بدعت ہے۔ پس یہ حلقہ ہائے ذکر جن کے متعلق دریافت کیا گیا ہے کسی قسم کی بدعت میں سے ہیں جن کے ایجاد کرنے والے ان کو عبادت سمجھتے ہیں اور اصحاب کا ذریعہ جانتے ہیں حالانکہ یہ کناہ اور موجب مذہب ہے کیونکہ شریعت میں اس (قسم کے) حلقہ ہائے ذکر کے اہتمام و تنظیم کا کوئی قبل متبر ثبوت نہیں ہے اور گمراہی سے بچنے اور سیدھا راستہ پانے کی توفیق خدائے بزرگ و برتر ہی کی طرف سے ہوتی ہے۔

اور یہی حکم ہے نفس میں پڑھنے اس طرح ٹوئیں بنا کر جھنڈیاں اور روشنی لیکر بازاروں اور گزراگاہوں میں نظمیں پڑھنا کوئی تبلیغ نہیں ہے یہ تو محض رنگین طبائع کے لئے حظ نفس کا ذریعہ اور تحریک ہے۔
نفوس کی اصلاح و تزکیہ قرآن و حدیث اور امت کے صلحا کے حالات و مصائب و تابعین کی سیرت کے ساتھ بہتر ہے بہ نسبت اسے من گھڑت طریقوں کے۔ اور اللہ ہی توفیق دینے والا ہے۔
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(۱) ختم قرآن کے بعد چند سورتیں اور "صل علی نبینا الخ" پڑھنے کو ضروری سمجھنا یہ ہے؟

(۲) تبارک پڑھنے اور پڑھوانے کا مروجہ طریقہ شریعت سے ثابت نہیں

(۳) مجلس ذکر میں انبیاء و اولیاء کے ارواح کی موجودگی کا عقیدہ کیسا ہے؟

(سوال) (۱) بستی میں عام طور سے یہ طریقہ رائج ہے کہ دُک ثواب کی خاطر قرآن ختم کرتے

ہیں اور ختم کے بعد کچھ سورتیں پڑھ لیں یا ایہا الکفرون سے لیکر مفلحون تک پڑھتے ہیں اور صل

علی نبیا صل علی کریمنا صل علی محمد اس قسم کا ایک سلام پڑھتے ہیں اور اس کو اتنا ضروری سمجھتے ہیں کہ آخر اوقات فرض نماز بھی قضا کر دیتے ہیں۔

(۲) یہ لوگ تہارک پڑھواتے ہیں اگر کوئی نہیں پڑھتا تو اس کو ذیل مرتبہ اور برا بھلا کہتے ہیں۔
(۳) بعض لوگ کہتے ہیں کہ جس مجلس میں ذکر ہوتا ہو اس میں تمام انبیاء و اویاء کی ارواح موجود ہوتی ہیں اس لئے اس مجلس میں سے نماز کے لئے بھی نہ کر نہیں جانا چاہیے۔
(جواب ۳۸) (۱) ختم کا یہ طریقہ مسنون نہیں ہے اس کو ضروری سمجھنا اور اس کی وجہ سے نماز فرض قضا کر دینا ناجائز ہے اس طریقے کو بند کر دینا چاہیے (۱)

(۲) تہارک پڑھنے اور پڑھوانے کا طریقہ بھی شریعت سے ثابت نہیں یہ جہی و کول کا خود گھبراہٹ کا طریقہ ہے اسے بھی ترک کر دینا لازم ہے (۲)

(۳) یہ قول بھی بے اصل ہے تمام انبیاء اور اویاء کی روحوں کا آئنا شب و نسل ہے (۳) اور یہ بات کہ مجلس ذکر میں سے نماز کے لئے بھی انکار نہیں جانا چاہیے دینی ہے فیض نماز اللہ تعالیٰ کا فرض کیا ہوا ہے اس کی ادائیگی سے کوئی چیز نہیں روک سکتی نہ اس پر غائب آسکتی ہے (۴) محمد کا خلیفہ اللہ کا نائب ہے۔

فصل دوم اسمائے حسنی وغیرہ

اسم اعظم کے ورد سے حاضرات کا حکم

(سوانح) نووہ (۹۹) اسماء الٰہیہ کے مندرجہ بالا مشابہت میں ہیں مثلاً رحیم کریم علی وغیرہ میں سے کوئی اسم مبارک یوں اور اس کی دعوت کریں اور حسب شرائط علم عمل کے جیسا کہ انبیاء علیہم السلام اور اویاء اللہ متقدمین نے ہر اسم امیہ کو باشرائط مزبورہ جدا جدا دعوت کے ساتھ مع مولکائے انہاء کے قبضہ عمل کا کیا ہے مجاہدات کلیہ اور محنت تمامہ اپنے سے باتوں ان متقدمین کے صاحب مذکور عمل امامانی کا کریں اور مولک اسم کو اثر اسم سے حاضر کریں کہ جس کا نام حاضر ہے یہ جائز ہے یا نہیں اور نیز منظر کی مولکائے کہ جو اللہ پاک کے نام کے مولک ہیں ان کے توسط سے اکثر دخل آسیب و خارجی

(۱) ای وکل حائز ادی الی اعتقاد دلت کرہ (رد المحتار کتاب الصلاة ۱، ۳۷۱ ط سعید)

۲ وقرہ لکھروں لی احمرہ مع لجمع مکروہہ لایہا بدعة لم یقل عن الصحاح ولا عن لدعس، علسگریہ الدل الرابع فی الصلوہ والنسب وقرہ الفراء ۵، ۳۱۷ ط ماحدیہ کرہ

(۳) فی روایات کے اعتبار سے وقتی اسمائے حسنیہ عن ہذا اول عثمانی اسم فاعل اور ح نسبیہ حاصرہ بکفر (اشواہی البروریۃ عنی ہمنش العالمگریہ الدلی لحدیث عنی عن علی ۶، ۳۲۶ ط ماحدیہ کوئٹہ)

(۴) ان بصلوہ کتاب عنی المومنین کتاب موفوں (سورۃ النساء) و فی تفسیر الحلالین کتاب مکتوب ان مکتوبہ موفوں مقدر اولہا فلا تو حرمہ، تفسیر الحلالین ۸۶، ۸۶ ط قدسی کتب حدیث کرچی

امراض جسم، نسبی وغیرہ کے جو بالکل موہومیت سے متعلق ہیں دریافت کا ذریعہ وہ موکلہائے جاہرافادہ
عالمہ سوئے خلاق عامل کار جوٹ ہونا اور فیض عام جاری کرنا خلقت کی طرف شریعت پاک کی حکم نافذ
کرتی ہے پیوا تو جروا۔

(جواب) (از موعی محمد وزیر الدین چشتی نظامی سلیمانی) اسمائے صفات الہی کی دعوت و جوہات کا یہ
از روئے شرع شریف کے جائز ہے اس دعوت میں کسی کا اختلاف نہیں ہے بلکہ واسطے کے ساتھ دعوت
اسمائے الہی کا حکم نافذ ہے اور اللہ پاک زمر کے ساتھ اپنے بندوں کو ارشاد فرماتا ہے کہ واللہ الاسماء
الحسنی فادعوه بها (و خدا نے راست نامہائے نیک پس بخوانید اور بس نامہ سورہ اعراف ۹) اور منکر
دعوت اسمائے الہی کا بدلیل نص صریح قطعی کافی ہے اور وہ نصوص صریح یہ ہے وذرو الذین یلحدون
فی اسمائہ سیجزون ما کانوا یعملون (و بجزاریہ آناں را کہ کجہر موعی می کنند در نامہ خداوند
خواہد شد مرا ایشاں را جزائے آنچہ می کردند - سورہ اعراف) اور مشکوٰۃ کے عذاب قبر میں لکھا ہے کہ جو
کوئی نودونہ ناموں کا منکر ہووے اس کو قبر میں ننانوے سانپ آویں گے کہ بہت زہر دار ہوں گے اور اس
کو کھاویں گے۔

از علمائے صوفیہ طریق شریعت انما خوندن اسم اعظم یا بدیع العجب باخیر یبدیع در یابد ایں مشتمل
ہم بھفت جلدی و ہم بھفت جہانی موصوف است و دعوت اسم مذکور جمع اویاء اللہ متقدم و متاخر مردہ اند
چنانچہ حضرت میران سید محی الدین عبدالقادر جیلانی قدس سرہ اللہ سرہ العزیز و حضرت شاہ مدار بدیع
الدین و حضرت نور قطب عالم و حضرت شیخ حسام الدین مائت پوری و اکثر خواجگان چشت از تصرف ایں
اسم متصرف ہوئے اند چنانچہ میر سید عبداللہ کنوزی خلیفہ حضرت سلطان نصر الدین محمود چشتی یک
رسالہ جدا خاصیت اسم مذکور نوشتہ است کہ ہم ہمہ پوریم و سیمہ پوریم یا کھیاہ چہر علم از دعوت اسم مذکور نوشتہ
اند و از ارواح انبیاء و اولیاء و شہد در بیداری مدقات کنند و صاحب عمل ہر مقامے رک کہ خود پندہ
سماعت سیر کند و سیر افدک نیز زاندک توجہ میسر آید۔ عالم ملکوت و جبروت و اہوت را معائنہ کند۔
و اللہ اعلم بالصواب و در جواب نمہ شیخ محمد غوث گواہری در جوہ سوم می نویسد عبارتہذا ایں دعائے بیہ
منزل است بر مہتر آدم علیہ السلام و صحف آدم بزبان ہندی بود و راں ایں دعا مسطور است و از قریتہ ز
صحف ابراہیم علیہ السلام ہم روایت کردہ اند و اکثر انبیائے عظام و اولیائے کرام ایں دعا خواندہ اند و قوم
جیسی بنو زید دعوت ایں دعا عامل اند و حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی اسناد ایں دعا بے نہایت فرمودہ اند
بعضے مشائخ نیز گفتہ اند کہ ایں دعا را مقید باند و بکنند بہر نیت کہ خواند مستجاب گردد و ایں دعا الفاظ گوناگون
افتادہ اند زیرا کہ بہر لسان آدم علیہ السلام سخن کردہ اند حق تعالی ایشاں را اسمائے الہی و کوئی معلوم نہ ہو۔

کقولہ تعالیٰ و علم آدم الاسماء کلہا ، شاید برآناست دعائے بے این است یا حی حین لا
 حی فی دعوة ملکہ و بقائہ یا حی اوام ہوام (ہین نسرین پرین رائی پر مہسا اونک ہائک رہنک
 پرک ہرنگ انگ اءنک نمو۔ بلکہ بعض اسمائے فرقان شریف کے مدوہ صحیفہ آدم علیہ السلام نازل
 ہونے ان کے دعوت بھی ہمارے اولیاء اللہ و مشائخ عظام نے بہت کچھ کئے ہیں بلکہ تعلیم و تقیین دعوت
 اسماء اہی کا سلسلہ ہمیشہ تاقیام جاری رکھا گیا ہے کیونکہ آدم علیہ السلام ابو البشر کو تمام اسم تعلیم ہوئے ہیں
 ہر تعلیم کی زبان میں ان اسموں کی دعوت آدم علیہ السلام نے کی اور ان میں بھی دعوت اسماء کا سلسلہ
 جاری ہوا۔ الولد سر لایہ جس نبی علیہ السلام نے جس اسم کو لیا اور اپنے عمل میں پناہ پامع موکل
 اس کی دعوت کے وہی اسم ان کے اسم اعظم بن گیا اندیال کے تمام ہی نام اسم اعظم ہیں، علی ہذا
 امت محمد رسول اللہ ﷺ میں اولیاء اللہ و مشائخ متقدمین و متخرین اسی طرح تمام دعوت کرتے رہے ہیں
 اور اسم اعظم وہی اسم ان کے حق میں ہوا عمل دو طرح ہیں ایک ورد اور ایک عمل ورد وہ ہے جو تہر کا
 پڑھا جوے عمل وہ ہے کہ با موکل ترک حیوانات کے ساتھ واسطے ضروری موکل کے پڑھا جوے قرب
 موکل پڑھا گیا و اثر خاص ہو جائی موکل حاضر ہونے اسم اعظم ہو کیا اللہ اعظم بالصواب۔ فقیر محمد وزیر
 الدین چشتی الطائمی السیلمانی

(جواب ۳۹) (از حضرت مفتی اعظم) ہوا مصوب خدا تعالیٰ و تقدس کے اسماء بطور ورد کے پڑھنا اور ان
 کے ذریعے سے خدا تعالیٰ کو اپنی دعا میں پکارنا شریعت مقدسہ میں ثابت اور محمود و مستحسن ہے، باقی
 ربا بطور عمل کے پڑھنا اور موکلوں کو تابع یا حاضر کرنا تو اس کا جواب یہ ہے کہ اگر اس طریقہ عمل اور قواعد
 دعوت میں کوئی بات قوانین شریعہ کے خلاف نہ ہو تو حد جواز و اباحت میں داخل ہے اور اگر اس میں کوئی
 بات خلاف شریعت یا اس دعوت سے غرض کوئی بری بات ہو تو قطعاً ناجائز ہوگا۔

اور جواب مذکور پند و جوہ مخدوش ہے اول تو جواز دعوت پر آیہ کریمہ فادعوه بہا سے
 استدلال کرنا صحیح نہیں کیونکہ اس میں فقط یہ حکم ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اس کے اسمائے حسنی کے ساتھ پکارو
 نہ کہ اور گھٹے ہوئے ناموں کے ساتھ اور نہ اس کے اسمائے حسنی کے ساتھ پکارنے کو برا سمجھو آیت
 میں یہ مرد نہیں کہ دعوت اصطلاحی اسماء کی اور کیونکہ یہ دعوت جس کو عامل اپنی اصطلاح میں دعوت
 کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ اور اصحاب کرامؓ سے ثابت نہیں ومن ادعی فعلیہ البیان پس اس دعوت
 اصطلاحیہ کے منکر کو کافر کہن سخت برأت ہے اور کافر کہنے والے کے ایمان کی خیر نہیں، اور جواب نمبر

(۱) (البقرة: ۳۱)

(۲) و فی السار حایہ معرب لمطقی عن ابی یوسف عن ابی حبیہ لا یسعی ان بدعو اللہ الایہ والدعاء المادون فیہ
 الم موریہ ما سعید من قولہ تعالیٰ ولله اسماء بحسی فادعوه بہا، الدر المحرر فی المحقق فی الشامہ (قولہ
 نہ، ای بدائہ و صفائہ و اسمائہ) کتاب الحظر والاحیاء فصل فی البیع ۶ ۳۹۶ ط سعید

(۳) وعدہ السامۃ فی کافر و هل یکفر ان اعقده المسلم کفر نعم (تویر و سرچہ) فی المحقق فی شامہ
 قولہ ان اعقده المسلم کفر لا یست مکفر (باب التعریر ۴ ۶۹ ط سعید)

اور اس قسم کی اور اعمال کی کتابیں اس بارے میں حجت نہیں ہیں اور نہ ان کے مضامین فتوے میں بطور دلیل پیش کئے جاسکتے ہیں اور عالموں اور صوفیہ کے اقوال شرعاً دلیل نہیں ہیں (۱) پس سوال مذکور کا جواب وہی ہے جو اوپر بندہ نے تحریر کیا ہے۔ واللہ اعلم

مدرسہ امینیہ دہلی

فصل سوم - توسل

آیت ”وابتغوا الیہ الوسيلة“ میں وسیلہ سے کیا مراد ہے؟

(سوال) یا ایہا الذین آمنوا اتقوا اللہ وابتغوا الیہ الوسيلة الخ (۲) مزید کہتا ہے کہ اس آیت میں جو وسیلہ کا لفظ آیا ہے اس سے اولیاء اللہ مراد ہیں یعنی اولیاء اللہ کو وسیلہ بناؤ نیز حضرت شاہ رفیع الدین صاحب کی مترجم حمائیل کے ص ۸۳ پرہ ششم سورہ نذرہ روضۃ کے حاشیہ میں یہ عبارت ”مذہب ہے۔“ حضرت ابن عباس نے کہا مراد وسیلہ سے قربت ہے یہی قول مجاہد اور بہت سے مفسرین کا ہے قتادہ نے کہا یعنی تقرب حاصل کرو اللہ کا اطاعت کر کے اور غفل پسندیدہ اعمال کے بعض جاہل لوگوں نے غزوہ وسیلہ کو اس جگہ پیری مریدی پر تارتا ہے یہ تفسیر حقیقت میں مجرورانہ کے ساتھ ہے حدیث شریف میں آیا ہے جس شخص نے قرآن شریف کی تفسیر پڑھ کر کے ساتھ کی وہ اپنا ٹھکانا دوزخ بنا لے گا (ابن کثیر و فتح) (۳)

اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ حمائیل شریف کی یہ عبارت صحیح ہے یا زید کا قول؟

(جواب ۴) آیہ کریمہ میں وسیلہ سے مراد اعمال صالحہ یا قرآن پاک پر عمل کرنا ہے (۵) اور اگر نبی ولی بھی مراد ہوں تو ان کی اطاعت اور فرماں برداری امور شریعہ میں مراد نبیوں نے ان کی ذات اور شخصیت۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

(۱) ولا یحتمل ان معنی الاعتقاد ولا یکون الا علی لادلة البقیہ و مثل هذا المعنی انہی اساسہ علی ذلك معنی لا یصح ان یکون من لادلة نصیۃ و لا معنی احد من العقیداء حور العمل فی الفروع لفہمۃ لما یتطہر لمصوف من لامور لکشفۃ او الحلات لمسامیۃ مرقۃ لمصباح باب اشراط الساعۃ ۱ ۱۷۹-۱۸۰ ط مدامہ (محل)

(۲) المائدہ ۳۵

۳ و ام لفسر محرد لرای فحرم لما رواہ محمد بن حریر عن ابن عباس عن انسی ؓ من قول فی التورۃ برایہ او بمالہ یعم فابینوا مقعدہ من النار (مقدمہ تفسیر ابن کثیر ۱ ۵ ط سہیل اکیڈمی لاہور)

(۴) قال فی روح المعانی ”الوسیلۃ“ فعلیۃ بمعنی ما یتوسل بہ و یتقرب الی اللہ عنہ حل من فعل الطاء و برت المعصی الخ (المائدہ ۳۵ ۱۸۲/۵ ط دار الفکر بیروت لبنان)

توسل بالذات میں اہل السنۃ واجماعت کا مسلک

(سوال) جناب نبی کریم ﷺ و دیگر اکابر امت کے ساتھ دعا میں توسل کرنا جائز ہے یا نہیں؟
حضور ﷺ و دیگر حضرات انبیاء کرام و اولیائے کرام کے توسل سے دعا مانگنا قرون شدت سے ثابت ہے یا نہیں اہل سنت واجماعت و دیگر اکابر امت کا اس مسئلے میں کیا مسلک رہا ہے۔ المستفتی نمبر ۵۰۰
مواہم محمد احمد صدیقی حسن پور - ۲۲ ربیع الاول ۱۳۵۴ھ ۲۵ جون ۱۹۳۵ء

(جواب ۴۱) توسل بالصالحین کے مسئلے میں اختلاف ہے بعض علماء منع کرتے ہیں لیکن اکثر جواز کے قائل ہیں قاضی عین باللجواز کا مطلب یہ ہے کہ حضرت حق تعالیٰ سے دعا کی جائے کہ وہ فلاں اپنے مقرب، مقبول بندے کی برکت سے یا اپنے عباد مقبولین مقربین کی برکت سے میری دعا قبول فرمائے تو اس میں مضائقہ نہیں ہے، اللھم انی اتوجه الیک بنبیك سی الرحمة الخ، ۱، حدیث میں موجود مذکور ہے جو جواز کے لئے دلیل ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

بزرگان دین کے وسیلے کے بغیر بھی دعا قبول ہوتی ہے!

(سوال) عمر کہتا ہے کہ جس طرح دنیا میں کسی شخص کو بغیر وسیلہ امیر وزیر کے بادشاہ تک رسائی نہیں ہو سکتی اسی طرح بغیر بزرگان دین کا وسیلہ پڑے ہماری دعا درگاہ رب العزت میں قبول ہونا تو درکنار وہاں تک پہنچ بھی نہیں سکتی اگر کسی بزرگ کا وسیلہ نہ بھی یہاں تو حرج نہیں مگر حضور ﷺ کا وسیلہ لینا تو نہ ہری ہے آپ کے وسیلے کے بغیر ہری کوئی مراد پوری نہیں ہو سکتی جتنی یوں دعا مانگنی چاہیے اسے معبود حقیقی مالک وہ جہاں اپنے محبوب پاب ﷺ کے صدقے یا طفیل سے میری یہ دعا قبول فرما، بحر جواب دیتا ہے کہ یہ نہ تو شرک ہے کیونکہ ہمارے نبی ﷺ کے زمانے کے مشرک بھی اپنے معبودوں کو خدا نہیں سمجھتے تھے بلکہ خدا کا مقرب سمجھ کر ان کا وسیلہ لیتے تھے اور اسی فاسد عقیدے کو مٹانے کے لئے خداوند عالم نے حضور ﷺ کو مبعوث فرمایا اب یہ دعا جائز ہے کہ "اے معبود حقیقی مالک دو عالم اپنے محبوب پاک کی برکت سے میری یہ دعا قبول فرما"

براہ کرم تحریر فرمائیں کہ طفیل صدقہ اور برکت میں کیا فرق ہے؟ دعا میں اگر لفظ طفیل یا صدقہ استعمال کیا جائے تو شرک ہو جاتا ہے اور اگر برکت کہا جائے تو جائز ہو جاتی ہے کیا ان کے معنی میں یہ فرق ہے؟ المستفتی نمبر ۵۴۴ فقیر احمد (شکوہ) ۲۰ ربیع الثانی ۱۳۵۴ھ مطابق ۲۲ جون ۱۹۳۵ء

۱۹۳۵ء

(۱) اور دناحق الحرمة والعظمۃ فکون من باب الوسیلۃ وفد فی تعالیٰ واستعوا الیہ لوسیلۃ وفد عد من باب الدعاء التوسل (رد المحتار) باب الاستبراء وغیرہ ۶/۳۹۷ ط سعید

(۲) عن عنسد بن حنف ان رجلاً صریحاً الصبر الی السیئۃ فقال بدعوا بهذا الدعاء الیہم الی اسئلک وانوحہ الیک سید محمد سی لرحمة جامع الترمذی باب مدح فی دعاء السیئۃ وعودہ فی دبر کل صوفی ۲/۱۹۸ ط سعید

(جواب ۴۲) بحر کا جواب صحیح ہے حضرت حق کی جناب مقدس میں کسی واسطے اور وسیلے کی ضرورت نہیں ہے دعا میں وہی الفاظ جو ذکر کے بیان میں ہیں سے جائیں یا غلط وسیلہ کہ جائے اور اس سے وہی مطلب مراد ہو تو جائز ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

”حق النبی وآلہ الامجاد“ سے دعا کا حکم

(سوال) اگر کوئی اللہ تعالیٰ سے مدد مانگے اور یہ کہے کہ بحق النبی وآلہ الامجاد یہ جائز ہے؟
المستفتی نمبر ۹۵۷ مولوی عبدالحکیم (پشور) ۴ ربیع الاول ۱۳۵۵ھ مطابق ۲۶ مئی ۱۹۳۶ء
(جواب ۴۳) بحق النبی وآلہ الامجاد کہنا منع ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

مدد طلب کرنے میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ رسول کا نام شریک کرنا جائز نہیں

(سوال) عوام الناس میں مشہور ہے کہ حاجت اور ضرورت میں اللہ تعالیٰ کے وقت اللہ و رسول ﷺ کی مدد مانگتے ہیں اور اللہ و محمد کی مدد یا اللہ و رسول ﷺ کی مدد یا یوں کہتے ہیں یا اللہ و رسول ﷺ کی مدد کریں کہتے ہیں یا اللہ و یا رسول اللہ ﷺ مدد کر سوال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ رسول اللہ ﷺ سے مدد مانگنا الفاظ مذکورہ سے یا اس کے ہم معنی الفاظ سے جائز یا نہیں جو شق اختیار کی جائے مدد مل بیان ہو در صورت مدد جو زائد الفاظ مذکورہ کے ساتھ چاہئے والے و مانگنے والے کا حکم کیا ہے؟ المستفتی نمبر ۱۱۴۲ مولوی محمد صدیق صاحب مدرس مدرسہ صدیقیہ (پچانک جہش خاں ڈہلی)

(جواب ۴۴) ہر حاجت اور مصیبت کے وقت اللہ تعالیٰ و رسول اللہ ﷺ سے مدد مانگنے والے کا اہم قصد یہ ہوتا ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ ہر شخص کی دعا اور درخواست و سنتا ہے اور جانتا ہے اسی طرح رسول اللہ ﷺ بھی سنتے اور جانتے ہیں اور جس طرح اللہ تعالیٰ ہر حاجت کو رفع اور ہر مصیبت کو دفع کرنے پر قادر ہے اسی طرح رسول اللہ ﷺ بھی ہر حاجت کو رفع اور ہر مصیبت کو دفع کرنے پر قادر ہیں اور اس قصد و اس خیال سے وہ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کے ناموں کو استدعا و استعانت کے وقت جمع کرتا ہے تو یہ کھلی ہوئی بدعت ہے اور اسلامی تعلیم کی مخالفت ہے (۳) اسلامی تعلیم یہ ہے کہ جو خود آنحضرت ﷺ سے ترمذ کی شریف میں مروی ہے ادا اسالت فاسئل اللہ واذا استعنت فاستعن باللہ

۱۔ و یکرہ ان یقول فی دعائہ بحق فلان او بحق اسانک و رسلک لانه لا حق للمحذوف علی الخلق، سورہ سرحہ، فی السحن فی الشامہ، قولہ لانه لا حق للمحذوف علی الخلق، قد نقل اللہ لا حق لہم و حق علی اللہ تعالیٰ (کتاب الحظر والاباحۃ فصل فی البیع ۶/۳۹۷ ط سعید)

(۲) حوالہ بالا

(۳) و اسبی اللہ دعاء و دودہ ای رسول اللہ ﷺ بالتصرع و طہار لفظہ و لا یصغر الیہ و سال منہ حدہ لمطاب النبی لا تطب الامن اللہ و دینہ و اشروک فی الالہیۃ (تفسیر العربی لحمید فی شرح کتاب التوحید باب من یشرک ان یمتغیث بغير اللہ ص ۱۸۷ ط المکتبۃ السنیہ)

۱ (او کما قال) یعنی حضور انور ﷺ کا ارشاد اور حکم ہے کہ جب کچھ مانگے تو اللہ سے مانگ اور جب مدد طلب کرے تو اللہ سے مدد طلب کر اس تعلیم اور اس حکم کے موافق مسلمانوں کو مدد طلب کرے۔ وقت صرف حضرت حق کا نام پناہ چاہیے رسول اللہ ﷺ کا نام شریک کرنا درست نہیں۔ فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ، دہلی

نقشہ نعل مبارک مسجد میں لگا کر نماز کے بعد اسے بوسہ دینا اور مصافحہ کرنا جائز نہیں (سوال) مسجد کے ایک امام صاحب نے محراب پر ایک چھپا ہوا نقشہ نعلین کا لگا رکھا ہے اور وہ اس و حضور پاک کی نعلین مبارک کی صورت قرار دیکر ہر نماز پڑھانے کے بعد اس پر ہاتھ پھیر کر اور آنکھوں سے لگا کر اس کو بوسہ دیتے ہیں اور تمام مقتدیوں کو مسجد میں وہ اپنے اس نئے نعل کی اور مصافحے کی ترغیب دیتے ہیں اور ان سے کہتے ہیں آیا یہ ایسا عمل شریعت میں درست ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۱۴۰۶ ایف ظ محمد رحیم بخش صاحب "الدروازہ مفتوح" ۱ صفر ۱۳۵۶ھ ۱۹ اپریل ۱۹۳۷ء (جواب ۴۵) آنحضرت ﷺ کے نعل مبارک کا نقشہ کسی کے پاس ہو اور وہ براہ محبت اس کو بوسہ دے تو مضائقہ نہیں (۱) لیکن اس کو کسی جگہ لگا کر لوگوں کو ہدایت کرنا کہ وہ اس پر ہاتھ پھیریں اور بوسہ دیں یہ جائز نہیں کہ اس میں ایک رسم پڑ جانے اور تقظیم میں غلو پیدا ہونے سے ایک بدعت قائم ہو جائے گی۔ (۲) اور نماز کے بعد خصوصیت سے مصافحہ کرنا بھی جائز نہیں ہے (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ، دہلی

حضور اکرم ﷺ سے کسی حاجت کے لئے دعا مانگنا جائز نہیں! (سوال) کیا حضور ﷺ سے کسی مقصد کی استدعا کرنا جائز ہے؟ المستفتی نمبر ۱۵۶۳ جناب سید عبدالمعبود صاحب (شعلہ بدایون) ۲۴ ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ مطابق ۴ جولائی ۱۹۳۷ء (جواب ۴۶) حضور اکرم ﷺ سے کسی مقصد کی استدعا کرنا صحیح نہیں دعا اور سوال سب اللہ تعالیٰ سے ہونے چاہیے خود آنحضرت ﷺ نے ہمیں یہ تعلیم دی ہے کہ تم میں سے جو کسی کو حاجت فاسئل اللہ واذا

(۱) جامع الترمذی، باب ۲، ۷۸، ط سعید

(۲) فی ہذہ الاحادیث "السُّرُكُ بَانَارُ الصَّالِحِیْنَ وَ بَيَانُ مَا كُنْتُ لِمُصَاحِبِهِ عَلَيْهِ مِنَ السُّرُكِ مَانْدَرُهُ" وَ تَبَرُّكُهُمْ بِأَدْحَالِ مَدَدِ الْكَرِيمَةِ فِي أَيْبِهِمْ وَ تَبَرُّكُهُمْ بِسَعْيِهِ الْكَرِيمِ، سَرِحُ لَبُورِي مَعَ الصَّحِيحِ لِمُسْلِمٍ، بَابُ قُرْبِهِ ﷺ مِنَ النَّاسِ وَ تَبَرُّكُهُمْ بِهِ ۲/۲۵۶ ط قدیمی کتب خانہ کراچی

(۳) ثُمَّ قَالَ فِي الْبُيُوتِ الْمَعْرُوحَةِ وَ مَا يَفْعَلُ عَقِبَ الصَّلَاةِ مِنَ السَّحَرَةِ فَمَكْرُوهُ حَمْدُ اللَّهِ النَّاسِ يَعْقِدُونَ فِيهَا رَحْمَةً أَوْ سَهَةً - اِی وَ کُلِّ حَاجَةٍ اِذْیَ اِلٰی اِعْتِقَادِ ذَلِكَ كَرِهَ (رد المحتار - کتاب الصلاہ ۱/۳۷۹ ط سعید)

(۴) وَقَدْ صَرَّحَ بَعْضُ عُلَمَائِنَا وَ غَرَبَهُمْ بِكَرَاهَةِ الْمَصَافَحَةِ الْمَعْتَادَةِ عَقِبَ الصَّلَاةِ مَعَ اِلِ الْمَصَافَحَةِ سِتَّةً وَ مَا دَاكُ - اَلْمَكْرُوهُ لَمْ يُوَثِّرْ فِي حُضُورِ هَذَا الْمَوْضِعِ (رد المحتار، مطبوع فی دہلی، ص ۲۳۵ ط سعید)

استعنت فاستعن بالله، کہ جب تو سوال کرے تو اللہ سے سوال کرو اور جب مدد چاہے تو اللہ سے مدد مانگ اس پر عمل کرنا۔ امتی کو لازم ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ

حضور اکرم ﷺ کے نام کے ساتھ لفظ ”یا“ کا حکم!

(سوال) اثر سمجھتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے نام کے آگے یا کا حرف لگا سکتے ہیں اور کسی کے نام کے آگے نہیں، بعض لوگ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کے نام کے آگے یا کا حرف لگایا گیا تو غوث پاک ان کی اولاد میں سے ہیں امریا غوث برکے یاد کیا یا پکارا تو کیا حرج ہے۔ المستفتی نمبر ۱۲۳۱۸-۱۹
نی منسوری (بمبئی) ۱۵ ربیع الثانی ۱۳۵۵ھ مطابق ۵ جون ۱۹۳۸ء

(جواب ۴۷) آنحضرت ﷺ کے نام کے ساتھ بھی یا لگانا جائز نہیں ہاں درود شریف میں صلی اللہ علیہ یا رسول اللہ کہنا جائز ہے وہ بھی اس خیال سے کہ فرشتے یہ درود حضور ﷺ کو پہنچا دیں گے۔
محمد کفایت اللہ کان اللہ

(۱ تا ۴) نقشہ نعل مبارک سے توسل و تبرک اور اس کو شائع کرنے کا حکم

(۵) نام سے پہلے خادم دربار محمدی لکھ دینا کیسا ہے؟

(۶) بلا علم کسی بات کا اعتقاد رکھنا صحیح نہیں

(سوال) استفتاء ہند کی پشت پر رسول کریم ﷺ کے نعل مبارک کا نقشہ ہے اور اس کے ساتھ نعل مبارک کے بعض آثار و خواص اور اس کی تعریف میں بعض بزرگوں کے اشعار اور اس نعل مبارک سے اللہ تعالیٰ سے حاجات طلب کرنے کا طریقہ بھی تحریر ہے زید نے یہ نقشہ نعل مبارک مع موربان حضرت مولانا محمد اشرف علی صاحب دامت برکاتہم کی کتاب زاد السعید سے حلقہ رسالہ نیل شفا معر، مصطفیٰ سے نقل کر کے طبع کرایا اور مسلمانوں کے مجمع میں اس نئے تقسیم کیا تاکہ وہ اس کی برکات سے بہرہ اندوز ہوں حضرت اشرف تحریر فرمائیں کہ کیا (۱) زید کا یہ نعل ناجائز ہے (۲) اس کے آثار و خواص میں جن برکات کے ظہور کا ذکر ہے ان کا اعتقاد ناجائز ہے (۳) اس نقشہ مبارک کو باعث برکت سمجھنا ناجائز ہے (۴) اس نقشہ مبارک کے وسیلے سے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگنا ناجائز ہے (۵) زید جو ایک مسجد میں امام ہے اس نے اس نقشہ کو طبع کرا کے اپنے نام سے پہلے خادم دربار محمدی لکھ دیا کیا یہ ناجائز ہے (۶) زید نے یہ نعل مبارک نقشے مسلمانوں میں تقسیم کئے دوسرے دن صبح کو زید کی کمر میں

(۱) جامع الترمذی، باب ۷۸۲ ط سعید

(۲) درجہ ۱۰ تاخیر سمجھ کر استعانت و استمداد کے لئے کہنا شرک ہے۔ الثانی ابہ دعاہ و ناداہ (الرسول ص ۱۱ صریح و نہ

طہار العقائد والا صطرا ابہ و سال مدہدہ المطلب الی لا تطلب لامن لہ و دلت ہو لشرک فی لا ینہد (نفس العریز الحمید شرح کتاب التوحید) باب من اشرك ان یتستیع بعیر اللہ ص ۱۸۷ ط المکتبۃ السلفیہ

پہلے وغیرہ اتار کر ٹھنڈی ہوا میں بیٹنے کی وجہ سے درد ہو پاپاس پر ایک شخص نے زید سے کہا کہ تم نے یہ نقشہ طبع کرا کے تقسیم کیا تھا اس وجہ سے تمہارے سر اور کمر میں درد ہو گیا اور تم دو دن ترجمہ نہ کر سکے کیا اس شخص کا یہ قول صحیح ہے؟ اگر غلط ہے تو اس شخص کا شرعاً کیا حکم ہے؟ یہ ہوا تو جروا

المستفتی نمبر ۱۵۵۷ مولوی محمد یوسف صاحب امام مسجد حوش ولی محلہ چوڑی داان دہلی مورخہ ۲۱ ربیع الثانی ۱۳۵۶ مطابق یکم جولائی ۱۹۳۷ء

(جواب ۸۴) آنحضرت ﷺ کے آثار متبہ کہ طیبہ سے برکت حاصل کرنا تو علماء متقدمین اور صحابہ اور تابعین سے ثابت ہے، لیکن آثار و اشیاء متبہہ کہ سے مراد یہ ہے کہ ان چیزوں کے متعلق یہ بات ثابت ہو کہ وہ حضور ﷺ کی استغالیٰ کی ہوئی اشیاء (مثلاً جبہ مبارک یا قمیص مبارک یا نعل مبارک) یا حضور کے جسم اطہر کے اجزاء (مثلاً موت مبارک) یا حضور کے جسم اطہر کے ساتھ مس کی ہوئی چیزیں ہیں (مثلاً مس خاص پتھر کے جس پر قدم مبارک رکھنے سے نشان قدم بن گیا ہو) لیکن ان میں سے کسی چیز کی تصدیق یا نہی اس سے برکت حاصل کرنے کا معتد اہل علم و ارباب تحقیق سے ثابت نہیں۔

اگر تصویر سے تبرک حاصل کرنا بھی صحیح ہو تو پھر نعل مبارک کی کوئی تخصیص نہ ہوگی بلکہ جبہ مبارک، قمیص شریف، موت مبارک اور قدم شریف کی کاغذ پر تصویر بنانے اور ان سے تبرک و توسل کرنے کا حکم اور نقش نعل مبارک سے تبرک و توسل کا حکم ایک ہوگا اور ایک ماہر با شریعت اور ماہر نفسیات اہل زمانہ اس کے نتائج سے سب خبر نہیں رہ سکتا جن برائوں نے نعل مبارک کے نقش کو سر پر چھاپا ہے وہ اس سے توسل کیا وہ ان کے وجدانی اور انتہائی محبت با نبی ﷺ کے اضطرابی افعال ہیں ان کو غم و غم اور تشویش و تشویش کے موقع پر استعمال کرنا صحیح نہیں۔

نیز اس امر کا بھی ثبوت نہیں کہ نعل مبارک کا یہ نقشہ فی الحقیقت حضور ﷺ کے نعل

۱۔ عن انس بن مالک قال کان رسول اللہ ﷺ اذا صلی اعده حاء حذم المذنبہ دینہم فیہا لماء فما یوتی منہ لا یمس یدہ فیہا۔ وعنه قال لقد رايت رسول اللہ ﷺ ولحلاق یحلقہ واطاف اصحابہ فما یبریدون ان تقع شعرة الا فی یدرحل (صحیح لامام مسلم) قال ابوہریرۃ فی شرحہ فی ہذہ الاحادیث - الشوکاتار الصالحین و بآ ما کتب بصلحہ عنہ من الشوکاتارہ و سرکیمہ و دخل یدہ لکریمہ فی لاسہ و سرکیمہ شعرة الکریمہ و بآ فریدہ عن انس بن مالک و ترکیمہ بہ ۲/۲۵۶ ط قدیمی کتب خانہ کراچی)

۲۔ عن سہیل بن عمرو السعدی قال قال لحنس بن علی ما حفظت من رسول اللہ ﷺ قال حفظت من رسول اللہ ﷺ (ترمذی) فی ابواب صفہ الحجة ۲/۷۸ ط سعید) فی مرقہ - و اسعی انہ ما یستفہ من الاقوال ولا عمل انہ مہی عنہ ولا وسہ او بدعة واعدل لی ملا یستفہ منہ و لستفہد بآسی المكلف امرہ علی البقیں اسحت و لتحقق و الصرف و یكون علی بصرہ فی دینہ (کتاب البیوع باب الکسب و طلب الحلال ۶/۴۳ ط امدادیہ ملتان)

۳۔ ولا یحییٰ من مہی لا عند ولا یكون لا علی لا دلہ لیسبہ و میر ہذا المعنی الذی اسسہ عنی دللت لسی لا یصح ان یكون من الادلہ بصدہ و لدالہ بصر احد من المتبہاء حوز العمل فی الفروع الفقہیہ بما یصہر لصدفہ من لا یور لکنفہ او من لحالات بصدہ مرقہ لصدیح سرح مسکوفہ امصاصح بآ اشراط لساعة الفصل الثانی ۱۰ ۱۷۹-۱۸۰ ط امدادیہ ملتان)

مبارک کی صحیح تصویر ہے جتنی حضور ﷺ کے نعل مبارک کے درمیانی پٹھے (شراک) کے وسط میں اور آگے کے تسموں (قبیلین) پر ایسے ہی پھول اور نقش و نگار بنے تھے جیسے اس نقش میں بنے ہوئے ہیں اور با ثبوت صورت و ہیئت کے حضور ﷺ کی طرف نسبت کرنا بہت خوفناک امر ہے اندیشہ ہے کہ اس کذاب علی متعمداً الح کے مفہوم کے عموم میں شامل نہ ہو جائے کیونکہ اس ہیئت کے ساتھ اس کو مثال نعل مصطفیٰ قرار دینے کا ظاہر منصب یہی ہے کہ اس کو مثال قرار دینے والا یہ دعویٰ کرتا ہے کہ حضور ﷺ نے ایسی نعل مبارک استعمال کی تھی جس کے پٹھوں اور اگلے تسموں پر اس قسم کے پھول بنے تھے اور اس طرح کے نقش و نگار بھی تھے۔

پھر یہ سوال بھی پیدا ہو گا کہ یہ نقش و نگار ریشم سے بنائے گئے تھے یا کپڑوں و زرری کے تھے یا محض ٹھپہ تھا اور ان تمام امور میں سے کسی ایک کا بھی ثبوت مہیا نہ ہو گا اور اختلاف ہوتے مختلف حکم لگائے جائیں گے وغیرہ وغیرہ۔

بہر حال تصویر کو اصل کا منصب دینا اور اس کے ساتھ اصل کا معاملہ کرنا حکام شریعہ سے ثابت نہیں کر حضور ﷺ کی نعل مبارک جو حضور ﷺ کے قدم مبارک سے مس کر چکی ہو کسی کو مل جائے تو زبہ سعادت اس کو دوسرے دینا سر پر رکھنا سب صحیح مگر نعل کی تصویر اور وہ بھی ایسی تصویر جس کی اصل سے مطابقت کی بھی کوئی دلیل نہیں اصل نعل مبارک کے قائم مقام نہیں ہو سکتی۔

سوال نمبر ۱ سے ۴ تک کا تو یہ جواب ہو گیا نمبر ۵ کا جواب یہ ہے کہ کسی شخص کا اپنے متعلق خادم دربار محمدی مکھ دینا ناجائز نہیں ہے اور نمبر ۶ کا جواب یہ ہے کہ جو شخص سر اور کمر کے درد کو اس پرچہ کی اشاعت کا نتیجہ ہونے کا اعتقاد رکھے وہ بھی غلطی کرتا ہے اور لا تقف ما لیس لک بہ علم کے تحت اس کو ایسا حکم لگانے سے جتناب کرنا چاہیے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہی

معروف نقشہ کیا حضور ﷺ کے نعل ہی کا نقشہ ہے؟ اس کو بوسہ دینا کیسا ہے؟
(سوال) کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک نقشہ مع ہدایت شائع ہو ہے جس میں شان کعبہ مبارک کا نقشہ دیا گیا ہے یہ نقشہ جو شائع کیا گیا ہے حضور ﷺ کے نعلین شریف کا درست نقشہ ہے کیا اس کی اصل احادیث شریف یا اقوال خلفائے راشدین سے ثابت ہے دوسرے مشتر نے یہ بھی تحریر کیا کہ بتوسل نعلین شریف دعا کرنا چاہیے یہ نقشہ معہ تحریر ارسال ہے لہذا اشرف شریف میں اس نقشہ کو بوسہ دینا سر پر رکھنا اس کے توسل سے اپنی حاجت طلب کرنا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۵۶۸ انوار احمد صاحب (دریہ کلاں دہلی) - مورخہ ۲۵ ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ مطابق ۵

جولائی ۱۹۳۳ء)

(جواب ۴۹) اگر آنحضرت ﷺ کی استعمال کی ہوئی نعل شریف کسی کو مل جائے تو زبے سعادت اور فطرت محبت سے اس کو دینا نہ پرانا دینا بھی موجب سعادت ہے، مگر یہ تو اصل نعل نہیں اس کی تصویر ہے اور یہ بھی قیقن نہیں کہ یہ تصویر اصل کے مطابق ہے یا نہیں اور تصویر کے ساتھ اصل شے کا معاملہ کرنا شریعت میں معمول نہیں ورنہ آنحضرت ﷺ کے دست مبارک پائے مبارک مولے مبارک اور قمیص مبارک جبہ مبارک کی تصویریں بھی بنائی جاسکتی ہیں اور اگر ان میں بھی اصل کی مطابقت کے ثبوت سے قطع نظر کر لی جائے تو پھر آج ہی پتہ شمار تصویریں بن جائیں گی اور ایک فتنہ عظیمہ کا دروازہ کھل جائے گا، جن بزرگوں نے اس تصویر کے ساتھ محبت کا معاملہ کیا وہ ان کے واماندہ جذبات محبت کا نتیجہ تھا مگر دستور العمل قرار دینے کے لئے حجت نہیں ہو سکتا۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ له ولی

خط و کتابت

(ماخوذ از رسالہ اتمام المقال)

(سوال) مذکورہ بالا دو فتوؤں کے بعد بھی حضرت مفتی صاحب قبلہ کی خدمت میں مختلف اشخاص کی طرف سے سوالات آئے اور بعض شخصین نے حاضر خدمت ہو کر موافق و مخالف اپنے خیالات کا اظہار کیا اور مسلمانوں میں اس مسئلہ کے متعلق اختلاف ہونے لگا۔

حضرت مفتی صاحب نے دیکھا کہ اختلاف و شقاق بین المسلمین کا ایک نیا دروازہ کھل رہا ہے اور

۱) عن انس بن مالك قال قال رسول الله ﷺ ادع صلي العدة حاء حدة المدينة نسيم فيها الماء فماء يوسى ماء لا عيس بعده فيها و عنه لقد رايت رسول الله ﷺ والحلاق يحلقه واطاف به صحابه فميردودون تقع شعره في يده حل اصحيح الامام مسلم قال ابو داود في شرحه في هذه الاحاديث البرك بانار الصالحين و كان ما كتب الصحابة عنه من اثرت ما رواه و تركهم ما دحل يده الكرمه في الامه و تركهم شعره الكرمه ما رواه قريه ﷺ من الناس و تركهم به ۲/۲۵۶ ط قديمي كتب خاه كراچي

۲) عن الحسن بن عبي قال حفظت من رسول الله ﷺ دع ما ريت الى مالا يريك (جامع الترمذي فصل ابواب صفه الحمد ۲ ۷۸ ط سعد) وفي لسنقه والمعنى انك ما ريت فيه من الاقوال والاعمال انه منهي عنه ولا اذمنة و بدعة و عدل التي تشك فيه مهم والمقصود ان يسي المكلف امره على النفس الحث والحقيق الصرف و يكون عني نصيره في دمه (مرفقة كتاب البيوع باب الكسب و طلب الحلال ۶ ۴۳ ط مد ديه ملتان)

۳) ولا نحى ان مبي لا عقود لا يكون لا عني الا دله اليقية و مثل هذا المعنى يدي اساسه على دلت المعنى لا يتصح ان يكون من الادلة الظه و بدله بعد احد من يفتيه حور العمل في الخروج لفتيه بما يظهر بنصونه من الامور الكسفه او من الحلال المده مرفقة المتدبج شرح مسكوة المصابيح باب اشراط الساعة الفصل الثاني ۱۰/۱۷۹-۱۸۰ ط امداديه ملتان)

ممکن ہو تو اس وقت اس کا تدارک کر لیا جائے چنانچہ حضرت مدوح نے اپنے دونوں جواب حضرت حکیم
متہ حونا اشرف علی صاحب مد ظہم کی خدمت میں ایک مکتوب کے ساتھ روانہ کر دیئے افسوس کہ
اس مکتوب کی نقل مفتی صاحب نے نہیں رکھی تھی (عالمیہ حضرت حکیم الامتہ مد ظہم اعلیٰ نے یہاں
محفوظ ہوگی) مگر اس کا خلاصہ مضمون یہ تھا:-

خلاصہ مضمون مکتوب مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب مد ظلہ

خدمت حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب دامت فیضہم

حضرت محترم دامت فیوضہم اسلام حکیم و رحمتہ اللہ علیہ کا یہ یہاں اپنی جماعت کے ایک اہل
مستعد عالم نے یہ نقشہ جو اس خدمت ہے چھپوا کر شائع کیا لوگوں میں اس کی اشاعت سے بہتہ مختلف
پیدا ہو گیا ہے اور اس کے جواز و عدم جواز کے متعلق سوالات ہو رہے ہیں میرے پاس بھی وہ سوال آچے
ہیں میں نے جو جواب تحریر کیے ہیں وہ مدظلہ اقدس کے لئے محفوظ ہذا ہیں براہ کرم مدظلہ کے بعد
رے حالت مطہر کر کے ممنون فرمایا میں اگر جواب درست نہ ہونے کا مجھے اطمینان ہو جائے گا تو میں یا
تلف رجوع کر دوں گا یہ عرض کرنا مناسب ہے کہ رسالہ نیل اشفا میں نے مطابقت کیا ہے وہ میرے
لے موجب اطمینان نہیں ہوا۔ اسلام۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ بہ دہلی

مفتی صاحب کے خط کے جواب میں حضرت مولانا قنوی کا جو رائی نامہ آیا اس کی نقل یہ ہے

ارشاد نامہ حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب مد ظہم

جواب مکتوب مفتی محمد کفایت اللہ صاحب دامت فیوضہم

تصحیح الحواب و تنویقہ من الاحقر الافقر اشرف علی عہی عنہ

ہدائتہ و انسوۃ حضرت نے دونوں جواب پر جسے جو بالکل حق ہیں اور صحت معنی کے ساتھ

اسلوب (۱) کلام میں ادب کی رعایت خاص طور پر قابل اوست جس کی ایسے نازک مسائل میں سخت
ضرورت ہے اب ان کے مضامین کے متعلق غرض توضیح بعض ضروری معروضات پیش کرتا ہوں۔

نہم ۱۔ بدائل ثابت ہو چکا کہ یہ بدل (۲) شرعیہ نہیں اور ایسے اہل کے لئے جن کا منشعب و شاق
یعنی ادب ہو مستقل دلیل کی حاجت نہیں خلاف دلیل نہ ہونا کافی ہے کما قال عثمان ولا مسسب

ذکری بیمیمنی منذ بایعت رسول اللہ ﷺ راوہ ابن ماجہ (۳)

(۱) ہدایہ کلامہ مدظلہ و لفظہ لفظی ادب

(۲) بدالہ فی مکتوبہ الاحیاء مقاصد الشرعیۃ

(۳) باب کراہیۃ من الذکر بالیمین والاسحاء بالیمین ص ۲۷ ط سعد

ظاہر ہے کہ یہ رعایت بہر حکم شریعی نہیں ورنہ ثوب بخش کا دلک یا عصر بھی یقین سے جائز نہ ہوتا۔
 نمبر ۲۔ جب ان اعمال کی بنا ادب و حب و شوق طبعی ہے بطور خاص اوقات صاف تشکل و تشابہ بھی نشان جذبات کا ہو جاتا ہے تو وہاں بھی اجازت دی جاے گی۔ کما فی فتاویٰ العلامة عبدالحی
 صفحہ ۳۲۲۔ نقل عیاض عن احمد بن فضلویہ الزاهد العاری قوله ما مسست القوس
 بدی الا علی طہارۃ مد بلعی ان رسول اللہ ﷺ احد القوس بددہ۔ ظاہر ہے کہ ثقی اس کا جہ
 وہ نون قوس کے تشابہ کے اور یہاں پھر تشبہ و تشکل عام ہے ناقص ہو یا تمام اور کسی بین کا ہو یا تمثال کا
 چنانچہ حضرت مولانا گنگوہی نے تصویر روضہ منورہ و نقشہ مدینہ منورہ و مکہ مکرمہ و اقصیٰ اہل الخیرات
 کے باب میں جواب دیا ہے کہ یہ دونوں چشمہ دیدن ہر میں نقشہ با ثبات نیست و اگر از عایت شوق بہ زہ
 مایست و قہار ہم ہر جا باشد ایہ من الفتاویٰ المدادیہ جلد ثانی ص ۱۰۰ اور نعل شریف کی تمثال کو
 پوری مطابقت بھی نہ ہو مگر کسی درجہ میں تو مشابہ ضرور ہے جیسے روضہ شریف کا نقشہ و اقصیٰ اہل الخیرات
 پس عایت مافی الباب تحقیق نام کا دعویٰ و اعتقاد ناجائز و محتق نکل صحیح ہو کا باقی مضیق تشابہ تواحد و یث
 سے ثابت ہے۔

نمبر ۳۔ ایہ حکم مہجیہ شوقیہ میں تعدیہ نہیں ہوتا اس کے ضروری نہیں کہ نعل مبارک
 کے تمثال کے ساتھ کوئی معاملہ کرنا مستلزم ہو ورنہ ہر تمکات کے متاثر کے ساتھ ویسا ہی معاملہ
 کرنے کو کما قال بعض العشاق۔ امر علی الدیار دیار لیلی۔ قلل الدار و ذل الدار۔
 و ما حب الدیار شغفن قلبی۔ ولکن حب من سک الدیار۔ ولم یقل اقبل ذی التمار و دی
 التمار ۱ اور مثلاً مساجد میں مستعمل خاص جو یہ پکتن نہ جانا جس کی بناء بخش ادب طبعی عرفی ہے اس کو
 مستلزم نہیں کہ جراثیم پسینہ کر بھی جانا مساجد میں قیاساً خلاف ادب سمجھا جائے اور مشرقی تقبیل تمثال
 روضہ شریف کا جواز مذکور نمبر ۲۔ اس کو مستلزم نہیں کہ اصل قبر شریف کی تقبیل کی اجازت دی جاے
 بلکہ اس کا مدار اہل ادب کے ذوق و عادت پر ہے باقی تمثال نعل شریف کی تخصیص اول تو وجہ ذوق ہونے
 کے محل سوں نہیں لیکن ممکن ہے کہ وہی ان تخصیص عادی کا خطاب اپنے سے عایت تذل اختیار کرنا
 ہو کہ اس سے زید و درجہ کی چیزوں تک میر کی ماں رسائی ہوتی۔ کما قیل
 نسبت خود بہت کریمہ من متعلقہ
 زانکہ نسبت تک کوئے تو شہد اولی

والہ اعلم باسرار عبادہ۔

نمبر ۴۔ یہ سب تفصیل حکم فی نفسہ کی ہے ورنہ جہاں حتمال غائب منہ مد کا ہو وہاں نقشہ تو کیا
 خود اصل تبرہات کا اندام بھی شریط عدم اجانت و شریط عدم نزوم ابقا مطلوب و مامور ہو کا جیسے حضرت
 مرقا کا قصہ قطع شجرہ کا منقول ہے۔ (۱)

۱ کان الدس باتون الشجرۃ الی یقل لہا شجرہ لرصوان فیصور عہدہ فمع دلت عمر من لحطت و وغدہم
 فیہا و امر بہا فقطعت (طبقات ابن سعد عزوۃ الحدیث ۱۰۰/۲ ط بیروت)

نمبر ۵۔ میں نے جب رسالہ نیل اشفاً بمعلیٰ المصطفیٰ لکھا تھا جس کو غائبہ جھٹیس سال کا زمانہ ہو گیا تو اس میں بھی کافی احتیاطیں لیں گئی تھیں مثلاً میں بھی کہ نکلتا سے نقل کیا گیا اور ناشی میں بھی کہ آخر میں غوث : تمام کے ساتھ روک دیا گیا مگر تاہم اتنے مفاسد محتملہ سے ذہن خالی تھا لیکن پندرہ سال سے زندگی بھر کی کہ اس قسم کے شبہات قلب میں پیدا ہوئے کہ عوام غلو نہ کرنے کہیں اس کے چند روز بعد ایک صاحب توفیق نے اس کے متعلق استفسار کیا جس کا جواب لکھ کر میں مطمئن ہو گیا یہ جواب انور مکر ۱۹۴۲ء کے صفحہ ۹ میں بعنوان تنبیہ بر اصلاح معادہ با تمثال نعل شریف شائع ہوا اب پھر مزید احتیاط کے لئے انور شوال ۱۹۴۴ء کے صفحہ ۲۰ میں اس تنبیہ کی تجدید اس عبارت سے کر دی کہ نیل اشفاً کے متعلق انور نمبر ۹ جلد ۳ میں ایک تنبیہ شائع ہوئی ہے اس کے خلاف نہ کریں۔ اچھا

اب الحمد للہ دوسرے صفحوں کی تحریر سے بھی میرے مقصود کی تائید ہو گئی پس کسی و غلو کی گنجائش نہیں رہی اور اس مفصل و مکمل تحقیق کے بعد احقر کی تحریرات میں باہم بھی اور دوسرے حضرات اہل تحقیق کی تحریر سے بھی تعارض کا احتمال نہیں رہ سکتا لیکن اگر اب بھی کسی کے خیال میں تعارض کا شبہ ہو تو اس کے لئے میں اعلان کر رہا ہوں کہ دوسرے حضرات کی تحقیق پر عمل کیا جاوے اور میری تحریر کو مروج بلکہ مجروح و ممنوع عنہ بلکہ مروج عنہ سمجھا جاوے۔ فقط ۲۶ ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ مفتی صاحب قلم کے دونوں جوابوں کی تصدیق و تصحیح اور نفس مسئلہ کی توضیح کے متعلق تو حضرت حکیم الامت مولانا تھانوی دام ظلہ کی یہ تحریر تھی جو اوپر نقل کی گئی اس کے ساتھ ایک مکتوب بھی تھا جس کی نقل ذیل میں درج کی جاتی ہے۔

مکتوب حضرت حکیم الامت مولانا تھانوی دام فیضہ
بنام مفتی محمد کفایت اللہ صاحب مدظلہ

مولانا السلام علیہم۔ اصل جواب شائع ہو تو بشرط خلاف مصلحت نہ ہونے کے میری تحریر (۱) بھی شائع فرمادی جائے خواہ بعینہ خواہ بعد تخصیص و حذف اجزاء مضمرہ بدعوام۔ البتہ صورت تانیہ میں اگر تخصیص کو میں بھی دیکھوں تو یہ فائدہ ہے کہ اس کو یہاں بھی محفوظ کروں تاکہ آئندہ جواب میں اس کی رعایت رہے

اور بعینہ شائع کرنے کی صورت میں یہ بھی اختیار ہے کہ اجزاء مضمرہ کا جواب درود بھی ساتھ ساتھ حواشی میں شائع کر دیا جائے اور اس صورت میں مجھے کو دخل نہ کی ضرورت نہیں۔ یہ نوٹ وہ

(۱) اس تحریر سے وہ تحریر مراد ہے جو پر بلاوان تصحیح الجواب و توثیقہ نقل کی جا چکی ہے

تہ ف میری عبارت میں نہ ہوگا جیسا تنقیص کی صورت میں ہوگا۔

اور اگر خلاف مذاق نہ ہو تو اس مجموعہ کا کوئی قصب بھی رکھ دیا جائے۔ خواہ (۱) تمام المقال فی بعض احکام التمثال آیا اور چھ اور اشاعت کی صورت میں انور کا مضمون یعنی ان تنبیہ (۲) بھی شائع ہو جائے تو انفع ہے جس کا پتہ نمبر ۵ میں لکھا ہے فقط۔

حضرت حکیم الامت مولانا تھانوی مدظلہ کے اس ارشاد نامہ کے موضوعوں ہونے پر حضرت مفتی صاحب قبلہ نے پھر ایک خط حضرت حکیم الامت مدظلہ کی خدمت میں لکھا جس کی نقل حسب ذیل ہے۔

مکتوب دوم مفتی محمد کفایت اللہ صاحب مدظلہ
خدمت حضرت حکیم الامت مولانا تھانوی دام فیوضہم

۳۰ ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ مدرسہ امینیہ دہلی
حضرت مخدوم محترم دام فضلہم

اسلام حکیم و رحمت اللہ وبرکاتہ۔ مکرمت نامہ نے معزز و مفتخر فرمایا جزا ام اللہ تعالیٰ۔ مجھے دو باتیں عرض کرنی ہیں امید کہ تسلی بخش جواب سے شاد کام فرمائیں گے حضرت عثمان کی حدیث کے ابن ماجہ میں یہ الفاظ ہیں ما تعبیت ولا تضبط ولا مسببت ذکر ی ییمی مدبا یعت بہا رسول اللہ ﷺ اس میں دو تین باتیں مذکور ہیں اور تینوں اسلام میں ممنوع ہیں تو یہاں اس قول کا مطلب یہ ہو سکتا ہے یا نہیں کہ جب سے میں نے حضور سے بیعت کی یعنی اسلام لایا ہوں یہ کام نہیں کئے جیسے حضرت عمر کا قول ہے ما بلیت قانما مداسلمت (رواہ الزاز و رجالہ ثقات کذا فی الزوائد) اور یہ مطلب ہو تو مس ذہب بالیمین نہ کرنے کی وجہ اس کا اسلام میں ممنوع ہونا ہوگا نہ یہ کہ حضور ﷺ کے دست مبارک سے مس کرنے کی وجہ سے مس ذہب بالیمین ترک کیا۔

دوسری بات یہ کہ احمد بن حنبل کا قول ما مسست القوس بیدی الا علی طہارۃ الحجۃ قوس کے متعلق ہے یا القوس میں لطف ام محمد کا ہے اور اس سے ایک خاص قوس مراد ہے جس کے متعلق انہیں یہ علم ہوا تھا کہ اس قوس کو حضور کے دست مبارک میں جانے کا شرف حاصل ہوا ہے میرے خیال میں قوس معبود کا مراد لینا راجح ہے کیونکہ عام قوس عام اولین اور محض اس خیال سے کہ مان

(۱) اس مشورہ مفیدہ کے ماتحت یہ مجموعہ اسی لقب سے ملقب کر دیا گیا ہے اسات قدس کی پوری تحریر شائع اردن کی زبان تنقیص نہیں کی گئی)

(۲) یہ مضمون ابتدائے رسالہ اتمام المقال میں ہے

(۳) باب کراہیۃ مس الذکر والیمین والاستنجاء بالیمین ص ۲۷ ط سعید

(۴) باب البول قائمًا ۱/۶۰۶ ط دار الفکر بیروت لبنان

تو حضور ﷺ نے ہاتھ میں یہاں اس سے تمام مَنُوب کو محض مشاکلت کی وجہ سے بے وضو نہ چھونا موجب نہیں حضور ﷺ نے صرف مَن دست مبارک سے نہیں پکڑی بلکہ تلوار سیمین ازارِ اردو عمامہ قمیص اور بہت سی چیزیں دست مبارک سے چھوئی ہیں تو اگر محض مشاکلت اس کی وجہ ہوتی تو ان کا یہ جذبہ صرف قوس میں نہ پیا جاتا اور دوسرا احتمال مزید ہو تو معقولات بات ہے اور جو چیز بھی اس کو ایسی مل جاتی کہ حضور کے دست مبارک میں آتی ہوتی تو اس کے ساتھ یہی معاملہ کرتے مگر اور کوئی ایسی چیز نہ ملے صرف کوئی مَن ایسی ہاتھ لگی جس کے متعلق یہ معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کے دست مبارک سے مس کرنے کا شرف اس کو حاصل ہے تو ان کے جذبہ محبت نے اس مَن کو بے وضو چھونے سے انہیں باز رکھا جناب نے اس عبارت کا حوالہ محمود فتاویٰ مولانا مہدائی کے صفحہ ۳۲۲ کا دیا ہے میرے پاس جو محمود فتاویٰ ہے اس کی جلد اول و دوم کے ص ۳۲۲ میں یہ عبارت نہیں ملے اور جلد سوم کے صفحات ہی اتنے نہیں ہیں۔ ہر مہم جہد کی تعمین کے ساتھ کوئی مزید نشان بھی تحریر فرمادیں ان دو باتوں کے علاوہ ایک عبارت بھی عرض کرنی ہے کہ جذبہ محبت سے جو افعال سرزد ہوں وہ اختیار کی ہوں گے یا اضطرار کی اختیار کی ہوں گے تو احکام شرعیہ (و خوب رعیت، ندب، اباحت، کراہت، حرمت) میں سے ان کے ساتھ کوئی حکم ضرور متعلق ہو گا ہاں اگر اضطرار ہی ہوں گے تو ان احکام میں سے کوئی حکم ان سے متعلق نہ ہو گا تو تصویر اور نقشہ کو دیکھ کر دینا سر پر رکھنا اگر اختیاری ہو تو وہ کم از کم مستحب یا مباح ضرور ہو گا یہ صورت دیگر اس کو کم از کم مکروہ سمجھائے گا پھر اس کو امور شرعیہ سے خارج کرنے کی کیا صورت ہے۔

انتخاب کی صورت میں اس کی تشریح اور عمل کی ترغیب بھی صحیح ہوگی۔

لیکن اگر اضطرار کی ہونے کی صورت میں اس کو جائز فرمایا جائے تو یہ کہنا تو صحیح ہے کہ وہ امور شریعہ میں سے نہیں کیونکہ شریعہ کا تعلق اختیار سے ہے نہ اضطرار سے مگر اس صورت میں مضطر کا یہ فعل (یہ دینا سر پر رکھنا تو تسلیم کرنا) جو ازیا انتخاب یا اباحت یا کراہت کے ساتھ متصف نہ ہو سکے گا بلکہ زیادہ سے زیادہ مسکوت عنہ ہو گا اور تشریح للعوام اور ترغیب للناس کے لئے حجت بھی نہ ہو سکے گا کیونکہ مور نظر اریہ کی تشریح اور ترغیب غیر معقول ہے وہ تو اضطرار اور غلبہ شوق سے خود بخود سرزد ہوتے ہیں نہ کسی کے کہنے اور ترغیب دینے سے۔

میر کی جبرت و معفو فہمات ہوئے سلی بخش جواب سے سر فراز فرمائیں۔

محمد کفایت اللہ کاں اللہ لہ

اس کے جواب میں حضرت حکیم متہ کا جو ارشاد نامہ آیا اس کی نقل حسب ذیل ہے
ارشاد نامہ دوم حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی دام فیضہم

بنام حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب مدظلہ

مولانا السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اظہار نامہ نے ممنون فرمایا تبارک اللہ تعالیٰ فی صونکم

ملدین جو احتمال صد مایعت بہا الح میں اور اسی طرح مایست القوس کے نف میں ظہر کیا
یہاں گوزوق اس سے آئی ہے خصوص غظ یہاں پر نظر کر کے۔ مگر صون دین عوم کے سے نافع ہے۔
باقی تخصیص قوس (۲) کی سول تو یہ احکام ادبیہ میں تعدیہ نہیں ہوتا کہ ذکر فی نمبر ۲ من تحریری
اسبق دوسرے کثرت استعمال فی عبدة الغزو فی ذاک الزمان۔ اس تخصیص کی ایک وجہ بھی ہو سکتی ہے
کہ اس کو تلبس دینی زیادہ ہے اور یہ عبارت مجموعہ فتویٰ کی جلد اول مطبوعہ شوات اسلام ۱۳۰۴ء صفحہ
۳۲۲ میں ہے صفحہ ۳۱۸ سے کتاب النود کے تحت میں شروع ہو کر صفحہ ۳۲۷ تک چلی گئی ہے۔ اصل
مجیب مولانا محمد اسماعیل ہیں اور مولانا محمد عبدالحی صاحب مصوب ہیں اور مورثر عیہ سے خارج کرنے
کے متعلق جو صورت پوچھی گئی ہے یہاں افعال مقصودہ فی الشرع مراد ہیں نہ کہ احکام شرعیہ میں نے یہ
عنوان آپ ہی کی رعایت سے اختیار کیا تھا کہ آپ کی عبارت خط سابق میں ہے اب اس کو مقصد شرعیہ
کے عنوان سے بدلتا ہوں ورس کے اختیار کی ہو۔ وراس کے ساتھ حکم شرعی کے متعلق ہونے سے
انکار نہیں کرتا اور وہ حکم باحت فی نفسہ اور احتباب یہ مرتب لغیرہ ناتسبب للمقاصد او للمفاسد ہے
۔ یہ تو جانب عامانہ کلام ہے جس میں جانبین کو بیت وسعت ہے ہر جواب پر شبہ اور ہر شبہ کا جواب ہو سکتا
ہے لیکن شیخ شیرازی کا ارشاد دید آتا ہے۔

(۱) حضرت عثمانؓ کی حدیث میں یہ عندہ تین باتوں کا ذکر ہے ما نعیت ولا نمست ولا مسست دگری یعنی الحج ثانی .. فرماتے ہیں کہ میں نے گائے کا رتکاب نہیں کیا اور جھوٹ نہیں بولا اور ذکر کو سیدھا ہاتھ نہیں لگایا اور یہ تینوں باتیں اسلام میں ممنوع ہیں تو ان بات کا مقصد یہ ہے کہ جب ہم میں نے حضور ﷺ کے دست مبارک پر بیعت کی یعنی اسلام لیا ان ممنوعات شرعیہ میں سے کسی کا رتکاب نہیں کیا "اس استدلال پر غلط فہمی مندرجہ ذیل باتوں سے نہ صرف مستلزم ہے بلکہ حقیقتاً ہی اس سے متعلق ہو تو پھر مندرجہ بیعت سے معنی مند سلطنت بنیادی اموروں اور مسائل میں دربار وجہ مس از با لہمکن نہ کرنے کی عدم مانع یہوند یہ فعل عام میں ممنوع ہے یعنی اگر ان کا سیدھا ہاتھ حضور ﷺ کے دست مبارک سے مس بھی نہ کرنا جب بھی حکم خدا میرے مس و برائتین ترک کرتے ہیں کہ اللہ کا مقررہ طریقہ و ترتیب راہ شہاد چاند مس از برائتین میں ترک کیا یا امری طیف وجہ بھی کسی قسم کی طرف خاص اشارہ کرنے کے لئے کہا یا دھوا یا مگر مطلب یہی ہے کہ جب اسلام لیا تو ان تینوں باتوں کا رتکاب نہیں کیا بلکہ ان کا مقصد یہ ہے تاکہ اپنے یحییٰ کے حضور کے دست مبارک سے مس کرنے کی بناء پر میں نے مس ذکر بالہمکن ترک کر دیا تو اس کی جیسے ہی مندرجہ بیعت ہمارے مذکورہ امتداد بہ زیادہ ضروری ہوئی اور شیخ مدین فضولیہ کے کام میں قوس سے خاص قوس مراد اپنے وہیں زیادہ قوی و واضح بحثوں اور مواہما محمد اسماعیل صاحب بھی خاص قوس مراد لینے کو ہی ترجیح سمجھے اور اسی لئے وہ ترجمہ کیا جو حاشیہ آئندہ میں مجموعہ فتاویٰ سے نقل کیا گیا ہے۔ واللہ اعلم۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

(۲) حضرت مولانا تھانوی مدظلہ العالی کے اس گرامی نامہ سے جب اس عبارت کا پورا پورا پتہ معلوم ہوا تو میں نے سپن پاس سے مجبوراً فتویٰ مولانا عبدالحق صاحب مدظلہ العالی سے ۳۲۱ھ تک جلد ۱ ص ۸۷ میں یہ عبارت دیکھی مولانا محمد کمال صاحب مجیب نے اس عبارت کا ترجمہ کیا وہ میری توجہ سے مفتی کے ان کے ترجمہ کی عبارت یہ ہے (نہوں نے کہا کہ جب سے میں نے یہ سنا کہ میری نعمت و کرم سے کھیتوں کے دست مبارک سے چھو اس وقت کے میں نے اس کو بھی وضو نہیں چھو) یعنی نہوں نے کہاں سے یہ ناس ممان کی مراد سے نعمت کے متعلق یہ طرز عمل قرار نہیں پایا بلکہ علم محمد علیت بندہاں سے ہے۔

ندانی کہ مارا سر جنگ نیست
وگر نہ مجال سخن تنگ نیست

اس لئے مناظرانہ ہم وہ بندہ کر کے ناظرانہ عرض کرتا ہوں کہ گواہی ملی تہذیبات میں ہمیشہ
شائع کرتا رہا چنانچہ مقدمات خبرت کے حصہ سوم بہت ۱۹۳۳ء کے صفحہ ۱۵ میں بھی ایک صاف مضمون
ہے مگر مسئلہ میں تردد نہ ہوا تھا لیکن اب مجھ کو خواص کے اس اختلاف آراء سے نفس مسئلہ میں تردد
پیدا ہوا ہے پھر اس کے ساتھ عوام کے اختلاف آراء سے جس سے میرا ذہن خالی تھا مساجد میں یہ
تشنہ تھی کہ حکم دے ما یوبک الی ہلا یوبک (الحديث) اپنے رسالہ نیل اشفاق سے رجوع کرتا
ہوں اور کوئی درجہ سبب نہ رہا اور واقع ہو گیا ہوں اس سے استغفار اور کسی عاشق صادق کے اس فیصلہ
استحصال اور تکرار کرتا ہوں۔

علی اسی راص باں احمیل الہوی واحلص منہ لا علی ولالہ والسلام
(نوٹ) اگر ممکن ہو کم از کم اس مضمون کو مکمل کیا مخصوصاً جدیدی شائع فرمادیں پھر خواہ مستفاد ہو یا خبر
میں۔ اشرف علیؒ جمادی الاولیٰ ۱۳۵۶ھ

حاشیہ از مونا تاتھ نوی مدظلہ متعلقہ حاشیہ صفحہ ۶۸

قولہ ترجمہ کی عبارت یہ ہے ان اقول کہ اس میں دو کتاب کا بھی احتمال ہے نیز اس کی کوئی
دلیل بھی نہیں لیکن مانع کو دلیل کی حاجت نہیں حتمال کافی ہے اور اس احتمال کے فرض وقوع کے بعد بھی
منشا اس کا حکم شرعی نہیں محض عاشقانہ ادب ہے اور اسی حکم شرعی نہ ہونے کی بناء پر حضرت عثمان کے
قول ما مسست الخ کو ظاہر معدول کیا گیا ہے۔

ضروری توضیح

حضرت اقدس حکیم امت مونا تاتھ نوی مدظلہ کے رسالہ نیل اشفاق سے اس اعتبار سے رجوع ہوا
مطلب یہ ہے کہ رسالہ نیل اشفاق سے یہ سمجھا جاتا تھا کہ منشہ فعل شریف سے استنباط و توسل کی
مسلمانوں کو تلقین و ترغیب اور منشہ کی تشبیہ و شاعت کی تحریف مقصود ہے اب حضرت مونا تاتھ نوی مدظلہ
نے عوام کے تجاوز ممنوعہ و رخصت و مد نظر رکھ کر استنباط و توسل کی ترغیب اور تشبیہ و اشاعت کی
تلقین سے رجوع فرمایا ہے رہا کہ عاشق صادق اور مہذب محبت کا واسطہ نہ مل تو وہ سب سے خواہ
مذموم نہیں بلکہ مسکوت عنہ ہے ان طرح نفس مسئلہ میں تردد پیدا ہو جائے گا جو ذکر سبب اس کا حاصل
ہی ہے جزم جو ز سابق کے عدم جزم جو ز سے نہ کہ جزم عدم جو ز پس عاشق پر طعن نہ کیا جائے۔

حضرت مولانا کے احادیث رجوع سے کوئی غلط فہمی نہ ہو اس نشر سے یہ ضروری توفیق بروری کی
اور حضرت مولانا کی اجازت سے شائع کی گئی۔

میں نے اس مجموعہ کی اشاعت کا اردو حضرت مولانا پر تھا۔ یہ تو جواب میں فرمایا کہ (اشاعت)
(میں) مطلوب ہے اور ساتھ ہی یہ دعا بھی ارشاد فرمائی حواکم اللہ تعالیٰ وبارک وبعکم
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

فصل چہر م۔ درود شریف اور دعائے گنج العرش وغیرہ

درود تاج اور دعائے گنج العرش کی اسناد ہے اصل ہیں۔

(سوال) درود تاج اور دعائے گنج العرش وغیرہ کی اسناد جو کتنی ہیں یہ کہاں تک پہنچتی ہیں؟
المستفتی نمبر ۱۲۰۱ امام ربانی عبادی صاحب (ضلع غازی پور) ۹ ربیع الثانی ۱۳۵۲ھ مطابق ۲۶ ستمبر
۱۹۳۶ء

(جواب ۵۰) درود تاج اور دعائے گنج العرش کی اسناد ہے اصل ہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

حضور ﷺ کا تعظیم کر دہ درود کیا ہے؟ اور صلی اللہ علیک یا رسول اللہ کا صم
(سوال) آج کل مروجہ درود صلی اللہ علیک یا رسول اللہ وسلم علیک یا حبیب اللہ آپ کی
ایجاز ہے اور یہ غنا کے طور پر پڑھا جائے یا نہیں اور نبی ﷺ کی بہت دریافت ہوا تو آپ نے کون سا
ارشاد فرمایا؟

المستفتی نمبر ۱۲۸۸ امام امین صاحب (امرتہ) ۲۳ شوال ۱۳۵۲ھ مطابق ۷ دسمبر ۱۹۳۶ء
(جواب ۵۱) یہ درود بھی جائز ہے اور اس کی اصل نماز کی یہ تعلیم السلام علیک ابہا الہی
صم ﷺ کا تعظیم کر دہ درود یہ ہے اللہم صل علی محمد وارواحہ وذریتہ کما صلیت علی آل
ابراہیم وبارک علی محمد وارواحہ وذریتہ کما بارکت علی آل ابراہیم انک حمید
مجید، اس کے ساتھ اور بھی درود حضور ﷺ کے تعظیم فرمودہ ہیں، محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

اس کتاب میں اس سے زیادہ تفصیل ہے۔ امداد الفتاویٰ کتاب العقائد والکلام ۴۰۲، ۴۰۵
صدر عبود کراچی، اس میں مذکور ہے کہ نماز حضور ﷺ جائزہ وناظر ہے ممنوع ہے والثانی انہ دعاء و ناداء (ای
لرسول) نہ صریح و ظہر الفقد ولا صطور الہ و سال منہ ہدہ لمطالب الہی لا یطلب الا من اللہ تعالیٰ
ودلت ہذا السورۃ فی الالہد، سر العربی لحمد فی شرح کتاب التوحید، باب من اشرك ان یسعت بحر اللہ
ص ۱۸۷ ط مکہ مشرق (۲) صحیح البخاری باب الصلوۃ علی لہی ۹۴۰ ط قدسی کتب حید
کراچی (۳) حوالہ بالا

ہر جمعرات کو درود شریف کے ختم کے لئے اجتماع کا التزام ہے اصل ہے
(سوال) ہر جمعرات کو یک جگہ پر جمع ہو کر درود شریف کا ختم سوا گھ کا مسلمانوں کی بہبودی کے لئے
پڑھ کر دعا مانگنا کیسا ہے اس مجمع میں شریک ہونا اور درود شریف پڑھنا چاہیے یا نہ پڑھنا چاہیے
المستفتی نمبر ۱۳۳۳ محمد عزت علی خاں صاحب (ضلع برہوئی) ۲۲ ذیقعدہ ۱۳۵۵ مطابق ۶ فروری
۱۹۳۷ء

(جواب ۵۱) ایسے اجتماع کا التزام کرنا باصل ہے اور درود شریف فردا فردا پڑھنے کا بہت ثواب
ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لاہ دہلی

جماعت بن کر بلند گوازے درود شریف پڑھنے کا حکم

(سوال) چند لوگوں کا مجمع ہو کر زور زور سے درود شریف پڑھنا یا ذکر کرنا کیسا ہے اگر جواب نفی میں
ہے تو دلیل کیا ہے؟ المستفتی نمبر ۱۹۶۱ محمد انصار الدین صاحب (آسام) ۲۵ شعبان ۱۳۵۶ھ
مطابق ۳۱ اکتوبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۵۳) اس طرح جماعت بن کر درود پڑھنا ثابت نہیں اس لئے اس بیت کا التزام نہ چاہیے
بطور خود درود شریف جس قدر پڑھا جائے موجب ثواب ہے اور زور سے پڑھنا بھی جائز ہے بشرطیکہ کسی
نماز پڑھنے والے یا مریض کو تکلیف نہ ہو۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لاہ دہلی

کیا درود شریف کا ثواب حضور ﷺ کے علاوہ دوسرے کو بخشا جاسکتا ہے؟

(سوال) کیا درود شریف کا ثواب مخصوص بذات آنحضرت ﷺ ہے یا اس کا ثواب دوسروں کو بھی بخش
جا سکتا ہے عموماً مشہور ہے کہ جز سراً لم یصلہ کسی اور کو نہیں پہنچ سکتا۔ المستفتی نمبر ۲۲۶۹ مووی
محمد ابراہیم صاحب (گورگاؤں) ۲۲ شوال ۱۳۵۷ھ مطابق ۱۵ دسمبر ۱۹۳۸ء

(جواب ۵۴) ایک ثواب تو درود شریف پڑھنے کا ہے وہ تو پڑھنے والے کو ملتا ہے ورنہ اختیار ہے
کہ وہ اپنا ثواب کسی دوسرے کو بخش دے اور ایک وہ ثواب ہے جو درود میں آنحضرت ﷺ کے لئے

۱) صحیح عن ابن مسعود وہ اخرج جماعة من المسجد يهللون ويصلون على النبي ﷺ حبراً وقال لهم ما اركم لا
مبتدعین (رد المحتار، فصل فی البیع ۶، ۳۹۸ ط سعید)

۲) صحیح عن ابن مسعود وہ اخرج جماعة من المسجد يهللون ويصلون على النبي ﷺ حبراً وقال لهم ما اركم لا
الا مبتدعین (رد المحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی البیع ۶، ۳۹۸ ط سعید)

۳) والا سرار فصل حيث حلف لرباء او تادی المصلين و نيام (رد المحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی
بیع ۶، ۳۹۸ ط سعید) ۴) صرح علمائنا فی باب الحج عن الغير بان للانسان ان يجعل ثواب عمده لغيره

وفی البحر من صام او صلی و صدق و جعل ثوابه لغيره من الاموات والاحیاء حار و یصل ثوابها انہم عندہ
السنة والجماعة (رد المحتار، مطلب فی القراءة للہیت و اهداء ثوابها لہ ۲، ۲۴۳ ط سعید)

اللہ تعالیٰ سے طلب کیا جاتا ہے اس کا حکم یہ ہے کہ فقط صلوٰۃ یا اس کے مشتقات سے صرف انبیاء عیسم
اصمہ و اسلم کے لئے وہ طلب کرنا چاہیے قصداً و بالذات دوسروں کے لئے اللہ صلی علی فدا نہ سن
چاہئے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

درود تاج حدیث سے ثابت نہیں اس کے بعض جملے مفہوم کے لحاظ سے قابل اعتراض ہیں
(سوال) درود تاج کا ثبوت کسی حدیث سے ہے یا نہیں؟
(جواب ۵۵) درود تاج کوئی یہاں درود نہیں ہے جو آنحضرت ﷺ سے مروی ہو اور اس کے بعض جملے
مفہوم کے لحاظ سے بھی قابل اعتراض ہیں (۲) اس سے بہتر وہ درود ہیں جو نبی اکرم ﷺ سے مروی ہیں
جیسے نماز کے درود۔ یہ افضل و اعلیٰ ہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

(۱) درود تاج کے بجائے ماثر درود عا پر ہونا افضل ہے
(۲) درود اکبر اور دعائے گنج العرش پڑھنا جائز ہے مگر ان کی اسناد بے اصل ہیں!
(اخبار الجمعیت حبیب نمبر مورخہ ۶ فروری ۱۹۲۸ء)

(سوال) (۱) درود تاج کے پڑھنے میں جناب کا کیا ارشاد ہے؟ (۲) درود اکبر اور دعائے گنج العرش کا
پڑھنا کیسا ہے؟

(جواب ۵۶) (۱) درود تاج کا پڑھنا کوئی گناہ نہیں ہے مگر دوسرے ماثر درود اس سے افضل ہیں۔
(۲) جائز ہے مگر ان کی اسنادیں معتبرہ نہیں ہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

۱۔ وکد لا یصلی حد علی احد الا عی السی (الدر المختار، ذیل، المحقق فی الشامیہ) قوہ وکد لا یصلی احد
علی احد (ای استقلالاً) کتاب الحظر والاباحۃ فصل فی البیع ۳۹۶/۶ ط سعید

(۲) ۱۰۰ تان۔ بعض غلط مشد مع البلا واللواء والفحط و سرصر والاسم بح مؤتمر۔ سونے و بیت قابل بتنا
۱۰ حرمین (مجموعۃ الفتاوی) (اردو) ۲/۱۹۷ ط سعید

۳۔ ان السی ﷺ حرج عبداً فقد عدا کیف سدد علیک (کف یصلی علیک) فقال 'قولوا' اللہم صل علی
محمد و علی ل محمد کما صلب علی ابراہیم (الحدیث) (صحیح بحاری باب الصلوٰۃ علی السی
ﷺ ۲/۹۴۰ ط قدیمی کتب خانہ کراچی)

۴۔ ولشد ان اسد مع الادعہ المذکورہ اولی ورحی لبقول تکملة فتح لمہم مسئلہ لتوسل ۵ ۶۲۲ ط مکہ
دارالعلوم کراچی)

دوسرا باب پیری مریدی فصل اول - بیعت

بیعت توبہ مسنون ہے معروف چار طریقوں میں مرید ہونا مستحب ہے !
(سوال) آتش عامہ دین فی زمانہ بغیر ان پانچ طریقوں کے توبہ نہیں آراتے خصوصاً بعض علماء یہ کہتے ہیں کہ ان طریقوں کا نام بیعت مریدی نہیں اس معروف و مشہور طریقہ محمدیہ کافی ہے یا حسب شیخ ان میں توبہ کرنا فرض ہے یا واجب یا سنت ؟ اگر کسی نے ان میں سے ایک طریقہ قبول ہوں یا نہیں ؟
(جواب ۵۷) بیعت توبہ مسنون ہے اور چاروں طریقے جو مروج ہیں اور معروف ہیں ان میں مرید ہونا مستحب ہے و جب فرض یا سنت ہو کہ وہ نہیں پس ان طریقوں کے ساتھ وہ بھی مرید کرنا اور توبہ کرنا جائز ہے حضرت شہداء و ائمہ محدث و متوفی قول تمیز میں فرماتے ہیں اعلم ان البيعة سنة وليس بواجبة لان الناس يدعوا لشيء أو يترهبوا إليها إلى الله تعالى ولم يدل دليل على ما يهنا ذكره ولم يكر أحد من الأئمة على ذكرها إلحاً ، وراقى في بيعة العلم ان البيعة المتواترة بين الصوفية على وجود أحد بعد النبوة من المعاصي والتأني بيعة التبرك في سلسلة لصالحين إلحاً ، وراقى في بيعة العلم ان يلقه فيقول قل احترت الطريقة المفسدة او الفادرية او الجستية ، إلى آخره اور منہ پاس نہ آتے اس امر پر قسم ہے کہ ان طریقوں کا نام نہ لینا بھی جائز ہے (۱) واللہ اعلم کہتہ محمد کفایت اللہ کان اللہ لدوہی

ایک بزرگ سے صرف وظیفہ لینے کی وجہ سے دوسرے بزرگ سے بیعت
ہونے میں کوئی مضائقہ نہیں

(سوال) خادم نے ایک بزرگ سے پتھر اور ۱۰۰ وظیفہ خط سے ذریعہ دریافت کیا تھا اور بات پر بیعت نہیں کی ، اقبال کر میں کسی اور بزرگ کے ہاتھ پر بیعت ہو جاؤں تو شرعاً درست ہے یا نہیں ؟
(جواب ۵۸) صورت مسنونہ میں کسی دوسرے بزرگ کے ہاتھ پر بیعت ہونے میں کوئی مضائقہ

(۱) الفصل الثانی 'سنة البيعة' ص ۱۲ ط کلکتہ

(۲) حوالہ بالا ص ۱۹

(۳) حوالہ بالا ص ۲۳

۴. فکلمة لا بأس و لا كان لعبت اسعما لينا فاما تركه اولي 'نكحها قد تسعمل في المدوب' كتاب صريح به في البحر (رد المحتار) كتاب الصلاة مطلب كلمة "لا بأس" قد تسعمل في المدوب ۱ ۱۱۹ ط سعيد

میں شیعہ ہوں اپنا مذاق مذہبی ہٹاتا۔ وہ بہت سے امور بدعت کا مرتکب ہو گا اور قول کو سب سے پہلے اپنے سامنے رکھتا ہو اور اپنی اہل و عشیرہ سینما اور اپنے مریدوں کو بھی اس کی تعلیم دیتا ہو تو یہ ایک شخص جس کے اندر اس قدر منہیت شرع مذکورہ بالا موجود ہوں اس سے بدعت جائز ہے۔ المستفتی نمبر ۱۲۰۹ اجازت حسین صاحب (دہلی) ۱۲ رجب ۱۳۵۵ھ ۲۹ ستمبر ۱۹۳۶ء

(جواب ۶۰) تصویر بنانا اور بنوانا اور تصویروں سے گھر کو مزین کرنا صحت اور صحیح احادیث کے بموجب ناجائز ہے۔ مذہب رتی کی ہے کہ تصویر کی حرمت ذاتی تصویر اور فوٹو اور تصویروں اور نصف تصویروں و شامل ہے، غیہ مسکوں و مرید کرنا کرن و اسلام میں داخل کرنے میں ہو تو حد باہت میں آسکتا ہے۔ یمن غیہ مسک کے غیہ مسک رہنے اور رہنے دینے کے ساتھ اسکو مرید کرنے کے کوئی معنی نہیں کیونکہ مرید کرنے کی غرض ارشاد حق اور تصفیہ باطن ہے اور غیہ مسک غیہ مسک رہنے کی حالت میں تصفیہ باطن کا اہل نہیں اسلام کے غیہ نور قلب کا حصول ناممکن ہے اور غیہ مسک کو مرید کرنا اور اس کو صحیح و جائز طور پر مرید سمجھنا ٹھیک صحیح اس امر کا اعلان ہے کہ نور باطن کے حصول کے لئے اسلام نامذہبی نہیں اور یہ خیال بدعت انہوں اسلام کے خلاف اور باطل ہے طوائفوں کا کانا سننا حرام ہے، مرید پر جائز باتیں سننا جائز ہے اور ناجائز باتیں سننا ناجائز، ترک نماز موجب گناہ یہ ہے اور ترک جماعت بلا عذر احیاناً ہو تو موجب بدعت اور عداوت ہو اور اکثری ہو تو موجب گناہ ہے۔ مجددہ تقطیسی غیہ اللہ کو کرنا حرام اور مجددہ عبادت غیر اللہ کو کرنا کفر ہے، ابھر جس جو شخص امور مذکورہ فی اسوال کا مرتکب ہو وہ ارشاد تقیقن کا اہل نہیں، اس سے ماخوذ بدعت کرنی جائز نہیں (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

۱، ومن اجل هذه الاحادیث ولا بد ذهب جمهور الفقهاء الى تحريم التصوير واحداث الصور في اسوت مسرة كتاب محمده لها طل او كذب غير محسنة ليس لها طل فقول الووى تحت حدثت الباب في اصحاب وغيرهم ومن العلماء بصوير صورة الحيوان حرام بتعدد التحريم وهو من الكسار لانه موعده عند يده لوعده السند المذكور في الاحاديث وسواء سمعه بما سهر او غيره فصحة حرمه بكل حال لان هذه مشابهة بحق الله تعالى بكملة فتح المنيهم بشرح صحيح لامام مسلم حكم لصورة شمسية ۴/ ۱۶۲ ط مكية دار العلوم كراچی

۲، ولكن كثير من علماء اللاد بعرضه عنهم او كتبهم في اللاد اليهديد قد افتوا بانه لا فرق بين الصور المرسومة والصور الشمسية في الحكم بكملة فتح المنيهم كتاب اللاد والريسة باب تحريم بصوير صورة الحيوان حكم الصور الشمسية ۴/ ۱۶۲ ط دار العلوم كراچی

(۳) وان كان سماع عاء وهو حرام باجماع العلماء (شاميه الحظر والاباحة ۶/ ۳۴۹ ط سعید)

۴، سماع اشعار العرب لوفيه ذكر للنسك مكره (الدر للمحذر) قال المحقق في الشاميه فرءه لا سماع له يكن فيها ذكر النسك ولعله وجود لا مكره در للمحذر الحظر والاباحة ۶/ ۳۴۹ ط سعید

۵، ترك لصاعده بسوحت اساءه ولاشمل شهادته اذا تركها استحق بدعت ومحناه اما اذا تركها سبهو بتركه سويل بان يكون الامم من اهل الاهوار لا يستوجب لاساءه (البحر الرائق باب الامم ۱/ ۳۶۵ ط سروب)

۶، ان على وجه العظیم وبعده كثير وان على وجه الحمد لا وصار تركه ترك للمحذر باب لا عشر ۶/ ۳۸۳ ط سعید ۷، الاولی هو العارف بالله دعوى حسب ما يمكن الموصى على تصدب لسحب عن المعاصي (شرح العقائد ص ۱۴۵ ط مكية حیر كثير كراچی)

کبار کے مرتکب شخص سے بیعت اور پیری و مرید کی جائز نہیں

(سوال) فی زمانہ مشائخ جو سلسلہ بیعت جاری رکھتے ہیں عوام الناس کو حلقہ اطاعت میں لانا فرض میں سمجھتے ہیں ہر ممکن طریقہ سے بزاروں، گھوں کو مرید بننے کی ترغیب دیکر مرید بنا لیتے ہیں پھر مرید غیر مرید پیر صاحب کی قدموں کی باعث برکت سمجھتے ہیں حتیٰ کہ پیر صاحب کے مبارک قدموں کو آنکھوں سے لگاتے ہیں عدوہ بریں پیر صاحب طبقہ نسوں کو اپنے حلقہ میں بپردہ داخل فرما کر رشد و ہدایت کرتے ہیں مذکورہ طبقہ بھی پیر صاحب کی قدموں کی کاشرف حاصل کرتا ہے ازال بعد پیر صاحب اشغال ذکر میں مصروف رات میں بزاروں عورتوں بپردہ حلقہ ذکر میں مستغرق کرتا ہو رہتا ہو جاتی ہیں آیا یہ طریقہ بیعت و طریقہ ذکر جائز ہے یا نہیں؟

دیگر پیر صاحب نون طعام ماحضر نوش فرماتے ہوتے کاہ کاہ اپنے مریدوں پر توجہ فرماتے ہوئے لقمہ دہان نکال کر مریدوں کے رتنوں میں ڈالتے ہیں لقمہ مذکور کو مریدان بہترین نعمت سمجھ کر نوش کرتے ہیں اس قسم کی حرکت پیر کے لئے جائز ہے یا نہیں؟

پرچہ ہذا جو اس میں منقوف ہے اس قسم کے مضامین بڑھا چڑھا کر مشترک نہ ناجائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۶۳۷ سید افضل صاحب (میسور اسٹیٹ) ۲۱ جمادی الثانی ۱۳۵۹ھ مطابق ۲۸ جولائی ۱۹۴۰ء

(جواب ۶۱) بیعت توبہ کا طریقہ مسنونہ یہ ہے کہ مرشد و گوں سے اس بات پر بیعت لے کہ وہ گناہوں سے جتناب کریں گے اور فرائض ایہیہ جاتے رہیں گے نیز لازم ہے کہ مرشد خود بھی سنت نبویہ کا متبع ہو اور کوئی امر قصد سنت کے خلاف نہ کرے پس پیری مریدی اس حد تک محدود رہے تو وہ صحیح اور جائز ہے اور اس حد سے متجاوز ہو مثلاً مرشد خود ہی بشرع ہو سنت کے خلاف احوال کرتا ہو مریدوں کو بھی اتنی شریعت اور پیروی سنت کی تلقین نہ کرتا ہو گناہوں سے بچنے کی ہدایت نہ کرتا ہو ان سے کوئی ٹیکس وصول کرتا ہو عورتوں کو بپردہ سامنے آتے دیتا ہو ان سے پاپ دواتا ہو یا بپردہ حلقہ ذکر عورتوں کا منع کرتا ہو تو ان حالات میں بیعت اور پیری مریدی ناجائز ہے۔

اگر پیر صاحب نے یہ طریقہ بتایا ہو کہ نیک متبع شریعت مریدوں کی درخواست کے بغیر اپنے منہ کا لقمہ نکال کر ان کے گھانے میں ڈالتے ہیں تو یہ ناجائز اور بدتمیز ہی ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ له ولی

۱۔ اعلام السعۃ السوارۃ میں لصوفیہ عنی وحوہ احدہ سعة التوبة من المعاصی (الفہم احسن) فصل الثانی ص ۲۳ کلکے

۲۔ وانوی هو العارف بالله تعالیٰ حسب ما یمکن الموطع عنی الطاعات المحبب عن السعۃ (شرح العقائد ص ۱۴۵ ط مکیہ حیر کبیر کراچی) وفي شرحه لسراس حتیٰ به شرح ما کبیرہ واصرر الصغیرہ عن الولاہ (ص ۲۹۵ ط آمدنہ مہار)

مرشد منع نہ کرے تو بیان معامہ میں مرشد کے خلاف رائے دینے سے
نیت پر کوئی اثر نہیں پڑتا

(سوال) ایک شخص مونا قنونی علیہ الرحمۃ سے بیعت ہے اور ان کی رحلت کے بعد اس نے ان کے
ایک خلیفہ مجاز سے تجدید بیعت کر رکھی ہے ایسی صورت میں وہ اس بات کے بھی خواہشمند ہیں کہ ان
حضرات کے سیاسی عقیدہ کے خلاف کانگریس میں شریک ہو جائیں اور کانگریس یا کانگریس کی مجلس دیگر
بمذہبیاں و جماعتوں میں سے کسی کے میدان و انکوائیشن میں ووٹ دے پس کیا ایسا کرنے سے بیعت منقطع
ہو جائے؟ المستفتی: محض (ضعیف) ۲۰ محرم ۱۳۶۵ھ

(جواب ۶۲) بیان معامہ بیعت سے عینہ ہے مرشد کے خلاف رائے دینے سے بیعت پر کوئی اثر
نہیں پڑتا مگر جب کہ مرشد اس بات سے منع نہ کرے ورنہ اس نے ہو اور اگر وہ منع کرے اور اس نے ہو تو
پھر اس کے خلاف رائے معتبر نہ ہو گا۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ ولی

پیر و مریدین کے متعلق چند سوالات کے جوابات

(جواب دیگر ۶۳) ارکام اسلام علیہم۔ آپ کا خط موصوں ہوا اثرات مشاغل و وجہ سے
جواب میں تاخیر ہوئی امید کہ معاف فرمائیں گے آپ کے سوالات کے مختصر جواب تحریر کرتا ہوں
کیونکہ تفصیل بہت زیادہ وقت چاہتی ہے۔

(۱) پیر کی حیثیت یہ استادن ہے ارستادوں پر شخص کو ضرورت ہے تو پیر کی بھی یہ شخصیت
نہ ضرورت ہے پیر اخلاق راہیہ ہو اور پیر نے اخلاق نہ وصل کرنے کے طریقے تعلیم برتتا ہے اور
ان طریقوں پر عمل کرنے سے رہتا ہے (۲) تمام ان دونوں کو پیر کی ضرورت ہے جو مذکورہ باتیں
باتیں نہ کر سکیں اور اس سے کہ اتنا کے ذریعے سے تحصیل معارف آسان ہوتی ہے (۳) میں بھی
ایک مرشد سے بیعت رکھتا ہوں بان کاوصاں ہو چکا ہے (۴) ہاں بزرگوں و راویاء اللہ سے مرستیں
خاص ہوتی ہیں مگر یہ ضروری نہیں کہ بزرگوں سے مرستیں ضرور خاص ہوں، اور ایک پیر بھی ہوتا
ہیں جو اپنی روحانی قوت سے مریدین قلبی شائستگی و سرور میں (۵) موجود ہوں گے اگرچہ ہمیں

۱۔ لا یسر دلت الا بالمعہدۃ غنی مدسح کما فی حدیث محمد بن حنفیہ و حلف ہوا و لحفی عن الاحلاف مدسح
لحفی و الاحلاف لحسدۃ و من حل من شمسہ انہ یحضر بدلت بمعہدۃ بمعہ و درس الکتاب فقد حل حدیثا بمعہ فکد
ان العلم بالنعیم من العماء فکدست الحلق بالتحلی علی بد العرفاء القرآن (اعلاء السنن) باب الزہد و بیرون
۱۸، ۴۴ ط ادرة القرآن و العلوم لاسلامیہ کراچی

۲۔ طہور لکر مدلس من نور و نوری و نافی سصدتہ کن من رادین کل من بشر بمعہدۃ بظہور الحوق
لم یبلغ الولاية ولم یظہر عنہ الکرامۃ (النور) شرح شرح العقائد: ص ۵۵ ط امدادیہ ملتان

۳۔ قدس غرض معہدہ غنی سن لکر مد لاہن بولانہ حیدر عبد اہل السنۃ رد لسحتر مطلب فی کرم
لاولاء ۴، ۲۶۰ ط سعید

معصوم نہ ہوں جیسے یہ ممکن ہے کہ بد نشان کے پہاڑوں میں عمل موجود ہوں لیکن ان کا علم نہ ہو (۶)
 بزرگوں اور اولیاء اللہ کی قیمتی پہچان مشکل ہے خاص کی پہچان امتحان سنت ہے جو شخص جس قدر زیادہ
 آنحضرت ﷺ کی سنت اور طریقوں کا تتبع ہوگا اسی قدر زیادہ بزرگ ہوگا (۷) میرے خیال میں آج کل
 تصفیہ باطن کے لئے حضرت مولانا اشرف علی صاحب دہلوی ذات گرامی مفتی محمد شفیع صاحب دہلوی
 ضلع مظفرنگر میں قیام رکھتے ہیں (۸) جب کہ کوئی شخص اس بات پر ایمان لائے کہ خدا ہے اور اس نے
 اپنی مخلوق کی ہدایت کے لئے پیغمبروں کو بھیجا ہے اور حضرت محمد ﷺ خدا کے لئے پیغمبر اور رسول تھے
 تو ان پاک خدا کی کتاب ہے تو اس کے بعد قرآن پاک کے تمام احکام اور رسول ﷺ کی سنت کا اتباع
 واجب ہونے میں کوئی شبہ اور تامل باقی نہیں رہتا اور نہ یہ سوال ہو سکتا ہے کہ پانچ نمازیں کیوں ہوئیں یہ
 ایک مینے کے روزے کیوں ہوئے یہ خدا کے احکام ہیں اور ہر شخص جو خدا اور رسول اور قرآن کو مانتا ہے
 اسے ان احکام کا ماننا لازم ہے (۹) دنیا کی بیش آرام حاصل کرنے سے ملامت منع نہیں کیا اس سے
 صرف یہ چاہتا ہے کہ شریعت کے موافق پیش و آرم حاصل کرے (۱۰) دنیا کی زندگی یقیناً فانی ہے اس
 میں کسی کو ہمیشہ نہیں رہنا ہے بعد جس عالم سے سبقت پڑنا ہے وہ باقی ہے عقل مند کا فرض ہے کہ وہ
 فانی پر باقی و قربان نہ رہے شریعت کی متابعت اس عالم باقی کی بہتری کی کفیل ہے اس کی فکر رکھنی اور
 ہمیشہ کا آرام حاصل کرنے کی کفیل پیدا کرنے کا مقصد ہے نہ کہ خوف عقل (۱۱) جن صاحب کا نام
 آپ نے تحریر فرمایا ہے یہ انہی میں سے ہے جو ہر بدایت کے لئے منتظر رہتے ہیں اور انہی میں سے ہیں
 محمد کفایت اللہ کا نالہ

تستحب البيعة في طريق من طرق المشايخ

از اخبار الجمعية دہلی مورخہ ۶ نومبر ۱۹۲۵ء

(سوال) هل يلزم بيعة الطريقة للمشايع المعروف بالفادرية السادلية وغيرهما وحب

لعمل بما يلقه ام لا وان لم ياحد البيعة يحسب عليه مؤ الحائمة

(ترجمہ) مشائخ طریقت کے جو سلسلے مشہور ہیں مثلاً قدریہ شاذیہ وغیرہ تو کیا ان میں سے کسی سے بیعت

کی مرشد سے بیعت ہونا اور مرشد کی ہدایت پر عمل کرنا واجب ہے؟ اور اگر کوئی شخص کسی مرشد سے

بیعت نہ ہو تو کیا سوائے خاتمہ کا خطرہ ہے؟

(جواب ۶۴) لا يلزم بيعة الرسمية في طريقة من طرق المشايخ نعم تستحب فمن اسي

بها و في توفي اجورها ومن لم يات بها و سلك الطريق المسقيم احد امن الكتاب والسنة

و اذ اب السلف لصالحي لا يحسب عليه سوء الحائمة هذا والله اعلم محمد كفات

الله كان الله له مدرسه امينية دهلي

(۲) مشائخ طریقت کے مشہور و مروجہ سلسلوں میں بیعت ہونا (شرعاً) لازم نہیں ہے ہاں مستحب ہے تو جو شخص بیعت اختیار کرے اور ماحقہ عمل کرے تو مجبور ہو گا اور جو بیعت اختیار نہ کرے مگر تائب و سنت اور آداب سلف و صالحین کے مطابق صراطِ مستقیم پر گامزن رہے اس کے سوا خاتمہ کا خطرہ نہیں ہے میری رائے تو یہی ہے اور اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ علیم وخبیر ہے۔ محمد کفایت اللہ کا ن اللہ۔

(۱) مرید ہونے کا مطلب

(۲) مرید ہونا مستحب ہے

(۳) بیعت کرنا اور مرید ہونا دونوں کا ایک ہی مطلب ہے

(۴) کیا بغیر مرید ہونے مرنے سے نقصان پہنچے گا؟

(۵) مرید ہونا ضروری نہیں

(۶) خلاف شرع حرکت کرنے والے پیروں کا مرید ہونا جائز نہیں۔

(از اخبار اشعیت دہلی مورخہ ۱۶ جون، ۱۹۳۴ء)

(سوال) () مرید کرنے یا مرید ہونے کے کیا معنی ہیں؟ (۲) مرید ہونے کے متعلق شریعت میں کوئی تاکید یا ہدایت ہے یا نہیں؟ (۳) کیا بیعت کرنا اور مرید ہونا دونوں ایک ہی طرح کا عمل ہے؟ (۴) کوئی شخص بغیر مرید ہونے مر جائے تو کیا آخرت میں اس کو بہتہ نقصان پہنچے گا؟ (۵) مرید ہونا زنی ہے تو مرید کرنے کا حق کس کو ہے؟ (۶) مرید ہونے کے متعلق کرمزید تقصیدت ہوں تو تخریر فرمائیے۔

(جواب ۶۵) کی بزرگ کے ہاتھ پر یہ معبدہ کرنا کہ میں آئندہ معصیت نہ کروں گا اور تفسیر قلب کے لئے آپ کی ہدایت پر عمل کروں گا اس کا نام بیعت کرنا یا مرید ہونا ہے (۱) (۲) کوئی تاکید نہیں سہ ف تباب وراوویت کا درجہ ہے (۳) دونوں کا ایک ہی مطلب ہے (۴) اگر وہ شریعت کے احکامات مطابق عمل کرتا رہے تو نہ فاسد و نہ فاسد ہے کہ وہ کسی کا مرید نہیں تھا کوئی نقصان نہیں ہوگا (۵) زنی تو نہیں مگر جائز ہے اور مرید کرنے والے شخص واقف شریعت اور تابع سنت ہونا چاہیے (۶) ماحقہ پر وک ایسے پیروں کے مرید ہو جاتے ہیں جن کے افعال صریح خلاف شریعت ہوتے ہیں مثلاً پیر صاحب

۱۔ علم ان البیعة سنة و ليست بواجبة لان الناس يبيعون النبي ﷺ و يفرقون بين الي سنة فعليه وسم من دل دل حنی
سم بركہا ولم يكر احد من لاسمه على بركہا (القول الحمیل الفصل الثاني ص ۱۲ ط کلکة)

(۲) علم ان البیعة لم یورد فی تصوف علی وجہ احدھا بعد سؤیة من المعصی (بح) (القول الحمیل فصل
الثانی ص ۱۲ ط کلکة)

۳۔ علم ان البیعة سنة و ليست بواجبة ولم یورد دلیل علی تارکہا وسم یکر احد علی بركہا (القول
لحمیل والفصل الثاني ص ۱۲ ط کلکة)

نماز نہیں پڑھتے یا نشہ استعمال کرتے ہیں یا اور اسی قسم کی خلاف شرع حرکات کے مرتکب ہوتے ہیں اور
وَلَا اَنْ وَخَدَّارِ سِیدہ سمجھتے ہیں یہ سنت غلطی ہے ایسے لوگوں کا مرید ہونا ناجائز ہے جو ممتحنی قلم
سنت پایند شریعت ہونا چاہیے۔ محمد کفایت اللہ کان مدہ

حرام افعال کے مرتکب چہ کے حلقہ نیت میں داخل ہونا حرام ہے
(از اخبار الجمعیۃ دہلی مورخہ ۲۰ جولائی ۱۹۳۶ء)

(سوال) یہاں چہ م کے قریب ایک قریب ہے جس میں ایک ہزار ہا درگاہ ہے جہاں نام محمد
شریف رکھا گیا ہے اور جو ہزار ہا درگاہ میں ہیں اس کا نام محمد محمدی احمد اللہ شاہ تھا جو عرصہ شش ماہ
قبل ان کا انتقال ہوا اور آج ان کا خلیفہ بنائیں خواہ کاڑکا مولوی غلام الرحمن ہے جو ہمیشہ مست رستہ
چشم حقہ خوب پیتا ہے کھانا پینا کبھی کبھی مساتا پیتا ہے مگر غسل وضو کبھی نہیں کرتا ہاتھ منہ بھی نہیں دھوتا
بالکل مادر زائد رہتا ہے اس میں کبھی بے لوب مرد و عورت سب اس کے لئے اور درگاہ کے لئے
جدہ کرتے ہیں اور عورتیں بھی اس کے ساتھ کھاتی ہیں چند مولوی حضرات جو اس کے خلیفہ ہیں مثلاً
مولوی امین الحق فریاد آبادی و مولوی عبد السلام وغیرہ کہتے ہیں کہ جدہ برنامہ رکاز دین کے لئے جائز ہے
اس کے اکثر مرید مادر ہیں مگر سب نمازی میں زکوۃ بھی نہیں دیتے ہر سال چند ہزار کے عرس منایا جاتا
ہے اس میں ہزاروں مرد و عورت قمار کے لئے جمع ہوتے ہیں طوائفیں بھی آتی ہیں خوب ناشہ
و قمار زائرین قربانیاں مذرونیہ کے نام سے کرتے ہیں دن کے وقت مسجد اری یا اسم احمد اللہ
پڑھتے ہیں چھوٹے ہارے مزین ہر وقت پڑھتے ہیں جنہوں نے چاہیں بار زیارت یا وہ دن کا
ثواب ہو گا اس لئے اکثر لوگ جاتے و نہیں جاتے وغیرہ۔

(جواب ۶۶) وضو و غسل نہ کرنا۔ نماز روزہ زکوۃ و فرائض شریعہ ادا نہ کرنا اور اپنے لئے جدہ کرنا اور
جانوروں وغیرہ کے نام پر فتنہ بنانا اور رندوں کو نفاق کانے کی اجازت دینا اور فواحشات کا مرتکب
ہونا یہ تمام افعال حرام اور سخت مہار و محبوبات فتنی ہیں اور ان کو حال سمجھنا غریب ہے یہ لوگ
جو ان فواحش کے مرتکب اور زائد ہیں رندوں کی زندقہ ہیں ان کے حلقہ نیت میں داخل ہونا حرام ہے وغیرہ

۱۔ و بولی ہو العارف باللہ علی و صفیہ حسب ما سکون سوا صغری الصاعۃ لمحتب عن المعاصی شرح
العقائد ص ۱۴۵ ط مکتبہ خیر کثیر کراچی

۲۔ و بحور دیکور مرکت لکیرہ مودہ سند عر کفر شرح لکیرہ لا کیر مرکت لکیرہ ص ۱۴۰ ط فطر
۳۔ لکن فی شرح العقائد بسنی سحرال المعصیہ کفر ادب کرب معصیہ مدلیں شععی رد سحرال
زکوۃ الغم مطلب استحلالات المعصیۃ کفر ۲۹۲/۲ ط سعید

۴۔ و بولی ہو العارف باللہ علی و صفیہ حسب ما سکون سوا صغری الصاعۃ لمحتب عن المعاصی شرح
العقائد ص ۱۴۵ ط مکتبہ خیر کثیر کراچی

تصور شیخ کا حکم

(سوال) آج کل عموماً بتنے پیر و مرشد ہو اُترتے ہیں وہ مرید کرنے کے بعد مرید کو پس و پیش بتاتے ہیں اور پھر کہتے ہیں کہ میری صورت کا تصور کرو اور اپنی صورت کو وسید قرار دیتے ہیں ذات باری تعالیٰ جل شانہ کے تصور کا اب دریافت حسب امر یہ ہے کہ آیا رہبر کی صورت کا تصور جائز ہے یا ناجائز؟ جائز ہے تو اس میں پتہ ثواب ہے یا نہیں ورنہ اگر مرید ہر مہم میں صورت میں ہرگز ہو یہ تو کیا اس کی موت صورت پرستی پر ہوگی؟

المسنفی نمبر ۷۷۷ سید تمید شاہ (پرمو ذبیح حسن) نیم ذی الحجہ ۱۳۵۴ھ مطابق ۲۵ فروری ۱۹۳۶ء

(جواب ۶۸) تصور کا مطلب نہ فاسق اس قدر ہے کہ مرشد کا خیال پیش نظر رہے تاکہ منہیات کے ارتکاب سے احتراز کرنا آسان ہو اس سے زیادہ اس کی مومنیت نہیں اور عبادت یعنی نماز کے اندر یہ تصور اور خیال بھی نہ ہونا چاہیے نماز میں تو تعدد اللہ کلک تراہ کی تعلیم ہے یعنی یہ خیال رہے کہ میں اللہ تبارک و تعالیٰ کے حضور میں اور اس کے سامنے ہوں اور گویا اس کو دیکھ رہا ہوں۔
محمد کفایت اللہ کان اللہ!

نمازیہ مراقبہ میں تصور شیخ کا حکم

(از اخبار الجمعية دہلی مورخہ ۲۴ جون ۱۹۳۷ء)

(سوال) تصور شیخ جو کہ کثر مشائخ اپنے مریدوں کو تلقین کرتے ہیں مراقبہ میں یا نماز میں جائز ہے یا نہیں؟ خصوصاً جب کہ اللہ کے ذکر کے ساتھ ہو۔

(جواب ۶۹) تصور کا مسئلہ تصوف کا مسئلہ ہے صوفیہ اس کو توحید خیال کے تحت مفید سمجھتے ہیں لیکن نماز میں اس میں اصول فقہیہ کی رو سے اس کی اجازت دینی مشکل ہے، محمد کفایت اللہ کان اللہ!

(۱) مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الایمان، الفصل الاول، ۱/۱۱۱ ط سعید

(۲) فل یؤدر فی رسولہ اللہ ﷺ لا یرون لہ عروہ من مقدس عنی بعد و هو فی حسیۃ ملہ بکف و د سب انصرف عند (سنن ابی داؤد، باب الاسقام فی الصلوٰۃ ۱/۱۳۸ ط امدادیہ، ملتان)

تیسرا باب متفرقات

شعر ” اللہ کے پلے میں سوائے وحدت “ ان مخمدانہ شعر ہے ‘

ایسی غزل خوانی کی مجال میں شرکت سے بچنا ضروری ہے

(سوال) چارپانچ ڈاڑھی مند سے ب نماز زانی و مردانی مجلسوں میں بیٹھ کر نعت خوانی و غزل خوانی اور مندھا خوانی نہایت خوش حالی سے کرتے ہیں و رایسے شعر پڑھتے ہیں جن میں اللہ تعالیٰ کی توہین ہوتی ہے مثلاً ” اللہ کے پلے میں سوائے وحدت کے رکھا ہی گیا ہے “ ہمیں جو کچھ لینا ہے وہ سرکار محمد سے — میں گے “ وغیرہ ایسی مجلسوں میں شرکت جائز ہے یا نہیں ؟ المسنفی نمبر ۶۲ - ۲۳ جمادی الثانی ۱۳۵۲ھ مطابق ۱۴ اکتوبر ۱۹۳۳ء

(جواب ۷۰) یہ شعر جو سوال میں مذکور ہیں سخت ملحدانہ اور عوام مسلمین کی گمراہی کا باعث ہیں اور ان قسم کی غزل خوانی کو نعت خوانی کے نام سے مشہور کیا جاتا ہے درحقیقت شریعت اور پیغمبر سلام اللہ علیہ کی توہین ہے اور غور توں کے مجمع میں نوجوان مردوں کا خوش حالی سے گانا موجب شیوع فسق ہے لہذا یہ تمام باتیں جو سوال میں مذکور ہیں ناجائز اور حرام ہیں اور بعض تو زندقہ والحاد میں داخل ہیں (مسلمانوں کو ایسی مجالس سے بچنا فرض ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ)

متبع شرع عالم دین کی توہین اس کے علم کی وجہ سے کرنا کفر ہے ‘ تصوف شرعی سوم میں داخل ہے

(سوال) ایک بزرگ صاحب فاضل بل سنت و اجماعت ذرا ہی میں ہمیشہ مشغول رہتے ہیں سنت جناب رسول ﷺ پر قربان و فدائے بدعات سے نہایت تنقید اور بیزار ہیں، سلام کو ذرا الٹی کرنے کی ترغیب و ہدایت دیتے ہیں جن کے وعظ و ہدایت سے ایک بروہ بل اسلام نماز مسجد گناہ نوافل و تہجد و ذر و شغل رابطہ مراقبہ محاسبہ میں مشغول ہے و شریعت جناب سرور عالم ﷺ پر قائم اگر کوئی شخص یا بہت سے آدمی مل کر اس بروہ یا دہلی واوی کی خواہ مخواہ مخالفت کریں یا ان پر اتہام کریں تو عندا شرع ان پر کیا حکم ہوگا۔ جو شخص اپنے آپ کو مسلمان اور مقلد ظاہر کرتے و رسم تصوف سے منکر ہو یا علم تصوف و صوفیوں اور کرتے رہے و حقیقہ جانے سے پرہیز کیا حکم ہے ؟

۱. دا وصف لله تعالى بما لا ينقوصه و سحر سماس سماسه عدی و دمر من او مره او بکر وعد و وعد بکمر
لج (الفتاوی البراریہ علی هامش الہدیۃ الثانی فیما یعلق باللہ تعالیٰ ۶، ۳۴ ط ماحدیہ کولتہ)

(جواب ۷۱) جو لوگ کہادہ شریعہ کے پابند اور سنت نبویہ علی صاحبہا افضل الصلوٰۃ اٰلہٖ و سلم کے موافق عمل و راہرو شغل مشغول رہتے ہیں ان کی توہین و تذلیل کرنا یا تنکف و تمرد سے پیش آنا ان کے عمل و اتباع شریعت و اقتثال احکام الہیہ و نبویہ کی وجہ سے ہو تو بے شک و شبہ نہ ہے۔ یونہی وہ درحقیقت شریعت و سنت غلط و تنکف ہے جس کے نہ ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔ ترک اسس فان راہا حفا اتم والا کفر (در مختار) قولہ والا کفر ای ماں اسحق فبقول ہی فعل السی ۱۰ والا لا افعدہ الح (ردالمحار) ۱۰ وفي العقائد النسمة والا استهراء علی الشريعة کفر انہی ۱۰ بانسوس کی بزرگ عالم کی توہین یا تذلیل کرنا بدعت انتہی مذہب عن سی امامہ مرفوعہ لانه لا يستحقهم الا المساق ذو التیہ فی الاسلام و ذو العلم وامامہ مفسطہ (رواہ الضرائی فی الکبیر انہی (کدافی مجموعۃ الفسوی) ۳ و فیہا بقلا عن الرازیۃ استحقاق بالعلماء لکونہم علماء استحقاق بالعلم والعلم صفة اللہ تعالیٰ مسحد فصلا عنی حصار عمادہ لید لو احلقہ عنی شرعہ بیانہ عن رسلہ فاستحقاقہ بهذا یعمم انہ من یهود انہی :

عم تصوف کے عم خرقہ، عم اکتاب، حاجات شریعیہ میں، انہی نے اور اس میں سے اتنی مقدار کا کھینچا جس کے ذریعے سے اپنے رذائل باطنیہ کا ازالہ اور اخلاق و مناقب خیرانیہ کے حصول کے لئے مجتہد ہوئے۔ زمرہ نے فی تبیین المحارم لاشک فی فرصیۃ علم الفرائض الخمس و علم الاحلاص لان صحة العمل موفوقہ عنہ و عدم الحلال والحرام و علم الریاء لان العابد محروم من ثواب عمدہ بالریاء و علم الحسد والعجب ادہما یا کلان العمل کما باکل النار الحطب الح (رد المحتار) ۵ وقال فی رد المحتار لما علمت ان علم الاحلاص والعجب والحسد والریاء فرص عین و متلہا غیر ہا من آفات القوس کالکفر والنسح والحقد والعن والغصب والعداۃ والبغضاء والطمع والحل والبطور والحبلاء والحیاء والبداہنہ والا سکمار عن الحق والمکرو المحادعہ والقسور وطول الامل و نحوہا مما ہو من فی ربع المہلکات من الاحیاء قل فیہ ولا یفلک علیہا بسر فیہرہ ان نعلم منہا ما یری نفسہ محتاجا الیہ وازالتہا فرض عین الخ (رد المحتار) ۶ باب صوفیہ

(۱) باب الوتر والتوافل ۲۲، ۲ ط سعید

(۲) ص : ۱۶۷ ط مکتبہ حیر کثیر کراچی

(۳) کتاب الکراہیۃ ۴ / ۳۵۳ ط لکھنؤ

(۴) کتاب الکراہیۃ ۴ / ۳۵۲ ط لکھنؤ

(۵) مطلب فی فرض الکفرۃ و فرض العین ۲ / ۱ ط سعید

(۶) مقدمہ ۱ / ۳ ط سعید

کے لئے جس قدر ہم ضروری ہے وہ خداوند تعالیٰ اس کو عطا فرمادیتا ہے، محمد کفایت اللہ کان اللہ۔
کرامت بعد الموت ممکن نہیں

(سوال) کیا مرنے کے بعد کسی کی قبر پر متواتر ہے؟ المستفتی نمبر ۹۵۷ مولوی عبد العزیز
(ضلع پشاور) ۳ رجب الاول ۱۳۵۵ھ مطابق ۲۶ مئی ۱۹۳۶ء

(جواب ۷۴) وہ کی کرامت بعد موت بھی ممکن ہے، محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

حضور ﷺ کا نام سن کر انگوٹھے چومنے آنکھوں پر لگانے کا حکم

(سوال) (۱) ذن کے درمیان جب موانع اشہد ان محمد رسول اللہ سنتا ہے قنات مہربان محمد
پر سامعین اپنے دونوں ہاتھوں کے ایہام و پوم پر آنکھوں پر رکھتے ہیں یہ جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۲۸۳ محمد ہوزو خان صاحب (ضلع دھاروڑ) ۱۹ شوال ۱۳۵۵ھ مطابق ۳ جنوری
۱۹۳۶ء

(جواب ۷۵) آنحضرت ﷺ کا نام نامی سننے پر ایہام و پوم پر آنکھوں سے لگانا سنت نہیں ہے
حضور ﷺ نے کوئی ایسا حکم نہیں دیا اور نہ صحابہ کرام نے یہ عمل در آمد ہوا ہاں مسند فردوس دیلمی سے
ایک روایت اس کے متعلق نقل کی گئی ہے وہ روایت ضعیف ہے، بعض بزرگوں نے اس عمل کو
آنکھیں نہ دھنے کے لئے موثر بتایا ہے تو اگر کوئی شخص اس کو سنت نہ سمجھے اور آنکھوں کے نہ دھنے کے
بطور ایک سہج کے عمل کرے تو اس کے لئے فی فہرہ یہ عمل مباح ہوگا مگر وہ اس کو شرعی چیز اور سنت
سمجھ کرتے ہیں اس لئے اس کو ترک کر دینا ہی بہتر ہے تاکہ لوگ متباس میں مبتلا نہ ہوں۔
محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہی

شجرہ کو قبر میں دفن کرنا جائز نہیں۔

(سوال) جو شخص کسی پیر کا مرید ہو اور اس کا شجرہ دوسرے گاؤں ورہ گیا ہو اور اس شخص کا وہ مرید کی جگہ

۱، و انوسی ہو معارف باللہ تعالیٰ و صفاتہ حسب ما یسکر لبو طب عینی لطاعت المحبت عن سعدی سرح
لعقائد السفیة ص ۱۴۵ ط مکتبہ حیر کثیر کراچی

۲، عن عدسہ سماعت سعدی کہ سجدت اللہ لا یزل بری علی قبرہ نور رواہ یزید داود مسکود مستصح
باب انکرامات ۲ ۵۴۵ ط سعید

۳، و کتاب الفردوس من قبل طبری یہامہ عند سماع اشہد ان محمد رسول اللہ فی لادہ و فہدہ و مدحہ
فی صفوف الحجة و ہمدہ فی حوائی سحر برمی عن المقاصد الحسنة لسعدی و ذکر دست بحر حی و عدل
ثم قال ولم یصح فی المرفوع من کل ہدائی (رد المحتار باب الاذان ۳۵۸/۱ ط سعید)

(۴) ای وکل حنرا دی الی اعتقاد ذلک کرہ (رد المحتار کتاب الصلاة ۱ ۳۷۱ ط سعید)

انتقال ہو جائے تو اس شجرہ کو یہ مانا جائیگا جس سے ہیں کہ بعد میں اس قبر پر تھوڑا کھود کر اس میں دفن کر دینا چاہیے۔ المسنعتی نمبر ۱۳۷۸ شیخ اعظم شیخ معظم مدین صاحب (مغربی خاندیں) ۱۷۷۷ کی احب

۱۳۵۵ھ مطابق المارچ ۱۹۳۷ء

جواب ۷۶) شجرہ کو قبر میں دفن کرنا جائز ہے انتقال کے بعد شجرہ کی وہ سب سے تنفس کے کام میں آجائے گا۔ (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ ولی

نامحرم عورت کامرشد کے ساتھ رہنا جائز نہیں۔

(سوال) زید عمر ۵۷ سال ایک مستند عالم فی ضل اہل مدرسہ عربیہ، یوں کہ قدیم ہندیافتہ حافظ قاری حنفی سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ تاتال میں بزرگ متبع سنت کے شہید اس کی فقیہ متقدمین میں ہی سے زبردست میں آپ اپنی فقیہ صحبت ایسی برکت اور پراثر کہ بہت سے نسبت مجددیہ سے مرشح ہوئے ہوئے مگر چلے اور ہندو تعالیٰ اشاعت طریقہ میں مشغول ہیں۔

ایک عورت مسعود خاندہ عمر ۳۰ سال انگریزی تعلیم یافتہ جدید تہذیب و تمدن کی والدہ اس کی اپنے خاندان سے اس بنا پر ناچاقی ہوئی کہ وہ قبائلی مذہب پر تھا خاندہ کو بھی مجبور کرتا تھا کہ قدیمی مذہب اختیار کرے خاندہ نے خاندہ کو میکے پہنچایا اور یہ دیکھا کہ میرے یہاں آنے پر تجھ کو طلاق ہے بلکہ اس کو عہدہ خاندہ نے میکے آکر زید کی صحبت اختیار کی اور مرید ہو گئی زید کی صحبت اور توجہ کا خاندہ پر یہ اثر ہوا کہ انگریزی تہذیب و تمدن غائب ہو گیا خاندہ پر اب زید کی جدائی شاق ہے معمولات طریقت پر حسب ہدایت حق کے باندہ زید کی خدمت مشاغل و وظایف دینا سوتے میں پنکھ جھنڈا غسل کرانا پنے کے سینہ سب چھو اپنے فرائض کے یا بے زید کو بھی اس سے کٹ بیٹھی کے ایک ہی محبت ہے چنانچہ زید اس کو بیسی بنی کرتا اور لکھتا ہے پر وہ نہیں ہے چنانچہ جہاں جاتا ہے خاندہ بھی ساتھ جاتی ہے کھانا بھی ساتھ کھاتے ہیں ایک ہی کمرے میں سوتے ہیں حتیٰ کہ زید کوئی اپنے ہاتھ سے خاندہ کے منہ میں قمچ بھی دیتا ہے خاندہ کی یہ فیوض ستقامت شریعت ترقی پذیر ہے سب کچھ قریب اتم ہے ہاں وہ ہر چیز شریعت طریقت ہے۔

وہ ان تحقیقات پر فہم نہ ہیں زید یہ جواب دیتا ہے کہ میری عمر تقریباً ۵۷ سال ہو چکی ہے شوانی خیالات کا مجھ پر اثر بھی باقی نہیں ہے میں جو کچھ کرتا ہوں حسبہ خاندہ کی تکمیل کے واسطے کرتا ہوں کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی کہ زید اس امر میں مذہب کامر تکب ہونہ ان امور کو پوشیدہ

۱۔ وفد فی سب لصلاح مدہ لا محور د نکبت علی لکھن "یسین" و نکھف و نحوہما حوفا من صدید للمیب و لیس للمدکور مسوغ لال مقصد بہ نمبر و ہا اسرت فالاسماء السعدیہ دقہ علی حالہا فلا محور بعرضہا للحاسة (رد المحتار) مطلب فیما یکب علی کف المیت ۲ ۲۴۶ ط سعید

رہتا ہے خالدہ کے خاندان کے سب لوگ موجود ہوتے ہیں وہیں میں پارہ نمبر ۷۷ ان آیت باب (غیر ولی الارلہ) اور حدیث جبرائیلہ اور واقعہ فضل بن عباس اور حدیث ام ہانیؓ میں بیان کرتا ہے۔
 امرن امور میں شرعی حرمت یا عدم جواز ہے تو زید و خالدہ کے باطنی امور سلب ہو جانے چاہیے
 تھے مگر ایسا نہیں ہے بلکہ ہمہ مشاغل شرعی ترقی پذیر اور صحبت و توجہ میں اثر بدستور ہے۔ المستفتی
 نمبر ۸۱-۲ خیمہ عہد اقتدریں۔ ہر اچ مورخہ ۲۳ ستمبر ۱۹۴۴ء

(جواب ۷۷) آپ کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ خالدہ بھی تک منکوحہ عورت ہے اس کے شوہر
 نے اس کو بیٹے پہنچا دیا ہے اور یہ سہ دیا ہے یا نہ دیا ہے کہ اگر تو میرے یہاں آئی تو تجھ پر طلاق ہے اور
 سوا سے یہ بھی معلوم نہیں ہوا کہ اس کے بعد خالدہ زین کے یہاں آئی اور مطلقہ ہوئی پس اگر وہ اب تک
 منکوحہ عورت ہے تو اس کو اپنے خاوند کی بازت کے بغیر بیٹے کے سوا کسی دوسری جگہ رہنا ہی جائز نہیں
 پھر منکوحہ غیر منکوحہ کے تمیزات قطع نظر کرتے ہوئے بھی وہ اپنے مرشد زید کی غیر محرم سب غیر
 محرم عورت کا مرشد کے ساتھ ایک حجرے میں تنہا رہنا سونا زید کا اس کے منہ میں غم دینا یہ سب
 باتیں بہ جوابدہ نفعی نہ کرنے کے بھی قانون شریعت کے خلاف ہیں اور قانون شریعت کی خلاف ورزی
 مرشد کے لئے دوسروں سے زیادہ قہر گزرتا ہے یہ نہ کہ اس کا فعل دوسروں کے لئے حجت ہوتا ہے اور
 نفس پرست اس سے اپنی ہوس کی لئے استدلال کر سکتا ہے۔

رہی یہ بات کہ ”اگر یہ امور خلاف شریعت ہیں تو زید و خالدہ کے باطنی امور سب ہو جانے چاہیے
 تھے مگر ہم دیکھتے ہیں کہ ایسا نہیں ہے“ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اگر ہم یہ فرض کریں کہ ان کے باطنی
 امور سب نہیں ہوئے تو یہ بات بھی ہمارے جواب پر اثر انداز نہیں ہو سکتی کیونکہ جواب قانون
 شرعی پر مبنی ہے اور سب ہونا نہ نامعہ خداوندی پر موقوف ہے جو علیم بذات الصدور ہے ایک شخص
 قانون کی رو سے مظلوم اور مظلوم کی ہر کتاب جیسے منصور حدیث اور اگر ہم اسے تسلیم ہی نہ کریں کہ ان
 دونوں کے باطنی معاملات سب نہیں ہوئے تو یہ بھی درست ہے کیونکہ ہمارے پاس علم بالباطن کا کوئی
 ذریعہ نہیں ہے وما یدرک ان اللہ اکرمہ واللہ لا ادری وانا رسول اللہ ما یفعل سیء سمعنا
 ان کے مکلف ہیں کہ کسی شخص کے اعمال کو سہ سہ اور یہ قہر مقررہ جناب خاتم الامین رحمت
 علیہم السلام کی سوا کسی اور چیز پر نہیں حضور ﷺ کا فرمان یہ ہے لا یخلون رجل بامرأة الا کان ثلثھا

۱۔ لا یخرج للاحق بہا و عیبہ و برورة یو بہا کس جمعہ و سحرہ کس سہ او لکویہ فاسہ و عسہ لا یست
 عد ذلك (الدرالمختار مع ردالمحتار مطلب فی مع الروحہ بنفسہا بقض المہر ۳ ۱۴۳ ط سعید)
 (۲) عن حابر قال : قال رسول اللہ ﷺ الا لا یبیت رجل عند امرأة ثیب الا ان یكون ناکحاً او دامحراً صحیح
 لاہم مسلم باب تحریم الحلوہ بالا حبیہ ۱ ۲۱۵ ط قدیمی کتب حید کراچی)
 (۳) مشکوٰۃ المصابیح باب البکاء والحواف الفصل الاول ۲ ۲۵۶ ط سعید

لشطان اور حضور کا عمل یہ ہے واللہ ما مست بدہ ید امرأۃ قط ، یعنی تمام مرد حضور ﷺ کے
تورقوں و بیت کرتے وقت بھی عورت کے ہاتھ و اپنا دست مبارک نہیں لگایا۔ محمد کفایت
کان اللہ لہ ولی

ماثور و خائف کو ثابت شدہ ترتیب سے پڑھنا چاہیے ، غیر ماثور میں اختیار ہے
(سوال) متعلق وظائف ماثورہ و غیر ماثورہ

(جواب ۷۸) جو وہی کتب آئمہ سے منقول ہیں ان کو ہی ثابت شدہ ترتیب سے
پڑھنا چاہیے ان میں برکت اور امید قبولیت ہے ، اور جو وہی کتب حضور ﷺ سے منقول نہیں ان میں
اختیار ہے جس طرح چاہے پڑھے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ ولی

مخصوص وقت میں اجتماعی طور پر روزانہ شریف پڑھنے کا التزام درست نہیں !
(سوال) متعلق التزام وظائف اجتماعیاً

(جواب ۷۹) نماز عشاء کے بعد روزانہ روزانہ شریف پڑھنے کو لازم کر لینا بھی درست نہیں جو وہی
فاریشوں اور اپنی خوشی اور احساس سے پڑھنا چاہیں وہ پڑھیں اور جو نہ پڑھنا چاہے اس پر کوئی دباہ اور جبر نہ
یا جباہ ، اور روزانہ شریف کا کام یہ ہے اپنی پینا بہ شخص پر لازم نہیں جو پینا چاہے پینا چاہے نہ پینا۔
اور جو پڑھتی نہ کہا جائے اور نہ دن ، مانی نہ بائے۔ وغیرہ کے شمار کے لئے پتھر کی گٹھریاں ہوں یا نہ ہوں
ہوں دونوں برابر ہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ ولی

حضور ﷺ کا معراج کے وقت حضرت عبدالقادر جیلانی کی گردن پر قدم رکھ کر براق پر
سوار ہونے کا واقعہ جملاء کی طرف سے گھڑا ہوا ہے۔

(سوال) اکثر مولود خواں صاحبان معراج مبارک کے واقعات میں یہ بات بیان کرتے ہیں کہ جب
رسول اللہ ﷺ معراج میں تشریف لے گئے اور براق پر سوار ہونے لگے تو براق نے شوخی کرنا شروع کی
اس وقت حضرت نموش پاشا کی اندین دینا نے اپنی گردن مبارک حضور ﷺ کے قدم کے نیچے رکھی۔

(۱) جامع الترمذی ، کتاب کراہیۃ الدخول علی المعبودات ۲۰۲۱ ط سعید

۲ : صحیح بخاری ، کتاب الدعوات ، باب ۷۲۶ ، ۲ ط قدسی کتب خانہ کراچی

۳ : لا سیلہ فی شرح زاد معہ سیدہ زینب و روحی لیسوی ، یکسۃ فیح السیمہ مسندہ الترمذی ۶۲۱ ۵ ط
مکتبہ دار العلوم کراچی

۴ : لیسوی عن ابن مسعود عن جراح حماد عن مسعود بن سعد بن یونس و یونس عن سبی بن جابر و عن مارک بن
میدعی (رد المحتار) فصل فی البیع ۳۹۸ ۶ ط سعید

كتاب التفسير والتجويد

ہدایہ آیت کی تشریح

آیت ”ولو علم اللہ فیہم خیرا لا سمعہم“ اس کا صحیح مطلب

سوال ، ولو علم اللہ فیہم خیرا لا سمعہم ولو اسمعہم لتولواوہم معر صول

مذہبائے ان میں بھائیوں ان کو سنتا اور ان کو سنتا تو بھگتے منہ پھیر کر۔

مذہبوں کو نہیں تا اور سنتا اور پھر جتنی وہ نہ سنتے اور نہ سمجھتے اور بھاگ جاتے یہ عقل میں نہیں آتا

اس سے قلب پر یہ اثر ہوتا ہے کہ وہ باللہ تعالیٰ کا یہ منہ ہے کہ میں کیا ان کو سنتا میرا منہ تار ہے

میں ان کو سنتا تو بھی وہ نہیں سنتے اور منہ پھیر کر بھاگ جاتے اس آیت کے صحیح مطلب سے آگاہ

فرما میں تاکہ یہ شریف ہو۔ مفتی المستفتی نمبر ۲۳۸۴ میں محمد ابراہیم صاحب۔ صدر بازار (۱۰۱) (۱۰۱)

۲۰۲۱ء میں ۳۱ مارچ ۲۰۲۱ء کو ۱۹۳۸ء

(جواب ۸۲) آیت کے شان نزول میں یہ مذکور ہے کہ مشرکین نے آنحضرت ﷺ سے مصائب یہ

تھا کہ آپ ﷺ پر پیغمبر ہیں تو قصی وزندہ کیسے (قصی عرب کے ایک جد اعلیٰ کا نام ہے) قصی برا پیدا

مبارک آدمی تھا کہ وہ زندہ ہو کر آپ کی نبوت کی تصدیق کرے اور ہم خود ان کی تصدیق ان کی زبان سے

میں تو آپ کی نبوت پر ایمان میں ہے۔

اس مصائب کے جواب میں یہ آیت سریمہ نازل ہوئی حضرت حق جل مجدہ نے رشاد فرمائی

کہ اگر اللہ تعالیٰ جانتا کہ ان کے دل میں خیر ہے اور وہ ایمان لانے کے لئے چاہیں تو ان کو قصی کی زبان

سے تمہاری نبوت کی تصدیق سنائی دے (مگر چونکہ اللہ تعالیٰ کے علم میں ان کے دل میں خیر نہ تھا تو وہ اللہ

تعالیٰ جانتا تھا کہ ان کا یہ مطالبہ خموس پر مبنی نہیں ہے اگر قصی زندہ ہو کر بھی حضور ﷺ کی نبوت کی

تصدیق کرے اور یہ وہ قصی وزندہ ہی ہیں اور ان کی زبان سے تصدیق نبوت ان میں مذہب ان

میان نہ میں کہ اس سے سنت حق نے نہا مگر یہ پور نہ کیا اور قصی کی زبان سے ان کو تصدیق نبوت

نہیں سنائی) اور اگر وہ بد جو ان کی بدعتی ”بش باطن کے علم کے ان کو قصی کی زبان سے تمہاری نبوت

کی تصدیق سنائی دیتا تو اس کا بھی نتیجہ یہی ہوتا کہ ایمان نہ لاتے اور اعراض کرتے اور پشت پھیر کر

بھاگ جاتے۔

اس شان نزول کے واقعہ و پیش نظر رکھ کر آیت سریمہ کا مطلب اور مضمون سمجھنے میں کوئی

(۱) الانفال ۲۳

۲. وعن الحجابی یوم کذبوا نبیوں لرسول اللہ ﷺ حی - فصلا فہم کذبوا علی سیدنا ﷺ - من

لک فالمعنی ولو اسمعہم کلام قصی الخ (روح المعانی ۶/۲۷۶ ط در الفکر بیروت)

بہت سے غریب و نادار لوگوں کو فائدہ پہنچا دیا۔

یت ”وات ذا القربی حقہ الح وبالوالدین احسانا“ (الآیۃ) وغیرہ کی تفسیر

(سوال) آیت ذیل کا مطلب وضاحت کے ساتھ مع اس کی تفسیر کے بیان فرمائیں۔

۱. وات ذا القربی حقہ والمسکین . الح (۲) وبالوالدین احسانا ویدی القربی والیتامی
والمساکین . الح (۳) وادّا حصر الفسمة اولو القربی والیتامی والمساکین فاررقوہم
مہ وقولوا لہم قولاً معروفا : (۴) وات ذا القربی حقہ والمسکین وابن السبیل ولا تدر
تبدیرا۔

ب یہ بات ہے کہ غیہ لوگ آتے ہیں زکوٰۃ خیرات چندہ وغیرہ خوش آمدت وصول
کریٹ ہیں ورنہ دینے والے صاحب یہ فرماتے ہیں کہ اگر ہمارا نام صف اول میں ہوگا تو ہم اور دینے والے
اپنے عزیزان کا منہ دیکھتے رہتے ہیں۔ نیک صاحب مال کو یہ معلوم رہتا ہے کہ ہمارے عزیز قریب رہیں
ضرورت مند ہیں لیکن وہ ان کو خیال میں نہیں لیتے۔ نیک جو پوزیشن خاندانی میں ہے وہی ان کی بہ
فرق اتنا ہے کہ وہ صاحب مال ہیں اور یہ مال و زر ہیں۔ نیک صاحب مال کے ہمارے زبان سے کچھ نہیں کہہ سکتے
یونکہ ان کو حق سمجھ جاتا ہے و مسلم میں گریز کیا جاتا ہے۔ اگر کسی رشتہ دار کو ملازم رکھ میں تو اس
کے ساتھ یہ سلوک کیا جاتا ہے کہ غیہ سالانہ سے بھی نہیں کرتے۔ اس پر بھی ہنس نہیں پڑتا تو طعن و
تشنیع وغیرہ سے بھی گریز نہیں کرتے۔ کاب ہوں یا خور، سب ہی سے ایک طرح کا ہی برتاؤ کرتے ہیں یا
اسلام کے لوگوں نے یہی معنی اخذ کئے ہیں؟

(نوٹ) صاحب مال کو چاہیے کہ وہ خود اپنے عزیزوں کو جو کچھ دینا ہے اسے یا ضرورت مند کو چاہیے کہ وہ
سوال کرے حالانکہ صاحب مال جانتا ہے؟

المستفی نمبر ۲۷۰۲، رد المحتار، ج ۱، ص ۱۳۶، مطبوعہ ۱۹۴۲ء، فوری ۱۹۴۲ء،
(جواب ۸۴) ان آیت کریمہ میں ذوی القربی اور مساکین اور مساکین کا ذکر ہے ذوی القربی سے کنبہ
کے و مراء میں قریب و بعید ہونے کے لحاظ سے ان کے درجات مختلف ہیں ان کے حقوق بھی مختلف
ہیں بعض کے حقوق مقدم ہیں اور بعض کے مستحب اور موخر ہیں مثلاً مستحب پر اس کی اولاد اور

(۱) (ویکرہ امامتہ) مبتدع ای صاحب بدعة وھی اعداد خلاف المعروف عن الرسول (تویر الانصار و

شرحہ مع رد المحتار باب الامامة ۱ ۵۶۰ طبع)

(۲) سی اسرائیل ۲۶

(۳) النساء ۳۶

(۴) النساء ۸

ماب بپ کا نفقہ واجب ہے مگر ایسے شخص پر جو یہ تو اولاد و نفقہ دے سکتا ہے یہاں بپ کو یقینی دونوں و دینے کی استطاعت نہیں رکھتا اولاد کا نفقہ مقدم ہے (۲)

صدقات واجب یقینی زکوٰۃ نفقہ ہا عشر کفارہ اپنے اعمول و فروع و نہیں دے سکتا ان کے علاوہ باقی تمام قرابت دروں کو واجب کہ وہ مسکین ہوں دے سکتا ہے بلکہ اجنبی مسکینوں سے ان کا حق مقدم ہے (۳)

صاحب مال کو جب علم ہو کہ اس کے کنبے میں غریب اور حاجت مند ہو گئے ہیں تو اس کو خود ان کو دینا چاہیے گئے مانگنے کا انتظار نہ کرنا چاہیے نہ ورکی نہیں ہے کہ یہ ان کو زکوٰۃ یا صدقہ بتا کر دے یا خود بتا کر نہ دینا ہی بہتر ہے کیونکہ زکوٰۃ صدقہ خیرات کا نام من کر وہ قبول کرنے سے احتراز کریں گے۔
محمد کفایت اللہ کان اللہ له والی

آیت ”ان عبادی لیس لك علیہم“ اریہ اور ”لا غوینہم اجمعین“ میں
شبه تعارض کا رفع

(سوال) قرآن شریف میں حضرت آدم علیہ السلام کے واقعہ میں مذکور ہے کہ ابلیس کو جب اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ان عبادی لیس لك علیہم سلطان اور خود ابلیس کا اقرار بھی ہے کہ لا غوینہم اجمعین الا عبادك منهم المخلصین حضرت آدم وحواء علیہما السلام کے مخلصین میں سے ہونے میں شک نہیں رہتا۔ یہ بھی مذکور ہے کہ ابلیس نے دونوں کو بھکایا مثلاً فارلہما السیطان وغیرہ اس سے من وجہ سلطان و رانگو بھی ثابت ہوتا ہے ان آیات کا تعارض رفع فرمائیں۔

المستفتی نمبر ۲۷۸۳ مووی عبد الحمید۔ مستم مدرسہ رشیدیہ لدھیانہ۔ مورخہ ۱۵ نومبر ۱۹۴۴ء
(جواب ۸۵) قرآن مجید میں ان عبادی لیس لك علیہم سلطان اس بارے میں یہ ہے کہ شیطان کا مقربین و مخلصین پر قبو اور غلبہ نہیں ہوتا جتنا بھکایا بھکانے کی کوشش کرنا مٹتی نہیں ہے اور لا غوینہم اجمعین الا عبادك منهم المخلصین ہ میں استثناء و اصل لا غوینہم سے نہیں ہے بلکہ

۱. قرآن و بحر مولد موسر علی بفقہ لا یوس المعسرین عسگریہ: الفصل الخامس فی بفقہ ذوی الارحام ۵۶۴ ط ماحدیہ کوئٹہ ۲۱ وں کاں لرحل اب وں صعب و هو لا بقدر الا علی بفقہ حدھما فلا ں حق عالمگیریہ: الفصل الخامس فی بفقہ ذوی الارحام ۵۶۵ ط ماحدیہ کوئٹہ
۳. ولا ں من سہب ولا ں برب سرح و فی لسمہ ں عہد و غلا کوئٹہ و جددہ و جددہ من سہب و فرعہ و ل سہب و فہد و لولاء بحورہ لقیہ لا فرب کلا حوۃ و لاعل و لبحر و لقر و لہم و ں لاہ صہ و صہ و فی الظہریہ و ہد بالصدقات فی الافرب لہ رد سحر و ہد لہ صرف ۳۴۶ ص سہب
۴. وں اعطی مسکیا درہم و سہب ہہ او قرص و ں بركة فہب بحرہ و هو لاصح عالمگیریہ لہب الاول فی تفسیر ہا و صفتہا و شرانطہا ۱۷۰/۱ ط ماحدیہ کوئٹہ

اس کے مطوع نہ ہے تقدیر عبارتوں میں ہے لا عویہم احمعین فیکون من العاویں الا
عبادت منہم السحاح نمرہ نہ مطوع مذکور نہیں ہے (گو مراد ہے) اس لئے مستثنیٰ کا اعراب
نصب پر ہے۔

حضرت آدم علیہ السلام سے جو غرض ہوئی وہ بتیس کے سطون ورقہ پاپتے تھیں ہوتی
بعد ہوا ہوتی انہی شہادت قرآن مجید میں موجود ہے۔ ولقد عہدنا الی ادم من قبل فسی ولہ
محد لہ عمرہا فارلہما میں شیطان کی طرف نسبت اس کی سعی اور کوشش کے ظہار کے تہ
نی ہے کہ اس نے یز کی پوٹی کا زور نکال دیا۔ اور آدم پر قابو نہ پا۔ کا لیکن آدم سے تسیان وہ فعل سے زور ہو گیا ہو
شیطان چاہتا تھا۔ محمد کفایت اللہ کاں اللہ۔

() آیت " یعیسیٰ انی متوفیک و رافعک " (اایۃ) کا صحیح معنی .

(۲) آیت مرج البحرين سے مٹی اور یخروج مسهما اللؤلؤ والمرجان سے حسن و حسین مراد لینا غلط ہے۔

(زاخباړه جمعیه مورخه ۳ نومبر ۱۹۳۲ء)

(سوال) (۱) عیسیٰ ابی منوفیک ورافعت الی و مظهرک الح ، اس آیت میں متوفیہ — یا
معنی ہیں ؟

(۲) مَرَجَ السَّحَابِ بِالسَّفِينِ سَيِّمَهُمَا بَرْدُخ لَا يَبْعِيَان ۚ يَخْرُجُ مِنْهُمُ اللَّوْلُؤُ وَالسَّرْحَانُ :
یہ مود کی صاحب نے آیت مذکورہ کی تشریح میں سورہ تفسیر روح البیان یہ بیان کیا ہے کہ اس آیت
مراہ حضرت علیؑ، حضرت فاطمہؑ انہرہر اہیں اور آیت ثانی کا تعلق حضرت حسنؑ و حسینؑ سے ہے یہ یہ سن

(جواب ۸۶) (۱) آیت شریفہ کے معنی یہ ہیں کہ اے جیسی میں ہی تم کو وفات دینے والوں میں سے ہو تم کو قتل نہیں کر سکتے جب وفات کا وقت آئے گا تو میں تم کو قبضہ کروں گا اور تم کو اپنی طرف انصاف کا اور ہم کو غدارانہ قتل سے یاد دلایا ہے۔

(۲) یہ مطلب نکتہ اور مہارے کے مافوق نہیں بلکہ ایک تخیل ہے جو کسی طرح جیت نہیں

۱۱۵ ط (۱)

(۲) آب عمیق ۵۵

(۳) لکھنؤ ۱۹۰۲ء

۲۲ (۱) ص ۲۲

۵۔ وفی العصر الکبر للامام بر ری مؤید مدنی (انی مؤلف) ی مسم عمر لہ فحسد انوار فلا بر کیم حتی
تعدت بن ب ر فعت بی مدنی و مفردت ہما لکی و مؤید بن اب یسکوا من فعت و ہد ہا بن حسن
عمر ل ۸۵۵ ۶۷ ط دار الکتب العمیہ تہر ل

ہو سکتا (۱) محمد کفایت اللہ مدکان اللہ

(۱) قرآن مجید میں بعض آیتیں ہیں جن کا حکم موقت تھا۔

(۲) قوانین اسلام مقتضائے عقل کے موافق ہیں۔

(از اخبار سہ روزہ الجمعیت، دہلی مورخہ ۲۸ جنوری ۱۳۹۳ء)

(سوال) (۱) کیا کامپاکی کوئی آیت منسوخ اکایم بھی ہے؟ یعنی ایک مرتبہ یہ بات کا حکم صادر ہوا اور پھر دوسرے موقع پر کامپاکی میں اس کی تردید کردی گئی ہو (۲) قانون مذہب اسلام کی بنیاد عقل پر ہے یا محض اعتقاد پر؟

(جواب ۸۷) (۱) ہاں بعض آیتیں ایسی ہیں جن کا حکم موقت تھا اور دوسری آیت کے نازل ہوجانے سے سابقہ آیت کا حکم مرتفع ہو گیا یہ بات نہیں۔ کوئی حکم دیا گیا تھا اور اس کی تردید کردی گئی تھی۔ سابقہ حکم کی وقت تک کے لئے تھا جب تک دوسری آیت نازل ہو (۲) اسلامی قانون کی بنیاد قرآن پاک اور انجمن کے رشادات و تعلیمات پر ہے اور تمام اسلامی قانون مقتضائے عقل کے موافق ہے اسلام کا کوئی مسئلہ عقل صحیح و راسخ سمجھ کے خلاف نہیں آتا۔ بعض مسائل ایسے قیق ضرور ہیں کہ عقل کی حد تک رسائی نہیں اندر یہ بات نہیں کہ عقل ان کے خلاف کوئی دلیل قائم کر سکتی ہے جیسے مسلمات میں بعض جرائم ایسے ہیں کہ قوت بصارت ان کے اوراق سے قاصر ہے مگر ان کا وجود شیخ و شہادت سے اور خورائین کے ذریعے سے وہ دیکھے جاسکتے ہیں یہی معقولات ہیں جن میں مسائل ایسے باریک ہیں کہ عقل غیر اہم یہ حق کے خورائین کے انیس دریافت نہیں کر سکتی۔ محمد کفایت اللہ مدکان اللہ

دوسرا باب

رموز اوقاف

قرآن مجید میں مواضع وقف کا حکم

(سوال) ایک شخص اپنے کو قاری، ائمہ تجوید تانا بنے، وقت تلاوت قرآن مجید اوقاف پر وقت نہیں کرتا چنانچہ آیت و مصنف وغیرہ حتیٰ کہ رنوع پر نیز اختتام سورت پر بھی وقف نہیں کرتا۔ ابراہیم

۱ بحلاف بحر توہم بحرس معنی و فطامہ و لولہ و المرحد و بحرس و بحرس و فہ من ہوں بحیدہ والحمقہ کالرو فض (مرفقہ المصائب کتاب العلم الفصل الثانی) ۲۹۲/۱ طامدادیہ ملتان

۲ معنی اسبح عدہم ارسہ بعض الارصاف من لایہ مد حوی اما مد مد مد لعمس الح و ہو لکری فی اصول التفسیر ص ۳۸ مکتبہ حیر کثیر کراچی

نے رات بھر پڑھے جاتا ہے جب ہم اس کے متعلق کہا کہ مقتدین و متاخرین نے یہ حد متیں
مقرر کی ہیں تم اس کے خلاف نہ تلوں گے جواب میں قاری صاحب نے یہ کہا کہ اس وقت تو اس
حرف کی حرکت سے ہو جائے گی دوسرے علم تجوید و نیا سے مفقود کے قریب ہو چکا ہے حتیٰ ہم پرست
ہیں سو یہ یہ کہ قرآن پڑھنے والا مسافر ہے کہ اس کو اپنی منزل پر پہنچنا ہے لہذا اگر تھکا نہ ہو تو رات بھر
تلاوت کرے تاکہ قاری وقف کرے گا تو رستہ طے نہ ہو گا اور اگر رات بھر چلا جائے تو زیادہ تھک جائے گا
گاماں سانس ٹوٹ جائے تو میں وقف کرنا بھی واجب ہے ورنہ اور سب فضائل ہے وقف از مہم وغیرہ کسی
وقف کے کرنے کی ضرورت نہیں لہذا غور و خوش سے جواب عنایت فرمائیے ؟

(جواب ۸۸) شخص مذکور فی السوال کا قول غلط ہے اور اس کی تمام باتیں باطل ہیں آیت قرآن مجید
 تو قیٰنی ہیں ان پر وقف کرنا میں اتنا ہی مازل ہے بعض مقامات میں وقف کرنا ضروری ہے کیونکہ وقف نہ
 کرنے سے معنی فاسد ہو جاتا ہے یہ ہمارے وقف نہ کرنے سے آخر حرف کی صحت حرکت ہو جائے گی
 غلط ہے کیونکہ وقف کے موقع پر وقف کرنا ہی صحیح ہے نہ کرنے سے اخل نظم واقع ہو گا نیز وقف نہ
 کرنا عرب عربہ کی اسباب کا میں داخل ہے یہ اسباب عربیت کی رعایت نہ کرنے کا نام صحت رحمت
 نہ قنیت کا نتیجہ ہے اور یہ فرمان ہے علم تجوید تقریباً منقوہ ہو چکا ہے یہ بھی مغلط ہے علم تجوید و سیاقی
 موجود ہے جیسے پہلے تھا اور اس کی کتابیں اور قواعد تجوید ان کتابوں میں موجود ہیں اس علم کے حاملوں کا
 وجود کم بھی ہوتا ہے علم کا فقدان غلط ہے اوقوف کے قواعد تب تجوید میں موجود ہیں جو بعض مذہبوں
 بات کی صورت اختیار کرتے ہیں قرآن پر حق والے کا مشاغل مسافر کے ہونا مسلم لیکن یہ نون عقل مند
 کے ساتھ کہ مسافر کو حالت نہ میں کھڑے اور اوقوف کرنے کے مواقع میں بھی ٹھہرنا نہ چاہیے مثلاً
 حائضہ پیشہ یا غیر ضروریات کے لئے وغیرہ وغیرہ جو مواقع کے وقف کے لئے مقرر کرتے ہیں وہی ہیں
 جہاں ٹھہرنا مناسب یا ضروری ہے واللہ اعلم محمد کفایت اللہ کان اللہ

”عشاۃ“ پر سانس ٹوٹنے میں ”ولہم“ سے ابتداء کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں
(سوال) : اس سانس ٹوٹنے کی اور عذر کی وجہ سے ”عشاۃ“ پر وقف کر دیا اور ”ولہم“ کو تیسرے
پہ دیا تو جائز ہے یا نہیں ”المستفسی فیہ الدانذیر احمد (ضلع ملتان کی جنوب)“ ۱۰ جمادی ثانی
۱۳۵۵ھ مطابق ۲۹ اگست ۱۹۳۶ء

١ قل لحسن فهذا الحديث يدل على أنهم كانوا يتعمدون لأوقاف كتب يعمدون القرآن و هو من عمر نقد
عبد الله بن دهر يدل على ما دلت جماع من الصحابة عليه و عن علي في قوله تعالى و رسلنا من قبلنا
من إسرائيل نجوبهم للحروف و معرفة الوصف من الأسارى من بناء معرفة القرآن معرفة الوصف و لاساء
الانساب في عبود بشران يرجع ما من والعسروا في معرفة الوصف والابتداء ١ ٨٣ ط سبيل كيمي لاهور ،

(جواب ۸۹) سانس ٹوٹنے یا کسی اور عذر سے ”غشاوۃ“ پر وقف ردینا اور ”ولہم“ کو علیحدہ پڑھنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے (۱)۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

ایسے لفظ پر سانس ٹوٹے جہاں وقف نہ ہو تو اعادہ افضل ہے
(سوال) اگر کسی لفظ پر سانس ٹوٹ جائے اور وہاں وقف نہ ہو تو اس لفظ کا دوبارہ لوٹانا کیسا ہے؟
(جواب ۹۰) سانس ٹوٹ جائے تو اس لفظ کو جس پر سانس ٹوٹا ہے اور وقف نہیں ہے دوبارہ پڑھ لینا بہتر ہے (۲)۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(سوال) ایضاً

(جواب ۹۱) از استفتاء دیگر (سانس ایسی جگہ ٹوٹ جائے کہ وہاں وقف نہ ہو تو اوپر سے مکرر پڑھنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے (۳)۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

تیسرا باب مخارج حروف

ضاد اکثر صفات میں طاء کا مشابہ ہے لیکن مستقل حرف ہے
(سوال) (۱) حرف ضاد کا مشتبہ اصوات بخو کہ اکثر کتابوں میں ورزندہ قاریوں کے فتوے میں مصرح ہے تو اس کا مطلب یہ ہو سکتا ہے کہ صورت صفائی میں تشابہ ہے سننے میں طاء کی آواز کے مشابہ نہ ہو گا اس دعوٰی میں یہ بھی دلیل پیش کرتے ہیں کہ مفتی کفایت اللہ صاحب استاد کل ہیں تشابہ کے قائل ہیں اور اس کا قرأت یہ تھا کہ اس کا ضاد سننے میں طاء کے ہرگز قریب نہ تھا۔
(۲) حرف ضاد اگر سننے میں نہ دال ہو نہ داں مفخم ہو نہ دال کے مشابہ ہو نہ مخنوط بدال ہو نہ مشابہ بالف
ہو بلکہ مستقل صوت ہو یہ صحیح ہے۔

۱، و فی الشر لاس الحرری لما لم یکن لفاری ان یقر سورۃ او قصۃ فی نفس واحد ولم یحر النفس بین کمسین حالۃ لوصل بل دلت کالنفس فی اثناء لکلمۃ وحید حیث احبار وقفہ للنفس والاستراحة وبعین ارتضاء وانتداء وبعده و یحتمل ان لا یکون دلت مما یحیل المعنی ولا یتحل بالمعنی (الانقار فی علوم القرآن النوع الثامن والعشرون فی معرفۃ الوقف والابتداء ۸۳/۱ ط سہیل اکیڈمی لاہور)

۲، وقال بن الاساری الوقف علی ثلاثہ اوجه دم وحسن وشیخ والحسن الذی یحسن الوقف علیہ ولا یحسن الانتداء بما بعده کقولہ الحمد لله لان الانتداء بقولہ رب العمین لا یحسن بخوبہ صفۃ لما قبلہ (الانقار فی علوم القرآن النوع الثامن والعشرون ۸۴/۱ ط سہیل اکیڈمی لاہور)

(۳) حوالہ بالا

(۳) یہ عوام کے ضد و ردال کے متعلق بیان کیا گیا ہے کہ وہ سب اوقات اس کو اس خاص کی آواز سے ادا کرتے ہیں بالخصوص جب کہ وہ قلم کا ابتدائی حرف ہو اور مسور ہو۔ مثلاً ضد کہ عوام اس کو خالص و داپڑھ دیتے ہیں۔

(۴-۵) حضرت مولانا رشید احمد کا یہ فرمانا کہ ال پر وئی حرف نہیں ہے صحیح ہے اور جس آواز کو دال پر وئی آواز سے تعبیر کیا جاتا ہے وہ اس نہیں ہے بلکہ ضد ہے جو اپنے مخرج سے پورا ادا ہونے کی صورت میں صفات طاکا حاصل ہوتا ہے ورنہ ہونے کی صورت میں اس کو تقسیم کے لئے دال پر سے تعبیر کیا جاتا ہے کیونکہ اس آواز کو ہر کسی غلط سے تعبیر کرنا، شواہد ایسے شخص کی اپنی نماز بھی صحیح ہے اور اس کی اقدار بھی درست ہے اور اگر وئی قاری مجاہد ضد کو اپنے صحیح مخرج سے ادا کرے اور وہ صفت طاکا حاصل ہونے کے اس کی آواز ط کے مشابہ مسموع ہو وہ بھی درست ہے، محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

”ضاد“ کو مشابہ ”طاء“ پڑھنا درست ہے یا دال پڑھنا۔

سوال (حرف ضاد کو مشابہ ط پڑھنا درست ہے یا دال پڑھنا درست ہے نیز کس طرح اوائیکی سے نماز درست ہوگی اور کس طرح دوائیکی سے فاسد ہوگی) المصنفی نمبر ۲۸۴ قاری امیر محمد صاحب۔ امام مسجد مورسہ دہلی ۲۹ محرم ۱۳۵۳ھ مطابق ۱۳ مئی ۱۹۳۴ء

(جواب) (از قاری محی السلام پانی پتی) حرف ضاد اکثر صفات میں ط سے مشابہ ہے لیکن مخرج میں خاص سے قطعاً جدا اور صفت استطاعت کی بنا پر صفت بھی ممتاز ہے، صحیح یہ ہے کہ ضاد کو حافہ لسان یعنی زبان کی آواز سے ادا کرنا اس سے ادا کیا جائے اس کی صورت میں تشابہ باضاد ضرور ہوتا ہے مگر کیفیت نہیں ہوتی، ضد کے ادا کرنے والوں کی کئی حالتیں ہیں بعض آدمی اس کے مخرج سے برعایت صفات صحیح ادا کرتے ہیں اور بعض غلط ان میں سے جو لوگ داپڑھنا نہیں ہوتے یا ان کو سکھانے والے نہیں ملتے وہ معذور ہیں اور جو لوگ صحیح ادا کر سکتے ہیں مگر نہیں کرتے یا سیکھ سکتے ہیں مگر نہیں سیکھتے وہ غلطی ہیں نہ پڑھنے والوں میں سے بعض آدمی زبان کی نوک اور سامنے کے دانتوں کے سر (یعنی ط کے مخرج) سے ادا

۱۔ حصل فی انشاء اسماط لا حل رجاءہا و بہذا السبب یقرب مخرجہ من مخرج الطاء الح، التفسیر الکبیر المسألة العاشرة ۱/ ۷۶۳ ط دار الکتب العربیہ تھران

۲۔ وان کان لا یسکن الفصل من الحروف لا یسقط کالطاء مع الصاد و الضاد مع السین و الطاء مع ال حنفی نسخ و کرہم لا یفسد صحاحہ، عالمگیریہ الفصل الخامس فی رلة الفردی ۱/ ۷۹ ط محدثہ کتبہ

۳۔ والضاد و الطاء اسر ک صندہ حیثا و رجوة و سعللا و اطفا و افرق مخرجا و یقرب الضاد لا یستقلہ لانہ فی غلوه الفردان فصل من السبب بحوید لغزان ۱/ ۱۰۱ ط سہیل اکدسی لاہور

۴۔ ان لصاد و ن کان مخرجہ من من صرف لسان و اطراف اللسان لعلیہ و مخرج لصاد من من حافة لسان و من لسان لا یصر من الا نہ حصل فی الضاد اسماط لا حل رجاءہا الح، التفسیر الکبیر المسألة العاشرة ۱/ ۷۶۲ ط دار الکتب العلمیہ تھران

کرتے ہیں جو بین ظاہر جاتا ہے یہ غلط ہے اور بعض آدمی زبان کی نوک اور سامنے کے دانتوں کی جڑ (یعنی دال کے مخرج) سے ادا کرتے ہیں۔ یہ دال بن جاتا ہے جو غلط تر ہے اگرچہ پر ہو۔ خلاصہ یہ کہ ضد صحیح ایک ممتاز حرف ہے مگر خالص صفاتی تشابہ ضرور رکھتا ہے۔ اور دال سے اس کو بہت حد ہے یہ حضرت علماء بتلا سکتے ہیں کہ نماز کس سے درست ہوتی ہے اور کس سے غلط۔ واللہ اعلم بالصواب۔ خاکسار ابو محمد محی الاسلام عفی عنہ پانی پتی۔ دولت خانہ حضرت مولانا قاری محمد اسحاق صاحب مدظلہ دہلی۔ ۲۸ محرم ۱۳۵۳ھ۔ ما اجاب المحیب اللیب فهو حق صحیح و بالقول حقیق احقر محمد اسحاق عفی عنہ میرٹھی مہر

(جواب ۹۳) از حضرت مفتی اعظم۔ جو لوگ قصداً لعل طاپڑھیں یا خالص دال پڑھیں ان کی نماز نہیں ہوگی اور جو ادائے صحیح کا قصد کریں مگر صحیح ادا نہ کر سکنے کی وجہ سے مشابہ بظاہر سموع ہو یا دال پڑھنے والے ان دونوں کی نماز درست ہو جاتی ہے مشابہ بظاہر پڑھنے والوں کے ادا اقرب الی الصحیح ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

الجواب صحیح حبیب الرحمن عفی عنہ نائب مفتی مدرسہ امینیہ دہلی۔ (جواب) (از مولوی قاری سید صاحب حسن) امام عید گاہ دہلی۔ حرف (ض) کے متعلق ایک فتویٰ اور بھی ہو چکا ہے جو جمعیتہ القراء و الخطاط دہلی کی جانب سے شائع ہوا ہے جس پر اکثر علماء و قراء کے مفصل بیان اور دستخط ثبت ہیں وہ قابل ملاحظہ ہے خلاصہ یہ ہے کہ اس کو مخرج سے ادا کرنا نہایت مشکل ہے جن حضرات سے اس کا مخرج پورا ادا نہ ہو اسکو اہل فن سے حاصل کرنا ضروری ہے باوجود کوشش کے پھر بھی ادا نہ ہو سکے تو معذوری خیال کی جائے گی اور نماز درست ہو جائے گی۔ احقر انزمن سید صاحب حسن عفی عنہ شاہی امام عید گاہ دہلی۔ ۲۹ محرم ۱۳۵۳ھ

الجواب صحیح۔ احقر محمد یوسف عفی عنہ۔ ناظم اعلیٰ جمعیتہ القراء و الخطاط دہلی۔
الجواب صحیح۔ حفیظ الدین احمد امام مسجد رنگریزاں۔ باڑہ ہندوراؤ۔ دہلی

(۱) اصداً و لطاءً مشترک صفۃ جہراً و رحوہ و اسعلاء و اطلاق و فترق محرجاً و انفردت الصاد بالاسطالہ الاتقان فی علوم لغویہ۔ فصل من لمهمات تجوید لقرآن ۱۰۱ ۱۱ ۱۲ سہیل کدیمی لاہور۔
(۲) وفي حراة الاكمل قال القاضي ابو عاصم ان بعد ذلك تفسد وان حوى على لسانه اولا يعرف لتفسير لا تصد وهو المحار حليه وفي لرايه وهو اعدل الا قايين وهو لمحتار ردالمحتار مطلب مسائل رلة الفاري ۶۳۳/۱ ط سعي

(۳) وان كان لا يمكن الفصل بين الحرفين الا بشقه كالطاء مع الصاد قال اكثرهم لا تصد صلاہ۔ ومن لا يعرف بعض الحروف سعي ان يجهد ولا يدر في ذلك فان كان لا يطق ساد في بعض الحروف لا يصح له ليس فيها نبت الحروف تجوز صلاہ (عامگيرہ) باب الخامس في رلة الفاري ۱ ۷۹ ط محدثہ كوسہ

”ضاد“ کردار صفات میں مشابہ ”طاء“ کے ہے ”ضاد“ کو ”دال پر“ پڑھنے والے کی نماز بھی صحیح ہوگی

(سوال) ضاد مشابہ بالصوت طاء کے ہے یا مشابہ بالصوت دال کے کس صورت میں نماز فاسد ہوگی مولانا عبدالحی لکھنوی فتاویٰ جلدی اول ص ۱۹۵ پر لکھتے ہیں کہ ”مشابہ بالدال پڑھنے سے نماز باغراق فاسد ہو جاتی ہے اور مشابہ بظا پڑھنے سے اکثروں کے نزدیک فاسد نہیں ہوتی“ یہ صحیح ہے یا نہیں؟
المستفتی نمبر ۲۹۳ مولوی محمد سعید (سکھر ضلع انک) ۱۳ صفر ۱۳۵۳ھ مطابق ۲۹ مئی ۱۹۳۳ء
(جواب ۹۴) ضاد جب اپنے مخرج سے صحیح ادا ہو تو وہ طاء کے مشابہ ہوتا ہے لیکن عام طور پر جو دال پر کے مشابہ ادا کرتے ہیں یہ اسی ضاد کی جگہ ہوئی دے اور جو دال کے بالکل خالی آواز سے پڑھ دیتے ہیں وہ بھی صحیح نہیں ہذا دال پر کی آواز پڑھنے والے اور مشابہ بظا پڑھنے والے دونوں کی نماز صحیح ہو جاتی ہے اس میں جھگڑا فساد نہ کرنا چاہیے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ

”ضاد“ کو مشابہ ”طاء“ پڑھنے والے کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے

(سوال) ضاد کو مشابہ بظا پڑھنے والے کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۵۷۱ عبد الرشید (ضلع سلسٹ) ۱۱ جمادی الاول ۱۳۵۳ھ مطابق ۱۲ اگست ۱۹۳۵ء
(جواب ۹۵) جو دال کے ضاد کو اس کے اصل مخرج سے ادا کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور سننے والے ان کی ادائیگیں صوت مشابہ بظا سنتے ہیں ان کی ادائیگیں صحیح ہے اور جو لوگ اصل مخرج سے ادا کرنے کی کوشش میں اس طرح پڑھتے ہیں کہ سننے والے کو دال مخرج کی آواز سنائی دیتی ہے یہ بھی درست ہے وہ بھی ضاد ہی کی آواز ہے کیونکہ صرف دال میں درحقیقت تغخیم کی صلاحیت ہی نہیں ہے مگر ان دونوں ادائیگیں میں وہ ادائیگیں میں صوت مشابہ بظا مسموع ہوتی ہے اقرب الی الصحتہ ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ

”ضاد“ صحیح طور پر مخرج سے ادا کیا جائے تو مشابہ ”طاء“ ہوگی یا نہ؟

ضاد کو مشابہ دال پڑھنا کیسا ہے؟

(سوال) حرف (ض) کو اگر صحیح طور پر ادا کیا جائے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ سے قراء مجودین اور حفاظ متفنین کے صدور میں ہم تک پہنچا ہے تو اس کی آواز مانند آواز خائے مجملہ کے ہوگی یا نہیں نیز آج کل عام طور پر حرف (ض) کو دال مفخم یا مشابہ دال کے پڑھتے ہیں اور عوام کا انعام سے کیا شکایت بہت سے

۱۔ المحتار عند ان شفاء الصاد بالطاء لا یطل الصلوة ویدل علی ان المشابهة حاصلة بیہما حداً والنمیر عسر فوجہ لا یسقط التکیف (التفسیر الکمر المسألة العاشرة ۹ ۶۲ ط دار الکتب العربیہ تہران)
(۳) مرجع سابق

علماء، تقیاً بھی بد اور غیغیر تحقیق، ایک کے پیچھے نماز پڑھتے رہتے ہیں موجودہ زمانے کے رسائل و جوب ہم نے غور سے مطالعہ کیا جیسا کہ رسالہ الاقتصاد فی الصاد یا الارشاد فی الصاد وغیرہ، ایک تو ہم نے حوالہ کتب معتبرہ تجوید و فتہ و تفسیر و صرف کے مصرح پایا کہ حرف (ض) صحیحہ عربیہ صوت اور معنی میں طاء کے مانند ہے اور غیر اس کے دال مفخمہ یا مشابہ دال کے جو کہ آج کل مروی ہے غلط اور حق جلی قرار دیا ہے برائے نمونہ عبارت جمد المقل نقل کی جاتی ہے۔ فان لفظت بالصاد فان جعلت محر حها من حافة اللسان مع ما يليها من الاضراس بدون اكمال حصر الصوت واغلبت لها الاطباق والتفحيم الوستين و التفشى القليل فهذا هو الحق المؤيد بكلمات انمة التجويد والتصريف في كتبهم و يشه صوتها حينئذ صوت الطاء المعجمة بالضرورة وما دافع الحق الا الضلال اور جس المقل کے منہ پر عبارت شعد (فرسی) کی یہ ہے : وانا اقول لو كان حق اداء الصاد المعجمة كالدال المهمة المطلقة او الدال الخالصة كما هو الداع بين اكثر الناس من الحواص والعوام في زماننا هذا يقدر عليه الشارع في اول التروع ولا ينعسر على احد فما اسعد زماننا بعد زمان صاحب الرعاية بثمان مائة و ستين سنة انتهى اب ہم حیران ہیں کہ اردین کی کتابوں کو دیکھیں تو حرف (ض) صحیحہ عربیہ آواز میں مانند طاء کے معلوم ہوتا ہے اور اگر چودھویں صدی کے عمل کو دیکھتے ہیں تو مشابہ دال کے پڑھتے ہیں لہذا یہ بات قابل دریافت ہے کہ اگر ضد مروجہ یعنی مشابہ دال کی صحت کی کتاب میں کتب دین سے ہو تو براہِ رسم نام کتاب مع عبارت درج استفتاء ہاویں ورگر نہیں تو جو صحیح حرف ہے اس کی ترویج و اشاعت میں عصور عیہا بالواجز کا مصداق بن جائیں حدیث میں ہے کہ جو شخص ایک سنت کو میری سنتوں میں سے بعد اہت کے رائج کرے تو اس کے واسطے اتنا ثواب ہے۔

المستفتی نمبر ۸۱۱ سید خلیل احمد شاہ (ضلع مظفر گڑھ) ۲۰ ذی الحجہ ۱۳۵۴ھ مطابق ۱۵ مارچ ۱۹۳۶ء (حوالہ) (از مولانا غلام رسول، بی بی) ہواموفق بصواب۔ حرف (ض) کو اگر صحیح ادا کیا جائے تو نہ و اس کی آواز مانند آواز طاء کے ہوگی کیونکہ ان سب میں باہم سخت مشابہت ہے تفسیر کبیر جلد اول میں ہے۔ والمختار عندنا ان اشتباه الصاد بالطاء لا يطل الصلوة ويدل عليه ان المشابهة حاصلة بينهما حدا و التمييز عسير فوجب ان يسقط التكليف بالفرق دوسری جہ اس جہ میں ہے فشت بما ذکرنا ان لمشابهة بين الصاد والطاء تنديدة والتمييز عسير فتقول لو كان هذا الفرق معتبر الوقع السؤال عنه في زمان رسول الله ﷺ او في ازمئة الصحابة لا سيما عند دخول العجم في الاسلام فلما لم يقل وقوع السؤال عن هذه المسئلة علما ان

التمیز بین هذین الحرفین لیس فی محل التکلیف اور شیخ احمد کی نے اپنے فتویٰ میں لکھا ہے
لو ابدل الضاد بعیر طاء لم یصح قرأته قطعاً فعلم من هدا انه لم یقع خلاف فی ابدالها الا
کما وقع فی الطاء فالطی بھا دالا لم یقل احد بصحة ۱ اور مولوی عبدالحی صاحب لکھنوی
نے مجموعۃ فتاویٰ ۲ میں پوری تحقیق اس مسئلہ میں کی ہے جو شخص دیکھنا چاہے دیکھ سکتا ہے وما عسیا
الا البلاغ فقط کتبہ عند مرسل بوی۔ سابق مدرس مدرسہ امینیہ دہلی ہذا الجواب هو الصحيح
العبد محمد صدیق بقلم خود اصاب المحیط فیما اجاب باریک اللہ فی علمہ و عملہ
سلطان محمود بقلم خود عفا عنہ

(جواب ۹۶) (از حضرت مفتی عظیم) یہ صحیح ہے کہ ضد کی آواز صحت ادا کی صورت میں طاء کے
مشابہ ہوتی ہے ۲ اور صحت ادا نہ ہو تو یہ آواز ایک ایسی آواز ہو جاتی ہے کہ وہ نہ طاء کی آواز ہوتی ہے نہ
د کی اور جو شخص صحت ادا پر قادر ہو اس کو صحیح ادا کرنی چاہیے۔ فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ
(جواب ۹۷ دیگر ۸۵۶) ضد کو جب صحیح طور پر اپنے مخرج سے ادا کیا جائے تو اس کی آواز
خاء کے مشابہ ہے اس نے جو دگ کہ اس کو مشتبہ الصوت بظاہر پڑھتے ہیں وہ غلط نہیں ہے بل جو خالص
ظاہر ہیں تو وہ غلط ہے اور خالص دال کی آواز سے پڑھنا جیسے اکثر عوام پڑھتے ہیں یہ بھی غلط ہے ۳
محمد کفایت اللہ کان اللہ ۲۱ محرم ۱۳۵۵ھ مطابق ۱۴ اپریل ۱۹۳۶ء

غیر المفعوب یا ولا الضالین میں ضد کو قصد انشاء پڑھنا غلط ہے صحیح ادا کیا جائے تو
مشابہ طاء ہوگی

(سوال) قرآن پاک میں غیر المفعوب یا ولا الضالین طاء کے ساتھ قصد اور دال پر کے
ساتھ پڑھنا اور مقصود غیر المفعوب کو دکرنا ہے اور مروج یعنی دال پر ہے اور طاء سے فتنہ پیدا ہوتا
ہے ب دونوں جائز ہیں یا یک اور اگر ایک جائز ہے تو کون سا جائز ہے اور اگر ناجائز کو کوئی پڑھے تو کیا سزا
ہے؟ المستفتی نمبر ۱۱۷۵۷ ارم خاص طب علم مسجد چوری ذیل (صوبہ سرحد) ۲۰ جمادی الثانی
۱۳۵۵ھ مطابق ۸ ستمبر ۱۹۳۶ء

(جواب ۹۸) ضد کو ظاہر پڑھنا غلط ہے سی طرح دال پڑھنا بھی غلط ہے ضد اگر اپنے مخرج سے صحیح
طور پر ادا ہو تو اس کی آواز خاء کے مشابہ ہوتی ہے اس پر جسے کہاجاتا ہے وہ بھی ضد کی آواز ہے اور ضد ادا

(۱) فتاویٰ حدیثہ ص ۲۰۹ ط مصر

(۲) ۸۱ تا ۸۷ ط سہیل اکیڈمی لاہور

۳ و لصاد و لطاء شریک صعد حہر اور حوة و سنعلاء و صبا و افتراق محرج و الفردت الصاد بلا سنعلاء

الاتقان فی علوم القرآن فصل فی المهمات ۱/۱ ط سہیل اکیڈمی لاہور

(۴) حوالہ بالا

کرنے کی نیت سے ہی آواز نکالی جاتی ہے ہذا دونوں فریق ایک دوسرے پر اعتراض کرنے کا حق نہیں رکھتے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(جواب ۹۹ دیگر ۱۴۵۵) ضدا اپنے مخرج و صفات میں ظ کے قریب اور مشتبہ الصوت ظا ہے یہ بات تمام تجوید کی کتابوں میں مذکور ہے اور فقہ حنفی میں بھی اسی طرح مرقوم ہے (۲)
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ ۹ ربیع الاول ۱۳۵۶ھ مطابق ۳۰ مئی ۱۹۳۷ء

”ضاد“ کو خاص ”ظا“ یا ”دال“ پڑھنا غلط ہے۔

(سوال) عام طور سے بعض جگہ ضاد کو مشابہ بہ مخرج دال پڑھتے ہیں جیسا کہ رضی اللہ عنہ کو ردی اللہ عنہ ولا الضالین کو ولا الدالین اور عید الضحیٰ کو عید اندھی وغیرہ مگر اکثر مقامات پر ضاد کو ضادی پڑھتے ہیں مثلاً ہر مضمون کو ردان حضرت کو حدرت اور مرض کو مرد نہیں کہتے ہر رضی اللہ عنہ کو ردی اللہ عنہ کہتے ہیں تو معنی ہی بدل جاتے ہیں رد کے معنی پھیرنا نکالنا شوخی وغیرہ ہے ہیں اگرچہ اس کے یہ معنی نہیں پیتے مگر ظاہر میں ردی اللہ کہنا کر یہ ہے رسالہ زینت القاری میں لکھا ہے کہ ہم لوگوں میں یہ ایک ایسی وبا پھیل گئی ہے کہ ضاد کو دال پڑھتے ہیں اور باوجودیکہ ضاد کا تلفظ ظ سے ملتا ہوا ہے دال سے نہیں ملتا جیسا کہ تمام فقہاء اور کتب قرات مثلاً فتح اعزیز اور فتح القدیر نیز اتقان وغیرہ میں لکھا ہے کہ ض ظ سے ملتا ہو حرف ہے دال سے ملتا ہوا نہیں ہے ہذا ضاد کو دال پڑھنا غلط ہے۔

المستفتی نمبر ۵۲۹۱ دیر راہ نجات (کاٹھیاواڑ) ۱۲ ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ مطابق ۲۴ جون ۱۹۳۷ء
(جواب ۱۰۰) یہ صحیح ہے کہ حرف ضاد کو دال کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے اور یہ کہ وہ ظا کے ساتھ اپنی اکثر صفات میں مشابہ ہے مگر ظاء سے بھی وہ جداگانہ حقیقت رکھتا ہے پس جو شخص اس و خاص ظا پڑھے وہ اور جو شخص خاص دال پڑھے وہ دونوں تبدیل حرف و مرتب ہیں اور جو شخص ضاد کو دال کرنے کے قصد سے پڑھے اور اس کی آواز دال پر کی نکلے یا ظا کے مشابہ نکلے ان دونوں کی نماز صحیح ہوگی اور ظا کے مشابہ پڑھنے والا اقرب الیٰ اسمیٰ ہوگا اور خاص دال کی آواز سے دال پڑھنا غلط ہے دال پر جس آواز کو ہم نے کہا ہے وہ ضاد کی بجڑی ہوئی آواز ہے کیونکہ دال میں فی حد ذاتہ تفتخیم نہیں ہوتی۔
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی۔

ولا الضالین کو ولا الظالین (باطاء) پڑھنا غلط ہے

(سوال) شر اکولہ میں کچھ روز سے ایک فتنہ پھیل ہوا ہے کہ ایک شخص جو پیش امام ہے اس کا کہنا ہے کہ سورہ فاتحہ میں ولا الضالین کو فقط سے پڑھنا صحیح ہے اور والاضالین کو ض سے پڑھنا غلط ہے لہذا بروئے اظہار حق یہ استدعا ہے کہ ولا الضالین پڑھنا چاہیے ولا الظالین اور شخص مذکور کا کہنا ہے ولا الضالین پڑھنے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ المستفتی نمبر ۱۸۱۴، میل خاں حسن خاں (برار) ۲۴ رجب ۱۳۵۶ھ مطابق ۲۸ ستمبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۰۱) یہ کہنا کہ الضالین کو فقط سے پڑھنا صحیح ہے اور فقط ض سے پڑھنا صحیح نہیں ہے درست نہیں ہے اس کو ض سے پڑھنا چاہیے غلط ہے پڑھنا جائز نہیں ہے مگر بات یہ ہے کہ ض کو اصل مخرج سے ادا کیا جائے تو اس کی آواز غا کے زیادہ مشابہ ہوتی ہے اور دال سے اس کو کوئی نسبت نہیں ہے۔ یہ سمجھتے ہیں کہ غا سے پڑھا ہے حالانکہ وہ ض ہی ہوتا ہے غا نہیں ہوتا پس ضا پڑھنے کا قصد کر کے اصل مخرج سے نکالنے کی سعی کرنے والے ٹھیک پڑھتا ہے اگرچہ سننے والوں کو غلط معلوم ہو لیکن اگر وہ غا پڑھنے کا قصد کر کے طالین پڑھے تو یہ غلط ہے فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

ولا الضالین کو ولا الظالین پڑھنا درست ہے یا ولا الدوالین؟

(سوال) ولا الضالین کے ضا کو کوئی نماز میں (یا باہر نماز سے) مخرج باظاً مثلاً ظوالین پڑھتے اور کوئی ضا مخرج بالدا ل پڑھتے مثلاً دوالین پڑھا کرتے ہیں اب بتلائیے کہ کس کی نماز صحیح ہوئی اور کس کی باطل اور کس کا پڑھنا غلط ہوگا۔

اکثر علماء کا فتویٰ مخرج بالدا ل پر ہے یا نہیں اگر نہیں ہے تو عوام الناس و اکثر حافظ قرآن و علماء ضا کو مخرج بالدا ل کیوں پڑھتے ہیں آیا ان لوگوں کا پڑھنا غلط ہے یا صحیح عوام الناس خصوصاً مریدان مونغیر کے کہتے ہیں کہ میرے پیر و مرشد مجمع فیوض البرکات مولانا محمد علی مونغیر کی بھی ضا کو تازیست مخرج بالدا ل مثلاً دوالین پڑھتے تھے آیا حضور کا پڑھنا کیا غلط تھا پھر ایسا ہی مکہ و مدینہ منورہ کے قراء حرمین شریفین کے چاروں معصوموں کے امام و علمائے محدثین پچھ تمام اہل عرب ولا الضالین کو مخرج بالدا ل مثلاً دوالین پڑھتے ہیں تمام جہہ سارے قرآن میں ضا کو مخرج بالدا ل پڑھتے ہیں آیا ان حضرات مجمع فیوض و اہرکات وقف احادیث و آیات مجیدہ و احکام و فرقین کا پڑھنا کیا غلط ہے؟

مفتی مارت شریعہ بیجواری شریف پلٹنے نے اس مسئلہ کا جواب یوں دیا ہے کہ ض و در ظ یہ دونوں حرف قریب اخرج ہیں اس لئے اگر ضا میں یا وجود و شش کے ض صحیح مخرج سے ادا نہ ہو ورنہ اس کی جگہ نہ پڑھا گیا ہو تو نماز فاسد نہ ہوگی بخلاف اس کے اگر دال پڑھا جائے گا تو نماز فاسد ہوگی کیونکہ یہ

خلافِ نَحْن بھی ہے وراں سے معنی بھی متغیر ہو جاتے ہیں (فتاویٰ قاضی خاں میں یہاں یہاں ہے ص ۶۹ ج ۱) باقی رہا قراءۃ و رعاء جو قرأت و تجوید کے فن سے واقف ہیں وہ ضد کو صحیح مخرج سے ادا کرتے ہیں وہ دوا بین نہیں پڑھتے لیکن جو وک اس فن سے ناواقف ہیں وہ قراء کی غلط نقل کر کے دوا بین پڑھتے ہیں تو ان کی نماز اس سے فاسد ہوتی ہے ایسے لوگوں کو کسی قاری سے سیکھ لینا چاہیے اور کوشش کرنا چاہیے کہ ض کو صحیح مخرج سے ادا کریں۔ فقط المستفتی نمبر ۲۶۶۹ مفتی جاں مدین صاحب ۶ جمادی الاول ۱۳۶۰ھ مطابق ۳ جون ۱۹۴۱ء

(جواب ۱۰۲) ضد کو قصد ادا کیا گیا کہ مخرج سے ادا کرنا غلط ہے اور اس سے نماز فاسد ہو جاتی ہے لیکن ایسا کوئی شخص نہیں کرتا کہ قصد ادا کرے یہ قصد غلط ہے۔

لوگ ارادہ تو یہی کرتے ہیں کہ ضد کو صحیح اپنے مخرج سے د کریں لیکن ان سے صحیح نہیں ہوتا و اس میں تین صورتیں ہو جاتی ہیں اول تو عموماً قرأت کہ وہ صاف دال پڑھتے ہیں و ر جی و شش بھی نہیں کرتے کہ اس کو اور دال سے علیحدہ کر کے اصل مخرج سے یا اس کے قریب قریب د کریں ان کا یہ فعل ناجائز اور عمل غلط ہے ان کی نماز بھی نہیں ہوتی (۱)

۱۱۔ یہ صورت یہ ہوتی ہے کہ ال سے تو ممتاز کر لیتے ہیں اور حالات دور رہتے ہیں ان میں سے ممتاز و ر جہ الیک آواز ہوتی ہے جس کو بتانے کے لئے کوئی صحیح تعبیر نہیں مگر عام طور سے اس میں دال مفخم کی آواز کہا جاتا ہے (حالانکہ حقیقت میں وہ دال کی آواز نہیں ہے کیونکہ اس میں تفخیم ہوتی ہے اور اصل دال میں تفخیم کا تصور اور وجود نہیں) یہ آواز چونکہ علیحدہ آواز ہے نہ دال ہے نہ ض ہے اور ضد کو کرنے کی نیت کی ہے اس سے ادا کرنے کے لئے کافی ہوں اور نماز ہو جائے گی و رعاء، رائے، حركات کی طرح سے پڑھتے ہیں پھر ان میں سے جو مخارج کے عام ہیں ان میں باطل صحیح ہوتی ہے اور جو اچھی، اقلیت یا مہارت نہیں رکھتے ان کی ادائیں نقصان رہتا ہے مگر یہ یقینی ہے کہ ان کا ادا کیا ہوا حرف دال اور ط نہیں ہوتا (۲)

تیسری صورت یہ ہے کہ ادا کرنے والا ظاہرین پڑھنے میں باطل پڑھ دیتا ہے اور سمجھتا ہے کہ یہ نونہ میں ضد کو ادا نہیں کر سکتا اس لئے سکون کی آواز کے مشابہہ ادا کروں کیونکہ ضد اور ط آپس میں قریب اصوات اور مشابہہ صفات رکھتے ہیں تو اگرچہ یہ خیال تو صحیح نہیں مگر اس شخص کی نماز اس سے ہو جائے گی کہ یہ ضد کو اس کے اصل مخرج سے ادا نہیں کر سکتا اور جس طرح دایا ہے وہ اس سے

۱) مدد فی التصحیح والعمد ولہ بعد غمہ فصلاۃ، حررة، و لا ترک جہدہ فصلاۃ و سدة کدافی سمحہ رد المحتار، مطلب فی الاشع ۱، ۵۸۲، ط سعید

۲) و بصد و لطاء سرک صمہ حیر و حوہ و اسعلاء و اصاف و افترو محر ح و الفردت الصاد و لاسطائہ بح (الاتقان فی علوم القرآن، فصل فی المہمات ۱، ۱۰۹، ط سہیل اکیڈمی، لاہور)

مخرج کے بعد ضل اوصاف پر مشتمل ہے اور اگر یہ شخص یہ نیت کرے کہ میں نماز پڑھتا ہوں تو اس کی نماز بھی نہ ہوگی۔

نماز اسی صورت میں ہوگی کہ قصد تو کرے خدا کا اور اس کی میں مشتبہ اسوت اپنا معلوم ہو۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

چوتھا باب اعراب قرآن

قرآن مجید کے اعراب حضور ﷺ کے زمانہ سے کتنے برس بعد لکائے گئے؟

(سوال) قرآن شریف کے اعراب کس زمانہ میں اور کس نے لکائے ہیں؟ المستفی نمبر ۲۹۹
تیسرے جس الدین منہار راجپور ۸ صفر ۱۳۵۳ھ مطابق ۲ جون ۱۹۳۴ء
(جواب ۱۰۳) قرآن مجید کے اعراب زمانہ آنحضرت ﷺ سے تقریباً ستہ برس کے بعد لکائے گئے ہیں (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ،

پیش (-) کو واؤ معروف اور زیر (-) کو یا معروف کی طرف، نکل کر کے پڑھا جائے۔

(سوال) اعراب زیر اور پیش کو کس طرح پڑھا جائے کوئی یہ کہتا ہے کہ زیر اور پیش کو باریک آواز سے پڑھنا چاہیے وہی کہتا ہے کہ وہی آواز سے پڑھنا چاہیے مثلاً الف زیر اب۔ ب زیر اب۔ یا غز زیر ابی ب زیر ابی و ن ساریج ہے۔

المستفی نمبر ۷۱۵ عبد فنور (۰ نہ راجپوتانہ) ۶ ربیع ثانی ۱۳۵۳ھ مطابق ۸ جون ۱۹۳۴ء

(جواب ۱۰۴) سچ یہ ہے کہ پیش و واؤ معروف کی طرف اور زیر کو یا معروف کی طرف مائل کر کے پڑھا جائے مگر زیادہ جھینپنا نہ جائے کیونکہ کھینچنے سے پور کی واؤ یا پور کی یا نہ جائے کی اور وہ سچ نہیں ہے۔
۱۰ مجہول یہاں مجہول کی طرف مائل کرنا عربی ہے کہ خلاف ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ،

۱. قل معصی ابو عاصم ان بعد دلت بعد، وان حری علی ساند ولا يعرف المصیر لا بعد وهو المحجر
حبہ وفی لرائد وهو عدل الافوال، وهو المحجر، رد المحجر مضطرب مسائل لہ لغری ۱ ۶۲۳ ط سعد

(۲) انظر تفسر القرطبی: مقدمہ المؤلف ۱ ۴۵، ط دار الکتب العلمیہ، بیروت

۳. قلت دل احدت علی ن المعنی بالقرآن لا بحجر علی لا طلاق بل هو مقصد لغد عدد حرج الفوائد من
لعرسہ بی عبر دہان بقصد فی بعد وفی سباح لحرکت حتی سولد من بصرہ الف و من بصرہ و و و من
نکسر، و بدعہ فی عبر موضع لا دعو فان لم یستلھی حد لحد فلا کرہہ (علاء سس باب مدح، فی
و حوب تحوید القرآن ۴ ۱۵۵، ط ادارۃ القرآن و العلوم الاسلامیہ، کراچی)

جواب کی توضیح

۱۔ (ب ۱۰۵) (۶۳۷) متعلقہ سوال مذکورہ۔ فقیر کے پہلے جواب کا مطلب یہ ہے کہ اُحمد کی دال پر جو پیش ہے اس کو واؤ معروف کی طرف مائل کر کے پڑھا جائے اور اللہ کی ہا کے نیچے جو زیر ہے اس کو یائے معروف کی طرف مائل کر کے پڑھا جائے مگر زیادہ نہ کھینچنا چاہیے کہ الحمد ہو جائے یا للہی بن جائے۔

قاعدہ یہ نا اقرآن محبوبہ علمی پر مکتب پر میں ماہور ہمارے پاس موجود نہیں ہے ہمیں معلوم نہیں اس میں کیا مٹھا ہے اگر یہ بات لکھی ہے کہ جس حرف پر پیش ہو اس کی حرکت یقینی پیش کو واؤ مجہول کی طرح پڑھا جائے، تو یہ بات غلط ہے، محمد کفایت اللہ کان اللہ، ۳ رجب ۱۳۵۲ھ مطابق ۱۲ اکتوبر ۱۹۳۵ء

پانچواں باب
متفرق مسائل

سورۃ توبہ کی ابتداء میں "اعوذ باللہ من النار الخ"، پڑھنا ثابت نہیں!

(سوال) بعض قرآن مجید محبوبہ بمبئی میں سورہ توبہ کے حاشیہ پر یہ عبارت مرقوم ہے وفی الجزری یقرء عند مکان البسملة اعوذ باللہ من النار ومن شر الکفار ومن غضب الجبار العزة لله ولرسوله وللمؤمنین کذا فی المبسوط انتھی دریافت طلب امر یہ ہے کہ جزری یا مبسوط یا دیگر کسی کتاب میں یہ عبارت پڑھنا لکھا ہے؟

(جواب ۱۰۶) اس دعا کا کسی معتبر کتاب سے ثبوت نہیں مگر سورہ توبہ سے پہلے اسم اللہ نہ لکھنے کی وجہ وہی ہے جو حضرت عثمان سے ترمذی میں منقول ہے کہ آنحضرت ﷺ نے وفات سے پہلے اس سورت کے متعلق یہ بیان نہ فرمایا تھا کہ یہ کہاں پر لکھی جائے اس لئے انہوں نے اپنے اجتہاد سے اس کو یہاں پر درج کر دیا اور بسم اللہ نہ لکھی (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ،

مولوی نذیر احمد دہلوی کے ترجمہ قرآن میں بہت سی غلطیاں ہیں!

(سوال) مولوی نذیر احمد دہلوی کا ترجمہ قرآنی صحیح ہے یا نہیں اور حنفی مذہب کے موافق ہے یا نہیں؟

(۱) مرجع سابق

۲ فضل عمامہ فصیح ابیہا فصیح رسول اللہ ﷺ ولہ یبیین لنا ابیہا فصیح احل دلالت قرئت سہم

ولہ اکتب بیہما سطر بسم اللہ برحمۃ الرحمن ووضعیہا فی السبع الصور، جامع ترمذی، ومن سورۃ البقرۃ

۲ ۱۳۹ ط سعید

یہ ترجمہ لڑکوں کو کارآمد ثابت ہو گا یا مضر؟ کیونکہ اس ترجمہ کی بنا ایک آزاد شخص نے خفیوں کے مدد سے لکھی ہے جس کا عقیدہ بہت سے مسلمانوں کے نزدیک برا ہے کیونکہ وہ شخص عام جلسوں میں تقدیر اور سید پڑنے سے لوگوں کو منع کرتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ تقدیر کوئی چیز نہیں تدبیر اور سید کیا چیز ہے اپنی جانوں پر کھیلو۔

(حواہ ۱۰۷) مولوی نذیر احمد صاحب کے ترجمہ قرآنی میں بہت سی غلطیاں ہیں، احناف کے خلاف ایک بہت سی باتیں اس میں ہیں جو لڑکوں کو مضر ہوں گی لہذا اگر وہ ترجمہ مدرسے میں داخل کر دیا گیا ہے تو مناسب ہے کہ اس کے ساتھ اصلاح ترجمہ دہلویہ جو حضرت مولانا شرف علی تھانوی کی کتاب ہے پتوں کو ضرور پڑھائی جائے تاکہ جو پتہ غلطیاں اس ترجمہ میں ہیں اس کتاب سے ان کی اصلاح ہو جائے مولانا نے مولوی نذیر احمد کی غلطیوں کی اس کتاب میں اصلاح کی ہے اور بتایا ہے کہ انہوں نے کیا کیا غلطیاں کی ہیں۔

”آیت الکرسی“ ایک آیت ہے!

(سوال) آیت الکرسی جو کہ سورۃ بقرہ کے چونتیسویں رکوع میں اللہ لا الہ الا ہو سے وهو العلی العظیم تک ہے یہ ایک ہی آیت مانی جائے گی یا درمیان میں علامات وقف ہیں یہ بھی آیت کا حکم رکھتی ہیں؟ بعض لوگ کہتے ہیں کہ آیت الکرسی میں دس آیات ہیں۔ المستفتی نمبر ۴۸۶ حافظ محمد شفیع (ضلع بہار) ۲۸ صفر ۱۳۵۳ مطابق یکم جون ۱۹۳۵ء

(حواہ ۱۰۸) آیت الکرسی اللہ لا الہ الا ہو سے شروع ہو کر وهو العلی العظیم پر ختم ہوتی ہے یہ کوئی ایک آیت ہے درمیان میں جو رموز اوقف ہیں وہ آیات نہیں ہیں فقط آیت الکرسی میں بھی اس کو واحد کے صیغے سے تعبیر کیا گیا ہے آیات الکرسی نہیں کہا گیا، محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

آیت ”وما انزل علی الملکین ببابل“ (الآیۃ) کی صحیح تشریح

(سوال) کلام مجید میں ہاروت وماروت کا جو ذکر آیات اس کا صحیح شائع نزول اور اصل قصہ کیا ہے؟ حضرت مولانا عبدالحق صاحب تفسیر حقانی میں تحریر فرماتے ہیں کہ ہاروت وماروت شہر بابل میں دو شخص تھے جن کو ن کے عجائب افعال اور نیت چینی کی وجہ سے فرشتہ کہتے تھے اور ان کا یہ لقب مشہور ہو گیا تھا اور اس بات کی وجہ سے وہ قدامت وید ہے جس میں ملکین کو حکمران پرہما ہے اور حسن بھری کا بھی یہی

۱، وفي تفسیر لاس کنبر هذه آية الكرسي ولها شأن عظيم قد صح عن رسول الله ﷺ بأنها افضل آية في كتاب الله قال الامام احمد حدثنا عبد البر ابي عن ابي اس كعب بن ابي السبيحة قال سالت ابي آية اعظم قال الله ورسوله عنه فردوا هم راوا الله قال ابي آية الكرسي لقوة ۱۰۲۵۵ ۳۰۴ وفيه وهذه الآية منسمة على عشر حمل مستقلة لقوله (الله لا اله الا هو) احوار الخ (۳۰۸/۱) ط سهل اكيذمي (لاهور)

قول ہے (بیضوی تفسیر نبیہ) یہ وہ شخص جس میں فن سے واقف تھے مگر اس کو بر سمجھتے تھے یہاں تک کہ جو ان کے پاس سیکھنے آتا اس سے یہ کہہ دیتے تھے کہ بھائی خدا نے یہ علم ہم کو تمہاری آزمائش کے لئے دیا ہے کہ تم ایمان پر ثابت قدم رہتے ہو یا نہیں اس کو نہ دیکھو ورنہ ایمان جاتا رہے گا مگر یہود ایمان کی کیا پروا کرتے تھے سیکھنے سے باز نہ آتے تھے پس ان پر نازل ہونے سے مراد یہ ہے کہ خدا نے ان کو اس فن میں ماہر و مایم ہونے کی قدرت عطا کی تھی نہ یہ کہ کتاب آسمانی کی طرح ان پر خدا نے جادو نازل کیا تھا کہ وہ اس کو تعلیم دیا کرتے تھے بعض مفسرین نے لفظ انزال سے یہ سمجھ لیا کہ وہ فرشتے تھے جو حضرت اوریس عیسیٰ سلام کے عہد میں زمین شہر بابل میں آئے تھے پھر ایک حسین عورت زہرہ پر عاشق ہو گئے تھے اس کے کہنے سے شہر بابل پیرس کے خاندان کو قتل کیا اور بت کو جہدہ کیا اور زہرہ نے امام اعظم ان سے سیکھ لیا جس سے وہ قسطنطنیہ پر چلی گئی وہیں بابل کے کنوئیں میں اٹے لائے ہیں وروہاں آگ سے ان کو عذاب ہوتا ہے پھر جو کوئی ان کے پاس جادو سیکھنے جاتا ہے پس اس کو سمجھا دیتے ہیں پھر سکھا دیتے ہیں چنانچہ ایک شخص عبد ملک بن مروان کے پاس ان سے مل کر آیا تھا۔ یہ بے اصل کہانیاں ہیں دریافت طلب یہ مرنے کے مولانا عبدالحق نے کہا۔ حسن بصری بیضوی و تفسیر نبیہ جو لکھا ہے وہ ٹھیک ہے یادگیر مفسرین کا قول صحیح ہے المستفتی نمبر ۵۴۴ فقیر حمد نقشبندی (سکرو) ۲۰ ربیع الثانی ۱۳۵۴ مطابق ۲۲ جولائی ۱۹۳۷ء۔

(جواب ۱۰۹) ہاروت و ماروت فرشتے نہیں تھے اور ان کا آسمان سے اترنا اور زہرہ پر عاشق ہونا اور زہرہ کا ان سے امام اعظم سیکھ کر آسمان پر جانا اور فرشتہ بن جانا ستارہ بن جانا اور ان فرشتوں کا بابل میں ایک کنوئیں میں اسٹال لٹکایا جانا یہ معتبر قصہ نہیں ہے ظاہر یہ ہے کہ مولانا عبدالحق صاحب کا بیان رواہ قصہ ہی قابل قبول ہے۔ (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ له

عربی عبارت کے بغیر قرآن مجید کے ترجمہ شائع کرنے کا حکم

(سوال) کیا قرآن شریف کا اردو میں ایسا ترجمہ جس میں عربی عبارت بالکل نہ ہو اور ہر محارہ عبارت ہو شائع کرنا درست ہے۔ المستفتی نمبر ۱۱۹۸ نیاز احمد صاحب (بہار) ۶ رجب ۱۳۵۵ مطابق ۲۳ ستمبر ۱۹۳۶ء۔

(جواب ۱۱۰) قرآن مجید کے اصل نظم عربی اور اس کی خصوصیات کی حفاظت کے لئے ضروری ہے کہ اس کی عبارت ترجمہ کے ساتھ ضرور ہے خالص ترجمہ کی اشاعت میں تغیر و تبدل کے امکانات

۱۔ وہدہ قصہ من حصار الاحادیث من الروايات الضعيفة السادة ولا دلاله عليها في القرآن بشي وفي روايات هذه القصه ديا به العقل والقل وهو ما نقل عن الرصد س س به مسح انه الزهرة كو كباو صعدت الى السماء حين نعمت لاسم الاعظم في مسح كسب ليدى و سمه لقل لم يصححو بهده القصه ولا نسو رو يتها عن عيسى و له عن بن عبدس الح التفسیر لشمیری ۱۰۹ ص حافظ کتب حرمہ کوئٹہ

زیادہ ہیں اس سے اس پر اقدام کرنا مسلمانوں کے لئے قرین صواب نہیں، محمد کفایت اللہ کا نکتہ۔

قرآن کریم کو خوش آوازی سے پڑھنا کیسا ہے۔

(سوال) قرآن کریم کو خوش آوازی کے ساتھ پڑھنا کیسا ہے؟ المستفتی نمبر ۱۵۹۱ ج ۱ مدین صاحب (ضلع حصار) ۳ جمادی الاول ۱۳۵۶ھ مطابق ۱۲ جولائی ۱۹۳۷ء
(جواب ۱۶۱) قرآن مجید کو خوش آوازی سے پڑھنا جائز ہے مگر گانے کے سبب میں پرہیز کرنا ضروری ہے (۲) محمد کفایت اللہ کا نکتہ۔

کیا حروف مقطعات کے معانی کا علم حضور ﷺ کو تھا؟

(سوال) حروف مقطعات کے بارے میں بڑا اختلاف برپا ہے چنانچہ ایک عالم فرماتا ہے کہ حروف مقطعات کا علم اللہ اور اللہ کے رسول کو معلوم ہے کیونکہ یہ ایک راز ہے جو مرسل اور مرسل (اللہ) کے درمیان واقع ہے جس کو ان کے مدعو اور بولی نہیں جانتا اور وہ عالم یہ فرماتا ہے کہ اس کا علم بغیر اللہ کے کوئی نہیں جانتا خواہ وہ رسول ہو یا فردا من امت الناس ہو جو شخص یہ کہے کہ حروف مقطعات اللہ اور رسول ﷺ کے درمیان راز ہے وہ شخص کافر ہے اور اگر اس اعتقاد میں کفر کا مدعا نہ ہو تو ایسے معتقد کا نہ ہونا یقینی ہے چنانچہ اس اختلاف کی وجہ سے عامہ مخلوق میں شدید پھیلنے کے بعد یہ بات عمل میں آئی کہ اس کا فیصلہ مفتی صاحب سے کرنا چاہیے ہذا آئینہ کی خدمت میں تمنا ہے کہ جو فیصلہ شرعی و تحریر فرما کر قاطع اختلاف ہوں وراثر اختلاف مذاہب اس میں واقع ہو تو جو قوس آپ کے نزدیک مرسل ہو تحریر فرمائیں؟ المستفتی نمبر ۲۶۸۱ عدم محمد صاحب مخفر گڑھ پنجاب۔ ۹ ربیع الثانی ۱۳۶۰ھ مطابق ۱۴ اگست ۱۹۴۱ء

(جواب ۱۶۲) حرف مقطعات کے متعلق سلف صالحین سے متعدد اقوال منقول ہیں مخصوص کتاب سنت کے حوالے سے راجح و راقی قوی قوی یہ ہے کہ ان کے معنی و مراد کا علم ذات بری تعالیٰ کے ساتھ مخصوص ہے اسی مذہب کی روایت کرتے ہوئے جلیلین میں آئم کے آگے اللہ اعلم بسرہ بدلتک فرمایا گیا ہے اور اس پر صاحب جمل فرماتے ہیں اشار بہذا الی ارجح الاقوال فی ہذہ الاحرف

۱۔ قل استحق فی الشامیہ و فی لمح عن الکافی ۲۔ اعصار النورہ دفرسہ او رد ۳۔ کتب مصححہ سماع ہواں فعل فی آیہ و ایسی لاف کتب القراء و تفسیر کل حرف و مروجہ حجاز رد المحتار مصنف باب سواہر والشاذ ۴۸۶/۱ ط سعید

۲۔ قلت قد استجاب انعمی بالقرآن و بحسن الصوت بالقرآن و بریہا لا سماء و قد جاء الامرہ کما مسمی و بکہ مقصد سادہ یہ یخرج لی حد لخطبہ علاء السی ۳۔ باب محاء فی وجوب سجود بالقرآن ۴۔ ۱۵۳ ھ إدارة القرآن و العلوم الاسلامیہ کراچی

(۳) ۴/۱ ط سعید

التي ابتدئ بها كثير من السور وهو انها من المتشابه وان جري على مذهب السلف
القائلين باختصاص الله تعالى بعلم المراد منها انتهى مختصراً (جمل جلد ۱) ۱

مگر اس کے ساتھ ہی ۱۰۱ اس قول یہ بھی ہے کہ حروف مقطعات اللہ اور اس کے رسول کے
درمیان میں امر اور ہیں جتنی آنحضرت ﷺ کو ان کا علم عطا فرمایا گیا تھا مگر چونکہ وہ ایک سر تھا اس لئے حضور
ﷺ نے اس کو امت پر خاص نہیں فرمایا حضرت شاہ عبدالعزیز قدس سرہ نے تفسیر عزیزی میں ان
قوال کو ذکر فرمایا ہے جو حروف مقطعات کے بارے میں سلف سے منقول ہیں۔ فرماتے ہیں

اول آیت کہ ایں حروف امر اور محبت است کہ از اختیار پوشیدہ بہ پیغمبر حبیب خود

صعہ نشان دادہ اند۔ نوید کہ التحاطب بالحروف المصدرة سة الاحباب فان سر الحب مع
الحبيب يجب ان لا يطلع عليه الرقيب (فتح العزيز سورة بقرہ مطبوعہ محتبانی ص ۷۴)
اور بیضاوی نے اپنی تفسیر میں تحریر فرمایا ہے :-

” و قيل انه سر استأثره الله بعلمه وقدره عن الخلفاء الاربعة وغيرهم من الصحابة ما
يقرب منه ولعلمهم ارادوا بها اسرار بين الله ورسوله ورموز لم يقصد بها افهام غيره الخ “
(بيضاوی جلد اول ص ۱۵ محتبانی) ۲

جتنی بیضاوی نے خلفائے اربعہ اور دیگر صحابہ کے ان اقوال کو جن میں حروف مقطعات کو امر اور
یا المکتوم الذی لا یفسر یا صفوة اقرآن فرمایا تھا اس پر محمول کیا کہ یہ اللہ اور رسول کے درمیان امر اور
ورموز ہیں۔

تیسرے اقوال یہ ہیں کہ ان فقہاء مراد معلوم ہے پھر تفسیر مراد میں بہت اقوال ہیں اور امام شافعی کا یہ
مذہب مشہور ہے کہ تشابہات کے معنی راجحین فی العلم جانتے ہیں پس جو شخص یہ کہتا ہے کہ حروف
مقطعات اللہ اور رسول کے درمیان میں راز ہیں وہ اقوال سلف سے باہر نہیں نکلتا یہ دوسری بات کہ راجح
اور قوی قول کے خلاف ہے مگر اس کی بناء پر اس کی تکفیر تو کجا تفسیق و تضلیل بھی نہیں کی جاسکتی ۳
محمد کفایت اللہ کان اللہ له ولی۔

۱، ۱، ۱۰ ط مصر

۲، ۱، ۱۶ ص سعید

۳، وقد اختلف اهل العلم في معنى قوله (وما يعلم باويله لا اله والراسخون في العلم والراسخون في العلم) فذهب
من جعل تمام الكلام عند قوله تعالى (وما يعلم باويله لا اله والراسخون في العلم) ففسر قوله الاول جعل لراسخين في العلم عدلين
بعض المتشابه (احكام القرآن للحصص ۲/۴ ط دار الكتاب العربي بيروت)

سورہ بر اءقہ سے پہلے ”بسم اللہ“ نہ ہونے کی وجہ

(سوال) قرآن مجید کے اسمیں پارے میں سورہ برائت میں "تم اہل نہیں نازاں ہوئی" یہ وجہ ہے؟
المستفتی نمبر ۲۲۰ شیخ الاسلام (تہذیب - ضلع مغربی خاندین) ۸ صفر ۱۳۵۱ھ ۳۰ مارچ
۱۹۳۹ء۔

(جواب ۱۱۳) اس میں حضور ﷺ نے قسم اٹھائی کہ میں تمہاری قسم پر یہ سورت پڑھ کر سورت کے ساتھ بسم اللہ میں شامل ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لا وہابی

۱. فصار عصار کتب رسول الله ﷺ من دسی علیه لزمان وهو یقول علمه اسوره در د معدد فکک اذا برن علمه
سی دغا بعض من کتب کتب و کتب براد من احقر لقرا و کتب فتمتھا سینه بنفصھا فصب ایھا سینه
فتتس رسول الله ﷺ ولم یس لایھا مینا فیس حل دیت قریب سینه ویم کتب سینه سطر حو لند لرحس
الرحم ووصعتها فی السع الطول (جامع الترمذی . ومن سورہ التوبۃ ۲، ۱۳۹ ط سعید)

كتاب الحديث والآثار

پہلا باب متفرق احادیث کی تشریحات

حدیث شریف کی تعلیم فرض کفایہ ہے، صحابہ کرام کے زمانہ میں 'تدوین حدیث' کا اہتمام خطبہ بقرہ آن کے خوف سے نہیں کیا گیا۔

سوال ۱، حدیث شریف کی نقل دین میں سے کیا نہیں؟ اگرچہ تو رسول اللہ ﷺ و صحابہ کرام سے ساری قرآن مجید حدیث شریف کا مجموعہ انصاف سے نہیں لیا جاتا۔ جلد کے بعد اپنے ہمد خدشت میں تشریح حدیث بیان کرنے و جمع کرنے فرمایا، 'المستغنی' نمبر ۳۴ تذکرہ حدیث ضعیفہ، ۱۲ جلد کی، ۱۵۳۳ھ بمطابق ۱۹۱۴ء۔

جواب ۱۱۴، حدیث شریف کی تعلیم اور تعلم بھی بقدر ضرورت فرض غایہ ہے اس کی تدوین کا ہتمام خطبہ بقرہ آن کے خوف سے ہوتا ہے نہیں کیا گیا (۲) بخیرت بیان کرنے سے ممانعت اس احتیاط سے تھی کہ لوگوں کو غیر معتد احادیث کے بیان کرنے سے روکا جائے اور جرات مضمرہ سے ڈرایا جائے۔ (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

حضور ﷺ کا خچر پر سوار ہونے کی حدیث کا حوالہ

سوال ۱، خچر کی سوار کی جو حدیث ہے وہ کس کتاب کی ہے حوالہ سے 'نون' یا 'میں'؟ المنشی نمبر ۹۱ محمد نور بدینی (ضلع جاندہر) ۷۴۱ھ بمطابق ۱۹۳۶ء۔

جواب ۱۱۵، خچر کی سوار کی حدیث بخاری شریف ترمذی شریف و دیگر کتب میں موجود ہے بخاری شریف جلد ۱ ص ۴۲ میں ہے و کذا ابو سعید بن الحارث أحد ابناء عبد اللہ بن یونس بن ابی سفیان بن رث حضور ﷺ کے سفید خچر کی باک تھاتھتے ہوئے تھے جس پر

- ۱، و ما فرض الکفاہ من العلم فهو کما علم لاسعی عند فی قوم مور انہما کالظف والحساب و لحو لعدہ و کلام و فقرات و سادہ حدیث و کما ہدہ لہ نعمہ لتفسر و لحدیث و کذلک عند لاند و لا حار و نعمہ بالرحال و اسمہم الح (رد المحتار، مطلب فی فرض الکفاہ و فرض العین ۱/۲ ط سعید)
- ۲، عند عسی الد و یاک ان تار سی لہ بکر فی عصر صحابہ و کما سمعہ مدوۃ فی الحومع و لا مرہ۔
- ۳، کما کما سمعہ منہا و یہو، عن لا کما فی حدیث لا عن التحدث بالکلیۃ و ذلك منهم حشۃ و فروع سکر فی الخط، و هو لا سکر الامم لحدیث و صحابہ لاساب بنی حدیث عن الامتاع و الہی ص ۱۰۴ ط دار المار جده)
- (۴) (باب بعلۃ لسی ﷺ ۱/۲ ط قدیمی کتب خانہ کراچی)

ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

حدیث ”فمن وصلہا وصلته“ اس کا صحیح ترجمہ

(سوال) محترم حضرت علامہ مفتی اعظم مدظلہ العالی صاحب مدظلہ۔ بارگاہ مسنونہ
کرم فرما کر حضرت عبدالرحمن بن عوف کی یہ حدیث جو مشکوٰۃ ص ۴۲۰ پر ہے اور جو اس جمعیت
خبر میں بھی شائع ہے اس کو دہندہ فرما کر اس کے ترجمہ اور لغت نوٹ کے متعلق فرمایا ہے کہ
نہیں؟ المستفتی مولوی محمد رفیق صاحب دہلوی ۲۲-۸-۴۹

(جواب ۱۱۸) حدیث ۵ ترجمہ حاصل مطلب کے تحت ہے ”فمن وصلہا وصلته ومن
قطعها بآئنه“ ۵ ترجمہ من سب غلطیوں کو ناپاچہ ہے جو شخصیں رحمہمینی رشتہ داری کو جوڑے
گا میں اس کو جوڑوں گا اور جو اسے توڑے گا میں اس کو توڑ دوں گا۔

تفصیل لہذا من اسمی ۵ مطلب یہ ہے کہ میں نے پناہ مرہمن سے بھی اس کے ساتھ رحمہ
نامہ ہے یہاں اشتقاق حدیثی مراد نہیں ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

حدیث ”یا عباد اللہ اعینونی“ اس کا صحیح مطلب

(سوال) کیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ جب تم ہو کہیں کوئی مصیبت پڑے اور اس جگہ تم تنہا ہو ورنہ
اور امام ہو نہیں سکتے تو اس میں ہوا کہ خدا کے بندو ہماری مدد کرو اور یہ حدیث صحیحہ بنی سے روایت
ہے یہ بات مجھے ٹھیک معلوم نہیں ہوئی اور مجھے یہ خیال ہوا کہ ایسی باتوں کا بیان کرنا کیسا ہے اور یہاں
روایت یہی ہے۔ المستفتی نمبر ۱۶۱۱ اندیز محمد عزیز احمد (ریوان) ۱۰ جمادی الاول ۱۳۵۶ مطابق ۱۵
دہائی۔ ۱۹۳۷ء۔

(جواب ۱۱۹) حدیث ”یا عباد اللہ اعینونی“ میں برہایت صحیحہ بنی مروی ہے کہ
اس میں عباد اللہ سے فرشتے یا مسلمان بن مراد ہیں جو انسان کی نظر سے مخفی نہ رہیں قریب موجود
ہوتے ہیں ان کا وجود مضمون ہے اور ان کو مدد کے لئے پکارنا اس تصور پر ہے کہ وہ پکارنے والے کے
قریب سے اس کی آواز سن کر اس کی مدد کر سکتے ہیں جیسے ایک انسان دوسرے مصیبت زدہ انسان کی فریاد
سن کر اس کی مدد کر سکتا ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی۔

(۱) (باب البر والصلة - الفصل الثانی - ص ۴۳ ط سعید)

۲، قوله ”يستحب“ أي أحوج وأشد من قولہ ”لها“ أي لرحمة قولہ من اسمی ای الرحمن وفہ اسمہ ای
سببہ الاسمہ وحده برعده ر۔ كان للمعنى على يد ابن من عار رحمة الرحمن الح (مرفقه المصاحح) سرح
مشكوه الصالح باب البر والصلة ۹، ۲۰ ط امدادیہ ملتان

(۳) مترجمہ ص ۱۲۳ ط میر محمد کتب خانہ کراچی

معراج کی رات حضور ﷺ کا مہر القادوس جبریل علیہ السلام نے فرشتوں کے ساتھ آسمان پر قدم رکھ کر
براق پر سوار ہونے کا واقعہ من گھڑت ہے۔

(سوال) اکثر مولود خواں صحابہ کرام معراج مبارک کے واقعات میں یہ بات بیان کرتے ہیں کہ جب
رسول خدا ﷺ معراج میں تشریف لے گئے اور براق پر سوار ہونے لگے تو براق نے شوخی کرنا شروع
کی اس وقت غوث پاک کی الدین جیلانی نے اپنی گردن مبارک حضور ﷺ کے قدم کے نیچے رکھ دی
اس وقت آپ براق پر سوار ہو گئے اور آپ نے فرمایا کہ جیسا میرا قدم تیرا گردن پر ہے ویسا ہی تیرا قدم
کل اویسہ اللہ کی گردن پر ہو گا یہ روایت صحیح ہے؟ المستفتی نمبر ۶۱ اندر امجد عزیز احمد (ریون)
جواب (۱۲۰) یہ قصہ سلسلے اس کی کوئی معتبر سند اور ثبوت نہیں ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ

حدیث منکرہ معلقہ موقوف وغیرہ نہیں ہو سکتی کہنا صحیح نہیں۔

(سوال) یہ کہتا ہے۔ (۱) شان صاحب اب اسرار نبیہ، شفیق المذنبین محمد بن عبد اللہ دمشقی المعروف
مدنی بحکم رب اکرمہ صلی علیہ وسلم الہو الاوحی یوں ہے کہ دوروں میں فرق نہیں
کرتا پھر جو کوئی آنحضرت ﷺ کے قول مبارک حدیث شریف کو قول ضعیف یا موضوع یا منکر یا معلق
یہ کہتا ہے کہ وہ آنحضرت ﷺ کی حدیث شریف کی کھلی توہین کرتا ہے اور جو کوئی اقوال
صحیحی و ناجہی یا صحیحی کو حدیث موقوف یا حدیث مرفوعہ یا حدیث مرسل یا حدیث منقطع کہتا ہے وہ غیر نبی
کے قول کو برابر قول صاحب اسرار نبیہ، و امیر المؤمنین کے حدیث فروع حدیث شافہ حدیث معلقہ
حدیث آنحضرت ﷺ میں شامل کرتا ہے وہ بھی کھلی توہین آنحضرت ﷺ کی کرتا ہے۔

(۲) آنحضرت ﷺ کے تمام ارشادات صحیح ہیں ولی ضعیف یا موضوع یا منکر نہیں مانتا
قول غیر معسوم کا قول معسوم کے برابر نہ کر نہیں کیا جاسکتا اس لئے جو کوئی آنحضرت ﷺ کی عقیدہ
مکتبہ ہو وہ ہمارے خدا کا دشمن ہے اور آنحضرت ﷺ کا دشمن ہے۔

(۳) اور امام مالک بن انس بخاری نے غلطی کی ہو تو خدا کے نزدیک سب کی غلطیاں
استور اہی قبل از ہوں کی میں نہیں جانتا کہ امام مالک بخاری نے غلطی کی ہے یا نہیں اس کی تفسیر
سزا کے مستحق ہوئے۔

المستفتی نمبر ۱۶۶۸ منشی فضل الرحمن پیر پنج دہلی۔ ۳ جمادی الثانی ۱۳۵۶ھ مطابق ۱۱ اگست
۱۹۳۷ء۔

(جواب ۱۲۱) (۱) یہ قول اصحاح فن حدیث اور حقیقت حال سے ناواقف ہے حدیث ضعیف
یا موضوع یا منکر یا معلق یا مدسوس یا مقرب یا مقرب ثبوت و سند کے کہا جاتا ہے کہ اس کے ہونے کی حجت

تہ یہ اوصاف حدیث شریف کے نہیں ہیں جس حدیث کو منکر نہیں ہے تو مطلب یہ ہوگا کہ اس حدیث کو منکر ہے جس کو ضعیف نہیں ہے تو مطلب یہ ہوگا کہ اس کی سند ضعیف ہے اس طرح ذکر کرنے سے حدیث رسول اللہ ﷺ کی کوئی توہین نہیں ہوتی، صحابی کے قول کو حدیث موقوف منہج ہے اس میں حدیث کے معنی قول رسول ﷺ کے نہیں ہیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ یہ قول صحابی کا ہے۔ آنحضرت ﷺ کا نہیں ہے اس میں بھی کوئی توہین نہیں ہے (۲)

(۲) حضور ﷺ کا قول تو بحد موضوع اور ضعیف یا منکر نہیں ہو سکتا مگر سند میں تو ضعیف و منکر ہوتی ہیں اور فقط حدیث ان مثالوں میں مطلق قول یا خبر کے معنی میں استعمال کیا جاتا ہے (۳)

(۳) ہاں اختیاری اور قصدی غلطی میں مواخذہ ہے۔ خواہ کسی سے ہو اور ب قصد غلطی ہو جائے تو اس میں مواخذہ نہیں ہو سکتی سے ہو د محمد کفایت اللہ کان اللہ لا وہابی

کیا احادیث مثل قرآن ہیں۔

(سوال) حدیث مثل قرآن ہے یا نہیں؟ المسنفتی نمبر ۱۸۲۷ محمد میاں حویلی اعظم خاں دہلی ۲۴ رجب ۱۳۵۶ھ مطابق ۳ ستمبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۲۲) آنحضرت ﷺ کے قول متعنتہ دین ان و کول کے لئے جو خود حضور ﷺ کی زبان سے سنتے تھے یا بن کو تواتر سے پہنچیں قرآنی احکام کے موافق واجب التعمیل ہیں لیکن جو احادیث کہ نقل فیہ متواتر منقول ہو کر میں ان کا رجب۔ جب طریق نقل کے ادون ہونے کے یات قرآنی سے کم ہے تاہم احادیث صحیحہ ثابتہ پر عمل لازم ہے (۴) محمد کفایت اللہ کان اللہ لا وہابی۔

۱۔ و قد فی حدیث غیر صحیح، لوف، صعب لک، احضر، فمعہ لم یصح اسادہ عنی بشرط المدکور
۲۔ کتاب فی نفس الامر مقدمة اعلا، بس، الفصل الناسی ۱ ۳۷ ط ادرة لفر و العبود لاسلامہ کرچی،
۳۔ و ما تنہی الی الصحابی یقول لہ سوقوف کما یقال فی و فعل از فررس عباس موقوف، المہمدہ بسبح عبدالحق الدہلوی علی مشکوٰۃ المصابیح، ص ۵ سعید
(۳) (مقدمة اعلاء السنن، المرحع السابق ۱ ۳۷)

۴۔ فی لسنح بو الحسن لاسادہ ی علی لحدی ام بقول فی ثنتہ حرة مات حدمہ مطیعہ والا حر عاص و لست صغر ففان ب الاور بئان فی الحد و لسی یعرف فی الدار، شرح العثاند ص ۶ مکتبہ حیر کنیر کرچی
۵۔ عن بر عباس عن سبی بنی عن الی المد و صغ عن منی الحفا و لسیب و ما سکر هو اعلیہ (اس ماحہ
ب طلاق المکرہ و الناسی ص: ۱۴۷ ط قدیمی)

۶۔ الانصاف ما فی رسول اللہ ﷺ و هو ان یکون کمالا کلمتواتر و هو بحر بدی کفیل القرآن و الصدوہ لحمس و نہ یوح عم لیس او یکون اتصالا فد شہہ صورہ کد مشہور و انہ یوح علم عطا بہ و یکون اتصالا فیہ شہہ صورہ و معنی کحیر بو حد و نہ یوح العمل دوی لعلیم الیقین (المسار مع شرحہ بور لاوار، و فی لحدیہ صورہ کلمتوبر و رد کف سبیل لان لانس کامل قد یکون بعبیر لوار کالسماع من فی رسول اللہ ﷺ مشافہة) باب اقسام السة ص ۱۷۷ ۱۷۸ ط سعید

حدیث "ستمترق امتی علی ثلاث و سبعین" ان میں امت سے
امت و عورت مراد ہے یا امت اجابت

(سوال) (۱) حدیث میں جو ارادہ ہے کہ میری امت تہہ آروہ میں تقسیم ہو جائے اس فقہ امت
سے کیا مراد ہے ساری دنیا کے انسان عام اس سے کہ مسلمان ہوں یا کافر یا صرف مسلمان مرد ہیں
مسلمان اور کافر اس تہہ آروہ میں جو جائیں گے یا مسلمانوں میں تہہ آروہ ہوں گے یا مست میں مسلمان
کافروں ہی داخل ہیں؟ یہ حدیث کس قسم کی ہے؟

(۲) ذاتی و نون آروہ ہے کل مسلمان یا ان میں نونی خاص آروہ مراد ہے اہلانا عند
واصحابی "کتاب مطبوعہ" المسلسلی نمبر ۲۶۱۲ پر ہیم سین (پٹنور) ۲۳ ربیع الثانی ۱۳۵۹ھ
مطابق یکم جون ۱۹۴۰ء

(جواب ۱۲۳) اس حدیث میں امت سے مراد امت و عورت بھی لی گئی ہے اور امت اجابت بھی
مرتبة شرح مشکوٰۃ میں ہے ثم قيل يحتمل امة الدعوة فيدرج سائر الملل الذين ليسوا على
قلبتنا في مدد الثلاث و السبعين و يحتمل امة الاحياء فيكون الملل الثلاث و السبعين
محصورة في اهل قلبتنا و الذي هو الاظهر و نقل الا بھری ان المراد بالامة امة الاحياء عند
الاكثر انتهى اکثر علماء کا قول یہ ہے کہ امت اجابت مراد ہے یہ حدیث ترمذی (۲) اور مسند ہام
احمد (۳) اور ابوداؤد (۴) میں سے ترمذی نے اس کو حسن ماہدہ اما علیہ واصحابی سے روایت کیا ہے
نے جو آئمہ تھے علیہ السلام کا اور خاندان راشدین اور صحابہ کرام کا سریتہ تھی یعنی جو آج کل اس امت و ایمان سے
مریتہ ہے اس میں حنفی شافعی مابقی حنبلی ہاں حدیث سب داخل ہیں ابنتہ مبتدئ فقہ ہاں نہایت
مقتولی خارجی مرید مشہورہ انفس وغیرہ اس سے خارج ہیں محمد کفایت اللہ کان اللہ اعلم

محدثین کا چوتھے طبقہ و نسب رزین شعب الیمان و بیہقی اور ابن عساکر وغیرہ سے
حدیث میں لی وجہ

(سوال) (۱) رزین شعب الیمان بیہقی ابن عساکر وغیرہ کتابوں کا شمار حدیث سے کیا ہے
چوتھے طبقہ میں ہے ورنہ تا پیہ زیادہ بند نہیں ہے پھر یہ وجہ ہے کہ بڑے بڑے محدثین ان حدیث

(۱) (باب الاعتصام بالکتاب والسنة ۱ ۲۴۸ ط امدادیہ ملتان)

(۲) (باب افراق هذه الامة ۲ ۹۲ ط سعید)

(۳) (رقم الحديث ۲۸۱۹۴ ۲۸۳ ط دار احیاء التراث العربی بیروت)

(۴) (باب شرح السنة ۲ ۲۸۳ ط امدادیہ ملتان)

۵ لمر دھم المہتدون المسسکون بحسی کون نسبی و سند لحدیث بر سیدین من بعد فلاسف ولا رب یہ
اہل السنة والجماعة (مرقاۃ المفاتیح باب الاعتصام بالکتاب والسنة ۱ ۲۴۸ ط امدادیہ ملتان)

پہلی تصانیف میں آئے ہیں۔ حتیٰ کہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے مدارق سنہ ۱۱۰۰ھ میں مواہب مدنیہ وغیرہ
کی بہت احادیث ذکر کی ہیں جنہیں صاحب یہ کتاب نے بھی مستند قرار دیا ہے^(۱)
(۲) علم اصیغہ میں لغو کے ماضی پر داخل ہونے کی شرط رکھی گئی ہے کہ تکرار ہونا ضروری ہے اور
نہی یہ کلیہ بعض مقامات پر ٹوٹ بھی گیا ہے مثلاً مشکوۃ شریف ص ۱۶ میں ہے انک مورت ولا
سلمت (حدیث عثمان مشکوۃ ص ۱۶ انور محمدی) یہاں لاماضی پر داخل ہوا ہے لیکن تکرار نہیں ہے۔
المستفتی نمبر ۲۶۷۶ نمبر ۱۳ صاحب رضوی (سیتا پور) ۱۳۶۰ھ مطابق ۱۹۴۱ء

(حواص ۱۲۴) (۱) ان کتابوں میں چونکہ ضعیف روایتیں بھی ہیں اسلئے ان کا درجہ ضعیف یا بے گمراہ
مطلب نہیں کہ ان کی کوئی روایت قابل اعتماد نہیں مشکوۃ میں بھی ان کی روایتیں لی گئی ہیں اور دوسری
کتابوں میں بھی دجائی ہیں اخبار و سیر کی کتابوں میں زیادہ چھان بین نہیں ہوتی اس لئے شیخ عبدالحق محدث
دہلوی اور یہ تائید کرنے والے مصنفین نے ان کتابوں کی حدیثوں سے اسناد کیا، جن مصنفین نے
یہ تائید بھی تنقید کا راستہ اختیار کیا انہوں نے ضعیف روایت کو مجددہ کر دیا۔

(۲) ماضی پر گئی کے ماضی ہونا صرف تکرار کے ساتھ مشروط نہیں ہے بلکہ تکرار
تکرار ہو جائے فلا صدق ولا صبیحی - یا تکرار ہو جائے ما طلعت الشمس ولا غربت ی
موضع، میں ہو والا لا یدارک اللہ فی سہیل یا معنی تکرار نہ کر سکتی ہو جائے فلا افصح العفہ، کہ
یہاں معنی تکرار نہ کر سکتی ہے اور لا افصحہ ولا فک رقبة ولا اطعم مسکینا کے معنی میں ہے کہ
میں ان کے ساتھ ہی نہیں نہرت بغیر تکرار اور بغیر موضع دہا کے بھی، ماضی پر استعمال ہوا ہے جیسے
وای عدلک لا الما آپ نے جو ہمہ نقل فرمایا ہے اس میں تو معنوی تکرار موجود ہے کیونکہ اس کی
مہارت یوں ہوتی ہے ما شعرب انک مورت ولا سمعت انک سلمت محمد کفایت اللہ کان اللہ

حدیث ”ثلاثة لا ينظر الله اليهم يوم القيمة“ اس کا حوالہ

(سوال) (۱) حدیث مع عراب کے اور حوالہ کتاب کے درج فرمائیے جس کے معنی ہیں تین

(۱) باب الکسائر وعلامات العاقب ص ۱۶ ط سعید

(۲) حدیث ”لو ان الناس يعلمون ما فی العداء والصف الاول الخ“ کا حوالہ

وہی مقدمہ علاء لیس وال فی لدر سجاد نعین بہ فی قصص لاعمال ووف محسنہ بن عبدس لاجن
حاصل القصصہ بمعرفہ عنی لاعمال وال بن حجر فی سرح لا یعین لاسہ وکب صحیحہ فی نفس لامرئ
عطی حقہ من العمل والا لم یرب عنی نعین بہ مفسدہ بحسن ولا تحریم ولا صیاح حق معبر، الفصح لک فی
حکم العمل بالصغیر ۵۷/۱ ط ادارۃ القرآن دار العلوم الاسلامیہ کراچی

(۳) القیمۃ: ۳۹

(۴) البلد: ۱۱

آئی ہے۔ اس پر اس نے ایک منکر دوسرا جس کا ازار ٹخنوں سے نیچے ہو اور تیسرا راقم کو یاد نہیں
 ہے۔ یہ سب باتیں اس نے نیچے ہو تو نماز ہو جاتی ہے یا نہیں کیا ازار کا ٹخنوں سے نیچے نہ
 ہو۔

(۲) وہ حدیث مع اعرار... کتاب درکار ہے جس کے معنی ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اگر میری
 امت کو تین چیزوں کے اجر و ثواب حاصل ہو تو وہ ان چیزوں کو صل کرنے کے لئے آپس میں تقسیم
 ایک اذان۔ دوسرے پہلی صف میں نماز اہل بیت علیہم السلام۔ تیسری راقم کو یاد نہیں۔ یہ تو جہاں المستفی
 نمبر ۲۷۲۸ محمد حنیف قریشی معرفت حنفیہ حبیب الرحمن امام جامع مسجد ۵۵-۲۳ بمبئی اشرفی السیاح
 مطابق ۸ جولائی ۱۹۳۲ء

رحواب ۱۲۵، (۱) ان حدیث کے الفاظ یہ ہیں تلتة لا یطر الله البہم یوم القیمة ولا یرکبہم
 ولہم عذاب السم والسم والسم الاراء والمفق سبعة بالحلف الکادب... تین تین میں
 زمین و آسمان قیامت میں اللہ تعالیٰ نہ رحمت نہیں کرے گا نہ ان کو پکارتے اور ان کے لئے اور
 تاب عذاب ہے اس میں جہنم کے اور ازار لڑکانے والے۔ سوم بھوئی قسم کھا کھا اپنا ماں گائے (یعنی
 تین) (ترمذی شریف)

ازار ٹخنوں سے نیچے ہو نماز ہو تو جاتی ہے مگر کمر بہت کے ساتھ اور یہ کراہت جب ہے کہ ازار
 نیچے ہو نہ کمر سے نیچے ہو۔

(۲) ان حدیث کے الفاظ یہ ہیں لوان الناس یعلمون ما فی البداء والصف الاول نہ
 لم یحدوا الا ان یستہمو علیہ لا یستہمو علیہ (ترمذی) یعنی اگر ان لوگوں کو ان کے
 حال کے حقیقی ثواب حاصل ہو جاتا تو یہ یہ ان وقت کے مال بغیر ان کے مال کے مال حاصل
 کرتے۔ محمد غایت آبادی مدظلہ العالی

حضرت سعد بن معاذؓ پر قبروں کی وجہ ان کو نبی ﷺ کی شفقت پر نماز
 اور خاص رحمت الہی پر تکیہ نہ ہونا قرار دینا غلط ہے!

سوال ۱۔ یہ نے پناہ کی مودی صاحبہ، قادیان، یا کہ ایک مودی صاحب بھوم
 وہ حدیث اس سے کہتے ہیں کہ یہ حدیث پر بھی عن حماد قال حرمنا مع رسول اللہ

(۱) باب ما جاء فیمن حلف علی بعة کذا ۲۳۹ ط سعید

۲۔ وقد نص سافعی علی ان بحریہ محصور... لا بد لہ صراحت لا حدیث ان کہ بحریہ محصور... مع
 بحریہ والا فمع لریہ (مروءۃ المتابع کتاب الباس الفصل الاول ۸ ۲۳۹ ط امدادیہ ملتان)

(۳) باب ما جاء فی فصل الصف الاول ۵۳۱ ط سعید

ﷺ اسی سعد ابن معاد حین تو فی ہمدان صلی علیہ وسلم رسول اللہ ﷺ و وضع فی قبرہ و سوی عنہ
فسح رسول اللہ ﷺ فسحاً طویلاً ثم کبر فکرتاً فقبل رسول اللہ ﷺ لم یسحبت بہ
کرت قال لقد تضایق علی ہذا العبد الصالح قبرہ حتی فرحہ اللہ عنہ رواہ احمد ۱ و اس
عمر قال قال رسول اللہ ﷺ ہذا الذی تحرك له العرش و فتحت له ابواب السماء و سہدہ
سبعون الفا من الملائکة لقیضہ ضمہ مضمۃ ثم فرغ عنہ رواہ السنن ۲ یقنی فریاد جبارتہ تک
بہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ طرب سعد بن معاذ نصاری کے جب کہ فوت ہوئے پس پڑھیں آپ نے ن
پر نماز جنازہ اور رکھا قبر میں اور دفن کیا تو آپ نے یقین پڑھیں تسبیح اللہ والحمد للہ ولا الہ الا
اللہ واللہ اکبر پس ہم نے بھی یقین کی دراز پھر آپ نے تبیہ ہی یقین اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ
الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد پس ہم نے بھی تبیہ کی بعض صحابہ نے عرض کیا کہ یہ
رسول مدنیوں آپ نے اہل یقین ہی اور حمد میں تبیہ ۳ فرمایا کہ تحقیق تکبیر ہی میں مدد سنا پ
قبر اس کی حتی کہ کشادہ کیا اللہ نے اس کی قبر کو روایت کیا اس حدیث کو محمد نے اور حضرت ابن عمر
فمات ہیں کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ سعد بن معاذ یہاں تک تھا کہ ہمیشہ میں آپ عرش اور اہل
اور زے آسمانوں کے اور ستارہ ہزار فرشتے وانے نماز جنازہ کے حاضر ہوئے تحقیق دیا قبر نے جو حق
دہانے کا تھا پھر فراموش ہوئی روایت کیا اس حدیث کو عائشہ نے اس حدیث شریف کو بین فراموشی
صاحب رونے لگے کہ بلاے خوف کا مقام ہے جب رسول اللہ ﷺ کے صحابی کا یہ حال ہو تو عوام امت ہ
کیا ٹھکانا ہے۔

زید نے عرض کیا کہ جناب مولوی صاحب یہ تو رونے کا مقام نہیں بلکہ بڑی خوشی کا مقام ہے
اس خبر عبرت ثروت ارباب فہم و نہایت مدہ نصیحت حاصل ہوتی ہے یہ جابہ غور ہے کہ حضرت سعد
بن معاذ نصاری جیسے بانی رہتے اور زب صحابی کہ ان کے جنازے کی نماز رسول اللہ ﷺ نے پڑھی ان
سے عرش و ہمیشہ ہوئی آسمانوں کے دروازے شہد ہوتے ہزار فرشتوں نے نماز جنازہ پڑھی
پھر کیا سبب تھا کہ ان کی قبر تنگ ہوئی؟ ظاہر ہے کہ ان کو حضرت رسالت پناہ ﷺ کی شفقت و عنایت پر
ناز تھا اپنی مغفرت و نجات کا ذریعہ رسول خدا ﷺ کو سمجھتے تھے اور جانتے تھے کہ ہمارے ہادی و شفیع
تبدل ہونے کا سہرا ہمیں ہمارے ساتھ ہیں پس یہی خیال ان کا کہ خدا تعالیٰ رحمت الہی پر نہ تھا بلکہ رسول مقبول کے عنایت
و عنایت کا سہرا بھی تھا جو تنگی قبر کا باعث نہ ہو انہی استہدائی اور عظمت الہی نے ان کو دکھایا کہ تم نے
ہماری ذات پر اعتماد نہ کیا اب ایسا برا حقیقت تمہاری قبر پر کھائے ہو انہیں تو وہ کیا مدد کر سکتے اور
کیونکہ ہی سکتا ہے من ذا الذی یشفع عنده الا باذنه (۳) رسول خدا ﷺ نے رحمت الہی خدا پرانی

(۱) رقم الحدیث ۴۱۴۰۹۶ ۲۷۵ ط در احیاء التراث العربی بیروت لبنان

(۲) باب صمد القبر و منعلہ ۱ ۲۲۴ ط بیچ ایم سعد کسبی (۳) النقرة ۵۵

- (۲) حنفیہ کو اس سے اختلاف کرنے کی کوئی وجہ نہیں (۱)
- (۳) مشکوٰۃ شریف معتبر کتاب ہے، عربیہ مطبوعہ نہیں کہ اس کی تمام حدیثیں حقیقی ہیں۔
- (۴) ہاں حنفی مذہب کے موافق فتوے دیئے جاتے ہیں
- (۵) اراکین ائمہ اربعہ اور خاکسار حنفی مذہب کے پیرو ہیں۔
- (۶) فتاویٰ رشیدیہ اور مجموعہ فتاویٰ مولانا عبدالحق معتبر اور حنفی مذہب کے فتاویٰ ہیں۔
- بسم اللہ تعالیٰ

۱۔ وقد صرح الحنفیون بقدم صحیح بخاری فی الصحاح ولم یوجد عن أحد تصریح بعصه بحده انکر موائب الصحیح ص ۳۵ ط وروقی کتب خانہ ملتان

۲۔ وما سار لیه من غریب و صغیر و زجر و سب و حبه عدل و ما سار لیه فی لاصوں فقد فقیہ فی برکتہ لا فی موضع لعرص صحیح حصہ بسکوه، و فی لمرود و من لعرص ل شیح شرعہ لعرص عن ذکر سکر وفدانی فی کدہ بکنرمہ و من فی بعصہ کثرہ سکر و برکت فی بعصہ سب نہ سکر، ۱ ۳۷ ص مدادہ ملتان

كتاب التاريخ والسير

کے فضیلت پاک تھے موجود نہیں ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ
 الجواب صحیح۔ فقیر احمد سعید کان اللہ لہ۔ فقیر محمد یوسف دہلوی۔ عبد اشکور مفتی عنہ مدرسہ حسین بخش
 دہلی۔ محمد اسحاق عفی عنہ

حضور ﷺ امت کے وارث نہیں شفیع ہیں۔

(سوال) جناب پیغمبر رسول خدا ﷺ اپنی امت کے وارث ہیں یا نہیں اور حامی و مددگار ہیں یا نہیں اور
 جناب رسول اللہ ﷺ کی جگہ مقام محمود ہے یا نہیں اور جناب رسول اللہ ﷺ کی شان مبارک میں نعت
 پڑھنا جائز ہے یا نہیں اور اس کی توہین کرنا کیسا ہے کہ یہ کیا تھا۔۔۔ المستفتی نمبر ۱۲۴۹ عثمان
 خاں ڈگ خاں صاحب۔ مقدمہ ۱۳۵۵ھ مطابق ۱۹۳۶ء
 (جواب ۱۳۲) آنحضرت ﷺ اپنی امت کے وارث نہیں ہیں حضور ﷺ نے خود ارشاد فرمایا ہے نحن
 معاشر الانبیاء لانرث ولانورث، یعنی ہماری پیغمبروں کی جماعت نہ کسی کی وارث ہوتی ہے اور نہ
 کوئی ان کا وارث ہوتا ہے ہاں حضور ﷺ اپنی امت کے حامی و مددگار تھے اور قیامت کے دن امت کی
 شفاعت فرمائیں گے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ حضور ﷺ کو مقام محمود عطا فرمائے گا جو حضور ﷺ کے
 لئے ہی مخصوص ہے (۱) حضور ﷺ کی نعت و مدح و ثنا پڑھنا جائز ہے بشرطیکہ نعت کا مضمون صحیح ہو اور
 پڑھنے کا طریقہ بھی درست ہو (۲) گانا بجانا و نڈوں کا خوش آوازی سے پڑھنا درست نہیں (۳)
 محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

(۱) حضور ﷺ کی تاریخ وفات کیا ہے؟

(۲) حضور ﷺ کی نماز جنازہ فردا فردا کی گئی سب سے پہلے ابو بکر و عمر و عثمان نے ادا کی!

(سوال) (۱) حضرت محمد ﷺ نے کس تاریخ کو وفات پائی؟

(۲) حضور ابو بکر صدیق اور حضرت عثمان و حضرت عمر رسول اللہ ﷺ کی نماز جنازہ میں شریک تھے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۳۲۷-۱۱۹: یقعدہ ۱۳۵۵ھ مطابق ۲ فروری ۱۹۳۷ء

(۱) صحیح البخاری: باب فرض الخمس ۴۳۵/۱ ط قدیمی کتب خانہ کراچی

(۲) عن حابر بن عبد اللہ ان رسول اللہ ﷺ قال من قل حين سمع الدعاء اللهم رب
 الذي وعدته حلت محمداً شفاعة يوم القيمة (صحیح البخاری: باب الدعاء عند الدعاء ۸۶۱ ط قدیمی کتب خانہ
 کراچی)

۳، وانشار العرب لو فيها ذكر الفسق نكره (الدر المحتار) قال المحقق في الشامه فراق الاسعار ان لم يكن فيها
 ذكر الفسق والعلام ونحوه لا نكره (رد المحتار) الحصر ولاحقة ۶ ۳۵۰ ط سعد

(۴) قل السماع والقول والرقص ابدي بفعله المتصوفه في زمانا حرام (عالمگیریہ) الباب السابع عشر ۵ ۳۵۲
 ط ماجدہ کوئٹہ

(جواب ۱۳۳) حضور ﷺ نے ماہ ربیع الاول میں ۱۰ شعبہ کے دن وفات پائی تھیں۔ تہن بات تو متفق علیہ ہے لیکن اس میں اختلاف ہے کہ ربیع الاول کی تاریخ کیا تھی تو اس میں کئی قول ہیں، دوسری تاریخ پہلی تاریخ بارہ تاریخ تھی وہ تاریخ اور اس کے ساتھ بھی قول ہیں (۱)

(۲) حضور ﷺ کے جنازہ کی نماز جماعت سے نہیں پڑھی گئی وگلوں نے فوافر والوا ان ہے اور حضرت ابو بکر صدیقؓ حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ نے سب سے پہلے نماز ادا کی ہے۔ فقد جاء ان ابابکرؓ دخل علیہ ﷺ فکسر اربع تکبیرات ثم دخل عمرؓ فکسر اربعاً ثم دخل عثمان فکسر اربعاً ثم طلحة بن عبید اللہ والزبیر بن العوام ثم تتابع الناس ارسالاً یکبرون علیہ (سیرت حلبیہ) (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

دوسرا باب اہل بیت و اہل قریش

روایات صحیحہ سے ابوطالب کا حالت کفر پر مرنا ثابت ہے
(سوال) حضرت ابوطالب مسلمان تھے یا کافر؟ ان کے ایمان و کفر کے متعلق رسول اللہ ﷺ کا یہ خیال تھا؟

(جواب ۱۳۴) جہاں تک کہ روایات صحیحہ معتبرہ سے ثابت ہے وہ یہی ہے کہ حضرت علیؓ کے والد ابوطالب کا اسلام انما ثابت نہیں بلکہ کفر پر بنی انتقال ہونا ثابت ہوتا ہے بخاری شریف (۱) میں باب قصۃ علیؓ میں یہ حدیث مذکور ہے۔ عن المسیب ان اباطالب لما حضرته الوفاة دخل علیہ السیّد و عہدہ ابو جہل فقال ای عم قل لا الہ الا اللہ کلمۃ احاح لك بها عند اللہ فقال ابو جہل و عند اللہ بن ابی امیہ یا انا طالب ترغب عن ملة عبدالمطلب فلم یزالوا یکلمہما حتی قال آخر شئی کلمہم بہ علی ملة عبدالمطلب الحدیث یعنی مسیب بیان کرتے ہیں کہ جب کہ ابوطالب کی وفات کا وقت آیا تو رسول اللہ ﷺ ان کے پاس آئے وہاں ابو جہل بھی موجود تھا حضور ﷺ نے فرمایا اے میرے چچا آپ لا الہ الا اللہ کہہ لیجئے یہ ایک کلمہ ہے جس کی وجہ سے میں آپ کے

۱، ولما کان الیوم الانیس ۱۳ ربيع الاول سنة ۱۱ (۸ یونیہ ۶۳۳) لحق علیہ السلام بالرفیق الاعلیٰ وقد اعلیٰ لصحہ بوفاته تاریخ الامم الاسلامہ ۱/ ۱۵۷ ط مصر وفی تاریخ الاسلام اسفل الرسول الی حواریہ فی بود لانس ۱۲ ربيع الاول سنة ۱۱ وهو فی الثبوت ولسبب من عمرہ ۱/ ۱۵۰ دار الاحیاء بیروت
(۲) ۳/ ۲۵۶ ط بیروت

(۳) باب قصۃ ابی طالب ۱/ ۵۴۸ ط قدیمی کتب خانہ، کراچی

لئے خدا کے سامنے گواہی دیکر شفاعت کر سوں گا اس پر ابو جہل اور عبداللہ بن ابی امیہ نے کہا کہ اس طالب کیا تم عبداللطیف کے مذہب کو چھوڑ دو گے؟ اور دونوں یہ بات برابر کہتے رہے یہاں تک کہ اس نے آخری بات جو حق وہ یہ تھی کہ (میں) عبداللطیف کے مذہب پر (قائم ہوں) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ابو طالب نے آخری دم تک بھی اسلام قبول نہیں کیا بخاری (۱) میں اسی باب قصۃ ابوطالب میں یہ حدیث بھی مذکور ہے قال عباس بن عبد المطلب للسیّد ما اغیبت عن عمنا فانه کان یحوظک و یعصب لک قال ہو فی صحصحاح من نار و لو لا انا لکان فی الدار الاسفل من النار یعنی حضرت عباسؓ نے آنحضرت ﷺ سے پوچھا کہ آپ نے اپنے پتی (ابو طالب) کو نفع پہنچایا وہ آپ کی حفاظت کرتے تھے اور آپ کی وجہ سے آپ کے دشمنوں پر غضب ناک ہوتے تھے حضور ﷺ نے فرمایا وہ کبھی آپ میں ہوں گے ورنہ اگر میرا حقیق نہ ہوتا تو وہ دوزخ کے سب سے نیچے کے طبقے میں جاتے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ابوطالب کی وفات کفر پر ہوئی اور وہ بتائے عذاب جہنم ہوں گے مگر حضور ﷺ کی شفاعت سے عذاب کی نوعیت میں تخفیف ہو جائے گی اسی باب کی تیسری حدیث یہ ہے کہ حضور ﷺ نے ابو طالب کے متعلق فرمایا کہ لعلہ تنفعہ شفاعتی یوم القیامۃ فبحر فی صحصحاح من النار یبلغ کعبہ یعنی وہ دعا ہے کہ میں آپ کو میری شفاعت قیامت کے روز فائدہ پہنچانے میں رکھوں گا کہ چھپسی آگ میں رکھے جائیں گے جو صرف پاؤں کے گنہگار تھے مگر اس کی گرمی سے دماغ کھوٹا ہوا اس حدیث سے قیامت کے روز حضور کی جانب سے شفاعت ہونا اور شفاعت سے صرف عذاب کی تخفیف ہونا معلوم ہوتا ہے اور ثابت ہوتا ہے کہ اس بعد وہ عذاب میں مبتلا رہیں گے۔

حفظ ابن حجر نے فتح الباری ۲ میں اسی حدیث کے ذیل میں لکھا ہے کہ کافر کو حضور ﷺ کی شفاعت سے تخفیف عذاب کا فائدہ پہنچانے کا لب کی خصوصیت ہے کہ حضور ﷺ کی حفاظت اور حمایت کے صلہ میں حضور ﷺ کی برکت سے اس قدر فائدہ ان کو پہنچے گا یہی حدیث حافظ ابن حجر نے اصحاب میں مسلم سے نقل فرمائی ہے اس میں لعمہ نہیں بلکہ یمنفعہ شفاعتی کا غلط ہے اور ظاہر ہے کہ قیامت کی یہ خبر اور عذاب کی تخفیف کی یہ صورت و قوت مستقبلہ میں ہے جس کا علم حضور ﷺ کو اعدام الہی سے ہوا ہوا اس لئے اس کے متحقق الوقوع ہونے میں کوئی شبہ نہیں ہو سکتا اور اس بناء پر اب کوئی امکان اس کا باقی نہ رہا۔ ابوطالب کا اسلام کسی طور سے ثابت ہو سکے۔ واللہ اعلم

(۱) حوالہ بالا (گزشتہ صفحہ)

(۲) مرجع سابق

۳ والقع الہدیٰ حصل لابی صاحب من حصاصہ برکہ اسی ﷺ ، فتح الباری شرح صحیح البخاری باب قصۃ ابی طالب ۱۴۹۷ ط مکتبہ مصطفیٰ مصر

دموا قریشاً ولا تقدموا لہ صحیح حدیث ہے یا نہیں اس کا صحیح مطلب

(سوال) میں نے ایک رسالہ میں یہ حدیث دیکھی ہے قدموا قریشاً ولا تقدموها و تعلموها منها لا تعلموها الحدیث اخرجہ ابن الجاری (ار کنز جلد ۷ ص ۱۴۰) اس حدیث کے تحقق یہ سوال آیا ہے کہ آیا یہ حدیث صحیح ہے یا غیر صحیح بصورت صحیح ہونے کے اس کا مطلب یہ ہے اور دورت ضعیف یا موضوع ہونے کے اس کے ضعیف یا وضعی ہونے پر یا ثبوت ہے "المستفتی" نے ۱۲ مولوی محمد زکریا ع بک ٹیچر مسلم ہائی اسکول انارک - ۲۴ شوال ۱۳۵۴ھ مطابق ۲۰ جنوری ۱۹۳۷ء۔

(جواب ۱۳۵) یہ حدیث غلط اعمال کے معنی ۱۴۰ بعد ہجرت میں موجود ہے ابن النجار کے نقل میں ہے اور منہوی نے نزاع متفقہ میں اس روایت کے (اشافعی) کی طرف منسوب کیا ہے اور لا تعلموها کے بجائے لا تعلموها ذکر کیا ہے ورجاع صغیر (۳) میں کئی حواشی سے بالفاظ مختلفہ ذکر کیا ہے مثلاً اس میں ہے قدموا قریشاً ولا تقدموها و تعلموها من قریش ولا تعلموها السافعی البیہقی فی المعرفة عن ابن شہاب (۶۰ عا) (عد) عن امی ہریرۃ (صح) قدموا قریشاً ولا دموها و تعلموها من قریش ولا تعلموها ولو لا ان تطر قریش لا حرتھا مال الحیارھا عند اللہ تعالیٰ (طب) عن عبداللہ بن السائب (صح) قدموا قریشاً ولا تقدموها ولو لا ان تطر ریس لا حرتھا سالھا عند اللہ السراز عن علی (صح) یعنی یہ حدیث ابن النجار اور شافعی اور سنی اور بن عدی اور طبرانی اور یزید نے روایت کی ہے اور جامع صغیر میں اس کی تمام روایتوں پر صحت کی متذکرہ ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ حدیث صحیح ہے اور اس کے معنی یہ ہیں کہ قریش مقدمہ (متذکرہ) ہونے کے سبب میں نہ مقدم رہے اور اما اقاموا الدین جب تک ان کی بدعت قائم ہو تو ان کے مقدم ہونے کی ہر شے نہ رہے اور قریش یعنی عتات نبویہ سے دین سیکھو یا قرآن مجید کی قیادت (لان) قرآن بول بلعہ قریش) اس سلسلہ کے بارے میں ان کے ساتھ مقابلہ کرنے کی راہ اختیار نہ کرے۔ فتح اتصال الحق الی اہلہ کی تعلیم سے اور اہلیت کا ثبوت اللہ نے علیؑ پر ہی ہے نہ بطور تہم جیسے لفظ ما اقاموا الدین سے ظاہر ہے کہ دین سے روگردانی پر وہ قیادت اور تقدم کے مستحق نہیں۔

نظم محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

ابن زیاد کا حضرت حسینؑ کے سر کو بید سے مارنا ثابت ہے۔

(سوال) حضرت امام حسینؑ کے سر مبارک و ابن زیاد نے بید سے مارا اور ناک اور آنکھوں کی ریت
 شہ اب ڈالی اور کہا کہ حسینؑ تم کو شہ اب سے زندگی میں بہت انکار تھا اب مرنے کے بعد شہ اب ہم تم
 پاتے ہیں کیا یہ واقعہ تاریخی کی کتاب میں درج ہے؟ اور کیا اس واقعہ کو عام پبلک کے سامنے منہ پر
 چاہیے؟ المستفتی نمبر ۸۴۰ مدار اہل خاں (آورہ) ۱۸ محرم ۱۳۵۵ھ مطابق ۱۱ اپریل ۱۹۳۶ء
 (جواب ۱۳۶) بید مارنے کا واقعہ تو دیکھتے ہیں شہ اب کا واقعہ نظر سے نہیں گزر رہا ہے واقعات کا
 کچھ اچھا نہیں (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ دہلی

میدان کربلا میں اشارہ سے صف اول کے آدمیوں کا سر تن سے جدا کرنے کے واقعہ وغیرہ
 کی نسبت حضرت حسینؑ کی طرف صحیح نہیں۔

(سوال) حضرت امام حسینؑ نے شکر اعدا کے مقابلہ کے وقت تلوار کا ایک ہاتھ اس زور سے مارا کہ
 گھوڑے مع زمین اور سوار مع خود، نیچے ہٹ کر تلوار زمین میں اتر گئی امام حسینؑ جس طرف رخ پھیرتے تھے
 بہاروں اعدا کو چشم زون میں فتنہ کر دیتے تھے ایک بار امامؑ نے لشکر اعدا کے سامنے ہاتھ اٹھا کر رومال سے
 اشارہ کیا تو تمام صف اول کے آدمیوں کے سر تن سے جدا ہو گئے یہ روایات صحیح ہیں اور کسی مستند و معتبر
 کتاب سے اس کا ثبوت ملتا ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۵۷۱ عبد الرحمن و محمد حسین صاحبان (سورہ)
 ۲۰ جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ مطابق ۸ ستمبر ۱۹۳۶ء

(جواب ۱۳۷) اس روایت کی سند اور حوالہ بیان کرنے والے سے دریافت کرنا چاہیے ہماری نظر میں
 اس کی سند نہیں ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ دہلی

حضرت علیؑ حضور ﷺ کے خاندان سے تھے ان کے والد ابو طالب حضور ﷺ کے چچا تھے
 (سوال) ۱۷ ہجری میں ۷ دسمبر ۱۹۳۶ء کو مندرجہ ذیل افسوسناک مکالمہ عمر و کے مکان پر زید اور
 کے درمیان وقوع میں آیا تینوں صاحبان اوسط عمر کے مسلمان اہل سنت و الجماعت ہیں مکالمہ مذکور
 مندرجہ ذیل ۱۷ جناب کی خدمت مبارکات میں بطور استفسار ارسال کیا جاتا ہے کہ ۱۷ صاحبان زید
 بحر یادوں میں سے کوئی کس حد تک مرتکب جرم شرعی ہے؟
 نیز در صورت ثبات ذہن گناہ کار پر کیا کفارہ و رازا لہ واجب و مند ہوتا ہے۔ زید

(مرد سے) حضرت علیؓ ایک معمولی گھرانے کے تھے پستہ قد تھے تناور تھے پہلوانی کیا کرتے تھے ہمارے رسول کریم ﷺ کی نگاہ کرم سے ہمیں سے کہیں پہنچے اور شیر یزداں لکھا ہے۔

مرد۔ معمولی گھرانے سے تمہارا کیا مطلب ہے کیا تمہارا مطلب ان کی نجابت سے ہے؟
زید۔ نہیں عمر و میرا مطلب یہ ہے کہ وہ متمول نہیں تھے ان کی نجابت کے احترام سے کون منکر ہے۔
عمر و۔ حضرت علیؓ تو رسول اکرم ﷺ کے گھرانے سے تھے۔

زید۔ ہاں نہیں وہ عیسوی تھے۔ بلکہ شاید کسی تنقید میں میں نے ایک اور تعجب خیز امر دیکھا تھا کہ ابو طالب عم رسول اکرم ﷺ اور ابو طالب والد حضرت علیؓ دو جدا جدا اشخاص تھے۔

مرد۔ اس کو تو شیعہ سنی سب مانتے ہیں اور جانتے ہیں کہ وہ ایک ہی خاندان تھا۔

زید۔ میرا مطلب خاندان کے ایک نہ ہونے سے نہیں ہے بلکہ حضرت علیؓ الگ رہتے تھے۔

بکر۔ (نہایت طیش میں زید سے مخاطب ہو کر) احوال و قوۃ تمہیں عربی نہیں آتی میں تم کو اسلام سے خارج سمجھتا ہوں۔ تم کافر ہو۔ تم سے بات کرنا گناہ ہے۔

زید۔ (نہایت خندہ پیشانی سے) ابو اس میں گناہ کیا ہے ضمناً ایک بات ہے ایمان سے تو متعلق نہیں ہے غر مجھ پر کیوں عائد کرتے ہو میں کوئی وعظ تو نہیں کر رہا ہوں اگر میں غلط ہوں تو صحت کردو۔ میں نے شاید تمہیں یہی پڑھا ہے۔ غالباً شاہنامہ یا ہمیں اور۔

بکر۔ (پہلے سے بھی زیادہ طیش میں) دنت ہے تم پر۔ تم جیسے کافر خارج از اسلام سے توبت کرنا بھی گناہ ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔ المستفتی نمبر ۹-۱۲ مسٹر عبدالحق انصاری ایم اے (دہرہ دون) ۲۸ شوال

۱۳۵۵ھ مطابق ۲ جنوری ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۳۸) زید کے کلام میں کئی ایک غلطیاں ہیں یہ کہنا کہ ان کے والد ابو طالب اور شخص تھے اور آنحضرت ﷺ کے عم عمر و ابو طالب اور شخص تھے بالکل غلط ہے اسی طرح یہ کہنا کہ حضرت علیؓ الگ رہتے تھے یہ بھی غلط ہے پھر یہ کہ انہوں نے شاہنامہ میں یہ باتیں پڑھی ہیں یہ اور زیادہ غلط اور جاہلانہ بات ہے بکر کے کلام میں زید پر جو الزام ہیں عربی نہ آنا۔ اس قسم کی باتیں بلا تحقیق کرنا۔ روزہ نہ رکھنا اگر یہ واقعات ہیں تو بے شک الزامات درست ہیں رہا لہجہ کا تشدد جو بکر کی طرف سے ظاہر ہوا اور زید پر کفر کا حکم کر دینا تو یہ نامناسب تشدد ہے اور تنبیہ کی ان میں کوئی معقول وجہ نہیں ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ اعلم، وہابی۔

قاتلان حسینؑ کو گالی دینا کیسا ہے؟

(سوال) قاتلان حسینؑ اور یزید پلید کو کالیاں دینا جائز ہے یا نہیں؟ المستفتی نظر الدین امیر الدین (اسلیزہ ضلع مشرقی خاندیس)

(جواب ۱۳۹) قاتلان حسین کے متعلق ائمہ متاخرین نے یہ کہ انہوں نے بہت بڑا گناہ اور ظلم کیا ہے۔
ہائیاں ایدہ دست نہیں اور منت مرنا چاہتے ہیں۔ المومنین لا یكون لعائن + محمد کفایت اللہ کان اللہ

یزید ابن زید کے ہاتھوں حضرت حسینؑ کی شہادت سن کر ناد مہوا۔
(المعیت مورخہ ۲۴ اکتوبر ۱۹۳۴ء)

(سوال) بخش دوم کا خیال ہے کہ شہادتِ مسلمین کے اندر یزید کا باطل یا تمیز نہ تھا بلکہ اس کا قہر یزید بہت قدامت ہو اور اہل بیت کے ساتھ ہمدردی سے پیش آیا یہ بات میں تک جھگڑتی ہے۔

(جواب ۱۴۰) ہاں یزید اس طرزِ عمل کی رواد سن کر جو اس کے لشکر والوں نے برتا مکدر ضرور ہوا۔ اور اہل بیت کے ساتھ اس نے ان کے احترام کے خلاف کوئی حرکت نہیں کی (۳) محمد کفایت اللہ

تیسرا باب
صحابہ و تابعین

حضور ابرارِ مطہرین وقت کے وقت صحابہ کرام میں تعداد ایک ایک سے متجاوز تھی۔
(سوال) حضور ابراہیم علیہ السلام کے وقت صحابہ کرام کی تعداد کل کتنی تھی؟ المستفتی نمبر ۲۹۸
اسیمن جمال مدین منہار ۱۶ مئی ۱۳۵۳ھ مطابق ۳۱ مئی ۱۹۳۴ء

(جواب ۱۴۱) آنحضرت ﷺ کی وفات کے وقت صحابہ کرام کی آغوشِ اقدس کا علم تو غدا ہوئی ہے تاہم محدث یہ ابو زرہ رازی نے فرمایا ہے کہ حضور ﷺ کی وفات کے وقت آپ صحابہ جنہوں نے آنحضرت ﷺ سے روایت کیا ان کے ذریعہ سے کوئی روایت ان کے ان کی تعداد ایک سو تھی اور صحابہ سے روایت کرنے والے جن سے کوئی روایت نہیں ان کی تعداد اس کے علاوہ ہوں۔ ائمہ کبار کا نام یہ ہے کہ انہی

١ حنفية يعني المشهوره هي بقوله عن ابي حنيفة وهو لا يكذب الا بكثرة ولده له بحر غني معني به العلم به
عنى الكفر بدليل وان كان فاسقا مشهورا كبريد بنى المعتمد بخلاف نحو ابليس واني لابي
ب الرحمة مطلب في حكمه لعن العصاة ٣ ٤٩٦ طبعه

(٢) جامع الترمذی باب ما جاء في البعثة ٢ ١٨ ط سعد

٣ في شدة تعب عبد يزيد من معذرة وفيه كتب رضى من طاعتكم بدول قبل الحسن لعن الله سبعة من بني
بني صاحبته بعقوب عنه ورحمه الله بحسن وبنه فصل لدى حواء براسه بنسى المديده وبنه حزن سبعة حدى
وسبعين ٥ ٧٠٠ ط دار الفكر بيروت

٤ - روى - مختلف عن الحديث - كعب عن فضيلة بن عيسى عن ابي حمزة عن ابي بصير عن ابي عبد الله (ع) -
عن ابي بصير عن ابي حمزة عن فضيلة بن عيسى عن ابي حمزة عن ابي بصير عن ابي عبد الله (ع) -

۵ غل ی حد براری کن برفند سار به اس در سمیع حد راده غلی حد به حد ی حد
کنیم قدروی حد سماعا او رواسته مقدمه الاصابه فی تفسیر الصحاح ۱ ۳ ط مشرق

- (۱) صحابہؓ اور اہل بیتؑ دونوں کے فضائل احادیث میں موجود ہیں۔
- (۲) حضرت معویہؓ صحابی ہیں، عشر مبشرہ میں داخل نہیں۔
- (۳) حضرت علیؓ کے نابغی کی حالت میں ایمان لانے پر اعتراض غویہ ہے۔
- (۴) خلفاء کی ترتیب فضیلت ترتیب خلافت کے موافق ہے۔
- (۵) حضرت علیؓ کا حسین و حسن کو حضرت عثمانؓ کی حفاظت کے لئے بھجئے کو دکھا دیا گیا۔

(سوال) ایک روز چند اشخاص اہل السنۃ و جماعت کے ایک جگہ بیٹھے تھے اس میں تدریجاً مذہب کا تعلق غرض اس شخص پر فریقین متفق ہیں (۱) محمد کا دعویٰ ہے کہ لو اور رسول اللہ ﷺ کی شان علیؓ سے محمود کا دعویٰ ہے کہ صحابہ کی شان اہل بیت اطہار سے بڑھی ہوئی ہے اور یہ کہ صحابہ کی شان میں حدیث آئی ہے کہ جو کوئی ان کی پیروی کرے کابدایت پائے گا اس کے علاوہ قرآن پاک کی آیت سے بھی ان کی شان و مرتبہ کا پتہ چلتا ہے محمد نے کہا اہل بیت کی شان میں بھی حدیثیں آئی ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ میں وہ چیزیں اپنے بعد مہذب نجات اپنی امت میں پھوڑے جاتا ہوں ان میں سے ایک قرآن پاک اور دوسری اہل بیت ہے جو ان دونوں کو اختیار کرے کابدایت پائے گا محمود نے کہا کہ وہ حدیث جو صحابہ کی شان میں ہے اس کے مقابل میں اہل بیت کی شان کی حدیث نہیں ہے۔

(۲) ان مجلس میں ذکر حضرت معویہؓ کا کیا گیا پر محمود نے کہا کہ وہ عشرہ مبشرہ میں ہیں احمد نے کہا کہ مجھے عشرہ مبشرہ میں نہ تسلیم نہیں کیوں آپ صحابی نہ رہیں مگر ان سے پہلے غلطی ہوئی چنانچہ حضرت مولانا شاہ عبدعزیزؒ نے تحفۃ الثمینیہ میں لکھا ہے کہ ان سے خطا ضرور ہوئی محمود نے کہا چنانچہ بھی ہو لیکن حضرت امیر معویہؓ کا درجہ حضرت سیدہ فاطمہؓ زہراؓ اور حضرت علیؓ اور حضرت امام حسینؓ جتنی اہل بیت سے بڑھا ہوا ہے۔ برادر ماہ اپنی رائے سے مطلع فرمائیں۔

(۳) جگہ ایک مولوی صاحب نے فرمایا کہ ایسا اعتراض حضرت علیؓ سے ایمان پر بھی ہے کیونکہ وہ نابغی کی حالت میں ایمان لائے تھے ورنہ نابغی کے ایمان کا فعل کا اعتبار نہیں ہوتا۔

(۴) حضرت علیؓ پر کن کن صحابہ کو فضیلت ہے؟

(۵) ایک بار تذکرہ حضرت عثمانؓ کی شہادت کا کیا تو کسی نے کہا کہ ان کی شہادت تو مردان کے فعل سے ہوئی ہے۔ مشہور ہے کہ فاضلوان بکد فقصوا کلمہً ویجب حسنہ علیؓ و خیر علیؓ کہ دشمنوں نے خیفہ سوم کے مکان کو تیرہ سیاہے اور حملہ آور ہیں تو اپنے دونوں صاحبزادوں کو ساتھ لے کر تیرہ تھیں دیا کہ حسنہ عثمانؓ کو دشمنوں کی آزار سے بچانے پر محمود نے یہ کہا کہ یہ کام حسنہ علیؓ کا نہ فاضلوان کا تھا حقیقتہً ان کو حضرت عثمانؓ کی حفاظت منظور نہ تھی۔

حضرات جماعت سے دریافت کیا جاتا ہے کہ کیا یہ صحابی حضرت علیؓ کی شان میں پستہ قرار دینا چاہتے ہیں؟

المستفتی: ۵۲۳ شیخ شعیب احمد (شیخ مونگیر) ۷ ربيع الثانی ۱۳۵۴ھ مطابق ۹ جولائی ۱۹۳۵ء (جرب ۱۴۲) (۱) صحیحہ رضاء ان اللہ علیہم اجمعین کی شان بھی رفیع ہے اور اہلیت کی شان بھی بلند ہے اہل بیت میں داخل ہونے کا ثمرہ فدا ہے اور فضیلت صحبت جدا دونوں کے متعلق صحیح حدیثیں موجود ہیں جن وگوں دونوں ثمرہ حاصل ہونے یعنی وہ اہل بیت میں بھی ہیں اور صحابی بھی ہیں جیسے حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین ان دونوں کی فضیلت دونوں جہت سے ثابت ہے اور جو اہل بیت میں شامل ہیں مگر صحابی نہیں ان کا ایک ثمرہ حاصل ہے دوسرا نہیں جو صحابی ہیں مگر اہل بیت میں شامل نہیں ان کو بھی ایک ثمرہ حاصل ہے دوسرا نہیں اس کے بعد علم و تقویٰ اور دیگر صفات کی وجہ سے فضیلت کے مراتب پیش ہوتے ہیں اس لئے اس بارے میں اسی قدر اعتقاد پر کف کرنا اسلم ہے تحقیق میں فضیلت کلیہ بوجود اہل بیت میں داخل نہ ہونے کے بعد صحابی ہونے کی بنا پر نہیں بلکہ ان کے اوصاف کاملہ علم و تقویٰ اور خدمات دینیہ کی بنا پر ہے جن میں وہ خاص امتیازی شان رکھتے ہیں۔

(۲) حضرت امیر مومنین جلیل القدر صحابی ہیں عشرہ مبشرہ میں داخل نہیں ہیں اور یہ من بھی درست نہیں کہ وہ حضرت سیدہ فاطمہ زہرا اور حضرت علی اور حضرت امام حسین سے افضل ہیں ان کے لئے وہ مناقب جو احادیث میں آئے ہیں کہ وہ حضور ﷺ کے کاتب وحی تھے اور حضور ﷺ نے ان کو اپنا کریم رحمت فرمایا تھا اور دعا کی تھی اور ان کے پاس حضور ﷺ کے

(۳) یہ اعتراض مہمل اور غوی ہے یہ تو حضرت علی کی فطری اور طبعی صلاحیت کی دلیل ہے کہ بچپن میں ہی ان کو معرفت حق اور قبول صداقت کی توفیق مہدانیض سے عطا ہوئی تھی۔

(۴) ترتیب فضیلت ترتیب خرافت کے موافق ہے یعنی حضرت ابو بکر حضرت عمر فاروق حضرت عثمان غنی، انورین حضرت علی سے افضل ہیں ان تینوں کے بعد حضرت علی باقی صحابہ کرام سے افضل ہیں۔

۱. عن محمد بن الحنفیہ قال قال لای ای لیس حیر بعد الی ﷺ قال ابو بکر قال قلت ثم من اول عہد

حدث (صحیح البخاری باب فضل امی بکر بعد الی ﷺ ۱ ۵۱۸ ط قدیمی کتب خانہ کراچی)

۲. عن عبدالرحمن بن عوف قال قال رسول اللہ ﷺ ابو بکر فی الحجة و عمر فی الحجة و عثمان فی الحجة و علی فی الحجة و طلحة فی الحجة و الزبیر فی الحجة و عبدالرحمن بن عوف فی الحجة و سعد بن وقاص فی الحجة و سعد بن رید فی الحجة و ابو عیبة بن الحجاج فی الحجة جامع الترمذی مناقب عبدالرحمن ۲ ۲۱۵ ط سعد

(۳) اسلم (معاویہ) قبل الفتح و اسمہ ابوہ بعدہ و صاحب الی ﷺ و کتب لہ (فتح الباری باب ذکر معاویہ ۷ ۸۰ ط مصر) عن عبدالرحمن بن سبی عمیرة و کد من اصحاب الی ﷺ عن لسی ﷺ لہ قال لسعاویہ اللہم

جمعہ ہادی مہدی و اہدیہ (جامع ترمذی مناقب معاویہ ۲ ۲۲۴ ط سعید) و قدور من غیر وحہ انہ اوصی الیہ ان یکھن فی ثوب رسول اللہ ﷺ لدی کسہ بہ الدیہ و الہایہ تر حمة معاویہ و ذکر شی من ابامہ ۵ ۶۴۷ ط دار الفکر بیروت

(۴) و الفصل البسر بعد اب ابو بکر لصدیق ثم العاروق ثم عثمان ذو النورین ثم علی المرتضی و حلافہم علی ہذا الترتیب (عقائد النسخی مع شرحہ ص ۱۴۹ ط مکتبہ خیر کثیر کراچی)

(۵) یہ خیال کہ حضرت علیؑ نے سرفراہی کے لئے حضرت حسن و حسینؑ کو بھیجا تھا حفاظت منظور نہ تھی بدنامی ہے حضرت علیؑ کی طرف سے ایسی بدنامی سرفراہی مناسب نہیں ہے۔
محمد کفایت اللہ کا لہ

کیا حکومت کا مدح صحابہ کو روکنے میں داخلہ فی الدین نہیں ان حالات میں مسلمانوں کو کیا کرنا چاہیے؟

(سوال) (۱) حضرات خلفائے ثلاثہؑ کے ساتھ کروہ شیعہ کو اس قدر بغض ہے کہ ایک طرف خود مراد و جہرا اپنے گھروں میں اور سنیوں کی سماعت میں ان پر سب و شتم اور لعن و طعن کرتے ہیں اور دوسری طرف اُسرانی کی مدح میں قصائد یا نظمیں پڑھیں تو کہتے ہیں کہ اس سے ہماری دل آزاری ہوتی ہے اور اس بنا پر اسے روکنے کی کوشش کرتے ہیں ایسی صورت میں سنیوں پر مدح خلفائے ثلاثہؑ میں قصائد یا نظموں کا پڑھنا اپنے گھروں میں محفل میں عام مقامات اور شارع عام پر مذہب ضروری ہے یا نہیں؟

(۲) حکومت وقت نے شیعوں کی درخواست اور شہادت پر حفظ امن کے بہانہ سے شارع عام پر مجمع عام میں اور ایسے مقامات پر جو محطہ ہوں یا عامۃ الناس کے استعمال کے لئے ہوں حضرات خلفائے ثلاثہؑ کی مدح کرنا یا مدح میں قصائد اور نظمیں پڑھنا ممنوع قرار دیا ہے تو حکومت کی یہ کارروائی مداخلت فی الدین ہے یا نہیں؟

(۳) شیعوں کی مخالفت اور حکومت وقت کی مزاحمت کی بنا پر جیسا کہ اوپر مذکور ہے ان سنیوں کے لئے جو ایسے مقام پر سکونت پذیر ہوں جہاں کہ یہ مخالفت اور مزاحمت کی جارہی ہو اس مخالفت کا انسداد کرنا اور حضرات خلفائے ثلاثہؑ کے محامد و مناقب کو نشر یا نظم میں علی الاعلان و برسر عام جلسوں یا جلسوں میں بیان کرنے کا حق حاصل کرنا مذہباً لازم ہے یا نہیں؟

(۴) جس مقام پر حضرات خلفائے ثلاثہؑ کے محامد و مناقب کا بیان علی الاعلان و برسر عام کرنے کی مخالفت و مزاحمت ہوتی ہو جیسے کہ اوپر مذکور ہے اور وہاں کے چھ سنی اس مخالفت و مزاحمت کے انسداد کے لئے کوشاں ہوں تو جو لوگ ان کی تائید و نصرت کریں اور ان کو مان یا کسی قسم کی امداد دیں تو وہ مذہباً مجبور ہوں گے یا نہیں اور جو اہل علم یا علمائے دین یا امراء یا برباب ثروت اس کوشش کرنے والے جماعت کی تائید و نصرت اور امداد سے پسپو تھی کریں وہ امانت و انصاف اور تعاون علی الائمہ و اعدوان کے مرتکب ہوں گے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۱۱۴۳ مووی عبد الرحیم صاحب (انجمن تحفظ ملت لکھنؤ) ۶ جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ مطابق ۲۵ اگست ۱۹۳۶ء۔

جواب از مولانا محمد اسباط

جواب (۱) (از مولوی محمد اسباط صاحب مدرس مدرسہ عالیہ فرقانیہ لکھنؤ) جواب عرض کرنے سے پہلے چند مقدمات کی تمہید ضروری ہے۔

(۱) ہر مسلمان کا مذہبی فریضہ ہے کہ احکام شریعہ و نیز رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب پر منکے حق صحیح حالات و واقف مسلمانوں بلکہ غیر مسلموں تک بھی پہنچائے تاکہ اسلامی تعلیمات اور رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب سے صداقت کے اذعان و ایمان کی محبت سے ان کے قلوب معمور ہو جائیں اور اللہ سے بندوں پر پوری ہو جائے۔ قال اللہ تعالیٰ ادع الی سبیل ربک بالحکمۃ والسرۃ عطفہ الحسنۃ و احاد لہم بالتی ہی احسن ۱ و قال اللہ تعالیٰ فاصدع بما یؤمر ۲ و قال اللہ تعالیٰ و اندر عسیرتک الاقربیس ۳ و قال رسول اللہ ﷺ بلعو عنی ولو آیدہ ۴ و قال عبدہ السلام بصر اللہ امرأ سمع ما ساء فقلعہ کما سمعہ قرب صلح او علی لہ من سمع و رواہ لیرمدی ۵ و ابن ماجہ ۶ و رواہ الدارمی ۷ عن ابی الدرداء (مشکوۃ) ۸

(۲) رسول اللہ ﷺ کے اصحاب پر امام آپ کی امت اور آپ کے درمیان و صلح ہوئی ہیں ان نبی و مساعی جمیدہ اور ان کی نبی و ششون اور جانشینوں سے ساری دنیا کے لوگوں کو دہشت اسلام میں ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر رحمت بنایا قال اللہ تعالیٰ و کذلک جعلناکم امم وسطا لنکونوا سیداء علی الناس و یکون الرسول علیکم سفید ۹ اور امت کی برائی پر ان کا احسان کے بعد شریعت نے ان کی عظمت اور محبت و ایمان کی امت اور ان کے لئے عطا مغفرت ہمارے اوپر لازم فرمائی قال اللہ تعالیٰ والذین حادوا من بعدہم یقولون ربنا اعمل لنا سفینا و لا نساں و لا تجعل فی قلوبنا غلا للذین اموارنا انک روف رحیم ۱۰ و عن عبد اللہ بن معن قال قال رسول اللہ ﷺ اللہ اللہ فی انفسہ لا نحدوہم عرصا من بعدی فیس احبہم فیس احبہم و من اعصیہم فیسعی اعصیہم و من اداہم فقد اداہی و من اداہی فقد

۱۔ سحر ۴۵

(۲) الحجر: ۹۴

(۳) الشعراء: ۲۱۴

(۴) مشکوۃ المصابیح، کتاب العلم، فصل الاول، ۱/۳۲ ط سعید

۵۔ کتاب حاد فی الحجت علی سبع سید ح ۲/۹۴ ط سعید

(۶) باب من بلغ علما ص ۲۹، ط میر محمد کتب خانہ، کراچی

(۷) باب الاقتداء بالعلماء ۱/۸۷ ط قدیمی کتب خانہ، کراچی

(۸) کتاب العلم فصل الاول ۱/۳۵ ط سعید

(۹) البقرة: ۴۳

(۱۰) الحجر: ۱۰

آدى الله ومن آدى الله فبوشك ان باخذہ (رواہ الترمذی) ۱ و عن عمرو قال قال رسول الله ﷺ اكرموا اصحابي فانهم حياركم ثم الدين بلوهم ثم الدين يلونهم ثم يظهر الكذب الح (مشکوۃ) ۲ و عن حذیفۃ قال قال رسول الله ﷺ ابی لا ادری ما بقای فیکم فاقتدوا بالذین من بعدی ابی بکر و عمرؓ ۳

(۳) شریعت نے چونکہ تبلیغ کے لئے کسی طریقہ خاص کا پابند نہیں بنایا ہے بلکہ مسلمانوں کو اختیار دیا ہے کہ شریعت کے حدود میں رہتے ہوئے ہر ایک طریقے کو اختیار کر سکتے ہیں جس سے مقتصد تبلیغ ہو سکے لہذا ان کو اختیار ہے کہ خواہ وہ نثر میں خواہ وہ نظم میں۔ خواہ انفرادی طور پر ہو یا اجتماعی طور پر جس طرح بھی ہو سکے ان کے فضائل و مناقب ان کے کارنامے ان کی سلام کے ساتھ اور اپنے پیغمبر ﷺ کے ساتھ شیعہ فکری کے واقعات پر انہیں اور مسلمانوں کے سامنے پیش کریں خصوصاً نظم اور قصائد کی صورت میں کیونکہ اس صورت کے ساتھ تبلیغ کا خاص طور پر موثر اور مفید ہونا خاص ہے۔

(۴) یہ بھی ظاہر ہے کہ مذہبی مجالس اور محافل میں نہ فقہ و فقہانی مسلمان شریعت کے تحت رہتے ہیں کہ جن کو کسی نہ کسی درجہ میں مذہبی و فقیہی بن لیں جو مسلمان مذہب سے کوئی دلچسپی نہیں رکھتے ان کا مذہب اور بزرگان دین کی طرف مائل کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ یہی ہو سکتا ہے کہ عام بازاروں اور رستوں اور تفریح گاہوں میں بھی ہم مذہبی تبلیغ کریں۔

(۵) یہ ظاہر ہے کہ دنیا میں ہمیشہ مذہب والوں نے دوسرے مذاہب کو اور ان کے اصول و فروع کو اپنے لئے دس آزار قرار دیا ہے خواہ کتنی ہی سچ اور معقول کیوں نہ ہوں اپنی رستہ میں بھڑکنے والے دوسرے مذاہب کو ممانے میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہیں کیا ہندوستان اور یورپ کی ازمنہ ماضی کی تاریخ پڑھنے والوں پر یہ حقیقت پوشیدہ نہیں ہے کہ آج بھی ہندوستان کی ریاستوں میں اذان اور نماز اور قربانی وغیرہ پر جو سخت پابندیاں مادی ہیں وہ اس دعوے کے لئے شاہد عدل ہیں اور خود قرآن کریم نے بھی فرمایا وَلِلّٰهِ تَرْصِی عَمَلِ الْبُہُودِ وَالْبَصَارِی حَتّٰی تَصْعَ مَسْہَمٌ : ایسی حالت میں کسی قوم کا یہ دعویٰ کرنا کہ ہمارے قوم عدل مذہب کی فلاح و بہبود سے ہماری اس آزاری ہوتی ہے کہ قابل ممانعت نہیں ہو سکتا بلکہ اس کے لئے حقوق و حدود کی تعیین ضروری ہے ان حقوق و حدود میں یہ چند باتیں خاص طور پر قابل غاظ ہیں (الف) جب ایک ملک میں مختلف قوم اور مختلف مذاہب و ملت کے لوگ آہ بھوں تو یہ قوم کا جان و مال عزت و مذہب دوسری قوم کی دست اندازی اور ممانعت محفوظ رہنا ضروری ہے (ب) یہ قوم اپنے مذہبی فرائض کے ادا کرنے میں آزاد ہے پاب اپنے حق میں ہو یا عبادت گاہوں میں یہ

(۱) باب ما جاء فی من سب اصحاب النبی ﷺ ۲ / ۲۲۵ ط سعید

(۲) باب مناقب الصحابة ۲ / ۵۵۴ ط سعید

(۳) مشکوۃ المصابیح . باب مناقب ابی بکر و عمرؓ ۲ / ۵۶۰ ط سعید

(۴) المدۃ ۱۶۰

شہر ہوں میں یہ تفریق کا ہوں میں۔ جب تک کہ کسی قوم کی توہین اور دل آزاری نہ کریں (ن) یہ بھی ظاہر ہے کہ دنیا کے تمام مل : مذہب کو یہ دعویٰ ہے کہ صرف انہیں کا مذہب حق ہے اور اس کے علاوہ تمام مذہب جھوٹے اور غلط ہیں ایسی حالت میں یقیناً کسی ایک مذہب کی تبلیغ اور فضائل اور مناقب اور محسن کو بیان کرنا لزوم دوسرے مذہب کا رد ہے اور ایک مذہب کے بزرگوں کی تحریف دوسرے مذہب کا بھل ہے یہ بھی ظاہر ہے کہ اکثر مذہب سے بزرگوں سے دوسرے مذہب اور مذہب واول کو نقصان بھی پہنچا ہے کون نہیں جانتا کہ حضرات صحابہ کرامؓ کے ہاتھوں آتش پرستوں کی قومیت کا شیرازہ بکھریا اور عیسائیوں کی روم اور مصر کی بڑی بڑی سلطنتیں برباد ہو گئیں ہندو برہمنوں نے بدھ مذہب واول کو کس طرح ہندوستان سے مٹایا لیکن بائبل نے کبھی عیسائیوں نے صحابہ کرامؓ کی مدح کو دل آزاری سمجھا نہ پارسیوں نے ہندو اور سکھ بھی اپنا مذہب جو س نکات ہیں لیکن کسی قوم نے آج تک یہ دعویٰ نہیں کیا کہ اس سے ہماری دل آزاری ہوتی ہے کیوں؟ صرف اس لئے کہ دل آزاری صرف اسی وقت دل آزاری ہے جب قوم و مذہب پر تعریض ہو یا کسی طرح بھی اشارۃً یا نہایت اس کی توہین کی جاتی ہو ورنہ صرف اپنے بزرگوں کی مدح چاہے کسی دوسری قوم کے لئے وہ کیسے ہی مبغوض ہوں ہرگز دل آزاری نہیں ہو سکتی اور ہو تو قابل التفات نہیں (۶) حفظ امن کے معنی یہ ہیں کہ ایک قوم کو دوسری قوم کے حقوق میں دست اندازی کرنے سے روکا جائے نہ یہ کہ ایک قوم کی خاطر دوسری قوم کو اس کے واجبی حقوق سے روکا جائے۔

(۷) حکومت کا جو حکم مداخلت فی الدین کی قبیل سے ہو ہمیں ہرگز طاعت جائز نہیں۔ عن ابن عمر قال قال رسول اللہ ﷺ السمع والطاعة علی المرء المسلم فیما احب وکرہ ما لم یؤمر بمعصیۃ فاذا امر بمعصیۃ فلا سمع ولا طاعة (متفق علیہ ۱، مشکوٰۃ ۲) عن علیؑ قال قال رسول اللہ ﷺ لا طاعة فی معصیۃ اما الطاعة فی المعروف (متفق علیہ ۳، مشکوٰۃ ۴) (۸) ہر مسلمان کا مذہبی فرض ہے کہ جب اس کے مذہب میں مداخلت کی جائے تو بقدر استطاعت اس کی مخالفت کرے اور ہرگز اس مداخلت کو روانہ نہ رکھے ورنہ تعاون اثم وعدوان کا مرتکب ہوگا۔ عن ابی سعید الحدادی عن رسول اللہ ﷺ قال من رأى منکم مکراً فلیغیرہ بیدہ فان لم یستطع فبلسانہ فان لم یستطع فقلبه وذلک اصعب الایمان (رواہ مسلم ۵، مشکوٰۃ ۶) وقال اللہ تعالیٰ

- (۱) بحاری باب السمع والطاعة للامام ما لم تکن معصیۃ ۳ ۵۷ ۱۰ ط قدیمی مسلم کتاب الامارۃ باب وحب طاعة الامراء فی غیر معصیۃ ۲ ۱۲۵ ط قدیمی
(۲) کتاب الامارۃ والقضاء الفصل الاول ۱ ۳۱۹ ط سعید
(۳) بحاری کتاب اخبار الاثر ۲ ۱۰۷۶ ط قدیمی کتاب حاشیہ کراچی - مسلم باب وحب طاعة الامراء فی غیر معصیۃ ۲ ۱۲۵ ط قدیمی
(۴) کتاب الامارۃ والقضاء الفصل الاول ص ۳۱۹ ط سعید
(۵) باب بیان کون الہی عن المکر من الایمان الخ ۱/۵۱ ط قدیمی
(۶) باب الامر بالمعروف ۱ ۳۳۶ ط سعید

تعاونوا علی البر والتقوی ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان ۱
ابتنہ ابتداء تختی کی ضرورت نہیں ہے پس حدود قانون میں رہ کر تحصیل حق کی کوشش کرنا ضروری
ہے اگر خدا نخواستہ ناکامی ملی ہو تو پھر خدائی قانون کے آگے کسی قانون کی پروا نہ کریں۔
ان آٹھ مقدمات کے بعد ہر نمبر کا جواب ملاحظہ ہو۔

(۱) حسب مقدمہ ثانیہ آیات و احادیث سے ثابت ہو کہ صحابہ کرامؓ ہندوؤں پر اللہ تعالیٰ کی حجت ہیں اور
امت مسلمہ کے دولت اسلام پانے کیلئے عظیمی ہیں یہ بھی معلوم ہوا کہ سبب مسلمانوں کی بردن پر
ان کے احسان عظیم کے ان پر شریعت نے صحابہ کرامؓ کے حقوق قائم و مقرر رکھے ہیں عظمت و محبت و
اصحت و دعائے مغفرت۔ اور حسب مقدمہ اولیٰ یہ بھی ثابت ہوا کہ جملہ احکام شریعت کی تبلیغ مسلمانوں
پر ضروری ہے اور منجملہ حقوق یہ حقوق اربعہ بھی ہیں لہذا ان کی تبلیغ بھی ضروری ہے اور حسب مقدمہ
ثانیہ یہ بھی ثابت ہوا کہ تبلیغ کے کسی خاص طریقہ کا ہم کو شریعت نے پسند نہیں کیا جب تک ہم حدود
شریعت سے تجاوز نہ کریں۔ اور حسب مقدمہ رابعہ عامہ مسلمانوں تک ان احکام کے پہنچانے کی
صرف یہی صورت ہے کہ ہم ہر جگہ بازاروں اور سڑکوں اور یہ کاهوں میں بھی تبلیغ کریں اور حسب
مقدمہ خامسہ یہ بھی ثابت ہوا کہ صرف اپنے بزرگوں کے فضائل و مناقب بشرطیکہ دوسرے مذاہب و
ان کے بزرگوں کی توہین و تعزین کے ساتھ نہ ہو موجب دل آزاری نہیں ہے یہ ہے تو قبل التفات
نہیں ہے لہذا ثابت ہوا کہ صحابہ کرامؓ کی عموماً اور خلفائے راشدین کی خصوصاً مدح اور ان کے فضائل و
مناقب خواہ بصورت نظم ہو یا بصورت نثر، خواہ ایک آدمی پڑھے یا متعدد آدمی، خواہ گھر میں ہو یا
مسجدوں میں، بازاروں میں ہو یا سیرگاہوں میں نہ جگہ اور نہ طرح پڑھ سکتے ہیں بلکہ شریعتاً ضروری ہے
ورنہ ترک فریضہ تبلیغ کا نہ بھی ہوگا اور من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ ۲ کے بھی مصداق
ہوں گے۔ خاص کر جب کہ ایک قوم ان پر سب و دشنام تبرؤا فترانہایت منظم طریقہ پر سرارتی ہے نظم
و نثر میں ان کی بجا اور معائب بیان کرتی ہے حالانکہ ان کو ان چیزوں کا کوئی حق حاصل نہیں ایسی حالت میں
مسلمانوں کا واقعی صحابہ کے فضائل اور مناقب بھی نہ بیان کرنا کس قدر خسہ ان کی نبوی و اخروی کابلیت ہے۔

(۲) حسب مقدمہ ثانیہ ثابت ہوا کہ مسلمانوں کو مدح صحابہ سے روکنا یقیناً مداخلت فی الدین ہے جس
میں اطاعت کرنے سے مسلمان اپنے مذہب کی رو سے معذور ہیں۔

(۳-۴) حسب مقدمہ ثانیہ مسلمانوں پر اپنے اس حق کو حاصل کرنا شریعتاً ضروری ہے اور جو لوگ اس
حق کے حاصل کرنے میں سعی کریں گے یا جو لوگ ان کی تائید و نصرت کریں گے وہ یقیناً ماجر و مثاب
ہوں گے ورنہ بتدریج اپنی استطاعت کے نہی عن المنکر نہ کرنے سے گناہ کار اور تعاون علی الاثم والعدوان (

کے مرتب ہیں۔ ہذا واللہ اعلم وعلمہ اتم واحکم البتہ محمد اسباط مدرس مدرسہ - ۳۰
فرقانہ لکھنؤ ۲ جمادی الاولیٰ ۱۳۵۵ھ

اجوب شیخ - محمد صدیق - تبارکی مدرس مدرسہ عالیہ فغانیہ لکھنؤ

اجوب شیخ - نسور احمد کان ایہ - مدرس مفتی مدرسہ عالیہ فغانیہ لکھنؤ

اجوب شیخ - حیدر حسن - مدرسہ - ابو احمد محمد شبلی

شیخ حدیث و فقہ مدرسہ عموم ندوۃ العلماء مدرسہ ارا علوم ندوۃ العلماء ۲۹ جولائی ۱۳۶۶ھ

واقعی صحبہ کرام کے کارناموں میں نے فضائل اور مناقب کا بیان کرنا امر دینی ہے اور اس پر حکومت کا

پابندی کا مدبرانہ تصرف مداخلت فی الدین بلکہ جنبہ داری ہے۔ فصیح الحواری واللہ اعلم

لصواب - حررہ ابو الریحیم محمد ایوب غفرلہ ۵۵-۵۵-۵۵ ہجری مہر

اجوب شیخ - شبلی - سلف حسین احمد غفر - اجوب صواب - احقر محمد حبیب غفر - مفتی ارا علوم

دیوبند ۵۵-۵۵-۲۴ ہجری

اجوب صواب - بندہ محمد ابراہیم غفر عنہ - مدرس دارالعلوم دیوبند - انجیب مصیب - ریاض الدین غفر عنہ

مدرس دارالعلوم دیوبند

الاحیوة کنہا صحیحہ وحصول ہذا الحق فرص لاهل السیۃ والجماعۃ مما لا بد

لاہل الاسلام قاطبہ وان عصہ الحکومت المنسلطۃ لبعض اعوانہ وبحب علی المسلمین

کافۃ الاجتہاد فی تحصیل ہذا الحق الصریح ہای طریق کان مما لم يتجاوز حدود

الشرع - محمد عزیزی غفر - مفتی دارالعلوم دیوبند - ۶ جمادی الاول ۱۳۵۵ھ

جواب از مفتی دارالعلوم دیوبند

(جواب ۱۰۲۷) (از نائب مفتی دارالعلوم دیوبند) جواب صحیح ہے لیکن مسلمانوں کو ایسی تدبیر اور

تنظیم سے کام کرنا چاہیے جو حصول مقصد کے لئے مؤثر اور مفید ہو اور بد امنی نہ ہو بلا سوچے سمجھے اپنے

نفوس کو مقید کرنا اور کاروبار و تہذیب و تمدن سب نہیں - فقط واللہ اعلم - مسعود احمد عنہ - نائب مفتی

دارالعلوم دیوبند ۲۴ جمادی الاول ۱۳۵۵ھ

الجواب صواب محمد رسول عثمانی غفر عنہ - مفتی دارالعلوم دیوبند

جواب صحیح - شمس الحق - مدرس دارالعلوم دیوبند

لقد اصابت صاحب محمد عبدالحق نافع غفر عنہ مدرس دارالعلوم دیوبند

مدرسہ دارالافتاء دارالعلوم دیوبند

جواب از مفتی اعظم

(جواب ۱۴۳) (از دست مفتی اعظم) جو اہل حق۔ جس پر امام کے فضائل و کمالات اور آثار و خدمات پر ان کے شہادت و تبلیغ پر اہل سنت و جماعت کا ایک مذہبی و اخلاقی بعد قانونی حق ہے اس پر پابندی کا مدعا حکومت نے نہیں اور انصاف کے خلاف ہے۔ محمد کشیت اللہ کان لہ لاہوری
مہر دارالافتاء / مدرسہ امینیہ دہلی

جواب از مفتی مظاہر علوم

(جواب ۱۵۱۸) (از دست مفتی مظاہر علوم سہارنپور) دست خط رشیدین و ردیگر صحابہ
بر امام کا ذکر اور بیان اہل سنت کا یہاں شہادت ہے کہ جس سے کوئی و عطا کوئی تقریر کوئی خطبہ کتاب کا یہ بعد ہا
خانی نہیں ہوتا اور شرعاً صحابہ کے سے عام آزادی ہے کسی کی تنقید کرنا اور اہل سنت کو روکنا اور جب
شرعی یقین مداخلت فی الدین و ظلم ہے حکومت کا فرض ہے کہ وہ انصاف ہی کو قائم رکھے اور جنبہ داری
سے کام لے جیسے دوسری اقدام کو نہ ہی شہادت اور ایسی میں آزادی ہے کسی طرح اہل سنت کو بھی
آزادی ہوئی چاہیے ورنہ اس خطا اقدام سے جو بڑے نتائج رہنما ہوں گے ان کی حکومت نامہ و اور ہو کی اور
حکومت مسلمانوں کے شعائر مذہبی میں مداخلت کرے تو مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ ممکن تدبیر سے اس
کی مداخلت کریں اور پناہ حق حاصل کرنے میں کوئی دقیقہ اٹھانے نہیں اور امر، مہملہ، کو متعلق ہو۔
و شش کر فی پابندی۔ ایسی صورت میں حکومت رہ انصاف کے ساتھ تعاون کرنا چاہیے امام ربانی مجدد الف
ثانی کتاب نمبر ۵ جلد ۱ میں تحریر فرماتے ہیں: ان الخلفاء الراشدين اگرچہ از شرط خطبہ نیست لیکن شعائر
اہل سنت است منہاج سنتہ میں ہے۔ ان المسلمین والکفار ادا کاں ہولاء شعائر و ہولاء
شعائر و حب شعائر الاسلام فی کل زمان و فی کل مکان فقط واللہ اعلم۔ ترجمہ عید تہذیب و تمدن
نمبر ۱۔ مفتی مظاہر علوم سہارنپور۔ ۱۴۱۲ھ ۱۳۵۱ھ مہد مطین بغداد عند انتم مدرسہ مظاہر علوم

سہارنپور۔ ۲۵ ج ۱۳۵۱ھ

جوابات سب صحیح ہیں۔ مہد عبد الرحمن غفرلہ۔ صدر مدرس مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور۔ ۲۵ ج ۱
۱۳۵۵ھ

کیا حکومت کا مدح صحابہ کو روکنا مداخلت فی الدین نہیں؟ مسلمانوں خصوصاً طلبہ دار
العلوم دیوبند کو ان حالات میں کیا کرنا چاہیے؟

(سوال) حکومت ہند نے مدح صحابہ کی ممانعت اور نسد او کا ایک دل آزر قانون بنایا ہے جس کا نفاذ

انہوں میں بالکل جبراً نہ طور پر اور باب اہل سنت و اجماع کے بعض علماء کی نہ صرف رائے بلکہ فتویٰ ہے کہ مدین صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی ممانعت و حقیقت مداخلت فی الدین ہے اس موقع پر نطق پر سوت و ترجیح دینا سمیت دین پر ہانت دین و ترجیح دینا ہے جو قطعاً حرام ہے ہر مسلمان اہل سنت و اجماع کا فرض الہی ہے کہ اس کار خیز میں اقدام کرے وراثت کا مے نہ بھی نہ فنا ہونے و قاشہ قطعی تیار کرے تو اب چند امور مذکورہ ذیل دریاخت حسب ہیں۔

(۱) علمائے اہل سنت و اجماع کے ممانعت میں صحابہ مدخلت فی الدین کیا نہیں؟
(۲) ہر مسلمان اہل سنت و اجماع و با امتیاز مذکورہ تائید و بداعت و سن و سال اس میں حصہ لینا چاہیے نہیں؟

(۳) ہم طباء و راہبوں و دیگر غیر مذکورہ موقع پر یہ فرض ہے تیار کریں یہ سوت "بخصوص یہی حالت میں اور تعلیم کا خیال اور قانون شکنی کا علم۔ ہاں تاخیر رہے کہ اگر اہل علم طبقہ خصوصاً علماء و طبہ نوجوان متفقہ طور پر حشر ہوئے تو قول و قوت الہی وہ دن چھوڑ نہیں کہ حکومت ہی اس قانون کو اپنے ہاتھوں پر پیرہ پیرہ کرے۔" المستطی نمبر ۱۹۶ خواجہ محمد صاحب غازی پور محکمہ دورہ و راہبوں و راہبوں۔ ۶ رجب ۱۳۵۵ھ مطابق ۲۳ ستمبر ۱۹۳۶ء

(جواب ۱۴۴) مداخلت فی الدین کا مفہوم بہت عام ہے اور عموم کے لحاظ سے ہر آن میں سیکڑوں طبقہ ہزاروں مداخلتیں ہندوستان میں ہو رہی ہیں امتنان مدین حساب کا قانون جہل تک مجھے معلوم ہے نہ حکومت ہند کا ہے نہ حکومت صوبہ کا وہ صرف ایک مقامی کمیٹی کا جو اس کام کے لئے مقرر کی گئی تھی فیصلہ تھا جسے مقامی حکومت نے انتہاء نافرمانیہ میرے خیال میں در عموم کے طبقہ مذہباً بھی شک و شبہ پر مجبور نہیں ہیں مسلمان تحریک و چہارے ہیں طبقہ و تعلیمی ضروریات میں مشغول رہنا چاہیے۔
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

صحیہ کا زمانہ ایک سو بھری تابعین کا ایک سو ستہ بھری اور تبع تابعین کا
دو سو پچیس بھری تک ہے

(سوال ۱) زید کہتا ہے کہ جس نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے اسے صحابی کہتے ہیں اور جس نے صحابی کو دیکھا ہے اسے تابعی کہتے ہیں اور جس نے تابعی کو دیکھا ہے اسے تبع تابعی کہتے ہیں زید کہتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے صحابی کا زمانہ تھا اور صحابی سے تابعین تک کثافت اور تابعین سے تبع تابعین تک کثافت تھی۔ المستطی نمبر ۱۳۵۴ نور اسلام (رنگون) ۳ ذی الحجہ ۱۳۵۵ھ مطابق ۱۵ مئی ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۴۵) صحابی وہ شخص ہے جس نے ایمان کے ساتھ آنحضرت ﷺ کو دیکھا یا حضور ﷺ

سے مددے اور ایمان پر وفات پائی صحابہ کرام کا زمانہ سنہ ایک سو ہجری تک ہے اور تابعی وہ شخص ہے جس نے ایمان کی حالت میں صحابی کو دیکھا یا ملے اور ایمان پر وفات پائی تابعین کا زمانہ ایک سو ستہ ہجری تک ہے تبع تابعین وہ لوگ ہیں جنہوں نے ایمان کی حالت میں تابعی کو دیکھا اور ایمان پر وفات پائی تبع تابعین کا زمانہ سو ستہ ہجری تک ہے۔ کذا فی المرقۃ ، لعلی القاری ج ۵ ص ۵۲، محمد کفایت اللہ خان

شہادت عثمانؓ کے متعلق ایک سوال

(سوال) متعلقہ واقعہ شہادت حضرت عثمانؓ

(حوالہ ۱۴۶) جب مفسدوں نے حضرت عثمان بن عفانؓ کے مکان کا محاصرہ کر رکھا تھا تو حضرت علیؓ نے حضرت امام حسنؓ و حسینؓ کو ان کے دروازے پر حفاظت کے لئے تعین فرمایا تھا کہ بولی مفسدہ میں داخل نہ ہوئے وہ مفسدہ دروازہ چھوڑ کر دوسری طرف سے دیوار پر چڑھ کر کھد میں اترے اور حضرت عثمانؓ کو شہید کر دیا۔ حضرت علیؓ کو جب خبر ہوئی تو انہوں نے "کر امام حسنؓ کے منہ پر طمانچہ مارا اور حضرت امام حسینؓ کے سینے پر تھپھر مارا اور فرمایا کہ تم دونوں کے موجود ہوتے ہوئے حضرت عثمانؓ ایسے شہید کر دیئے گئے۔ جب حضرت علیؓ کو واقعہ معلوم ہوا کہ قتل دیوار پھاند کر گھد میں گھسے تو انہوں نے امام حسنؓ و امام حسینؓ کو معذور سمجھا۔ حضرت عثمانؓ کے منہ پر طمانچہ مارنے کا بیان صحیح نہیں اور حضرت عثمانؓ دوسرے روز مدفون ہوئے تین دن غمش کا پڑا رہنا بھی غلط ہے اور جنت البقیع میں دفن ہوئے یہودیوں کے قبرستان میں دفن ہونا بھی درست نہیں۔ محمد کفایت اللہ کا ان اللہ۔

حضرت معاویہؓ جائز خلیفہ تھے ان سے مزید کو کوئی عہد بنانے میں اجتہادی غلطی ہوئی

(سوال) حضرت معویہؓ کی نسبت غصب خلافت کا الزام نیز یزید و آپ کا وہ حمد سلطنت باوجود اس کے فسق و فجور کے بنانا جس کو بعض سنی بھی کہتے ہیں کس حد تک صحیح و درست ہے ؟ المستفتی

نمبر ۱۴۰۲ اسید خلیل حیدر (کانپور) ۵ صفر ۱۳۵۶ھ مطابق ۷ اپریل ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۴۷) حضرت میر معویہؒ نے حضرت امام حسنؑ سے صلح کر لی تھی اور اس کے بعد وہ جاز طور پر خلافت کے حامل تھے۔ انہوں نے یزید کے لئے بیعت سینے میں غلطی کی کیونکہ یزید سے بہتر

(١) باب مناقب الصحابة ١١ ٢٧٦ ط امداديد مختار

(٢) ولزم كثير من الصحابة بوبنهم وسدرا ليه جماعة من ابناء الصحابة عن امرائهم منهم الحسن والحسين (ع)
(المدايه والنهايه) صفة حصر امير المؤمنين عثمان بن عفان ٢٦٢/٥ ط دار الفكر بيروت

٣، وقد اعسى معرويه في ايد امارته نصر عثمان ورفع الحدار بينه وبين الصنع وامر الناس ان يدقوا موتاهم حوله
، البداية والنهاية فينب ذكر صفه ٥ ٢٨٠ ص دار الفكر بيروت ٤، فلما رأى الحسن بن علي نفق حشيه عليه
مقنه و كتب عند ذلك الى معاوية بن ابي سفيان وكان فذرك في اهل الشام فترى مسكن يرويه على الصبح
سهما فبعث اليه معاوية عبدالله بن عامر وعبدالله بن سمرة -- اصفاحه على ذلك واجتمعت الكنيسة على معاوية
(البداية والنهاية خلافة الحسن بن علي ٤٩٨/٥ ط دار الفكر بيروت)

اور اوی و افضل افراد موجود تھے لیکن اس غلطی کے باوجود یزید کے اہل و انصار کی ذمہ داری ان پر عائد ہوئی کیونکہ اسلام اور قرآن پاک کا اصول ہے لا تدر واردة ودر اخری ، اس سے حضرت معویہ کی شان میں گستاخی اور درشتی نہیں کرنی چاہیے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ۔ دہلی

چوتھا باب امر مجتہدین

امام ابو حنیفہ کی تاریخ وفات کیا ہے؟

(سوال) تاریخ وفات امام اعظم ابو حنیفہ تحریر فرمانی جانے ایک کتاب میں ۲ شعبان ۱۵۰ھ ہے ایک کتاب میں ۳۰ رجب ۱۵۰ھ ہے۔ المستفتی نمبر ۹۱۵ بدھنامہ صاحب (تیسری) ۱۴۱۲ھ مطابق ۱۹۳۶ء

(جواب ۱۴۸) کتب معتبرہ متداولہ سے اسی قدر معلوم ہوتا ہے کہ رجب ۱۵۰ھ میں حضرت زیدنا امام اعظم ابو حنیفہ کی وفات ہوئی ہے اس سے زیادہ کسی معتبر کتاب میں نہیں ملا۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

ابن الہمام بلند پایہ کے محقق ہیں ان کی کتاب فتح القدر نہایت مستند و معتبر ہے (زاخراہ جمعیت سہ روزہ دہلی مورخہ ۱۸ جون ۱۹۲۸ء)

(سوال) ابن ہمام عامہ حنفیہ میں کس پایہ کے بزرگ تھے اور ان کی کتاب فتح القدر کو عامہ حنفیہ میں کیا وقعت حاصل ہے؟

(جواب ۱۴۹) علامہ ابن ہمام عامہ حنفیہ میں بڑے پایہ کے محقق ہیں۔ اصحاب تریقہ میں سے ہیں فتح القدر بہت معتبر اور مستند کتاب ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

علامہ ابن امیر الحج حنفی المذہب اور ابن الحاج صاحب مدخل مالکی ہیں

(سوال) خادم نے عرض کیا تھا کہ تھکوی علی مرآتی آخر کتاب الجنائز میں نماز جنازہ کی تیسری تہیہ

(۱) الفاطر: ۱۸

۲، فی الواقعی وغیرہ مات ابو حنیفہ فی رجب سنة خمسین ومائة وله سبعون سنة، مذهب الامام ابی حنیفہ و صاحبہ فصل فی وفاة ابی حنیفہ ص ۳۰ ط سعید

۳، وقد مر مرة ان الکمال من هن للرحیح کما افاده فی قصص البحار بل صرح بعض معاصره به من هن لاحتیاد بح الرد لمختار مطب مکس من ہند من هن للرحیح ۳ ۶۸۸ ط سعید

کے بعد باتیں اسی نام مستتب تھیں لیکن وہ بن امیر حاج کا قول تھا حضرت اقدس نے فرمایا تھا کہ وہ مالکی ہیں فقیہ بھی تھے مجتہد تھے لیکن جنس تب فقہ میں ان کے اقوال سے استشہادیں در شبہ نہ تو فوائد بھیدہ میں نکال کر دیں تو مولانا عبدالحی نے ان کو حنفیہ میں شمار کیا ہے "المستفتی" نقش بردار فقیہ محمد یوسف دہلوی

(جواب ۱۵۰) غائب یہ ان امیر حاج حنفی ہیں جن کے قول سے یہ استشہاد ہے اور وہ ان حاج صاحب مدخل مالکی ہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

پانچواں باب متفرقات

مسجد اقصی بیت المقدس میں ہے جامع مسجد دہلی کا نقشہ مسجد اقصی کے مشابہ نہیں۔
(سوال) مسجد اقصی کہاں ہے اور بیت المقدس میں جو مسجد ہے اس کا کیا نام ہے جامع مسجد دہلی کا نقشہ مسجد اقصی کے مشابہ ہے یا نہیں؟ اور اسے ساتھ کوئی تاریخی واقعہ ثابت ہے یا نہیں؟ "المستفتی" نمبر ۴۴۶ نقش محمد صدیق، ص ۱ (سنہ ۱۳۵۴ھ مطابق ۱۶ اپریل ۱۹۳۵ء)
(جواب ۱۵۱) مسجد اقصی زمین ہے بیت المقدس کی مسجد کا نام مسجد اقصی ہے، جامع مسجد دہلی کا نقشہ مسجد اقصی کے مشابہ نہیں ہے اور نہ اس کے نقشے کے ساتھ کوئی تاریخی واقعہ صحیح طور پر ثابت ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

قصص الانبیاء اور تذکرۃ الاولیاء معتبر، مستند کتاب ہیں یا نہیں؟
(از اخبار الجمعۃ مورخہ ۱۳ / اکتوبر ۱۹۳۴ء)

(سوال) کتاب قصص الانبیاء اور تذکرۃ الاولیاء موقف شیخ فرید الدین عطار مستند اور صحیح ہیں یا نہیں؟
(جواب ۱۵۲) قصص الانبیاء اور تذکرۃ الاولیاء میں صحیح اور ضعیف، قسم کی باتیں ہیں۔
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

۱۔ نمونہ سہنہ الحامیہ الفضل لاؤں فی بعض المسلمات ص ۲۴۳ طبرہ محمد کتب خانہ کراچی
۲۔ لی لمسجد لاقصی، وهو یک سندس مدی نبیاء معدد لانیاء من مدی ابراہیم الحلیل علیہ السلام
کثیر۔ بی اسریں - ۲۳ ط سہیل اکدمی (لاہور)

كتاب الجهاد

بحكم برفع هذا الشيء من جهة ارتفاع هذا السبب الخاص المرتفع و حكم بوجوده بسبب وجود سبب آخر

الا ترى انه عليه السلام اشار على ذلك بقوله ولكن جهاد وية يعنى ان فريضة الهجرة انما ارتفعت برفع سببه وهو المانع عن اقامة الصلوات و غيرها من فرائض الدين لانه حصل بفتح مكة سوكة للمسلمين ولم يبق للمشركين المانع قوة مانعة عن اداء الفرائض الاسلامية وارشد الى اهم الفرائض بقوله ولكن جهاد وية فثبت بقوله هذا ان الجهاد ايضا من الفرائض التي ان منع عنها لزممت الهجرة

لا سيما اذا بلغهم استلاء الكفار على الممالك الاسلامية واستيصالهم للسلطنة الاسلامية و ظهورهم على المقامات المقدسة الى امرنا عليه السلام ما حراح المشركون عموما واخراج اليهود والنصارى منها خصوصا وحاءنا النصر الحكى من سلطان الاسلام حمد الله يملكه و سلطته واكشف لنا عجز السلطنة الاسلامية عن المقاومة والمدافعة

و بعد ما مهدنا لا يبقى حياء فى ان فريضة الجهاد والمدافعة توجهت على المسلمين عامة ، حيث كانوا مسلموا الهند وان كانوا عاخرين عن الجهاد ما داموا فى الهند لكن لهم سبيل الى اقامة هذه الفريضة وهو الخروج عن البلاد الهندية والهجرة الى البلاد الاسلامية فافتراض الهجرة فى هذه الايام انما هو لا فريضة الجهاد والمدافعة عن الاسلام والممالك الاسلامية لا لان المسلمين لا يقدرون فى الهند على الصوم والصلوة وغيرها وهذا الحكم مما لا يخفاء فيه -

وما يقال ان الجهاد لا يقتصر على مسمى الهند لانهم ليسوا بتدريين عنه فلا يصرص الهجرة عليهم لانها حيد لا تكون مقدمة للفريضة قلنا نعم ان الجهاد ليس بمقدور عليه فى الهند لكن لا مانع من اقامته اذا خرجوا عن الهند فالحروج عن الهند مقدمة لمساعدة الاسباب وميسر لاقامة الفريضة فكيف لا تكون فرضاً -

نعم بشرط لا افتراض الهجرة حصول اليقين او الظن الغالب بنيسر العرو والمدافعة فما لم يحصل هذا اليقين او الظن لم يحكم بافتراض الهجرة عينا وهذا ما كنا عليه الى اليوم من عدم الحكم بافتراض الهجرة عينا لانه لم يحصل لنا اليقين من جهة

١٥١١ احتج عليهم بان يحرم من كذب بغير ما عدوا و تكسبو و هم يجاهدوا فيه بغير ما عدوا من بينهم فوجوه
عمن لم يتم على ان يصرص على جميع من لا رضى سرف و عرب على هذه الترسى عالمكبريه، كتاب السير باب
الاول فى تفسيره وشرطه ٢/ ٨٤ ط ماحديه كونه

باب المهاجرين يحصل لهم قدرة على الجهاد والمدافعة بعدما خرجوا عن الهدم وهجروا واطانهم

مع انالهم نشك في استحباب الهجرة واستحسانها لم يجد في نفسه قوة و اسقامه و تحملا للشدائد فقدا به وافيا به مرارا ، والحكم لله العلي الحير وهو اعلم و علمداته واحكم فقط محمد كهايت الله عمر له مدرس مدرسه اميبه دهلي
(غائباً تحریر فرمود ۱۹۱۸ء - واصف)

(ترجمہ) نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے کہ گھوڑوں کی پیشانیوں میں بھلائی قیامت تک کے لئے درجیت رہی گئی ہے اس حدیث سے یہ حکم مستنبط ہوتا ہے کہ جہاد بغرض اعداء کلمتہ اللہ قیامت تک جاری رہے اور یہ ہر شخص جانتا ہے کہ جہاد وقتاً چھ امور و شرائط کے بغیر نہیں ہو سکتا اس لئے امام کا ہونا اور ماہان جنگ کا مہم آنا اور جنگ پر قادر ہونا ضروری ہے اتنی بات تو بالکل صاف ہے۔

اور ہجرت کا حکم یہ ہے کہ ابتداً مکہ مکرمہ سے ہجرت فرض کی تھی کیونکہ اس وقت مکہ دار الکفر اور دار اعدوان تھا مسلمانوں کی جائیں آبرو اور اموال غیر محفوظ تھے اور یہاں سے والوں میں سے ایک ایک کو ہار پیٹ توہین اور عار کی صورت میں زیادہ سے زیادہ سخت اذیت پہنچائی جا رہی تھی وہ نماز قائم کرنے اور فرائض اسلامیہ ادا کرنے کی بھی طاقت نہیں رکھتے تھے غرض کہ اس وقت مکہ میں سلام اور اہل سلام نہایت کمزور اور بے بس تھے تو اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے ان پر یہ فیض عطا کیا کہ مکہ سے ہجرت کریں اور اپنے وطن کو چھوڑ دیں تاکہ وہ امن کے ساتھ دین کو قائم کر سکیں اور کفار کی دست برد اور ایذا سے نجات پائیں۔

اور جب اللہ تعالیٰ نے مکہ پر رسول اللہ ﷺ کو فتح کیا تو آپ نے فرمایا کہ آج کے بعد سے ہجرت نہیں ہے لیکن جہاد ورنیت (یعنی ہجرت عامہ) ہے اور جب بھی جہاد فی سبیل اللہ کے لئے نکلے ضرورت پیش آئے تو فوراً نکل پڑو۔ آپ نے یہ بات واضح فرمادی کہ جو ہجرت فرض تھی پھر بحیثیت فیض باقی نہیں رہی وہ ہجرت مکہ تھی کیونکہ جو دار الکفر والعدوان تھا وہ دار الاسلام ہو گیا۔

پس آپ کا فرمان لاہجرة بعد اليوم یہ کسی خاص ہجرت کے بارے میں ہے اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ فیض ہجرت مطلقاً ساقط ہو گیا ورنہ مکہ سے ہجرت کرنے کی ممانعت محض اس لئے فرمانی کہ اب وہ خاص سبب ہجرت باقی نہیں رہا تھا اور کسی سبب خاص کے باقی نہ رہنے سے کسی حکم کا نسخہ جانا اس کے مطلقاً ماثبوت و مستلزم نہیں ہے کیونکہ نئے اسباب کے پیدا ہونے میں کوئی رکاوٹ نہیں

سے ایک طرف سے اسباب ہو سکتے ہیں اگر ان میں سے ایک سبب مرتفع ہو گیا تو جہاز کے اس
نقطہ پر سے پانی بہا کر سبب پہنچے گا تو وہ حکم چکر کا مدد کر دیا جائے۔

میں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جہاد و بیۃ میں اسی بات کی طرف اشارہ ہے کہ فریضہ حجرات کا سبب مرقع ہو جانے کی وجہ سے ہی فریضہ حجرات بھی مرقع ہو گیا اور وہ سبب یہ تھا کہ فریضہ نماز اور دیگر فرض و ایما کی نیکی میں سخت رکاوٹ تھی اور جب مکہ فتح ہو گیا تو مسلمانوں کی بڑی ترقی و وجہ سے، نیکی و انصاف و اقامت دین میں اس وقت حاصل ہو گئی اور کفار کے اندر اوائلی فرض سے روکنے کی قوت باقی نہ رہی آپ نے ان فرمان سے ایک ایسا فریضہ کی طرف بھی رہنمائی فرمائی ہے کہ اس وقت ہوتا ہے کہ جہاں بھی ان فرض میں سے ہے کہ اگر اس کی اوائلی میں رکاوٹ ہو جاتی ہے تو حجرات مرقع ہو جانے کی قسم صافیت حالت میں جب کہ مسلمانوں کو یہ خبر پہنچ چکی ہو کہ مہمک یا میہ پر غارت ہو کر اس کی سلطنت و مغلوب کر رہا ہے اور ان مقامات مقدسہ پر وہ تسلط ہو گئے ہیں جن سے انما و اور خاص کر یہ وہاں کی مہمک کے ختم کرنے کے بعد اس کی مہمک کو دیا تھا اور جب کہ مہمک یا میہ خد اللہ ملکہ کی طرف سے بہانہ حال ہمارا بلا آپ کا ہے اور ہم پر یہ بات اصل چلی ہو کہ سلطنت یا میہ کی قوت متبادلہ اور قوت دفع مزور ہو گئی ہے۔

س تمہید۔ بعد یہ حقیقت بالکل واضح ہو گئی کہ جہاد دفاع کا فریضہ علی الاطلاق تمام یہاں
مسلمانوں پر عائد ہوتا ہے اور مسلمانان ہند ہندوستان میں رہنے کی صورت میں اگرچہ جہاد کی طاقت
نہیں رکھتے لیکن اس فریضہ کی اہمیت کے لئے وہ ہر رات یہ اختیار رکھتے ہیں کہ وہ قربان ہو جائیں۔
بادشاہیہ کی طرف ہجرت نہ کرنا ہے پس اس زمانے میں ہجرت کی فریضہ جہاد بوقت عمر کے اور سامان
معدت اسامیہ کی طرف سے دفاع کرنے کے لئے ہے نہ کہ اس وجہ سے کہ مسلمانان ہندوستانی سب سے
سداقہ غیر دیر قرار نہیں ہیں اور یہ حکم بالکل صاف اور واضح ہے۔

اور یہ جو کہا جاتا ہے کہ مسلمان ہند پر ہوا فاضل نہیں ہے۔ کیونکہ وہ جہاں کی طاقت نہیں رکھتے
ہندو جہاں کی طاقت نہیں کیونکہ اس صورت میں وہ اس کے سبب پیدا نہیں کرتی۔
جو اس پر ہے کہ پیشہ جہاں مسند و ستان میں اتوار ہے لیکن اس پر وہ ہندوستان سے باہر چلے جائیں تو طاقت
جہاں کے لئے کافی مانع نہیں ہے ہندوستان سے نکل جانا مسعدت اسباب کا پیش خیمہ ہے اور طاقت فرما
میں اس وقت پیدا کرنے والے تو وہی وجہ نہیں ہے اس کا فاضل نہ مانا جائے۔

بات و نصیحت بہت سے لے یہ شرم ہے۔ ہنسنا، فحش حرکتیں یا ننگے غائب ہو جانا۔
تک یہ یقین یا ننگے غائب ہو کر اصل نہ ہو گا تاہم بہت سے فاضل عین ہونے کا حکم نہیں دیں گے اور اس بات
موجودہ ہماری رائے کی ہے کہ بہت سے فاضل عین قرار نہیں دیا جاسکتا کیوں کہ ہمیں اب تک کسی
حیثیت سے یہ یقین نہیں ہے۔ ہندو کے لٹنے اور ترکانہ حسن کرنے کے بعد مہاجرین و فاضل اہل

قوت حاصل ہو جائے گی۔

اس کے ساتھ ہی اس میں بھی شک نہیں ہے کہ ہجرت اس شخص کے لئے مستحب اور مستحسن ہے جو اپنے اندر سختیوں کے برد شہد کرنے کی طاقت اور ثابت قدم رہنے کی قوت رکھتا ہو ایسے لوگوں کے لئے ہم نے متعدد مرتبہ کتاب ہجرت کا فتویٰ دیا ہے اور حکم خدا نے بلند و بالا کے لئے زیبا ہے وہ سب سے زیادہ چاہئے اور اس کا حکم کامل اور محکم ہے۔ فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ

دوسرا باب
شہادت

کیا قوق مغار کے نے خود کشی کرنا سناہ کیہ ہے؟

(سوال) اگر کوئی شخص قومی مذاکے سے اپنی جان و بدوق چاقویزہ سے یہ بھک پیاس سے ہلاک کر دے اور منع کرنے سے باز نہ آئے وہ مہم جہاں قوس و شہید کہہ سکتے ہیں یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۵۵۲ مورخہ ۱۰ اوفاق (ضلع ہارہ) ۲۵ ربیع ثانی ۱۳۵۶ھ مطابق ۲۸ جولائی ۱۹۳۷ء۔

(جواب ۱۵۴) جو فعل براہِ راست قتل ہے مثلاً سینہ ہاتھ سے چھری کی پیچاقو سے پنا کا کاٹ سیدھی پیٹ پھاڑ ڈالیا بندوق یا پستول سے کوئی مار دینا، نوکٹوں میں کر دییا، تلوار میں کود پڑا یہ تو خودکشی ہے اور یقیناً گناہ کبیرہ ہے (۱) اور جو فعل کہ براہِ راست قتل نہیں بلکہ مقصدی ان قتل ہو سکتا ہے مثلاً تہہ بزاروں، شمنوں پر حملہ کر دیا ان کی صفوں میں کھسکیا یا گھنا کر مار دیا کہ سب تک فداں مصائبہ پورا نہ ہو گا جتنا نہ تھا اس کا یہ فعل اچھی نیت سے ہے اور براہِ راست نیت سے برے ہو سکتے ہیں یعنی ان کو علیٰ اس حق خودکشی قرار دینا اور ہر صورت حرماً اور گناہ کہہ دینا درست نہیں (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

1928ء تا 1935ء۔

۱۔ راجہ بپین غیہ مسہم شترسول کی سزا قتل ہے یا معافی ہو سکتی ہے؟

(سوال) ایک غیہ مسلم شخص نے رسماً اہل تشیع کی شہادت پر دو غلوں سے تمباکو نوشی کی ہے۔

۱. من قبل مقدمه عماد محمد بن مصطفی علیہ السلام بنی و ب کات عضو و رد فل خبره سور لایقار و سرحد ش
سحق فی لسانه فو ب ب بقی لایقار و سرحد فی لایقار و سرحد و ب کات بقی علی بقی کسار و سرحد
المسلمین (مطلب فی صوة لجان ۲۱۱ طبع)

۲۔ دیکھ کر فی شرح میر: یہ لایس اس حمل برحق و حیدہ ہا صی یہ نفس ذکاب بضع سب نفس و خروج و
 یبرم بعد نفس ذلت حسا بعد من لصحیدہ بن ہدی رسول یہ ۔۔۔ یوم حد و مدحیمہ علی ذلت رد لبحار مصب د عدم
 یہ یقتل 'یحورلہ ان یقاتل' ۱۳۵ ط سعید) وفي البحار: قال السی: بما الأعمال بالکات وانما لا ہری ما نوری
 الحدیث) (باب کیف کان بد الوحي الی رسول اللہ ﷺ ۲۱ ط قدیمی کتب خانہ کراچی)

پیش کرنے سے حرمت میں ہے اگرچہ ان کو یہ ہے اب وہ شخص اپنے اس گناہ سے شرمسار ہو کر معافی مانگے اور مسلمانوں کو ناچہتا حالت غریبی میں رہنا چاہتا تو کیا اس حالت میں اس کو وہ شریعت معافی ہو سکتی ہے یا نہیں؟ اگر معافی نہیں ہو سکتی تو اس کی سزا کیا ہے؟ یہ وہ شخص واجب قتل ہے۔

(۲) اس سے پہلے ایک فتویٰ صادر ہوا ہے کہ ہر ایسے شخص کے لئے مردہ کے موت کے بعد اور کوئی سزا نہیں بشرطیکہ حکومت اسلامی ہو اور اسلام کی حکومت نہیں ہے تو وہ شخص اگر معافی مانگا ہے تو اس کو معافی دی جا سکتی ہے ہذا آپ بھی اس مسئلہ پر ابراہیم و دیگر مصلحین فرمائیں۔

(۳) اس سے پہلے اس قسم کے کئی ایک معاذروں کو دیکھا ہے جن کے نتیجہ ہا آپ کو معلوم ہوں گے کہ وہ اشخاص جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کی شان اقدس میں بے حرمتی کی تھی مسلمانوں کے ہاتھوں قتل ہوئے مثلاً عثمٰ بن عبدالمطلبؓ وغیرہ جنہوں نے ان کو قتل کر کے خود تختہ دار پر چڑھ کر مردہ کے قانون سے ہاری جان دیدی ورنہ وہ شہید نہ جاتا ہے تو کیا ان کا یہ قتل برائے شریعت کے لحاظ سے جائز تھا یا ناجائز؟ کیونکہ شریعت میں ایسے شخص کا قتل کرنا واجب ہے بشرطیکہ حکومت اسلامی ہو یہاں پر حکومت بن کر یزید کی تو کیا اس صورت میں عثمٰ بن عبدالمطلبؓ شہید ہوئے ہیں یا نہیں؟ کیا ہر ایسا شخص جو رسول اللہ ﷺ کی بے حرمتی کرنے والے کو قتل کرے اور حکومت اسلامی نہ ہو اس شخص کو قتل کے عوض میں پھانسی دی جائے تو ایسے شخص کو شہید کہا جاسکتا ہے یا نہیں؟ یہ وہ شہید نہیں ہے تو وہ کس شمار میں ہے؟ المسئلتی نمبر ۲۰ مولوی عزیز محمد صاحب (راوی پنڈی) ۱۱ رجب ۱۳۵۵ھ مطابق ۲۸ ستمبر ۱۹۳۶ء۔

(جواب ۱۵۵) چونکہ ہندوستان میں اسلامی حکومت نہیں ہے اس لئے اگر غیر مسلم معافی مانگے تو اس کو معافی دے دینا جائز ہے کسی مسلمان کو قتل کر دینے کا حق نہیں ہے اگر کوئی محبت رسول میں شہر و دیوار ہو مگر قتل کر دے تو وہ معذور قرار دیا جاسکتا ہے ورنہ صورت میں اس کو شہید نہ کہا جاسکتا ہے۔
محمد غایت اللہ کان امد لہ ذی

باغیوں کے ہاتھوں مارے گئے، نگریزی فوج کے مسلمان سپاہی شہید کے حکم میں نہیں (سوال) یہاں پر جس پنشن میں نہیں رہتا ہوں چند دن گزرے کہ وہ مسلمان پھانسیوں کے گولے مار دیئے تھے مولوی صاحب نے فتویٰ دیا تھا کہ یہ شہید ہیں کیونکہ باغیوں کے ہاتھ سے ان کی موت واقع ہوئی۔

۱۔ وکذا المسلم اذا قتل مسلماً وھما داخلان فی دار الحرب لا یحب لخصاص عبد ولو قتل المسلم اسیر مسلماً فی دار الحرب لا یحب لخصاص عبد لکل عامگیرۃ کتاب لحدائق البیان النبی ۶ ط ۳ ص ۳۶
(کوئٹہ)

ہوئی ہے پھر ان کو اسی حالت پر دفن کیا گیا یہ صحیح ہے کہ پٹھان باغی ہیں جو مرے ہیں وہ شہید ہیں یا نہیں؟
المستفتی نمبر ۱۵۶۷ مووی محبت حسین شاہ امام مسجد پٹن ۸ ۴ پنجاب یکمپ رزنک وزیرستان۔
۲۵ ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ مطابق ۵ جون ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۵۶) گمریزی فوج کے سپاہی جو متاثرین کوں سے مارنے کے لئے ان کو غلہ وغیرہ م
اموات کے مانند دینا چاہتے تھے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

مذہبی موعود پر مسلمان اور گوتم بدھ مذہب کے افراد میں جھڑپ اور برمی حکومت کی
فرنگ سے مقتول مسلمانوں پر شہید کے احکام جاری ہوں گے یا نہیں؟

(سوال) ایک مذہبی موعود میں مسلمان اور برمی جو کہ گوتم بدھ کو ماننے والے ہیں ان دونوں کے
درمیان فساد ہو گیا مسلمان کو قتل کرنا شروع کر دیا بعد میں کورنمنٹ وقت نے بھی رفع فساد کے لئے
مسلمانوں اور برمیوں پر بد وقت سے فرمایا جس سے بعض مسلمان مقتول ہوئے اب شہید مسلمانوں کے
بارے میں کیا حکم ہے یہاں کے علماء میں اختلاف ہے بعض فرماتے ہیں کہ یہ وہ شہید نہیں ہیں جن کے
سے غسل و کفن کا مخصوص حکم ہے یہ حکم صرف کھارے جو جنگ ہو کر قتل ہوئے اس کے لئے ہے دوسرا
فریق کہتا ہے کہ چونکہ مذکورہ مسلمان قتل ہوئے اور اثر کہ جارحہ سے بعض جلد دینے کی وجہ
سے جس جن کے متعلق یہ حکم ہو گیا کہ مقتول ہونے کے بعد کسی قسم کا نفع نہ اٹھایا ہو یا ایک وقت نماز
سے کم زندہ رہا ہو اور کتبہ وغیرہ کی نوبت نہ آئی ہو وہ سب شہید ہیں انہی طرح جو مقتول پایا گیا اور اس کے
بدن پر زخم ہے لیکن نہ معلوم ہوا کہ وہ زندہ رہا یا نفع اٹھایا ہیوں کے لئے بھی قیہ کی وجہ سے شہید
ہونے کا حکم لگایا جائے گا ورنہ اگر وہ حکام جاری ہوں گے جو یہ شہید کے ہونا چاہیے نیز کورنمنٹ
نے جن مسلمانوں پر کولی چلائی وہ بھی قتل ہوئے اس سے وہ بھی شہید ہوں گے پس صاف اس کے
متعلق شریعتی اور دینی حکم سے قطع فرمادیں۔ المستفتی نمبر ۲۳۹۴ محمود راندیری رنگون ۱۳
جمادی الثانی ۱۳۵۷ھ مطابق ۱۰ اگست ۱۹۳۸ء

(جواب ۱۵۷) جو شخص معرکہ میں تھیرا ہوا اور اسے مارا جائے یا شہر میں قتل کیا جائے خواہ
قتل باغی ہو یا قلع طریق یہ مکابر ہو اور خواہ قتل بائید ہو یا باحرق یا باٹکل تو ان سب صورتوں میں
مقتول پر شہید کے احکام جاری ہوں گے بشرطیکہ ارتکاب نہ پایا گیا ہو۔

اس فساد میں جو مسلمان برمیوں کے ہاتھ سے یا حکومت کے آدمیوں کی فرنگ سے مقتول
ہوے یا اپنے فسادہ مدارقہ میں مقتول یا محروق پائے گئے یہ سب شہید ہیں اور ارتکاب نہ ہوا ہو تو شہید

کے احکام جاری ہوں گے ایسے فساد کے وقت کہ شر کا انتظام مختل ہو جائے اور دن و رات قتل کا رتھاب ہونے لگے قتل و قتل اس وقت میں داخل ہو جاتے ہیں ورنہ قتل اس وقت کا فعل قتل محدود ہے۔
ساتھ مقید نہیں رہتا وہ کذا کذا طاهر محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دلی

تحریک کشمیر میں ظلم مارا جانے والا مسلمان شہید ہے۔

(از اخبار الجمعية مورخہ ۱۶ فروری ۱۹۳۲ء مطابق ۸ شوال ۱۳۵۰ھ)

(سوال) موجودہ کشمیر کی تحریک آزادی میں کوئی آدمی ڈوگرے کے ہاتھ سے مارا جائے تو وہ شہید ہے یا نہیں؟ بعض لوگ کہتے ہیں کہ بغیر ہتھیار کے جانا اور پناہ دشمن کے آگے رکھ دینا جہاد نہیں ہے کیا یہ سچ ہے؟

(جواب ۱۵۸) ڈوگرے یا اور کسی شخص کے ہاتھ سے ظلم مارا جانے والا یقیناً شہید ہے اور جب کہ مسیح مقبہ زیادہ مضر ہو تو خون موش مقبہ ہی جہاد ہے موجودہ تحریک کشمیر بھی اسی ختم میں داخل ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دلی

ظلم مارا جانے والا مسلمان ثواب شہادت کا مستحق ہے۔

(از اخبار الجمعية دہلی مورخہ ۱۶ اکتوبر ۱۹۳۳ء)

(سوال) مسجد قدیمی ہو یا نئی غیر معمولی صورت پر ہندو مسجد کے سامنے باجائے کی خاطر نماز میں خلل پیدا ہونے کی وجہ سے مسجد کی حفاظت کے لئے کسی ہندو کے ہاتھ سے موت ہوئی تو اس کا کیا حکم ہے؟
(جواب ۱۵۹) اگر ہندو قتل اور ظلم سے کسی مسلمان کو ہار ڈالیں تو وہ مسلمان یقیناً ثواب شہادت کا مستحق ہوگا بشرطیکہ زیادتی کی ابتدا مسلمان نے نہ کی ہو اور محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دلی

۱، وکند بکوت شہداء بوقند باغ و حربی و قطع طریق ولو بسبب او غیر آفة حارحة فان مقولہم شہید ہ۔ انہ قنودہ سور الانصار و شرحہ، فان اسحق فی الشامیہ ای شرط ان لا یروث ایضا باب الشہید ۲، ۲۴۹ ط سعید
۲، وهو الشہید، فی الشرع من قتلہ ہل حرب و اسعی و قطاع الطريق۔ او قتلہ مسلم صدم و لم نجس بہ
دبۃ عالمگیریہ الفصل السابع فی الشہد ۱، ۱۶۷، ۱۶۸ ط ماحدیہ کوسہ
(۳) والمراد بشہید الاحرة من قتل مظلوماً (رد المحتار مطلب فی تعداد الشہداء ۳، ۲۵۲ ط سعید)

تیسرا باب غلام و جاریہ

هل يجوز شراء المراقبة المشتركة من ابويها المشترين بضمن معلوم؟
(سوال) ما قولكم دام فضلكم في رجل اشترى امرأة من بنات المشترين بضمن معلوم من ابويها هل يصح هذا البيع والتقويم؟ وهل يحوز موافقتها وتدخل في ملكه ام لا؟ بيروا توجروا؟

(جواب ۱۶۰) قلت تحقيق المسئلة يقتضي تمهيد مقدمات المقدمة الاولى ان اهل الحرب احرار قال في البحر ۱ ولو قهر حربي بعض احرارهم الخ وفي رد المحتار ۲ نقلا عن الدر المنقى فلو اهدى ملكهم لمسلم هدية من احرارهم الخ ففي هاتين الروايتين بصريح بان اهل الحرب احرار في دارهم اما ما قال في المستصفى انهم ليسوا احرار بل ارقاء فيها اي في دار الحرب وان لم يكن ملك لاحد عليهم (رد المحتار) ۳ فليس على ظاهره بل المراد انهم ارقاء بعد القهر والغلبة كما قال في رد المحتار ما نصه قلت لكن قد منافي العتق ان المراد بكونهم ارقاء اي بعد الاستلاء عليهم اما قبله فهم احرار الخ انتهى (رد المحتار ۱، ص ۲۵۳ ج ۳ طبع مصر)

المقدمة الثانية ان بيع الحرو كذا شراءه باطل (هـ) وهذا ظاهر
المقدمة الثالثة ان الاستيلاء بالقهر والغلبة موحى للملك سواء كان من مسلم او كافر بعد ان يكون المستولى عليه كافرا حربيا او مالا متقوما ۱
واذا تمهد هذا فاعلم ان بيع الحربي حربيا اما ان يكون في دار الاسلام بان دخل حربي دارنا مستامسا فباع فيها احدا او في دار الحرب بان دخل مسلم دارهم مستامسا فباع فيها منه حربي حربيا آخر عن الاول لا يحوز البيع لانه بيع لحراد لم يوجد

(۱) باب المستامن ۱۰۷ ۵ ط بيروت

(۲) مطلب في قولهم ان اهل الحرب ارقاء ۱۶۴/۴ ط سعيد

(۳) حواله بالا

(۴) مطلب في قولهم ان اهل الحرب ارقاء ۱۶۴/۴ ط سعيد

۵ فضل بيع ما ليس بملك كسهم ونسبة و لحر و لبيع به اي جعله ثم ادخل له عليه لان ركن بيع مصادره المال ولم يوجد (تنوير الابصار و شرحه مع رد المحتار باب البيع الفاسد ۵۱، ۵۰/۵ ط سعيد)

۶ داسي كافر كافر في دار الحرب واحد ماله من لا يستلانه غني مباح (تنوير و شرحه) دل في السامع حتى لو سولي كافر الوثني و اهدى على الروم و حرو و هـ بانه بنت الملك لكفار الترك ككفار الهند باب سبلاء لكفار ۴ ۱۵۹، ۱۶۰ ط سعيد

الاستيلاء الموحى للملك و هل الحرب احرار للمقدمة الاولى قال في رد المحتار نقلا
عن الولو الحية ولو دخل دارا بامان مع ولده فباع الولد لا يحوز في الروايات اى لان في
احازة بيع الولد نقص امنه سبى (رد المحتار ۱ ص ۲۵۳ ج ۳ طبع مصر)
و على الثاني فما ان يكون الباع قد قهر المبيع واستولى عليه ام لا و على الثاني
لا يحوز البيع ايضا لانه بيع الحر ولا سبيل الى حواره و على الاول ان لم يكن عندهم في
ديهم ان من قهر منهم احدا ملكه لم يحر هذا البيع لكونه بيع الحر والاستيلاء الواقع لا
يكون موحا للملك في اعقادهم وكذا عندما لانه واحد في دارهم من غير اخراج و احرار
وان كان المذهب عندهم ان من قهر احدا او استولى عليه ملكه حار البيع لان
الباع قد باع مملوكه في اعتقاده قال في الحر ولو قهر حربى بعض احرارهم ثم جاء بهم
الى المسلم المستامن فدعاهم منه يطر ان كان الحكم عندهم ان من قهر منهم صاحبه فقد
صار ملكه حر الشراء لانه باع المملوك وان لم يملكه لا يحوز لانه باع الحر انتهى
(بحر) ۲۱

تم اعلم ان هذا البيع وان حر لكنه لا يكون مفيدا للملك للمشتري ما لم يحر
المشتري المبيع الى دار الاسلام قهرا قال في رد المحتار ولو دخل دارهم مسلم بامان ثم
اشرى من احدهم انه تم احراره الى دارنا قهرا ملكه واكثر المشايخ على انه لا يسكنهم
في دارهم وهو الصحيح انتهى رد المحتار ۲ ص ۲۵۳ ج ۳ طبع مصر)
و يعلم من حكم المشايخ بعدم دخول المبيع في ملك المشتري ما دام في دارهم
ان الموحى للملك هو الاخراج قهرا لا البيع والشراء فان قيل ان لم يكن هذا البيع
مفيدا للملك فما فائدة الحكم بجوازه كما قلتم في صورة بيع الحربى حربيا آخر قد قهره
واعتقده مملوكه بالفهر وكما نقلتم من البحر قلت فائدة الحكم بحوار البيع اما هي
بشيء العذر من المسلم المستامن الذى دخل دارهم بامان فيه مأمور بان لا يعذبهم
: واخراج احدا منهم الى دار الاسلام قهرا يعد عذرا الا اذا كان في صورة البيع
والشراء الحائز عندهم ايضا فانه لا يكون عذرا والملث الحاصل للمسلم بالاخراج

(۱) باب استيلاء الكفار مطلب فيما لو باع الحربى ولده ۴ ۱۶۰ ط سعيده

(۲) باب المستامن ۵ ۱۰۷ ط بيروت

(۳) مطلب في قولهم ابن الحرب ارفاء ۴ ۱۶۴ ط سعيده

۴ دخل مسلم دار الحرب بامان حرم عرضه بشي من دم ومال و فرج منهم المستمرون عند شروطهم في
خرج اليها شيئا ملكه ملكا حرما لعدم (تويز الابصار و شرح الدر المختار مع رد المحتار) باب المستامن

۴ ۱۶۶ ط سعيده

الكذائي لا يكون ملكا خبيثا

وحمة الكلام ان الموح لسلط اما هو الاحراج قهرا من دار الحرب الى دار الاسلام و ليس للبيع والشراء في حصول المثلث كثير يقع واما بفعه في نفى كون لاحراج عدرا فالسوء لى حكم الفقهاء بحوارها معاها انها تصلح لى نسبة العدر من لاحراج المترتب عليها والسوء الى حكموا بعدم حوارها معه انها لا تصلح لى هذه النسبة والاحراج المترتب عليها يعد غدرا

ويوجد مما ذكرنا حكم بيع كفار الهند اولادهم في المملكة الانجليزية من انه لا سبل الى حوار هذا البيع فان هذه البلاد ان كانت دار الاسلام كما هو راي جماعة من علماء لم يحر هذا البيع لما يقاس سائفا عن رد السحر من ان بيع الحرى حريبا في دار الاسلام لا يحور في الروايات وان كتب دار حرب لا يحور البيع ايضا فان حكم حوار البيع في دار الحرب ايضا مسروط يكون الناع قهرا مستولا على المبيع والقهر والاستيلاء كذلك لا يوجد في الحكومة الانجليزية وايضا قدما ان حصول المثلث لمستوى مشروط باحراج السبيع الى دار الاسلام وما دام في دار الحرب لا يحصل له المثلث عند اكثر المشائخ وهو الصحيح

فالمسلم الذي يشتري في المملكة الانجليزية من كافر اولاده لا يحور له البيع والشراء لكون هذا البيع والشراء عدرا بالحكومة التي نحن من معاهديها ومن عهدتها ان يحاره الانسان جريمة قانونية عندها و نحن التزمنا العهد وكذلك لا يحصل له المثلث على المبيع لعدم وجود الاحراج قهرا مع انه شرط لحصول المثلث كما قدمنا ولا يفيد ان يكون اقدام من كفره الهند يعتقدون حوار هذا البيع وان ينفق لبعضهم ان يقهر احدا سرا من عمال الحكومة لان اعتقاد اهل الامر هو المعتبر لا اعتقاد كل احد -

قال في رد المحتار والعدر حرام الا اذا عدر به ملكهم فاحد ما له او حسه او فعل عدر يعلمه ولم يصعه لانهم هم الذين يقصرون العهد انتهى

(رد المحتار (١) ص ٢٥٤ ج ٣)

وايضا قدما ان البيع اما كان لصحة في العدر والعدر بقص العهد و عهدنا بالحكومة و عمالهم لاعم الكفرة الذين يعتقدون حوار البيع فهذا البيع وان كان مع السحورين لا يصح لى نسبة العدر وكذا القهر والعلبة جريمة عند الحكومة فلا يؤثر في حصول المثلث

فالحاصل ان هذا البيع و الشراء باطل ولا يدخل المبيع المذكور تحت المقويہ
ولا في ملك المشتري واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ الراحی رحمۃ مولانا محمد کفایۃ الد
مدرس مدرسہ امینیہ دہلی یکم رجب ۱۳۳۳ھ ہجری

(ترجمہ) کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلے میں کہ ایک شخص نے مشرکین سے ایک بڑی قیمت دیکر
اس کے ماں باپ سے خریدی کیا یہ بیع و شراعیج ہے؟ اور کیا اس سے مجامعت کرنا جائز ہے اور یہ وہ لڑکی
اس خریدار کی ملکیت میں داخل ہو جائے گی؟

(جواب ۱۶۰) اس مسئلے کی تحقیق کے لئے چند مقدمات کی ضرورت ہے۔

(۱) اہل حرب (دار الحرب میں) آزاد ہیں (مملوک نہیں ہیں)۔ میں ہے ولو قهر حربی بعض
احرارہم الخ اور رد المحتار نے درمختی کے حوالہ سے کہا ہے فلو اهدى ملکهم لمسلم ہدیۃ من
احرارہم الخ ان دونہم رہتوں سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ حربی دار حرب میں آزاد ہیں لیکن
مستغنی میں جو کہا ہے کہ اہل حرب دار الحرب میں آزاد نہیں ہیں بلکہ غلام ہیں اگرچہ وہ کسی خاص شخص کی
ملک نہ ہوں تو اس کے لفظی اور ظاہری معنی مراد نہیں ہیں بلکہ اصل مطلب یہ ہے کہ وہ تسلط اور غلبہ
کے بعد مملوک بن سکتے ہیں جیسا کہ صاحب رد المحتار نے اس کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ ہم مقتیق
کے بیان میں کہہ چکے ہیں کہ دار الحرب میں اہل حرب کے مملوک اور غلام ہونے سے مراد یہ ہے کہ
استیلاء کے بعد وہ غلام بن سکتے ہیں لیکن استیلاء اور قبضہ یا ایسی ہی سے قبل وہ آزاد ہیں (رد المحتار ص ۲۵۳ ج ۳ طبع مصر)

(۲) آزاد کی بیع و شرا باطل ہے اور یہ ایک ظاہر امر ہے۔

(۳) تسلط باقتدار و غلبہ موجب ملک ہے تسلط خواہ مسلم ہو یا کفر۔

بشرطیکہ مغلوب کافر حربی یا مال مقوم ہو۔

مقدمات ثلث کے ذمین نشین کرنے کے بعد جاننا چاہیے کہ ایک حربی کا دوسرے حربی و
فرہخت کرنا و طرح ہو سکتا ہے ایک یہ کہ یہ معاملہ دارالسلام میں ہو کہ ایک حربی مستامن بن کر دار
السلام میں داخل ہوا دوسرے حربی کو فرہخت کر دے دوسری صورت یہ کہ یہ معاملہ دار الحرب میں
ہو کہ ایک مسلمان مستامن بن کر دار الحرب میں داخل ہو اور وہاں ایک حربی دوسرے حربی کو اس کے
باتھ فرہخت کر دے پہلی صورت میں یہ خرید و فروخت جائز نہیں کیونکہ یہ بیع ایک آزاد کی بیع ہوگی اور
وہ استیلاء جو موجب ملک ہوتا ہے اس صورت میں نہیں پایا جاتا ہر مقدمہ اولیٰ کی روت اہل دار الحرب آزاد

ہیں۔ صاحب رد المحتار نے اہل دارالسلام کو لیکر دارالسلام میں داخل ہو
اور اپنے کو فرہخت کر دیا تو یہ بیع منعقد نہ ہوگی کیونکہ وہ پہلے بھی مستامن ہے۔ اور اگر اس کی فرہخت کی
اجازت دے دی جائے تو نقصان امان لازم آتا ہے (رد المحتار ص ۲۵۳ ج ۳ طبع مصر)

دوسری صورت یہی دار الحرب میں مسلم مستامن کی حرلی سے دوسرے حرلی کو خریدے تو اس میں ایٹھنا یہ ہے کہ بائع حرلی کو بیع پر غلبہ اور قبضہ حاصل ہے یا نہیں؟ اگر نہیں ہے تو یہ معاملہ بھی ناجائز ہوگا کیونکہ یہ بھی آزاد کی بیع ہے جس کے جوازی وہی صورت نہیں اور اگر غلبہ و قبضہ حاصل ہے تو اگر حربیوں کے مذہب میں اس قسم کا غلبہ و قبضہ موجب ملک نہیں ہے تو یہ خرید و فروخت جائز نہ ہوگی اور یہ قبضہ نہ تو حربیوں کے مذہب کی رو سے موجب ملک ہوگا اور نہ اسلام کی رو سے کیونکہ دار الحرب سے اثر اچ اور دارالسلام میں داخلہ کے بغیر یہ غلبہ و قبضہ جوازیع کا موجب نہیں ہوتا اور اگر حربیوں کے مذہب میں ایک حرلی کا دوسرے حرلی پر قبضہ و استیلاء موجب ملک ہو جاتا ہو اور اس قسم کا ایک حرلی اپنے مملوک کو مسلم مستامن کے ہاتھ فروخت کر دے تو یہ بیع جائز و منعقد ہو جائے گی کیونکہ بائع نے جس کو فروخت کیا ہے وہ اس کے مذہب اور اعتقاد کی رو سے اس کی جائز ملکیت ہے صاحب جزائے فرمایا ہے کہ اگر حرلی نے دوسرے آزاد حربیوں پر استیلاء حاصل کر کے ان کو مملوک بنالیا اور کسی مسلم مستامن کے ہاتھ فروخت کر دیا تو یہ صحیح ہے گا کہ اگر حربیوں کے مذہب کی رو سے یہ غلبہ موجب ملک ہے تو یہ خرید جائز ہوگی کیونکہ اس حرلی نے ایک ایسی چیز کو فروخت کیا ہے جو اس کے مذہب کی رو سے اس کی جائز ملکیت ہے اور اگر اس کو اپنے مذہب کے لحاظ سے حق ملکیت حاصل نہیں ہے تو یہ آزاد کی بیع ہوگی جو ناجائز ہے (بحر)

یہ یاد رکھنا چاہیے کہ اگرچہ جس عقد بیع کو جائز قرار دیا گیا ہے اگرچہ یہ خرید تو جائز ہے مگر اس میں بھی مسلم مستامن اس بیع کا ملک نہیں بننا جب تک کہ اس کو خود اپنے قبضے کے ساتھ دارالسلام میں نہ لے آئے صاحب ردالمحتار فرماتے ہیں کہ اگر کوئی مسلم امان حاصل کر کے دار الحرب میں گیا اور پھر کسی کافر سے اس کا رُکھا خرید لیا اور اس کو اپنے قبضے کے ساتھ دارالسلام میں لے آیا تو اب وہ اس رُکھے کا مالک بن جائے گا اور اثر عام کا مذہب ہے کہ دار الحرب میں مالک نہیں بن سکتا اور یہی مذہب صحیح ہے (ردالمحتار ص ۲۵۳ ج ۳ طبع مصر)

اور مشائخ نے جو یہ فرمایا ہے کہ جب تک دار الحرب میں رہے وہ بیع مسلم مستامن کی ملک میں داخل نہیں ہوتا اس سے معلوم ہو گیا کہ غلبہ و استیلاء اور قبضہ و حراست کے ساتھ دار الحرب سے نکال لانا موجب ملک ہوتا ہے نہ کہ صرف خرید و فروخت اگر کہا جائے کہ جب کہ یہ معاملہ دار الحرب میں موجب ملک نہیں تو اس قسم کی خرید و فروخت کو جائز قرار دینے سے کیا فائدہ ہے؟ یعنی اوپر تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس معاملے کے جواز کا حکم دینے سے سب سے بڑا فائدہ ہے کہ اس صورت میں مسلم مستامن پر ہمدی کا انزام نہیں آئے گا کیونکہ جو مسلمان کہ کفار کی امان میں ہو اس پر لازم ہے کہ ان کے ساتھ ہمدی (یا ان کے قوانین کی خلاف ورزی) نہ کرے اور مسلم مستامن کسی حرلی کو جبراً پکڑ کر دارالسلام میں لے جانا ہمدی ہے لیکن اگر ایسی خرید و فروخت کی صورت میں ہو جو کفار کے نزدیک

جائز سمجھی جاتی ہو تو یہ بد عہدی نہ ہوگی اور اس طریقے سے اگر مسلم مست من اس خرید کردہ مملوک کو ر
الاسلام میں لے جائے تو وہ اس کا جائز مملوک ہوگا۔

غرضکہ داراخر ب سے صرف غلبہ و حراست کے ساتھ نکال کرے چنانچہ موجب ملکیت
ہو سکتا ہے مذکورہ خرید و فروخت کی صورت میں جو حق ملکیت حاصل ہوتا ہے اس کا پتہ زیادہ فائدہ نہیں
اس تنازعہ ضرور ہے کہ اگر مسلم مست من اس کو داراخر ب سے باہر لے جائے تو بد عہدی نہیں ہوتی
پس جس خرید و فروخت کو فقہانے جائز کہا ہے اس کے جواز سے غرض یہ ہے کہ اخراج کی صورت میں بد
عہدی و غداری کا التزام نہ آئے اور جس کو ناجائز کہا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ بد عہدی کے اثر سے
محفوظ رکھنے کے لئے کافی نہیں ہوتی اور اس کی وجہ سے جو خراج ہوتا ہے اس کو عہد شکنی قرار دیا جاتا
ہے۔

مذکورہ بالا تفصیل سے معلوم ہو گیا کہ حکومت انگلشیہ میں ہندوستان کے کفار اگر اپنی اور
و فروخت کریں تو اس کی خرید و فروخت کے جواز کی کوئی صورت نہیں کیونکہ اگر یہ ممکنات تھیں جن سے
دارالاسلام سے قویہ نفع مانا جائے جیسا کہ خواہ رد مختار ہم اوپر ذکر کر چکے ہیں کہ دارالاسلام میں یہ
حرلی کا دوسرے حرلی کو فروخت کرنا جائز نہیں۔

اور اگر برٹش انڈیا کو داراخر ب مانا جائے تب بھی یہ نفع جائز نہیں کیونکہ داراخر ب میں بھی جواز
نفع کے لئے یہ شرط ہے کہ باع و مبیع پر پورا قبضہ و اختیار اور حق تصرف حاصل ہو اور ایسا اختیار قبضہ
حکومت انگلشیہ میں موجود نہیں ہے اور اوپر ہم یہ بھی بتا چکے ہیں کہ مشتری کے سے ملکیت ثابت بھی
خراج الی دارالاسلام کے ہاتھ مشروط ہے اور جب تک وہ داراخر ب میں رہے گا اس کو اثر دارالاسلام
نزدیک حق ملکیت حاصل نہیں ہوتا ورنہ مذہب صحیح ہے۔

پس جو مسلمان حکومت انگلشیہ میں کسی کافر سے اس کے بچے کو خریدے گا اس کی یہ خرید و
فروخت ناجائز ہوگی کیونکہ یہ معاملہ اس حکومت کے ساتھ بد عہدی کے مترادف ہوگا جس کے قانون
کے ہم پند ہیں اور جس کے قانون کے تحت بد عہدی جرم ہے اور ہم نے اس قانون کی پابندی کو اپنے
پر واجب کر رکھا ہے اور نہ یہاں ملکیت حاصل ہو سکتی ہے کیونکہ خراج باقہر کا وجود نہیں پایا جاتا جو رسول
ملک کے لئے شرط ہے۔

اگر کفار ہند کے بعض قبائل اس قسم کی خرید و فروخت کو جائز سمجھتے ہوں اور کسی پویشیدہ
طریقے پر ایسا قبضہ و تسلط جو ان کے عقائد میں موجب ملکیت ہو حاصل ہو جائے تب بھی کوئی فائدہ نہیں
کیونکہ اس صورت میں حکومت ہند عقیدہ قانون معتبر ہو گا نہ کہ ہر اس و ناکس کا عقیدہ۔

رد المحتار میں ہے کہ کافر حکومت میں بھی بد عہدی و قانون شکنی حرام ہے سوائے اس صورت
کے جب کہ بادشاہ خود ہی بد عہدی و پیمان شکنی کرے کہ مسلمانوں کا مال غصب کرے قید کرے یا کوئی

۱۱۔ اگر انہیں ان کے ساتھ یہاں رہنے اور باہر جانے کے باوجود ان کی حفاظت وہ اور ہی نہ کرے۔
 ہم اوپر عرض کر چکے ہیں کہ جو اذیت کا حکم محض اس کے لئے تھا کہ بد عہدی کا الزام مسلم مست من پر نہ لگے اور بد عہدی سے مراد قانون شکنی ہے اور ہمارا قانونی معاہدہ حکومت و عدلیہ حکومت سے ہے نہ کہ (رعیت میں سے) ان کے ساتھ جو اس قسم کی ذیج کے جواز کا عقیدہ رکھتے ہوں پس اس قسم کی ذیج ان کی طرف سے ہو تو مسلم مست من کو اذیت قانون شکنی سے بری نہیں کر سکتی اسی طرح غلبہ و قبضہ بھی حکومت کھشیہ کے قانون کی رو سے جرم ہے اس سے وہ بھی حصوں ملک کے لئے مفید نہیں۔
 غرض کہ بیع و شراعت کورہ فی اللہ باطل ہے اور بیع مذکورہ قلم خرید و فروخت نہیں ہے نہ مشتہر کی ملکیت میں داخل ہو سکتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم
 محمد کفایت اللہ کان اللہ

ہندوستان میں خریدی ہوئی باندی سے ہم بستی کا حکم
 (سوال) ایک شخص نے ایک باندی خریدی اس سے ہم بستی کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اور اگر ہم بستی کی جائے اور اولاد ہو تو وہ اولاد حرامی ہوگی یا حلالی؟
 (جواب ۱۶۱) ہندوستان میں تو بین باندیوں نہیں ہیں جو شرعی قاعدے کے موافق باندیوں قرار دی جائیں ہذا اس کی تفصیل معلوم ہوئی ہے کہ باندی کہاں سے خریدی و اس باندی کی حیثیت کیا تھی جب جواب دیا جاسکتا ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ

ہندو عورت کو شوہر سے چھڑا کر رکھ لینا اور باندی سمجھ کر جماع کرنا جائز نہیں۔
 (سوال) (۱) ایک مسلمان مرد نے ایک ہندو عورت کو اس کے شوہر سے چھڑا کر اپنے گھر نہیں وندی بنا کر رکھ لیا ہے اور اس سے ہم بستی ہو رہا ہے اور کہتا ہے کہ باندی کے ساتھ صحبت جائز ہے اور نکاح کرنے سے انکار کرتا ہے۔

(۲) باندی کس عورت کو نہیں کے اور کتنی حیثیت کے باندی جائز ہو سکتی ہے اور کہاں کے لئے؟
 (۳) اگر کوئی ناجائز فعل کرے اور اسے یہ جائز ہے تو ایسے شخص کو کیا کہا جائے گا؟
 المستفتی نمبر ۵۳۴۲ از فتاویٰ محمد صالح المنجد (کنجم) ۱۶ ربيع الثانی ۱۴۲۶ھ مطابق ۲۶ جون ۱۹۴۳ء
 (جواب ۱۶۲) ہندوستان میں کچھ شرعی طریق پر باندی نہیں مل سکتی کسی ہندو کی بیوی کو اس کے شوہر سے چھڑا کر رکھ لینا اور اس کو باندی سمجھنا جائز نہیں اگر وہ عورت مسلمان ہو گئی اور اس کے لئے نہ نے مسلمان ہونا قبول نہ کیا ہو ورنہ حدت نہ لگائی ہو تو پھر کوئی مسلمان اس عورت سے نکاح کر سکتا

۱۔ ایک کس قدم فی لعلی ان المرءة بکونہا ارقاء ی بعد لاسیلاء منہم ما فیہم فہم احرار لہ فی مضمونہ۔
 ۲۔ و ہذا دلیل علی ہل الحرب احرار۔ رد المحتار مطلب فی قولہم ان ہل الحرب ارقاء ۴ ۱۶۴ ط
 (سہل)

ہے، بغیر نکاح اس سے صحبت کرنا حرام ہے اور جو شخص ایسی عورت رکھے اور اس کو حلال سمجھے وہ سخت فاسق اور گناہ گار ہو گا بلکہ ایمان جات رہنے کا قوی خطرہ ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ

آزاد شخص کو خریدنا جائز نہیں۔

(سوال) ہندہ نے بہ سبب اپنی چند خاص ضرورتوں کے اپنے آپ کو فروخت کے لئے پیش کیا اور زید نے باعوض زر نقد مطلوبہ اس کو خرید یہ خرید و فروخت جائز ہے یا ناجائز؟ المستفتی نمبر ۱۸۴۶
مدرسین ضلع درگ ۲۸ رجب ۱۳۵۶ھ مطابق ۱۴ اکتوبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۶۳) یہ خرید و فروخت قطعاً ناجائز ہے کوئی آزاد شخص مرد ہو یا عورت اپنے نفس کو فروخت نہیں کر سکتا اور نہ کوئی آزاد شخص کو خرید سکتا ہے ہندہ زر خرید و نڈی کا حکم نہیں رکھتی زید اس سے نکاح کر سکتا ہے اور دیہاتی رقم کو مہر قرار دیا جاسکتا ہے وہ آزاد عورت ہے دوسرے شخص سے بھی اس کا نکاح جائز ہے اور زید نے جو رقم قیمت کے طور پر دی ہے وہ واپس لے سکتا ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ، دہلی

نیپال اور منی پور میں فروخت ہونے والی عورتیں اصول شرع کے موافق لونڈیاں نہیں۔
(از انجمنیۃ سہ روزہ مورخہ ۲۶ اگست ۱۹۲۷ء)

(سوال) ریاست نیپال گرتھ منی پور وغیرہ میں وندیاں فروخت ہوتی ہیں کیا کوئی مسلم ان جنموں سے لونڈیاں خرید سکتا ہے؟

(جواب ۱۶۴) یہ لونڈیاں جو نیپال اور منی پور وغیرہ میں فروخت ہوتی ہیں اصول شریعت مقدسہ کے موافق وندیاں نہیں ہیں ہذا ان کو خریدنا اور ان سے وندیوں کا کام لینا ناجائز نہیں ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ مدرسہ امینیہ دہلی

(۱) واداسلم حد الروحین فی دار الحرب والمراہ ہی الی اسلمت فہ ینوقف بقطع نکاح بیہما غنی مصی ثلاث حصص سوء دحل بها و لم یدحل بها کد فی الکافی فاد اسلم الاحر قبل ذلک فذلک نکاح باطل عالمگیری، الباب العاشر فی نکاح الکفار ۱/۳۳۷ ط ماحدیہ

۲ قل من ستحل حرم ما قد عم فی دس لسی کتہ محرمہ ککاح لمحرم فکفر، رد المحتار باب رکہ بعد مطلب استحلال المعصیۃ کفر ۲/۲۹۲ ط سعید

۳ بطل بیع ما یس بصل کالدہ والسد و محرو و لیس بدی حعنہ ثمالا لا رکن البیع مادہ لمن بالسل وسم یوحہ، تویز الابصار و شرحہ الدر المختار مع رد المحتار، باب البیع الفاسد ۵/۵۱۵ ط سعید

۴ قلت لکن قد مضی العیون سمر د بکونیم رقاء ای بعد لاسلاء غنیمہ اما فلیہم فہم حرر سہ فی لطیریہ قل و ہذا دلیل علی ان اہل الحرب حرار، رد المحتار باب ستیلاء و لکفر، مطلب فی فوسیم، اہل الحرب ارقاء ۴/۱۶۴ ط سعید

چوتھا باب متفرق

حکمت کی لڑائی شرعی جہاد نہیں، فساد ہے

(سوال) حکمت کے فساد کو بعض دُک جہاد سے تعبیر کر رہے ہیں اور مسلمانوں کے مذہبی جذبات کو ہراس سے ناجائز فائدہ اٹھا رہے ہیں جناب سے درخواست ہے کہ مذہبی اور اخلاقی نقطہ خیال سے جہاد پر چند طور اپنے دست مبارک سے تحریر فرمادیں پہلے عورتوں اور بوڑھوں ناتوانوں کو بے خبری میں تھمارے کلمات اتارنا کسی طرح بھی جائز ہے؟^۱ المسنفتی خادمہ میر مشتاق احمد دہلی ۲۲ اگست ۱۹۴۶ء

(جواب ۱۶۵) اس فساد و جہاد بتانے والے کیا یہ تسلیم کرتے ہیں کہ اس کی ابتدا مسلمانوں نے نہ ہے نہ جہاد کی تھی اگر وہ تسلیم کرتے ہوں تو پھر ان مجاہدین کے امیر اور پیشوا پر یہ ذمہ داری عائد ہوگی کہ اس نے عورتوں پہلے بوڑھوں پر عیوں قہر کی کرنے دی کیونکہ جہاد میں عورتوں پہلے بوڑھوں سے قرض نہیں لیا جاتا ہمیں تو ابھی تک فساد کی صحیح نوعیت معلوم نہیں ہو سکی ہاں اس کی شخصی صورت کہ عورتوں پہلے بوڑھوں کو قتل کیا۔ جد دیا با تھہ پاؤں کاٹے مکانات کو جہاد یا شرعی جہاد کی صورت نہیں ہے اسے تو فساد ہی کہا جاسکتا ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لاہ دہلی

اقدامی جہاد بھی جائز ہے

(سوال)

مکتوب مولانا عبد الماجد دریا آبادی

۱۸ جون ۱۹۴۹ء دریا آباد۔ بارہ بنگی

مخدوم مکرم۔ السلام علیکم ورحمتہ اللہ۔ محمد احمد ج وزیرت سے واپس ہو کر ابھی دریا آباد پہنچا ہوں۔ تقریباً شبہ اللہ دہلی کا بھی ارادہ ہے زمیندار کے پرچے پڑھ کر سخت تکلیف ہوئی اجمعیۃ کی موجودہ روش بہت بہتر معلوم ہوئی واسے اس کی ملاقات والے معمد کا جو جواب اجمعیۃ نے نکات میں لکھا ہے وہ بہت پر طرف ہے (یعنی خود صاحب زمیندار کا سر امداد دومہ اویات) اس کی دہلیتوں اللہ بنی ہم سب پر راقم فرمانے۔ مدینہ منورہ میں بہت اطمینان سے قیام کا موقع مل گیا تھا اپنے سب جاننے والوں کے حق میں خوب دعا میں میں اور سب سے زیادہ خود امت محمدیہ کے حق میں۔

۱۔ دہلی بمسبب ان لاغیر مراد ولا حسا ولا محو ولا سیحافیا (عالمگیریہ الباب الثانی فی کشف القتال ۲ ۱۹۴۶ ط ماحدہ کونہ)

اس عریضے کا مقصود ایک مسئلہ کی تحقیق ہے۔ میں اپنے مطالعہ سے اب تک اس نتیجہ پر پہنچے ہوں کہ قتال کی اجازت ان کے مقابلہ میں نہیں بلکہ حرب کے مقابلہ میں ہے یعنی یہ فتنہ کی کافروں کے خلاف نہ کہ محض کافروں کے خلاف ان کے عقائد کفریہ کی بنا پر چنانچہ سورہ بقرہ اور سورہ نساء کی متعدد آیات (قاتلوا فی سبیل اللہ الذین یقاتلونکم ولا تعدوا ۱۰ الحج اذن للذین ظلموا یسئلون الحج ۱۰ وغیرہ) اپنی تائید میں رخصت تھیں۔ صاحب بدیع السامی یہ تصریح یہ کرتے ہیں کہ کافر عورتوں پر حملہ نہ ہوں وغیرہ۔ قتال کی بنا پر جائز نہیں کہ وہ شریک جنگ نہیں ہوتے اپنے اس خیال میں باطل مستحکم تھا۔ راہائے سفر حج میں مہوی منظر احسن صاحب نے اس کے باطل پر خلاف فقہ حنفی فرمائی اور یہ نہ فرمایا کہ یہ کافر کا مجرم اس کے عقائد کفریہ کی بنا پر مہم دم ہونا فقہ حنفی کا مسلم مسئلہ ہے نیز سورہ توبہ کی بھی بعض آیات سے استدلال کیا۔ صاحب نے جناب کو تکلیف دیتا ہوں مشکل جو آپ کی رحمت کی نہ ورت نہیں مختلہ اشارت مع فقہاء حنفی کے حوالہ جات کے کافی ہوں گے اگر یہ کافر محض اپنے مقتصدی بنا پر جب اقل ہے تو آپ حضرات نے فتویٰ ترک موبہ میں نصاریٰ کے منکرانہ کفر حاصل نہیں کیا یہ صرف اس قدر گہرا دینا کافی تھا کہ یہ کافر ہیں اور ان کے کفر کی بنا پر ان سے ترک موبہ لازم ہے۔

مفتی محمد سعید صاحب

جواب مکتوب بابا از حضرت مفتی اعظم

۲۲ جون ۱۹۲۹ء، مندرجہ مکتوبہ، مکتبہ احمیٰ حمد دوم، لاہور، پاکستان

ترجمہ شریفین کی زیارت کی سعادت اور مع الحیر مراجعت پر تحفہ مبارک قبول فرمایا میں بفضل اللہ مکہ و جعدہ حور الاحرار تک زمیں رکھ کر عنایت طبعی کی نکتہ وئی شایع نہیں ہے یہوند "قیاس باش بر اور مدد رزاس باب" اور "مقتضات" بحثش این ست "هدانا اللہ وایاہ الی ما بحمد و بر صاہ

مواہ! مجھ جیسے بچہ کی مسکن پر کیا روشنی دے سکتا ہے یکن قیام عامر پنہاں ناقص عرض کرتا ہوں یہ صحیح ہے کہ شریعت مقدسہ نے کفر و فتنہ کی بابت دم کا سبب قرار نہیں دیا ورنہ مقاتلہ میں عورتوں کو بڑھوں اور راہیوں کے قتل سے ممانعت نہ کی جاتی جب کہ ان کا کفر کے ساتھ متصف ہونا بھی یقینی ہے مگر ان کے ساتھ شریعت مقدسہ نے یہ بھی قرار دیا ہے کہ کفر فتنہ سے مزوم و حرب اس کو لازم ہے یعنی اگر کفر میں کوئی ایسے خاص حالت نہ ہوں جو حرب کے حتمی و

(۱) القرة ۱۹۰

(۲) الحج ۳۹

۳، ولا یسئلو مرة ولا حسب ولا سحر ولا مشعد ولا اعمی لان لمسح لنفس عدو هو احرب ولا یسئلو منهم (ہدایہ باب کیفیۃ القتل ۲ ۵۶۲ ط مکتبہ شرک علمہ مدان)

كتاب الحدود والجنايات

پہلا باب اقامت حدود شرعیہ

دار الحرب میں زانی سے توبہ کرا لینا کافی ہے
(سوال) ایک شخص زنا کرتے ہوئے گرفتار ہو گیا اس پر کیا کفارہ ہے اور غریب شخص نے توبہ کر لیا تو اس کے لئے کیا حکم ہے؟ المستفتی نمبر ۱۸۲۹ شاہ محمد صاحب (ضلع اعظم گڑھ) ۲۴ رجب ۱۳۵۶ھ مطابق ۳۰ دسمبر ۱۹۳۷ء
(جواب ۱۶۶) اس شخص سے توبہ کرا لینا کافی ہے کہ اجرائے حدود کے لئے اسلامی عدالت کا حکم ضروری ہے اور وہ موجود نہیں ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی۔

دوسرا باب تعزیر

استاذ شاگرد کو تعزیر اکتا مار سکتا ہے؟

(سوال) مدارس اور اسکولوں میں بہ سبب شرارت یا سبق یاد نہ کرنے کے استادیہائے وک بید یا بچی باتھ سے اپنے شاگردوں کو تنبیہ اور تعزیر دیتے ہیں اس کے متعلق شرعاً شریف میں کتنی حد مقرر ہے؟ اس حد تک تنبیہ ان اشیاء کو استعمال کر سکتے ہیں؟ یہ پہل جائز نہیں اور اس حد سے تجاوز کرنے سے مستأثم ٹھیکرے گا اور آثم ٹھیکرے میں اس پر شرعاً کیا تعزیر لازم آئے گی؟ نیز اگر غصے کی حالت میں استاد چھ درشتی کے الفاظ سب و شتم استعمال کرے تو اس حد تک استعمال کر سکتا ہے اور اس حد سے تجاوز کرے تو جبراً؟ بیو تو جبراً۔

(جواب ۱۶۷) چہرہ اور مذاہیر کے علاوہ سارے بدن پر تاہ قتیقہ تجاوز عن احد نہ ہو مارنا جائز ہے یعنی اس طرح مارنا کہ بدن نہیں سے زخمی ہو جائے یا کہیں کی ہڈی ٹوٹ جائے یا بدن پر سیہ و سخ پڑ جائے یا کسی ضرب ہو جس کا اثر قلب پر پڑتا ہو جائز نہیں گھر مارنے میں حد معلومہ سے تجاوز ہو یا چہرہ اور مذاہیر پر خواہ ایک ہی ہاتھ چلائے گناہ گار ہو گا۔

استاد کو بشرط اجازت و مدین اس قدر مارنے کا اختیار ہے جو مذکور ہو اور وہ بھی جب کہ مارنے کے لئے کوئی صحیح غرض تادیب یا تنبیہ یا کسی بری بات پر سزا دہی ہو ب قصور مارنا یا مقدار قصور سے زیادہ

تیسرا باب تعزیر یاخذ المال (جرمانہ)

پنچ کا مجرموں سے جرمانہ لینا جائز نہیں، زجر اتنا وقت تو بہ قطع تعلق جائز ہے
(سوال) ہماری قوم تجارت برادری میں ایک بھائی نے دوسرے سے یہ کہا کہ تو اپنی بیوی کو صدق
دیدے کیونکہ وہ غیر برادری کی ہے اور تیرا نکاح برادری میں کرا دیا جائے گا اور میں بھی کر لوں گا بعد ازاں
اس تحریک دہندہ نے بلا نکاح اس مصنفہ کو پتہ مدت تک اپنے گھر میں رکھا پچھوں جو اس کی یہ ناجائز
حرکت پر یہ ثبوت کو پہنچ گئی اور گوہوں سے اس کا قصہ ثابت ہو گیا تو یہ فیصلہ دیا کہ مبلغ پچاس روپے
تخلیف دہندہ کے ذمہ جس نے بلا نکاح مصنفہ کو گھر میں رکھا تھا اہمقانہ کے اور مبلغ پچاس روپے طلاق
دہندہ پر اس وجہ سے کہ تو نے اتنے دنوں تک اس کی ناجائز حرکت کا تذکرہ پچھوں کے سامنے کیوں نہیں
کیا اور ایک اور شخص پر بھی آتی معاہدے میں بعد ثبوت قسم پر پچاس روپے اہمقانہ نقد۔

یہ اہمقانہ برادری میں اس وجہ سے رائج کیا گیا ہے کہ حتی الامکان ان ناجائز طریق کا اصرار ہوتا
رہے اگر اس قسم کا تذکرہ نہ کیا جائے گا تو برادری میں تفرقہ اور ناجائز طریق کا حکم خدرو ان ہو جائے گا
جو موجب تباہی ہے اب اس سے دریافت طلب یہ امر ہے کہ یہ اہمقانہ کاروپہ یہ آئندہ جو اس قسم کے
اہمقانت سے اہمقانہ وصول ہو پچھوں کو اپنے استعمال میں نایاب برادری میں صرف برنایا فی سبیل مدد دینا
درست ہے یا نہیں اگر مذکورہ مدت میں اس کا صرف کرنا درست نہیں تو اس کو اس مصرف میں لایا
کریں۔ بیوا تو جروا

(جواب ۱۶۹) یہ اہمقانہ کر تعزیر سمجھا جائے تو واضح ہو کہ بغیر نکاح کے کسی عورت کو رکھنا اور اس
سے زنا کرنا شرعاً موجب حد ہے اور جن گناہوں میں کہ کوئی حد شرعی مقرر ہے ان میں تعزیر نہیں ہے
التعزیر هو النادیب دون الحد و بحب فی حمایہ لبست موحدة لحد کذا فی المہدیہ
(عالمگیری) ۱۔ اور نیز حرمت زنا حق اللہ میں داخل ہے اور حقوق اللہ میں تعزیر کرنا صرف حال
مباشرت میں عامہ مؤمنین کا حق ہے نہ بعد مباشرتہ قلوا کل مسلمہ اقامۃ التعزیر حال مباشرہ
المعصیۃ و اما بعد المباشرة فہی دلتک لغير الحاکم (عالمگیری) ۲۔ اور کر زنا کرنا ثابت نہ
ہو تاہم تعزیر بمال امام ابو حنیفہ اور امام شافعی کے نزدیک ناجائز ہے و عندہی یوسف یحوز التعزیر
باحد المال للسلطان و عندہما و باقی الانمة الثلثة لا یحوز کذا فی فتح القدیر (عالمگیری) ۳۔

اور ارپہ امام ابو یوسف نے قریب میں جو بزرگ مایا ہے اس سے مراد یہ ہے کہ بادشاہ اس کے مال و ایک مدت مناسب تک روکے اور جب سمجھے کہ اب زجر حاصل ہو گیا پھر واپس کرے نہ یہ کہ باطل خود اپنے لئے یہیت میں سے منع کرے و معنی التعزیر باخذ المال علی القول نہ امساك نسی من ماله عنده مدة لیس حرثم یعبده الحاکم الیہ لا ان یاخذہ الحاکم لنفسه او لیس المال کما یتوهمہ الظلمۃ اد لا یحوز لاحد من المسلمین اخذ مال احد بغير سب شرعی کذا فی البحر الرائق (عالمگیری) ۱ پس یہ امتقانه لینا اور اس کا مصارف نہ کورہ میں یا کسی اور مصرف میں صرف کرنا جائز نہیں بلکہ جن سے ایسے ان کو واپس دینا، زمرہ ہے یا ایسے وکوں کے زجر اور ایسی باتوں کو بند کرنے کے لئے یہ جائز ہے کہ ایسے لوگوں کو چنچایت اور برادری سے خارج کر دیا جائے اور جب تک وہ اس فعل سے توبہ نہ کریں ان کے ساتھ برادری کے تعلقات نہ رکھے جائیں۔

کتبہ محمد کفایت اللہ عفا عنہ مولانا

مالی جرمانہ جائز نہیں

(سوال) جرمانہ جو ہمارے دیر میں مروج ہے کیا شرعاً جائز ہے؟ کہتے تو اس روپ کا مستحق ہوتا ہے؟ (۲) نیز جو شخص سر پر آوردہ سرقہ و زنا وغیرہ کا جرمانہ کر کے خود حالیا کرے تو وہ شخص کیسے ہے؟ توجروا

(جواب ۱۷۰) مالی جرمانہ ناجائز ہے اور امام ابو یوسف سے جو تعزیر یا مال کے جواز کی روایت ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ چند مدت کے لئے اس کا مال روک لیا جائے اور جب ان زجری امید ہو جائے تو اس کا مال واپس کر دیا جائے، (۲) یہ شخص ظالم اور فاسق ہے کہ وہ لوں کا مال کھاتا ہے۔

کتبہ محمد کفایت اللہ کان اللہ

مجرم سے مالی جرمانہ لینا جائز نہیں، تاوقت توبہ قطع تعلق کرنا جائز ہے۔

(سوال) ایک عورت اور س د س د نے اپنے باپ کو اور اپنے خصم کو تہمت زنا کی لگائی اور حد میں وہ

(۱) حوالہ بالا (صفحہ گزشتہ)

۲ فتیہ ہا السب لم یسوغ بل یحجر وہو لیس صدرت منه معصية فیسوغ لمن اطع عنها منه حجره ۰ ہا لکف عنها ول المصلب عرص الحدی فی هذه الدار ان یسب صفة الهجران الحائز وہا یسوغ بقدر الحود فص کن من اهل العصیان یسحق الهجر ان یرک المکالمہ کما فی فقه کعب و صاحبہ فتح الباری شرح صحیح لیجاری باب ما یحوز من الهجران لمن عصی ۱۰ ۱۵ ط مکتبہ مصطفیٰ مصر

۳۱ و عند سی یوسف یحوز سحریر للفساد باحد اسال و عنده و باقی الامم الثلاثہ لا یحوز کذا فی فتح القدر و معنی التعزیر باخذ المال علی القول نہ امساك نسی من ماله عنده مدة لیس حرثم یعبده الحاکم الیہ (عالمگیریہ فصل فی التعزیر ۲ ۱۶۷ ط ماحدیہ کوئٹہ)

۴ اد لا یحوز لاحد من المسلمین احد مال احد بغير سب شرعی (عالمگیریہ فصل فی التعزیر ۲ ۱۶۷ ط ماحدیہ کوئٹہ)

میں آسکتے ہیں؟

(جواب ۱۷۳) جرمانہ کرنے کا قاضی کو حق نہیں ہے (محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ)

جرم فیصدہ کرنے کی اجرت لینا اور مالی جرمانہ لینا جائز نہیں۔

(سوال) ہمارے یہاں یہ دستور ہے کہ اگر کسی سے لڑائی جھگڑا ہو تو پنج اور سرداران محلہ ملکر انصاف کرتے ہیں اور سوائی، فیریائی، جانیین سے بھگڑا منانے کے بدلے کچھ روپیہ وصول کرتے ہیں اور اپنے تنصیح و نصیحت کا بدلہ خیال کرتے ہیں اور وہ لوگ اس روپے کو آپس میں تقسیم کرتے ہیں آیا اس رقم کا لینا جائز ہے یا نہیں؟ اگر جواب جواز میں ہے تو اس روپے کو نیک کاموں میں یعنی مسجد و مدرسہ میں خرچ کرنا درست ہے یا نہیں؟ اور اس کے بعد کچھ جرمانہ بھی کرتے ہیں اس کو بھی مسجد وغیرہ میں لگانا جائز ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۱۹۶ محمد انصار مدین صاحب (آسام) ۲۵ شعبان ۱۳۵۶ھ مطابق ۱۳ نومبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۷۴) جرم فیصدہ کرنے کی اجرت لینا، یا جرمانہ وصول کرنا جائز نہیں ہے یہ روپہ مدرسہ مسجد و نیک کام میں صرف کرنا بھی ناجائز ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

مالی جرمانہ جائز نہیں

(سوال) ایک شخص صاحب مسجد بھی ہے، وراصول میں معلم قرآن شریف بھی ہے ورنائب قاضی بھی ہے بعد م موجودی قاضی صاحب قصد نماز پڑھایا کہ جیسے اجرت تکان کا مفاد ہواں سے اس معاملہ میں شکایت ہونے پر جواب طلب کیا یہ وقت مقررہ تک کوئی جواب نہیں دیا اور نہ ب تک دیا ہذا مطلق قواعد انجمن جیسا کہ ملازمان انجمن کے لئے طے شدہ ہے ان پر صدر نے ۸۰۰ کے جرمانہ یہ ہذا استدعا ہے کہ جواب بصواب مرحمت فرمائیں؟ المستفتی نمبر ۲۱۱۵ جناب پریزیڈنٹ صاحب انجمن سلامیہ (بقی) ۱۱ اشوا ۱۳۵۶ھ مطابق ۱۵ ادا ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۷۵) مالی جرمانہ کرنا جائز نہیں ہے، یہ جرمانہ واپس کیا جائے اور ان کو تنبیہ کر دی جائے کہ اگر وہ آئندہ ایسا کریں گے تو ان کو نائب قاضی کے عہدے سے موقوف کر دیا جائے گا۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

- ۱۔ والخاص بامذهب عدد لتعرب واحد المن رد المحتار مطب فی سعیر واحد المن ۴ ۶۲ ط سعید
- ۲۔ دلا بحور لا حد من مسمی حد من احد بعیر سب سعیر عالمگیریہ فصل فی لتعرب ۲ ۱۶۷ ط ماجدیہ کونہ
- ۳۔ والخاص بامذهب عدد سعیر واحد المن رد المحتار مطب فی سعیر واحد المن ۴ ۶۲ ط سعید
- (۴) حوالہ بالا

جرمانہ میں لی ہوئی رقم مالکوں کو واپس کی جائے

(سوال) پتھر قمیص وصول شدہ جرمانہ چندہ تنظیم کمیٹی کی جمع ہیں ان رقموں کو کون سے مصروف میں لگانا جائز ہے؟ تنبیہ جرمانہ یا تاوان لیکر کسی قسم کی تنبیہ کرنی جائز ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۱۱۳۱ خیر الدین ضلع رتھور۔ ۲۶ جمادی الاول ۱۳۵۵ھ مطابق ۱۵ اگست ۱۹۳۶ء

(جواب ۱۷۶) جرمانے کی رقمیں تو واپس کی جائیں اور چندہ جس کام کے لئے کیا گیا ہے اس میں خرچ کیا جائے مالی تعزیر یعنی جرمانہ کرنا جائز نہیں محمد کفایت اللہ کان اللہ

(۱) گناہ کی ترغیب دینے والے پر مالی جرمانہ جائز نہیں۔

(۲) تمت لانے والے سے مالی جرمانہ لینا جائز نہیں

(سوال) (۱) جو مسلمان کسی مسلمان کو گناہ کی ترغیب دے اس پر اگر جرمانہ کیا جائے تو کیسا ہے؟ (۲) ایک شخص تمت پور کی یاد گاہ بناتا ہے اور چند مسلمان دیندار اس پر جرمانہ کریں تو کیسا ہے؟ المستفتی نمبر ۱۸۲۹ شاہ محمد ضلع انجم پور۔ ۲۳ ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ مطابق ۳۰ ستمبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۷۷) (۱) گناہ کی ترغیب دینا ایسا ہی گناہ ہے جیسے اس گناہ کا ارتکاب کرنا، مالی جرمانہ کرنا درست نہیں۔ (۲) تمت گناہ گناہ ہے مگر تمت لگانے والے پر مالی جرمانہ کرنا درست نہیں کفایت اللہ کان اللہ

مالی جرمانہ جائز نہیں رقم مالک کو واپس کی جائے۔

(از اخبار الجمعیت دہلی مورخہ ۲۸ ستمبر ۱۹۳۷ء)

(سوال) پچھ عرصہ ہوا سبکی میر بادشاہ نے اپنی حقیقی بہن ایک شیعہ کے نکاح میں دے دیا ہے ان بہن کا اپنی ماں زندہ ہے جو محمد شیعہ کے نکاح میں ہے اسی وجہ سے یہ بہن بھی محمد شیعہ کے مکان میں رہتی ہیں مسجد کے پیش امام بلبل صاحب اور خان زادہ غلام احمد خاں نے محمد شیعہ جو کہ لڑکی کا سوتیلے باپ ہے اس کے خلاف احتجاج شروع کیا اور روزانہ مسجد میں وعظ کرتے رہے اور اہل سنت و جماعت کو متنبہ کیا کہ آئندہ کے لئے محمد شیعہ سے جس نے لڑکی کو شیعہ کے نکاح میں دے دیا ہے ہر قسم کا بائیکاٹ کریں

۱، والحاصل ان المذهب عدم التعریر باحد المال رد المحتار باب التعریر مطلب فی التعریر باحد المال ۶۲ ط سعید

۲، عن ابی ہریرۃ ان رسول اللہ ﷺ قال ومن دعا الی صلالہ کان علیہ من الائم مثل انہ من تعد لا یقص ذلك من نامہم شیئاً صحیح الامام مسلم باب من سجد حسۃ او سبہ ومن دعا الی ہدی او صلالۃ ۲ ۳۴۱ ط قدیمی کتب خانہ کراچی

۳، والحاصل ان المذهب عدم التعریر باحد المال رد المحتار مطلب فی التعریر باحد المال ۶۲ ط سعید

یونہیہ وہ امامت خارج ہے۔ چپے میں اس پر ٹپس اور تدشون ہو کیا محمد ثیر نے ٹپس کر مومن کے سامنے سر تسلیم خم کیا اور عرض کیا کہ میرا یہ تصور ہے اس کی تمام تر ذمہ داری اس کے بھائی میرا بدشاہیر عائد ہوتی ہے اس پر دوبارہ جسہ ہوا اس میں یہ قرار دیا کہ اس معاملہ میں محمد ثیر اور اس کی عورت کے ہاتھ ہے اس لئے اس پر مبلغ بیس روپے جرمانہ ور لڑکی اور لڑکی کے بھائی کے ساتھ کسی قسم کا تعلق نہیں رکھو گے ورنہ پھر بیکٹ کی جاؤں گی محمد ثیر نے مبلغ بیس روپے مد صاحب کو دیے اور کہا کہ مسجد کی مرمت ہو رہی ہے یہ روپیہ اس میں لگا دیا جائے مد صاحب نے کہا کہ یہ روپیہ تمام ہے دوسرے تمہارا ثواب جاتا رہے گا اس لئے یہ مجلس جس نے یہ فیصلہ کیا ہے اس کا یہ وہاں کے محمد ثیر نے اعتراض کیا کہ مسجد کے لئے حرام اور پلاؤ کے لئے حلال! یہ کیسا شجاعت ہے۔

(حوالہ ۱۸۷) یہ بیس روپے جو ثیر محمد سے لئے گئے ہیں ناحق لئے گئے ہیں محمد ثیر وہ ہیں دیہ جہ میں پھر اور محمد ثیر اپنی خوشی سے مسجد میں آید کہ مسجد میں لگانا جائز ہو گا اس کی حقیقی اجازت اور رضا مندی کے بغیر مسجد میں لگانا بھی جائز نہیں، محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

۱۰۔ جرمانہ جائز نہیں دسویں شدہ رقم مالک کو واپس دی جائے۔

(جمعیت مورخہ ۲۲ اپریل ۱۹۲۰ء)

(سوال) زید کی عورت و بیواں نے اسے یا چنچیت نے حریت زید کی عورت زید و بیواں کی ورنہ پر زرقہ کا پتہ جرمانہ یا یہ جرمانہ انجمن اسلامیہ تھائیر (ضلع کرنال) کے فنڈ میں مدرسہ اسلامیہ وغیرہ کے خرچ میں مرمت مکان مدرسہ کے لئے دیا جاسکتا ہے یا نہیں؟

(حوالہ ۱۷۹) جرمانہ ۵ روپیہ دسویں رونا جائز ہے جس سے یہ گیا ہے اسے واپس دیا جائے۔ اس نیک کام میں بدوین رضا مندی مالک کے خرچ نہیں ہو متناہاں کروہ شخص جس سے روپیہ دسویں یا یہ بے خود اجازت دیدے ورنہ واپس لینے کے مدرسہ میں لگانا پسند کرے تو پھر مدرسہ میں لگایا جاتا ہے۔ محمد کفایت اللہ لہ۔

...

(۱) مرجع سابق

۲۔ عن ابی حورہ الرقاشی عن عمر بن الخطاب عن رسول اللہ ﷺ لا تطعموا الا لا یحل من امرء لا یطعم نفسہ مشکوٰۃ المصابیح باب العصب والعاریہ ۱/۲۵۵ ط سعید

۳۔ والحاصل ان سبب عدم تعویذ احدہما ان رسول اللہ ﷺ سحر باب تعویذ مصعب فی التعویذ احدہما ۴/۲۲ ط سعید

(۴) وعن ابی حورہ الرقاشی عن عمر بن الخطاب عن رسول اللہ ﷺ لا تطعموا الا لا یحل من امری الا یطعم نفسہ مشکوٰۃ المصابیح باب العصب والعاریہ ۱/۲۵۵ ط سعید

چوتھا باب قصاص و دیت

شہرہ کی وجہ سے قاتل سے قصاص ساقط ہے دیت مغفلہ اور کفارہ زمر ہے
(سوال) متعلقہ قصاص

(جواب ۱۸۰) بسم اللہ سبحانہ۔ خاسر نے احمد سعید مقتول اور نبیل احمد خاں قاتل سے
مقدمہ قتل کے متعلق حسب ذیل کا عدالت پر پیش کیا۔ اول بیان مقتول۔ دوم بیان واسطہ۔ سوم بیان
تسدیق احمد سعید۔ چارم بیان نبیل خاں کو دو چارم بیان رمضان رمضان کو دو۔ ششم بیان انیس خاں
کا بیان۔ ان میں سے مقتول کا بیان تو صرف دعویٰ ہے، اس کا بیان حسن و قبح میں سے زیادہ موقع نہیں
تسدیق احمد کا بیان تھی شہادت معائنہ نہیں نبیل خاں اور رمضان یہ دونوں واقعہ کے شاہد ہیں ان میں خاں
بھی من وجہ واقعہ کا شاہد ہے نبیل احمد خاں احمد سعید کی ناک کا بیانوں کی شہادت سے بالاختلاف ثابت
ہے اور باقی بیٹ ورنوں وغیرہ پر چاقو وغیرہ سے زخم لگانا نبیل خاں اور رمضان کی شہادت سے مع تصدیق
اختلاف کے ثابت سے مثلاً نبیل خاں کے بیان میں ہے کہ نبیل احمد نے احمد سعید کے پیٹ میں دو تین
نہ تین ٹپوں کا اندھا دھن سے بیان سے بیان سے پیٹ میں متعدد ٹپوں سے ثابت نہیں ہو سکتی
میں یہ اختلاف منہ نہیں نے ممکن ہے کہ قاتل نے دو تین مرتبہ ہاتھ چابو تین ایک ہاتھ کا اور باقی
خاں کے اور رمضان نے صرف ایک ہاتھ کا اور باقی نہ، لیکن ہوں ان صریح اور بھی بعض جزوی اختلافات
ہیں لیکن وہ بھی منہ نہیں اور خصوصاً یہ وقت اور ایسے واقعہ کی شہادت میں ضرر پہنچتی یہ شہادتیں
اثبات قصاص کے لئے ناکافی ہیں اور اس کی کئی وجہیں ہیں۔

وجہ اول۔ کو انہوں نے عدالت شہرہ مقبوضیت شہادت لفظی و اسہدو ادوی عدس
مکہ ، وہی الہدایہ ، ولا مدفی دلت کدہ من العدالہ ولفظہ السہادہ فان لم یدکر
الشاهد لفظہ السہادۃ وفال اعلم او اتیہ لم یصل شہادۃ اسہی اور رمضان کے بیان سے
ثابت ہے کہ وہ تارک الصلوۃ عدا ہے۔ اور تارک صلوۃ عدا یہ ہے جس سے عدالت ساقط ہو جاتی ہے
اور نبیل خاں پر مدعیان نے جرح کر دینی چاہی تھی جس کا نہیں حق تھا مگر عدالت نے اجازت نہ دی کہ وہ
حدود قصاص میں سامعہ خود فرما دے کہ شہود عدالت کے متعلق سوال کرے۔ ولا یسال عن حال
الشہود حتی یطعن الحکم الا فی الحدود والقصاص فانہ یسال عن الشہود (کدھی
الہدایہ) وجہ دوم نبیل خاں احمد سعید کا نوکر ہے اور جیر کی و بنی مستاجر کے ہے بزر نہیں۔ اھا

الاحیر الواحد وهو الذی استاجر ۵ میاومة او مشاهرة او مساهة باجرة معومة لا تقل استحساناً (فتاویٰ عالمگیری) (۱)

لا يقال ان شهادة بی محس ليست من باب شهادة الا حبر للمستأجر فان المستأجر قد مات واقطعت الاحارة بموته والشهادة للاولياء فان نفعها عائد اليهم لان نقول مبنى الرد انما هو التهمة وهي موجودة ههنا و ايضا ان القصاص موجه موجب الوارثة عند ابی یوسف و محمد حتى يثبت الملك فيه للمورث ابتداء ثم لمورث ولذا لو انقلب مالا يكون له فعلى هذا رجوع نفع شهادة الاجیر الى مستأجره لانه يشهد له والموضع احتياط فيجب الحرر عن الشهادة والله اعلم (کفایۃ اللہ)

وجہ سوم۔ لفظ شہادت کا کرنا بھی شرط مقبولیت ہے اور یہ کسی گواہ کے بیان میں نہیں ہے اور یہ لفظ ”مخلف نہ ہی بیان کرتا ہوں“ قائم مقام لفظ شہادت کے نہیں ہو سکتے۔ لہذا مرمن عبارة الهداية وفي الهدية ۲ و هل بشرط لفظة الشهادة قال مشانح بلخ و مشانح حار استشرط وقال مشانح العراق لا بشرط كذا في المحيط والقدری اعتمد على الاول و عليه الفتوى كذا في الخلاصة ۱۰۶ چہارم۔ گواہان ثلاثہ میں سے کسی گواہ کے بیان سے یہ ثابت نہیں کہ پیٹ کا زخم جو سبب موت ہو ہے وہ اس نے جمیل احمد کے چاقو سے لگتے ہوئے دیکھا ہے پیٹ پر چاقو چلنا سب بیان کرتے ہیں اسی طرح پٹھانوں اور مقتول کے پاؤں پر خون بہتا ہوا دیکھا سب بیان کرتے ہیں لیکن یہ کوئی نہیں کہتا کہ چاقو سے پیٹ میں زخم لگتے ہیں نے دیکھا ہے۔

پس یہ وجوہ اربعہ اس بات کو مستلزم ہیں کہ حکم قصاص اس شہادت پر نہیں دیا جاسکتا مین قصاص کا مندرج ہو جانا اس امر کو بھی مستلزم نہیں کہ جمیل احمد باہل بری تھما جائے قصاص چونکہ شبہ سے حق ساقط ہو جاتا ہے اس لئے اس کے سقوط سے برأت حاصل نہیں ہو سکتی۔ اس سے اس پر ایت مضبوطی غرہ ازم ہوگا واللہ اعلم و علمہ اتم واحکم نتیجہ ثم کفایت مدد مدرس مدرسہ مینیہ اسلامیہ مسجد دہلی ۲۱ اکتوبر ۱۹۱۶ء

تلوار سے بھی تیز آلہ سے قصاص لینا بہ نسبت تلوار کے اولیٰ ہے۔

(سوال) تلوار سے استیفائے قصاص میں ہر اوقات بلکہ ہمیشہ یہ صورت پیش آتی ہے کہ دو تین مرتبہ بھی تلوار مارنے سے جب بران سیندہ نہیں ہوتی تو اس کو بحالت گر جانے کے تلوار کو بطور چھری کے زردن پر چڑایا جاتا ہے گویا تیر یا جاتا ہے تو اگر استیفائے قصاص تلوار سے نہ کیا جائے بلکہ بجائے تلوار

(۱) الفصل ثالث فيما لا يقبل شهادة لشهد ۳ ۷۰ ط ماحدہ کرہ

(۲) الباب الاول فی تعریفہ و رکبہ و سب ادانہا ۳ ۵۹ ط ماحدہ کرہ

وئی دوسرے آئے دھاردار ایسا استعمال کیا جائے کہ وہ آلہ قاتل کی گردن کے محاذ میں اوپر سے چھوڑا جائے اور وہ آلہ ایسا تیز ہو کہ اس کے ساتھ ۲ جہ ہو کہ یکایک گردن قاتل پر گرے اور فوراً اپنی تیزی اور ثقل کی وجہ سے ان ہاتھ ٹراٹک کر دے یہ صورت شرعاً جائز ہوگی یا نہیں؟^۱ المستفتی نمبر ۶۴۷ حضرت مولانا محمد حسن صاحب دفتر دارالقضاء بھوپال ۱۲ ربیع الثانی ۱۳۵۴ مطابق ۱۳ اکتوبر ۱۹۳۵ء۔

(جواب ۱۸۱) حنفیہ نے قصاص کے بارے میں یہ ضرور کہا ہے ولا یقاد الا بالسیف،^۱ یعنی استیغاثے قصاص صرف تلوار کے ذریعہ سے کیا جائے مگر اس سے ان کی غرض یہ تھی کہ قتل کی دوسری صورتوں و مثلاً پتھر سے کچل دینا پانی میں غرق کر دینا، ٹھیلوں سے مار کر ہلاک کر دینا اختیار نہ کیا جائے بلکہ دھاردار آتے ہی قتل کیا جائے تلوار کی شخصی صورت مراد نہیں ہے بلکہ نیزہ و خنجر کی اجازت ہر امت موجود ہے وفي الدرر عن الکافی المراد بالسیف السلاح قلت و به صرح فی المصدرات حيث قال والتخصیص باسم العدد لا یمنع الحاق غیره به الا تری اما الحقنا الرمح والحریر بالسیف فی قوله علیه السلام لا قود الا بالسیف انتھی (درمختار) ۲ و الحق ان یكون المراد بالسیف فی الحدیث المربرور السلاح مطلقاً بطریق الکایة کما اشار الیه المصنف بقوله والمراد به السلاح (فتح القدیر) ۳ و عن عبداللہ بن مسعود واحرجه السیہقی ایضاً من الحدیث ابراهیم عن علقمة عنه ولفظة لا قود الا بالسلاح (عینی شرح بحاری) ۴ پس صورت مسئلہ میں جس آلہ جارحہ کا ذکر ہے وہ سلع میں داخل ہے اور وجہ اس کے کہ اس کے ذریعہ سے استیغاثے قصاص میں مقتول کو زیادہ تعذیب نہیں بلکہ تلوار کی نسبت اس کے آسانی ہے بجائے تلوار کے اس لوہے میں اناولی ہوگا لقوله علیه السلام ان الله تبارک و تعالی کتب الاحسان علی کل شیء فاذا قتلتم فاحسنوا القتلة (الحدیث رواہ مسلم) ۵ کذا فی المشکوۃ) ۶ والمراد بها المستحقة قصاصاً او حداً والا حسان فیها اختیاراً سهل الطرق واقبها ایلاماً (مرقاۃ شرح مشکوۃ) ۷۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ له

(۱) سوبر الانصار مع رد المحتار، فصل فيما یوجب القود ومالا یوجبه ۵۳۷/۶ ط سعید

(۲) انصا

(۳) باب ما یوجب البقصاص ومالا یوجبه ۲۶۱/۸ ط مصر

(۴) باب سوال القاتل حتی یقر والاقرار فی الحدود ۳۹/۲۴ ط بیروت

(۵) باب الامر بحسان الدبح و لقتل و تحبید الشعر ۱۵۲/۲ ط قدیمی کتب خانہ کراچی

(۶) کتاب الصيد والذبائح، الفصل الاول ص ۳۵۷ ط سعید

(۷) حوالہ بالا ۸ ۱۱۵ ط امدادیہ ملتان

منصوم مقتول تہرے اس کو بھی قتل کر دے تو ظالم کا خون رائیگاں ہے، منصوم کا قصاص یا ریت واجب ہے۔

(سوال) ٹنٹے زمین نمونہ دست ۱۰ ٹنٹے دیگر سنت بہ صاحب زمین کہ من اسے نہ راستی نہ ہجر ٹنٹے صاحب زمین سنت ۱۰ یقی بہ مدعی باطل بیدرہ میرمن و تو نزا حکومت یا نزوق ضعیف تاکہ فیصلہ نہ پذیرا ہو مدعی باطل قبول نہ تو پس بعد انکارش صاحب زمین سنت زمین خود شروع کر اس مدعی باطل بر آشتی و مدبر اس زمین ویب ٹنٹے بیدرہ او نعم طعن بران۔ و چند طمانچہ زدند و بعد صاحب زمین ہار نمودند شت کہ طرف حکومت می رود و روانہ شد پس پس ان مدعی باطل معہ ٹنٹے و بیدرہ رفتند و بزدلندش اس سالین سنت کہ صاحب زمین رشید و صاحب زمین ہم پر مدعی باطل راست زان ۱۰۔

المستفتی نمبر ۱۶۴۰ کی عید برہمان (کاسپیہ ر) ۲۳ جمادی الاول ۱۳۵۶ھ مطابق ۳۱ جولائی ۱۹۳۷ء۔

(ترجمہ) ایک ٹنٹے اپنی زمین کا بندہ دست کر رہا تھا ایک دوسرے آدمی نے مالک زمین سے کہا کہ میں بندہ دست نہیں کر کے اسے مالک زمین نے مدعی باطل سے کہا کہ اگر ہم تم کو کچل کے پاس چلیں اور فیصلہ کر میں مدعو مدعی باطل اس سے راستی نہ ہو اور مالک زمین نے بھی اپنی زمین کا بندہ دست شروع کر دیا۔

اس پر مدعی باطل آغا و فساد ہو گیا اور ایک اور آدمی کے ہمراہ مالک زمین کے مار پیٹ شروع کر دی اور ایک شخص آئے اور مالک زمین کو قتل کر دیا۔

اور مالک زمین نے بھی مدعی باطل کے دوڑوں میں سے ایک کو قتل کر دیا۔

یہ حکم شروع کیا ہے

(جواب) (زمونہ عید زمین صاحب) لا علمہ لہ الا ما علمنا الح خون پر مدعی باطل ہوا حاصل ست خون صاحب زمین باقی و ثابت سنت رشید و معین مدعی باطل چنانچہ مقتول است و مدایہ (ترجمہ) مدعی باطل سے خون ہوا اور اس (ریاض) سے مالک زمین کا خون باقی باطل سے نہ ہوا اور باقی و ثابت ہے کہ اس قتل میں شریک تے جیسا کہ مدایہ میں ہے۔

در ہدایہ ومن سیر علی السلسل فعلیہم ان یقلود لقولہ علیہ السلام من سیر علی السلسل سقا فقد اطل دمه ولا بد باع فتسقط عصبہ بعبدہ و فی سرۃ (الجامع الصغیر) ومن سیر علی راحل سراح لہلا او یہارا او شہر علیہ عصا لبلا فی مصر او یہارا فی مصر فی غیر مصر فقتلہ المسہور علیہ عصا فلا شی علیہ لما یسا و ہذا لان السراح لا یسب فیحتاج الی دفعہ بالقبض و العصا الصغیرہ وال کان بدست ولا کس فی الذل لا یحققہ العوب فتسقط الی دفعہ بالقبض و کذا فی البہار فی غیر المصر فی الطرس لا یلحقہ العوب و ہذا فی

کان دمه هدر ا قالوا فان کان عصا لا تنب یحتمل ان یکون مثل السلاح عندهما
هدایہ ۱ باب القصاص واللہ اعلم

بندہ عبد الرحمن بن رمضان بوق باہوانی تابع ایران۔ سند یافتہ زموں نامبرکات احمد ٹوٹی۔
(حوالہ ۱۸۲) (از حضرت مفتی اعظم) ہاں عین حملہ کی حالت میں اگر مظلوم نے حملہ کرنے والا
کو قتل کر دیا تو فی حق مقتول کا خون بدرجہ موت ہے اور مظلوم کے خون کا قصاص یا دیت (جیسی صورت
ہو) واجب ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ۔ دہلی

تذکرے جائزہ اور انہیں دھمکانے سے بچ جانے پر آمادہ نہیں!
سوال اگر کوئی نابالغ بچہ کسی مرئی سے یا آقا کے خوف و ہشت یا ڈرنے دھمکانے سے یا بے
خوف زدہ ہو کر جان دیدے یا خودکشی کرے یا فرار ہونے کی نیت سے نکل جائے اور راستہ میں لقمہ اجل بن
جائے تو اس کا عذاب کس پر ہے یا وہ کذاب کہ مرئی یا آقا کی نیت اس کی فلاح و بہبود کی ہو اگر یہ گناہ
بے قواس کا کفارہ کیا اور کیا ہو گا یا درانہ دھمکانے والے اس سے مستثنی ہوں گے؟ المستفتی نمبر
۱۶۸۶ محمد مظہر الدین صاحب (مب) ۵ ہجری الثانی ۱۳۵۶ھ مطابق ۲۳ اگست ۱۹۳۷ء
(حوالہ ۱۸۳) اگر مرئی سے یا آقا کے بچے کو یا زبردستی اندر تنبیہ کی اور یا دھمکایا یا مارا اور بچے نے
خوف زدہ ہو کر جان دیدی یا بھاگا اور اس میں لقمہ اجل ہو گیا تو اس کا گناہ اس مرئی سے یا آقا پر نہ ہو گا
محمد کفایت اللہ کان اللہ دہلی

پانچواں باب قتل اور خودکشی

قتل غیر اسلامی حکومت کے فیصلہ پر دس سال سزا کاٹ کر آزاد ہو جائے تو گناہ سے بری
الذمہ سمجھا جائے گا یا اور ثناء کو خون بہا دینا ہو گا؟
(سوال) ایک شخص جو ایک عورت کو بے گناہ قتل کرنے کے جرم میں زور و قہر سے قتل کر دیا
فیسد عدالت نے مطابق سزا دیا اس سال قید بھرت چکا ہو یا شہرہ بھی اس کے ساتھ یہی سزا کافی سمجھی
جائے گی۔

۱) باب ما یوحی القصاص وما لا یوحی ۴ ۵۶۷ ط مکتبہ شریعت عثمانیہ
۲) قصاص حدیث مقید لا یدفع و ضرب للعیب لا یدفع و حب و محبہ فی انصاف المعاد اسرار معارج
المحارر فصل فی المعلنین ۶ ۵۶۶ ط سعید

اور کیا وہ شخص مقتول کے وارثوں کا معوضہ ہے یا نہیں اس گناہ سے بری اندر سمجھ جائے گا اور اگر مذکورہ بالا مذاق قتل کے حق میں شرعی سزا نہ سمجھی جائے اور نہ ہی مقتول کے وارثوں کا خون کا معوضہ لایا گیا ہو تو ایسی حالت میں وہ شخص (قاتل) امامت کے لائق ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۲۶ سید شاہ محمود۔ کراچی۔ ۲۴ ربیع الثانی ۱۳۵۲ھ مطابق ۱۷ اگست ۱۹۳۳ء

(جواب) (از نائب مفتی) اگر درحقیقت یہ شخص قتل کے جرم کا مرتکب ہے تو مقتول کے ورثہ کا حق قصاص کا یہ دیت یعنی خون کا معوضہ ملے گا اور یہ سزا امر قوم کافی نہ ہوگی لہذا یہ شخص سب تک ورثہ کے لئے حق خون کا لانا نہیں رہے گا یہ معافی نہیں مانگے گا ورنہ تو یہ نہیں رہے گا اس کے پیچھے نماز مکروہ ہوگی۔ (۲) فقط واللہ اعلم۔

اچانہ وکتبہ حبیب مرسلین مفتی عنہ نائب مفتی مدرسہ امینیہ

الجواب صحیح۔ بندہ محمد یوسف مفتی عنہ نائب مفتی مدرسہ امینیہ دہلی۔

(جواب ۱۸۴) (از حضرت مفتی اعظم) جواب صحیح ہے مگر کسی شخص کو قتل قرار دینے کے لئے ضروری ہے کہ وہ خود اقرار کرے یا کسی باقاعدہ شرعی عدالت میں اس کے اوپر شہادت شرعیہ سے جرم قتل ثابت ہو گیا ہو اور اگر یہ صورت نہ ہو تو مسلمہ مسلمانوں کو اس امر کا یقین کرنا کہ فلاں شخص قاتل ہے اور اس کے ہاتھ قتل کی طرف معاملات برتا رہا ہے درست نہیں۔ فقط

محمد کفایت اللہ کان اللہ لم مدرسہ امینیہ، دہلی

کیا قومی مفاد کے لئے خودکشی گناہ کبیرہ ہے.....؟

(سوال) زید نے قومی مفاد کے لئے اپنی جان کو ہندوق چاقوی زہ سے یا اپنی جان کو بھوک اور پیاس میں رک کر ہلاک کرنے کا ارادہ کیا یہ فعل عمدہ ہے کیونکہ لوگ اس کو روکتے ہیں مگر وہ باز نہیں آتا یہ یہ شخص کو مرنے کے بعد شہید مانا جائے گا؟ المستفتی نمبر ۵۵۲ مولانا ابوالوفق (ضلع ارد) ۲۵ ربیع الثانی ۱۳۵۳ھ مطابق ۲۸ جولائی ۱۹۳۵ء

(جواب ۱۸۵) جو فعل براہ راست قتل ہے مثلاً اپنے ہاتھ سے چھری یا چاقو سے اپنا کاکٹ لیا یا پیٹ پھڑکا یا ہندوق یا پستول سے گولی مار لی یا خود کو کنویں میں گرادی یا تنور میں کود پڑا یہ تو خودکشی ہے اور

(۱) و موحیہ القود عیا فلا یصیر ملا لا بالنراعی (توبہ الانصار و شرح الدر المنیر مع رد المحتار کتاب الحیات ۵۲۹، ۶ ط سعید)

(۲) و نکرہ امامہ عبد و اعراضی و داسق (توبہ الانصار) فان المحقق فی التامیہ، قولہ و داسق، من نفس و من الحروح من الاستعمہ و لعل لمر دہ من یر تکب لکثیر کسارت لحم و لرانی و کن لرین و یحود دلت کتاب الامامہ ۵۶۰، ۱ ط سعید)

(۳) والطریق فیما یرجع الی حنفی لعماد المحضہ عبارہ عن الدعوی والحقہ، وہی اما بالسد ولا فیررد المحتار: مطلب الحکم الفعلی ۳۵۴، ۵ ط سعید)

یقیناً نہ دبیرہ ہے، اور جو فعل کہ براہ راست قتل نہیں ہے بلکہ مفنی الی القتل ہو سکتا ہے مثلاً تنہا بہ ارمہا و شمنہا پر حملہ کر دیا یا کسی صفوں میں گھس گیا یا کھانا ترک کر دیا کہ جب تک فلاں میں رہ پورا نہ ہو گا کھانا نہ کھاؤں گا ایسے افعال اچھی نیت سے اچھے اور بری نیت سے برے ہو سکتے ہیں یعنی نواقض اطلاق خودکشی قرار دینا اور بہر صورت حرام اور گناہ نہ دینا درست نہیں، محمد کا نیت اللہ

خودکشی کرنے والے کی مغفرت کے لئے ورثہ صدقہ واستغفار کریں۔

(سوال) ایک شخص نے محمدؐ اپنے نفس کو بذریعہ بدوق بدک کر دیا اور پوسٹ مارٹم ہونے کے بعد دفن ہوا۔ چونکہ آیت بریدہ ولا تقسوا النفس التي حرم الله الا بالحق ۲ ہے اور ۱۱ نہ کی جہد فرمایا ومن يقتل مؤمناً متعمداً فحرمانہ جہنم حالداً فیہا و عصب اللہ علیہ و لعنہ و اعدلہ یعدا الیما ۳ اس سے صاف ظاہر ہے کہ مذاب میں مبتلا ہو کا اب اس کی توفی کے لئے اس کے پسماندگان کیا کریں؟ المستفتی نمبر ۸۹۳ نواب میمن احمد خاں۔ پانی پت ۶ عن ۳۵۳۵ مطابق ۴۸ اپریل ۱۹۳۶ء

(جواب ۱۸۶) دوسری آیت کا مضمون اس شخص پر عام نہیں ہوتا جس نے خودکشی کر کے اپنی جان کو ضائع کر دیا تاہم خودکشی ایک گناہ اور سخت گناہ ہے اور اب متوفی کے ورثہ اس کی مغفرت کے لئے استغفار اور صدقہ ہی کر سکتے ہیں ان کے اختیار میں اس سے زیادہ اور کچھ نہیں ہے اس کے حکم و عادت مغفرت کریں حق تعالیٰ غفار و رحیم ہے اور جو ممکن ہو صدقہ کر کے ایساں ثواب کریں، لیکن صدقہ ترکہ مشترکہ میں سے نہ لیا جائے اور اس کام کے لئے قرض بھی نہ لیا جائے۔

فیظ محمد کا نیت اللہ کا نیت اللہ

۱۔ ومن قتل نفسه ولو عمد فعل وبصلی علیہ نہ یعنی وہ کاب عظم و رزاً من قتل عبودہ (سویو و سرحہ) قتل لمحقق فی السامیہ (قولہ نہ نفسی) لانه نفس غیر سرح فی الارض بالفساد و کاب داعی علی نفسه کسیر فساد المسلمین (مطلب فی صلوة الجارہ ۲ ۲۱۱ ط سعید)

(۲) بی اسرائیل ۳۳

(۳) النساء ۹۳

۴۔ لکن ذکر فی سرح لیسر نہ لاس ان یحمل سرح وحده وان طلی انہ نفس د کاب یصع شیب قتل و سرح و یجرم فقد فعل ذنب حد من الصحابہ بن بدی رسول اللہ ﷺ یوہ حد و مدحہم (رد المحتار مطلب نہ عہدہ نہ نفس بحور لہ ان نفس ۴ ۱۲۷ ط سعید) قال السی ﷺ انہ لا عسل بالیاب و انہ لا امرء ما یوی حدہ ۱ صحیح البخاری باب کف کاب نہ، ابو حنیسی رسول اللہ ﷺ ۲ ۱ حدہ نفسی کاب حدہ کراچی،

۵۔ ومن قتل نفسه ولو عمد فعل وبصلی علیہ نہ نفسی وہ کاب عظم و رزاً من قتل عبودہ (سویو و سرحہ) قتل لمحقق فی السامیہ (قولہ نہ نفسی) لانه نفس غیر سرح فی الارض بالفساد و کاب داعی علی نفسه کسیر فساد المسلمین (مطلب فی صلوة الجارہ ۲ ۲۱۱ ط سعید)

۶۔ صرح عندہ فی باب اخرج عن لیسر انہ لا یسب ان یجعل یوہ عہدہ عبودہ و صوم و صدقہ و عبرہا (رد المحتار مطلب فی القراءۃ للیمت و اہداء ثوابہا لہ ۲ ۲۴۳ ط سعید)

قتل جرم قتل پر پھانسی دی جانے سے پہلے توبہ کرے تو نجات کا مستحق ہو سکتا ہے!
(سوال) متعلقہ توبہ قاتل

(جواب ۱۸۷) اگر قاتل کو اس کے جرم قتل میں پھانسی دی جائے اور پھانسی پانے والی پھانسی سے پہلے توبہ بھی کر لے تو امید ہے کہ وہ آخرت میں نجات کا مستحق ہو۔ محمد کفایت اللہ کان مد اللہ علیہ

چھٹا باب سرقہ

چوری کی ہوئی رقم مالک کو واپس کی جائے۔

(سوال) ایک سیٹھ جس کا بیوپاریہ میں ہے اس کے پاس دو نوکر ہیں زید اور بحر سیٹھ کی دکان سے زید اور بحر نے مل کر پونڈیڑہ طریت پر روپیہ چوری کیا زید اپنی مدت ملازمت پوری ہونے پر روپیہ ساتھ لے کر وہاں کی طرف ہٹا تو بحر اسے روپیہ میں ہمبستی ٹھہرا روپیہ کی دکان پر چورایا ہو روپیہ اپنے نام پر رہنا چاہتا ہے نہ اس کے روپیہ کی بابت سوال سے کہ آخر اس نے قبول کیا کہ ایک تھالی روپیہ خود لے لے رہا تھی روپیہ بحر نے سیٹھ کی دکان سے چرایا ہے بحر اس بات کا قطعی انکار کرتا ہے ورنہ بتا ہے کہ یہ رقم غرامہ ہے فی اس ۵۰ روپیہ سیٹھ کے پاس ہے اور وہ سیارہ پیہ کی کار خیر میں صرف کرنا چاہتا ہے زید کے شریعت سے روپیہ کن کن کاموں میں صرف کیا جاسکتا ہے اگر مسلمان میت خانہ تیار کرنے میں صرف کیا جائے تو جائز ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۳۵۶ ح جی رحمت اللہ (بانٹوال کا ٹھیاواڑ) کے اہل اول ۱۳۵۳ مطابق ۳۰ جون ۱۹۳۳ء

(جواب ۱۸۸) جس قدر روپ کا زید نے قرار دیا ہے کہ اس نے سیٹھ کی دکان سے چورایا ہے اس قدر روپیہ سیٹھ کی ملک ہے ورنہ اس کو جس کام میں چاہے صرف کر سکتا ہے میت خانہ بنانے میں بھی صرف کر سکتا ہے۔ محمد کفایت اللہ کان مد اللہ علیہ

ایضاً

(سوال) جواب فتویٰ مذکور شریعہ خزانہ اس بات کا انکار کرتا ہے کہ اس نے سیٹھ کی دکان سے روپیہ چرایا

۱. لا تصح توبة القاتل حتى يسلم نفسه لفقود (المر المحذور) قال المحقق في الشاميه (قوله لا تصح توبة القاتل) لا تصح توبة واحد من قاتل في نفس لمحاربه و عمه ان يوبه القاتل لا تكون الا باستغفار والدمية فقط من توقف على رضاء اولياء المقتول بان كان المقتول عمدا لا بد ان يمكنهم من القصاص منه (فصل فيما يوجب الشفاعة ولا يوجب الشفاعة) ط ۵۴۹

۲. وقد قطع لباري و يعين فسمه في يد ردت على صاحبها بقينا على مدكه كذا في الهدية على سبيلها
فصل الرابع في كفارة القطع والامانة ۲ ۱۸۴ ط واحدیه كونه

نہیہ حریقہ سے خرید کر تجارت کرنا جائز ہے؟ اور کیا ایک چوری کے مال کے ناجائز امانت جائز ہے؟
 المستفتی نمبر ۲۰۲۳ ثانی ربیع الدین صاحب (میسور) ۱۱ رمضان ۱۳۵۶ھ مطابق ۱۶ مہر ۱۹۳۷ء
 (جواب ۱۹۱) قانونی چوری سے پناہ موس و حفاظت عزت کے لئے لازم ہے جو لوگ چوری سے
 گزریں گاتے ہیں وہ نہ تارکی قانونی مجرم ہیں اور اگر وہ جنگل خود رو اور مباح اصل نہ ہوں تو شرعی
 جرم بھی ہے، پس ایک مشتبه ماں کو خریدنا درست نہیں، تاہم کسی شخص خاص پر فوج جرم کا مدعا نہ
 ہے سے بہت باتوں کی تحقیقات لازم ہوئی اس کے بعد کہیں امانت کے جو زیادہ جواز کا معاند سامنے
 آئے گا۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

شرکاء سے چورٹی چھپے شرکت کا مال اپنے والے سے خریدنا جائز نہیں
 (سوال) تین بھائی بندہ آپس میں شرکت کا مال اپنے والے سے چھپے شرکت کا مال اپنے والے سے خریدنا جائز نہیں
 وہ بھائیوں سے چھپا کر ہمارے روپے کی سول بدست حافظ عبد الرحمن فروخت کر دی بعد خریدنے
 کے حافظ صاحب موصوف کو خیال ہوا کہ یہ چوری کا مال ہے ہم پیسے بھی خرچ کریں اور پھر بھی جرم
 لھائیں اب اس سے واپسی کے لئے کہا تو اس نے کہا کہ ہمارے دونوں بھائی بھی ہم سے پوشیدہ طور پر
 فروخت کرتے ہیں ہم نے بھی پناہ سمجھ کر فروخت کیا ہے یہ چوری نہیں ہے اب اگر اس سے زیادہ
 ضرر واپسی پر کیا جاوے تو اس شرط سے واپس ہوگا کہ ہمارے ہی مکان پر کسی دوسرے شیعہ کے ہاتھ
 پوشیدہ طور سے فروخت کرے گا تب ہمارا روپیہ وصول ہوگا۔ المستفتی مولوی عبدالرؤف خان۔
 جمن پور

(جواب ۱۹۲) اگر اس بات کا علم ہو کہ یہ شخص شرکت کا مال چوری سے پھرتا ہے اور رقم دار یتیم
 کو خریدنا جائز ہے اور خریدنا ہوا مال واپس کرنا ضروری ہے اگر وہ واپس نہ کرے تو اس سے ناجائز کے ہم
 تیرے شرکاء سے کہہ کر واپس لے لیں کہ اس مال کو بینا ورنہ اس کی بیع کرنا یا اپنے کام میں ناجائز
 نہیں، نیز اس کو موقع دینا کہ وہ خریدار کے مکان میں چوری سے بیع کرے ناجائز ہے (۱۰)
 محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ

۱۔ اما نہ يكون ضرر مدی المال و نه وعدم المسبب فلاول بسبی السرقة لصغری و سبی
 الذکری ای لان المعسر فی کل مہما احد المال حقه بکل الحمہ فی الصغری ہی الحثہ عن عن المسبب
 و من يقوم مقدمہ کالمودح المسعر و فی الذکری عن عن لازم بمنزلة حفظ طرق المسبب و سبی
 رد المحتار کتاب السرقة ۸۲ ط سعید

۲۔ الحرہ سفل، المرئ سفل، فل سفل فی السامیہ فی سفل حرہ و ن تدولہ لا مدی و سفل و سفل
 باب المبیع الفاسد ۹۸ ط سعید

(۳) مرجع سابق

(۴) قال اللہ تعالیٰ "ولا تعاونوا علی لائم و العداوان" (المائدہ: ۲)

زمین ہے کہ زانی و زانیہ کو اپنی طاقت بھر زجر کریں جو قانون وقت سے متصادم نہ ہو مثلاً قتل کا حکم
 میں قتل کی وجہ سے زانی و زانیہ کو یہ نہ کریں اس وقت تک کہ ان سے میل جوں نہ رکھے۔
 محمد کفایت اللہ کان اللہ لا یولی

یہ زانی اور زانیہ کو قاضی کے فیصلے کے بغیر قتل کرنا جائز ہے؟

(سوال) زیر نے اپنی بیوی کو اس شخص سے زنا کرتے ہوئے اپنی آنکھ سے دیکھا تو زانیہ و زانیہ
 بلا فیصلہ قاضی قتل کر سکتے ہیں اور اگر نہیں کر سکتا تو ان کو ایسا کرنا کی وجہ سے قتل کرنا
 تو یہ جائز ہے کہ قتل کرنے پر اس کو معافی ملے گی یا نہیں؟ المسئلی نمبر ۱۲۷۳ عید المیدان
 صاحب (سندھ) ۱۴ شوال ۱۳۵۵ھ مطابق ۲۹ مئی ۱۹۳۶ء

(جواب ۱۹۶) زانی کو اگر وہی شخص اپنی بیوی کے ساتھ زنا کرتے ہوئے دیکھ لے تو اس کو خود قتل
 کرنا نہیں چاہیے کہ یہ قانون کا اپنے ہاتھ میں لینا ہے قاضی کے ہاتھ میں نہیں لیکن اگر جوش غضب
 میں خود قتل کرے تو وہ قتل شدہ نہیں پر موقوفہ ہو گا یہ قانون بڑا مقرر کیا جائے گا محمد کفایت اللہ کان
 اللہ لا یولی

بیتے کی زوجہ سے ناجائز تعلق رکھنے والا شخص فاسق ہے اس سے تا
 وقت توبہ قطع تعلق کیا جائے۔

(سوال) ایک شخص کا اپنے بیٹے کی زوجہ سے ناجائز تعلق ہے اب اس نے اس الزام سے بچنے کے
 اس عورت کا نکاح بھی کر لیا ہے مگر شوہر کے پاس نہیں بھیجتا اس کے متعلق مسلمانوں کو کیا طرز عمل
 اختیار کرنا چاہیے بیٹے اس کے ساتھ تعلقات رکھیں یا قطع کریں اور شوہر بھی گناہ کار ہو کیا نہیں کہ وہ
 جانتے ہوئے بھی نہیں کرتا۔ المسئلی نمبر ۱۹۳۵ اور فارغ نام حسین صاحب (ریاست بنید) ۲۰
 شعبان ۱۳۵۶ھ مطابق ۲۶ اکتوبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۹۷) یہ شخص بدکار ہے جو بیٹے کی زوجہ سے ناجائز تعلق رکھتا ہے لوگوں کو اس کا بایکات
 کرنا چاہیے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لا یولی

۱۔ حنفی فہم فی الرجال ورجلہ نہ واحد فدرہ ہی نہ مراد نفس جسور ہم لا یقبل من ہرمہ انحصار لا بد
 بدت ہد و تعریف نہ ورنہ نفس و سبہ ازہد من عدول الرجال بسیدہ و علی نفس لرب و یکون شغل محض
 و ما فیہ نہ و من لہ علی ذل کہ صادق فلاشی علیہ عہدہ بقاری معنی کتاب تفسیر باب قرونہ سورہ
 حل و مدنی ہرمون رو حیمہ الح ۱۹ ۷۵ ط دارد اصاعہ لسرہ سرور ۲) فی السہل عرصہ سجاری میں
 حد باب ۱۰۰ ص ۱۰۰ لہجہ لحد و نہ سورہ لحد فہم کاد من ہل لعصان بسحق الہجور
 رب سکالہ کد فی ششہ کعب و حد حدہ فح باری سورہ صحیح سجاری باب ما یجوز من الہجور من
 غشی ۱۰ ۱۵ ط مکہ مصطفیٰ مصر

جانور سے بدکاری کرنے والا فسق ہے اس سے تاوقت توبہ قطع تعلق کیا جائے؟

(سوال) ایک مسلمان باغ نے ایک شیر دار بھینس کے ساتھ زنا کیا ہے اسلامی حکومت ہو تو اس آدمی کو کیا سزا دی جائے اور اس بھینس کو کیا کیا جائے؟ المستفتی نمبر ۲۸۰۲ محمد نعام الحق دہلی کینٹ ۸ رمضان ۱۳۵۶ھ

(جواب ۱۹۸) بھینس نے ساتھ حرام کاری کرنے والا گناہ گار ہے جانور تو غیر مکلف و رب سمجھا جاتا ہے اس پر کوئی گناہ نہیں ہے ہاں اس خیل سے کہ وہ اس جانور کو دیکھ کر یہ سمجھ کر میں گے کہ اس کے ساتھ قدر شخص نے بر اکام کیا تھا تو اس برے کام کا ذکر باقی رہے گا اس جانور کو ذبح کر کے دفن کر دینے کا حکم یہ ہے جانور کا مالک کوئی اور ہے تو سپور کی قیمت حرام کاری سے دوائی جائے گی اور یہ نہ ہو سکے تو وہ اپنے جانور کو کام میں تار بے کار و تخریبی جائے گی انگریزی حکومت میں تعزیری ہو سکتی ہے کہ اس سے میل جول اور کھانا پینا بند کر دیا جائے یعنی لوگ اس کو کھانے میں شریک نہ کریں (۱)۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

سہ سے زنا کے اقرار سے بیوی حرام ہو جاتی ہے۔

(سوال) کاوٹے مووی محمد سعید سے کہا کہ مجھے معافی دو۔ مووی صاحب نے دریافت کیا کہ آپ کی معافی دوں؟ کاوٹے نے کہا مجھے جو ندامت کا یا ہوا ہے کہ میں نے سہ سے زنا کیا وہ جرم مجھ سے واقعی ہوا ہے اس کی معافی چاہتا ہوں مجھے مسدات و زوجہ از اس نے تین بار کہا کہ راجو (منکوحہ کا) میری ماں بہن۔ مووی صاحب نے کہا تین طلاق دے پھر کاوٹے نے تین بار طلاق طلاق کہہ دی۔ المستفتی نمبر ۱۶۷۰ معرفت مووی محمد نور پنجابی۔ ۶ جمادی الثانی ۱۳۵۶ھ مطابق ۱۳ اگست ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۹۹) قرار زنا ثبوت زنا کے لئے یہ شرط ہے کہ اقرار مجلس قاضی میں ہو اور مقرر چار مرتبہ چار مجلسوں میں اقرار کرے مجلس قضاء کے باہر ہو تو وہ معتبر نہیں اور اقرار پر شہادت مقبول نہیں۔ ولا يعتبر اقراره عند غير القاضی ممن لا ولاية له في اقامة الحدود ولو كان اربع مرات حتى لا تنقل الشهادة عليه بذلك كذلك في التبين ولا بد ان يكون الاقرار صریحاً (عالمگیری) ۲ والاقرار ان يقر البالغ العقل على نفسه بالزنا اربع مرات في اربعة مجالس المقر كذا في الهداية (عالمگیری) ، لیکن اقرار زنا کے لئے یہ شرط ثبوت حد زنا کے لئے ہیں اور حرمت زوجہ ثبوت حرمت مصاہرہ کے لئے یہ شرط نہیں ہیں بلکہ وہ ایک مرتبہ کے

(۱) ولا یحد بوضء بھمة بل یعزر و یدبح ثم تحرق (سور الانصار و شرحه) قال المحقق فی التمام (قولہ و یدبح ثم تحرق) ای لقطع امداد الحدیث بہ کما رویت ویس بواحد فان كانت الدابة غیر الوطنی یطالب صاحبها ان یدفعها الیه بالقیمہ ثم یدبح هکذا قولہ ولا یعرف ذلك الا سماعاً فیحصل علیه دس بوطء لدى یوجب الحدود الذی لا یوجه مطلب فی وطء الدابة ۴ ۲۶ ط سعید (۲) فتح الباری لاس الحجر المرجع السابق ۱۰/۱۵ ط مصر (۳) عالمگیری الباب الثانی فی الرنا ۲ ۱۴۳ ط ماجدیہ کوئٹہ (۴) الباب الثانی فی الرنا ۲ ۱۴۴ ط ماجدیہ کوئٹہ

اقرار سے بھی ثابت ہو جائے اور اس کے لئے مجس قضا بھی شرط نہیں۔ قیل لرحل ما فعلت بام
امراتک قال حامعتها قال ثبت حرمة المصاهرة قیل ان کاں السائل والمسئول ہار لیس
قال لا یتفاوت ولا یصدق انه کذب کذا فی المحيط (عالمگیری ص ۹۲۴ ح ۱)
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ ولی

آٹھواں باب متفرقات

ب گناہ پر تہمت زنا لگانے والے مجرم ہیں گناہ گار ہیں۔
(سوال) یہاں گوآ میں ایک افسوسناک واقعہ درپیش ہے جس کی تفصیل یہ ہے کہ ایک جنازہ
کورستان پٹنپے پر بوقت نماز جنازہ شیخ یعقوب نامی ایک شخص نے جمعہ حاضرین کے روبرو یہ اعلان کیا کہ
حاضرین میں سے ایک شخص بنام شیخ حسین زانی ہے اس لئے اگر وہ شخص نماز جنازہ میں شریک ہو تو ہم
نماز میں شریک نہ ہوں گے حاضرین میں سے اس کا ثبوت شیخ یعقوب سے طلب کرنے پر اس نے جواب
یہ دیا کہ قاضی محمود صاحب (جو اس وقت حاضرین میں شریک نہیں تھے) نے چار اشخاص کے روبرو
مذکور شیخ حسین زانی سے ایسا کہا تھا ان چار اشخاص میں سے جو تین حاضرین میں شریک تھے ان سے
دریافت کئے جانے پر انہوں نے اس کی تائید کی اس پر شیخ حسین نے یہ ظاہر کیا کہ یہ وک ذالقی
اختلاف کی بنا پر مجھ پر یہ جھوٹا الزام عائد کر رہے ہیں آخر امام جب طرفین میں سخت گفتگو شروع ہوئی
تو جھڑپ کا اندیشہ ہونے پر حاضرین نے شیخ حسین کو آئندہ فیصلہ تک صبر اختیار کرنے کے لئے
سمجھوتہ کرتے ہوئے اور سلی دیتے ہوئے نماز جنازہ میں شریک ہونے سے روکا۔

بعد ازاں جب قاضی محمود صاحب سے دریافت کیا گیا کہ آیا انہوں نے مذکور شیخ حسین کو کبھی
زانی کہا تھا مگر جناب قاضی صاحب نے صاف طور پر انکار کئے کہ میں مذکور شخص کو کبھی ہگز زانی نہیں
کہتا ہوں اس امر سے یہ ثابت ہو رہا ہے کہ شیخ یعقوب اور مذکور ہاں گواہوں نے شیخ حسین کو تمام مسلمانوں
میں بدنام و رسوا کرنے کے لئے یہ جھوٹا الزام بذات خود اپنی ہی طرف سے اس پر عائد کئے ہیں جس کی
کوئی اصل یا تصدیق ثابت نہیں ہے۔

اور مدعی شیخ حسین جماعت المسلمین سے اس انصاف کا خوشگوار ہے اس صورت میں اول
دریافت طلب امر یہ ہے کہ مذکور شیخ یعقوب اور اس کی تائید کرنے والے تین اشخاص کے اس طرح
جھوٹے الزام کے عائد کرنے کے جرم میں ان کے ساتھ شرعی قانون سے کیا کیا جائے؟

ثانیاً مرد ریافت طلب یہ ہے کہ مذکورہ عدالت پر شیخ حسین کو نماز جنازہ سے روکنے کی قانون سے کہاں تک درست ہو سکتا ہے چونکہ یہ فیصلہ آنجناب کے امر مبارک پر منحصر اور متوقی رکھا گیا ہے اور تمام مسلمانوں کے دلوں میں ایک عجیب شکوک پیدا ہوئی ہے تمام مسلمان آنجناب کے امر کے تحت منتظر ہیں^۱ المسلسلی نمبر ۲۳۴۸ شیخ ابراہیم شیخ محمود مجاور نوا گوا۔ ۲۸ ربیع الثانی ۱۳۵۷ھ مطابق ۲۸ جون ۱۹۳۸ء

(جواب ۲۰۰) اگر کوئی شخص زانی بھی ہو جب بھی وہ جماعت میں شریک ہو کر نماز پڑھ سکتا ہے یہ حکم نہیں ہے کہ زانی نماز میں شریک نہ ہو یا زانی شریک ہو جائے تو روک شریک نہ ہوں یہ بات جس نے ہی اس نے شریعت کا حکم صحیح نہیں بتایا شیخ حسین کو جماعت کے روبرو زانی بتانے سے شیخ حسین کی عینتی ہوئی اور جب کہ قاضی محمود نے ٹکار کر دیا کہ میں نے نہیں کہا تھا تو انعام بھی بے بنیاد اور بے اصل ثابت ہو گیا اب جماعت کے ان چاروں آدمیوں کو شیخ حسین سے معافی مانگنی چاہیے ورنہ جماعت و چاہیے کہ وہ عدالت کرے کہ شیخ حسین پر انعام زنا کا ثبوت نہیں ہوا اور یہ چاروں آدمی قوم کے سامنے شیخ حسین کے مجرم ہیں جب تک معافی نہ مانگیں ان کی کوئی بات قبول نہ ہوگی۔ (محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ)

۱ (وہو، حدانہد) لعدہ ارمی و شرعی ارمی مارما، وھو من لکائن، الدرالمحصر مع رد لمحتار ۴/۴۳ ط (سعد) وفي المرفقة قسم يعرف بالنوبة و بدوہا تحت المشبه وھو لکائن من حق اللہ تعالیٰ و قسم بحاج بی الترد وھو حق الادمی، والتراد ما فی بدیہ بالاستحلال ورد یعنی و بدیہ (مرفقة المصباح شرح مسکود لمصباح باب الکائن ۱/۱۲۱ ط امدادیہ متان)

کتاب الاکراه والا اضطرار

پہلا باب

مجبوری میں ارتکاب کفر

حالت اکراه میں کلمہ کفر کہنے کی اجازت ہے۔

(سوال) کوئی مسلمان وقت اکراه واضطرار بذریعہ شرک و کفر اپنی جان بچا سکتا ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۵ مولوی محمد حسن صاحب اہل پور۔ ۲۴ ربیع الاول ۱۳۵۲ھ مطابق ۱۸ جولائی ۱۹۳۳ء

(جواب) (از مولوی عبدالحلیم شاہ) قانون محمدی کی رو سے وقت مجبوری شرک و کفر کے مرتکب ہونے کی اجازت ہے بشرطیکہ دل مطمئن ہو۔ مد خطہ ہو آیت من کفر باللہ من بعد ایمانہ الا ما اکرہ و قلبہ مطمئن بالايمان ۱، الاية (سورة نحل) شرک و کفر از قسم حرام ہے اور حرام سے بچا جائیے مگر حالت اضطرار میں رخصت ہے مد خطہ ہو آیت وقد فصل لكم ما حرم عليكم الا ما اضطررتم اليه (سورة انعام) بخاری شریف ص ۱۰۲۶ جلد ۲ میں ہے کہ مجبور ضعیف ہوتا ہے: اپنے ضعف کے باعث امر الہی کو ترک کرتا ہے (یعنی حرام کام مرتکب ہوتا ہے) ہذا ضعیف کو اللہ تعالیٰ نے معذور فرمایا ہے۔ مرقاۃ ص ۱۱۱ شرح مشکوٰۃ ص ۱۱۱ میں ہے کہ اما باعتبار اصل الجوار فیحور ل ان يتلفظ وان يفعل ما يقتضى الكفر كسب الاسلام و سجود الصنم اذا هدد ولو سحبا ضرب شديدا واخذ مال له وقع كما افاد ذلك قوله تعالى من كفر بالله من بعد ايمانه الا من اكره و قلبه مطمئن بالايمان الآية یعنی اگر کسی شخص کو دھمکی دی جائے اگرچہ ضرب شدید اخذ کیا کی ہو تو اس کے لئے کلمہ کفر کا تلفظ اور ایسے کام کا ارتکاب کہ جس سے کفر لازم آتا ہو جیسے اسلام کو گالی دینا یا بت کو سجدہ کرنا جائز ہے اور اللہ تعالیٰ کے قول من کفر بالله من بعد ایمانہ سے بھڑکی بات ثابت ہوتی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب حررہ حقیر عبدالحلیم شاہ۔ مقام بہار ہونہ ڈاکخانہ قنم بھروہ: ضلع جھنگ

(جواب ۲۰۱) (از حضرت مفتی اعظم) محرمات شرعیہ نئی قسم کے ہیں ان میں سے بعض تو اکراه اضطرار میں جائز ہو جاتے ہیں اس طرح کہ اگر ان کو کام میں نہ لائے اور ہارک ہو جائے تو گناہ کار ہو جیتے خنزیر یا میت کو بوقت اضطرار یا اکراه استعمال کرنا کہ اگر استعمال نہ کرے تو اپنے نفس کو ہارک ہو جائے

(۱) الحل: ۱۰۶

(۲) قال ابو عبد الله فعذر الله المستضعفين الذين لا يمتنعون من ترك ما مر له به والمكره لا يكون لا مستضعف غير ممتنع من فعل ما امر به صحيح البخاري باب قول الله الا من اكره و قلبه مطمئن بالايمان ۲ ص ۱۰۲۶ ط قدیمی کتب خانہ کراچی

(۳) باب الكمانر ۱ ص ۱۳۱ ط امدادیہ ملتان

سے تو گنہ گار ہو۔ دوسری قسم وہ کہ اگر ان کو استعمال کر لے تو مباح ہو یعنی مواخذہ نہ ہو اور استعمال نہ کرے اور جان دے دے تو موجب اجر و ثواب ہو جیسے کلمہ کفر کہنے یا بت کو سجدہ کرنے پر مجبور کیا جائے تو نہ صیگہ دل میں ایمان قائم رہے اور سجدہ میں اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرنے کی نیت کر لے کلمہ کفر زبان سے نہ دینا اور بت کے سامنے سجدہ کر لینا مباح ہو جاتا ہے لیکن اگر انکار کر دے اور قتل کر دیا جائے یا کوئی عضو کاٹ دیا جائے تو موجب اجر و ثواب ہے تیسری قسم وہ ہے جو کسی حال میں مباح نہیں ہوتی جیسے کسی پر ن کا کراہ کیا جائے کہ اپنے باپ یا بیٹے یا بیوی کو یا اور کسی محقق ادم انسان کو قتل کر دے تو اس کو ہرگز مباح نہیں کہ اس کو قتل کر دے بلکہ اکراہ پر صبر کرے خواہ خود قتل کر دیا جائے قرآن مجید کی آیت ۵۸ من اکراہ دوسری قسم کے متعلق ہے اور فمن اضطر غیر باغ ولا عاد پہلی قسم کے متعلق ہے ان دونوں میں ایک جان (مکرہ) چھپنے کیلئے شریعت مقدسہ نے امور کی اجازت دے دی ہے مگر تیسری قسم میں ایک جان بچانے کے لئے دوسری جان کو ہلاک کرنا، زہم ہوتا ہے جو کسی طرح جائز نہیں ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لا وہابی

الت اکراہ میں زبان پر کلمہ کفر جاری کرنے کی اجازت ہے۔

سوال ۱: جب کسی شخص مسلمان ہو کفار پھیر لیں اور سر پر توارے رکھڑے ہو جائیں کہ کلمات کفر و کربان سے کہہ دو ورنہ ہم تجھے جان سے مار ڈالیں گے اگر وہ اپنی جان بچانے کے لئے اپنے دل کو ایمان قائم رکھ کر انکار کر دے تو کیا وہ شرعاً کافر و مشرک ہو جائے گا بدلیل آیت الامن اکراہ و قلہ مطمئن بالایمان اور بدلیل عبارت درمختار جلد دوم کتاب الاکراہ ص ۹۲ و ۹۳ اور بحر الرائق مدنی ج ۱۰ کتاب المکرہین۔ و تفسیر وغیرہ المستفتی نمبر محمد اسحاق دیوبندی ۵ رجب ۱۳۵۴ھ مطابق ۷ ستمبر ۱۹۳۵ء

جواب ۲۰۲: ہاں اضطرار کی حالت میں زبان سے کلمہ کفر و شرک کہہ دینے کی رخصت ہے دل مطمئن بالایمان رہے صرف زبان سے کلمہ کفر و شرک ادا کر دیا جائے تو متلفظ کافر نہیں ہوتا اور نہ کہے اور اچانے تو یہ عزیمت ہے اور اس میں زیادہ ثواب اور شہادت کا اجر ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لا

۱۔ فان اکراہ علی کل مسہ او دم او لحم حریر او شرب حمز (تویر الابصار) قل المحقق فی الشامیہ (قولہ فان یرہ علی کل مہ) الاکراہ علی المعاصی انواع' نوع یوحص فعلہ و یناب علی ترکہ کا حراء کلمۃ الکفر و شتم علی ﷺ و برك الصلوہ و کل مائت بالکتاب' و قسم یحرم فعلہ و یائم باتیہہ کفلس مسلم او قطع عصوہ و صرہ بر متلف او شتمہ او اوبہہ والرب و قسم ناح فعلہ و یائم ترکہ کالحمز و مادکر معہ (رد المحتار کتاب الاکراہ ۶/۱۳۳ ط سعید)

۲۔ وان اکراہ علی الکفر باللہ تعالیٰ و سب النبی ﷺ مجمع وقد وری یقطع او قتل و حص لہ ان یتطہر ما امرہ علی سہ و یودی و قبہ مطمئن بالایمان و یوحز لو صر (تویر و شرحہ) قل المحقق فی الشامیہ ای یوحز احز شہداء (کتاب الاکراہ ۶/۱۳۴-۱۳۵ ط سعید)

الجواب صواب۔ عبدالغفور تفرلہ مدرس مدرسہ امینیہ دہلی
الجواب صواب۔ خدا بخش عفی عنہ۔ مدرس مدرسہ امینیہ دہلی

حالت اضطرار کے سوا کسی حالت میں زبان پر کلمہ کفر جاری کرنے کی اجازت نہیں
(از اخبار المجمعیہ دہلی مورخہ ۹ جولائی ۱۹۳۵ء)

(سوال) ایک شخص نے کسی ضرورت کی وجہ سے مذہب اسلام ترک کیا لیکن حقیقت میں اس
اسلام ترک نہیں کیا ہے صرف اپنی غرض کو حاصل کرنے کے لئے اس نے ایسا کیا اور اسلام کے
ارکان پر عمل پیرا ہے؟

(جواب ۲۰۳) ترک اسلام یا اجرائے کلمہ کفر یا کوئی مثل کفر کرنا حالت اضطرار میں جب کہ بار
خدا ہو جائز ہو جاتا ہے اس کے علاوہ کسی حالت میں جائز نہیں پس اگر شخص مذکور نے کسی اضطرار
حالت میں ایسا کیا ہے اور قلب میں ایمان و یقین بدستور ہے تو وہ خدا کے نزدیک مسلمان ہے، واللہ اعلم
محمد کفایت اللہ کان اللہ له دہلی

دوسرا باب بچاریگی میں ارتکاب حرام

حالت اضطرار میں سودی قرض لینے کا حکم

(سوال) سخت تکلیف پر کوئی مدد دینے والا نہ ہو اس وقت مجبوراً سود سے پیسے ماروازیوں یا دیگر بھول
ذریعے سے لے سکتا ہے یا نہیں؟ المستمسعی نمبر ۴۰۰ مولوی محمد عبدالحفیظ (ضلع نیلگیری)
جمادی الثانی ۱۳۵۳ھ ۲۶ ستمبر ۱۹۳۴ء

(جواب ۲۰۴) انظر ارکی حالت میں جب کہ تین فٹے ہوئے ہوں بقدر سدر مق سوانی رقم
کرنا مباح ہے اس سے زیادہ رقم لینا یا اس سے کم ضرورت میں پینا جائز نہیں، محمد کفایت اللہ کان اللہ

(۱) حوالہ بالا

۲) قال اللہ تعالیٰ فليس حرام غير ما غ ولا عاد ولا انه عليه (الامه) ول الحافظ عباد الدين في شرحه في
بني ولا عدوان وهو محذور حاد ولا كل الا لعنه و يحصل معه ما يسهل محال في تفسيره في كسر
۱۷۳/۱/۲۰ ط سہیل اکیڈمی لاہور

مسلمان ماہر معائنہ بیماری کا علاج شراب میں منحصر بتا دے
تو شراب سے علاج کی اجازت ہے۔

(سوال) اگر انگریزی ڈاکٹر یہ کہے کہ اس بیماری کا علاج شراب سے ہے اور کوئی نہیں یا کسی بیماری
کے متعلق جو کہ ختم نام درجے تک پہنچ گئی ہو انگریزی ڈاکٹر یہ کہے کہ آخری علاج یہ ہے کہ چند
قطرے شراب کے دیں تو یہ استعمال کرنا درست ہے یا نہیں؟

المسئلی نمبر ۱۶۳۹ ابراہیم کا دیہیہ ٹیپ فٹ ایس افریقہ ۱۸ ابتدائی اول ۱۳۵۶ھ - ۲ جولائی
۱۹۳۰ء

(جواب ۲۰۵) شئی حرام نجس کے ساتھ ساتھ شراب پر بھی ہرگز اس شرط ای فی ہے کہ
کوئی مسلمان طبیب یا ڈاکٹر یہ کہے کہ بیمار کی شفا کسی میں مشتمل ہے اور کوئی وردوا اس کے مفید نہیں
غیر مسموم ڈاکٹر کا قول کافی نہیں۔ یحوز للعلیل شرب البول والدم والمیتة للنداوی اذا احبرہ
طب مسلم ان شفاہ فیہ ولم یجد من المباح ما یقوم مقامہ وهل یحوز شرب القلیل من
الحمز للنداوی فیہ وحنان انتہی محتصرا (رد المحتار) ثم کثایت اللہ تان اللہ

كتاب اللقيط و اللقطه

پہلا باب پڑی ہوئی چیز بانا

ملی ہوئی کم قیمت چیز کا مالک معلوم ہو تو بھی واپس کرنا ضروری ہے
(سوال) رہنڈر پر اُتر کوئی ایک پیسہ پائے تو اس کو خود اپنے مصرف میں لے لے یا مالک کو تلاش کرے
۱۔ دے؟ یہاں ایک مولوی صاحب سے معلوم ہوا کہ ایک پیسہ حلال ہے مالک کو دینے کی ضرورت
نہیں ہے ہاں اگر اس سے زیادہ رقم ہو تو مالک کو تلاش کرے۔

المستفتی نمبر ۱۲۴ حبیب اللہ صاحب - ضلع غازی پور - نیم شعبان ۱۳۵۲ھ مطابق ۲۰ نومبر
۱۹۳۳ء

(جواب ۲۰۶) اگرچہ پائی ہوئی چیز ایک پیسہ ہی ہو اس کے مالک کو تلاش کیا جائے اور اگر مالک مل
جائے تو اس کو دے دی جائے ہاں کم قیمت چیز کے مالک کی تلاش زیادہ دنوں تک ضروری نہیں ہے اگر
مالک نہ ملے تو پانے والا اگر غریب ہو تو خود خرچ کر سکتا ہے غنی ہو تو کسی فقیہ کو دے دے
محمد کفایت اللہ کان اللہ

مالک سے ناامیدی کے بعد ملی ہوئی چیز صدقہ کیا جائے۔

(سوال) دوکان پر جو بیوپاری ماں خریدنے کے لئے آتے ہیں اور وہ بازار کا خریدنا نہ لہاں لے جاتے ہیں ان میں
سے وہ اکثر چیزیں بھول جاتے ہیں وہ چیزیں امانت کر کے رکھ دی جاتی ہیں یہ بھولی ہوئی چیزیں کب تک
امانت کر کے رکھی جائیں اور ان بھولی ہوئی چیزوں کا کیا کیا جائے؟ المستفتی نمبر ۱۲۳۹ ایچ محمد
ایمیل۔ دہلی ۱۵ جمادی الثانی ۱۳۵۲ھ مطابق ۱۳ اگست ۱۹۳۸ء

(جواب ۲۰۷) اگر ان بھولی ہوئی چیزوں کا مالک معلوم ہو تو اسے اطلاع کر دینی ضروری ہے اور اگر
مالک معلوم نہ ہو تو پھر اتنے دنوں تک انہیں محفوظ رکھا جائے جتنے دن مالک کو اس کی تلاش و فکر رہے
تا ظن غالب ہو اور پھر اس کے بعد ان اشیاء کو اس نیت سے صدقہ کر دیا جائے کہ ان کا ثواب مالک کو پہنچے
۱۔ صدقہ کرنے کے بعد بھی اگر مالک معلوم ہو جائے اور وہ طلب کرے تو اس کی قیمت ادا کرنی
ہوگی ۲۔

۱۔ و بکفہ ان بنوں من سمعہ سید لفظہ فسدہ علی و عرف ی ددی عندہ حبث و جدد و فی الجامع الی
عند صاحبہ لا یطہر فسمع الرافع یہالو فصر و الا یصدق بہا تویر لا یصدر و شرح الدر المختار
کتاب اللفظہ ۴، ۲۷۸، ۲۷۹ ط سعید

(۲) حوالہ بالا

۳۔ فان جاء مالکها بعد ان صدق حبر من احارہ فعندہ و بعد هلاکها و لہ نوابہ او یضمیہ سور الاصدار و سورہ
الدر المختار مع رد المحتار کتاب النقطہ ۴ / ۲۸۰ ط سعید

میں، وہی چیز کے اعلان کے بعد مالک نہ بنے پر پانے والے
نتیجہ ہو تو خود استعمال کر دے ورنہ کسی فقیر کو دیدے
(زاخیر المصیبتہ سہ روزہ دہلی مورخہ ۹ ستمبر ۱۹۳۶ء)

(سوال) میری نابالغ بیٹی کو ایک پٹے میں بندھا ہوا پتھر زور فقرتی شرعاً عام پر پڑا ہوا، اس کو وہ
جسٹس اٹھ کر لے آئی مالک کی تلاش ہے مگر اب تک کوئی مالک نہیں مل سکا کیا جائے؟
(جواب ۲۰۸) ہیت کے لحاظ سے اتنی مدت تک مالک کی تلاش جاری رکھی جائے جب تک اس
بات کا امان غالب ہو کہ مالک ہو سکتی قدر ہوگی اس کے بعد کرپانے والا خود حاجت مند ہو تو خود خرین
کرے اور خود بخوبی ہو تو فقر پر صدقہ کر دے اور دونوں صورتوں میں اس کی مخصوص عدا متیں یاد رکھنا
ضروری ہے تاکہ اگر مالک آجائے اور مخصوص عدا متیں بتا کر پور کر دے کہ اس کی چیز تھی تو اس کو قیمت
دا کی جائے (محمد کفایت اللہ کان اللہ)

كتاب اليمين والنذر

پہلا باب عہد و پیمان اور حلف فصل اول۔ حلف کی تشریحات

دوسرے کے قسم دینے پر نیت قسم ”ہاں“ نہ کہے تو قسم نہیں ہوگی
(سوال) کسی دوسرے کے قسم دینے سے قسم ہوتی ہے یا نہیں؟ مثلاً زید نے عمرو سے یوں کہا کہ تم
اپنے خدا کے قسم اس کام کو انجام دے دو تو اس زید کے قسم دینے سے عمرو پر قسم آیا نہیں؟ بیہوا تو جروا
(جواب ۲۰۹) اس طرح کسی دوسرے کے قسم دینے سے قسم نہیں ہوتی لیکن اگر جس کو قسم دینی
کئی ہے اس نے حلف کی نیت سے ہاں یا چھہ نہ دیا تو قسم ہو جائے گی قال بوی الاستحلاف فلا تنسی
علی واحد منهما حایہ و فصح ای لا ان المخاطب لم یحہ بقولہ نعم حتی یصیر حالہ
انتہی

(ردالمحتار ص ۱۵۰ ح ۳) الحامس ان یرید المبتدی الاستحلاف والمحبب
الحلف والمحبب حالف لا غیر (ایضاً) ۲ محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

قرآن مجید کی قسم کھا کر پوری نہ کرے تو کفارہ واجب ہوگا
(سوال) قرآن شریف کی قسم اگر کوئی شخص کھائے اور اس کام کو پورا نہ کرے تو اس کے ذمہ کفارہ
واجب ہوگا یا نہیں اور یہ قسم ہے یا نہیں؟
(جواب ۲۱۰) جو شخص قرآن شریف کی قسم کھائے اور اس کام کو پورا نہ کرے وہ اپنی قسم میں حنث
ہو جائے گا اور اس پر کفارہ قسم واجب ہوگا۔ قال الکمال ولا یحیی ان الحلف بالقرآن الا ان
متعارف فیکون یمیناً (در مختار) وقال محمد بن مقاتل الرازی انه یمین وبہ اخذ جمہور
مشائخنا (ردالمحتار) ۳ محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

ہر کا کھانا نہ کھانے کی قسم کے بعد کھہر کا کھانا کھانے سے کفارہ واجب ہوگا۔
(سوال) کسی شخص نے کہا کہ تیرے کھہر کا کھانا اور پانی مجھ پر حرام ہے اور پھر خائف و نادم ہوا اس نے
کے بعد اگر کھنا وغیرہ کھائے تو حنث ہوگا یا نہیں؟

(۱) کتاب الایمان مطلب قال لمعی کذا فقال نعم ۳ ۸۴۹ ط سعید

(۲) حوالہ بالا

(۳) کتاب الایمان مطلب فی القرآن ۳ ۷۱۲ ط سعید

(جواب ۲۱۱) کسی کا یہ سہنا کہ تیرے گھر کا کھانا مجھے حرام ہے یمین ہے اب اگر اس کے بعد چاہی لیگا تو اپنی اس یمین میں حادث ہونا اور قسم کا کفارہ ادا کرنا ہوگا۔ حرم علی نفسه شیئاً ثم فعله ما کل او نفقة کفر لیمیمہ (درمختار منقطع) ۱ محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

ایک جائز معاہدہ کے بعد دوسرا معاہدہ جس سے پہلے معاہدہ کی خلاف ورزی ہو صحیح نہیں (سوال) زید نے عمرو سے کسی معاہدے میں یہ ہمد کیا کہ تم یہ کام کرو میں اس معاہدے میں تمہاری پوری مدد کروں گا عمر و اچانک حادثہ کی وجہ سے مجبوراً کئی روز تک نہ مل سکا زید کے پاس عمرو کے مٹی غنیمت آئے اور اس پر زور ڈالا کہ تم ہماری مدد کرو زید نے مجبور ہو کر سہا کہ اگر عمر و نہ آیا تو میں تمہاری مدد کروں گا اور اگر عمر و آیا تو نہ تمہاری مدد کروں گا نہ عمرو کی مدد کروں گا اب عمرو زید کے پاس آیا اور اس نے اپنی غیر حاضری کی وجہ اچانک حادثہ بیان کی زید کہتا ہے کہ میں نے تمہارے مخالف سے غیر جانبدار رہنے کا ہمد کر لیا ہے عمرو کہتا ہے کہ تم نے مجھ سے پہلے ہمد کیا ہے میرا احمد پورا کرو اگر میرے ہمد کے بعد دوسرا ہمد کیا ہے تو اس کا پورا کرنا ضروری نہیں ہے لہذا زید عدالت دریافت کرتا ہے کہ مجھ پر کون سے ہمد کی پابندی لازم ہے المستفتی نمبر ۲۳۵ امین الدین صاحب، علی۔ ۲۰ ذی قعدہ ۱۳۵۲ھ مطابق ۷ مارچ ۱۹۳۴ء

(جواب ۲۱۲) معاہدہ جب کہ وہ کسی مصیبت اور خلاف شرع امر پر نہ ہو واجب الیقین ہے اور ایک جائز معاہدہ کے بعد کوئی ایسا معاہدہ کرنا جس سے پہلے معاہدہ کی خلاف ورزی ہوتی ہو صحیح نہیں اور کسی شخص نے اپنے دو معاہدہ کیے ہیں جن میں سے ہر ایک دوسرے معاہدہ کی نقیض ہے تو اس کو لازم ہے کہ وہ پہلے معاہدہ کو جب کہ اس میں کوئی بات خلاف شرع نہ ہو اور دوسرے معاہدہ کے مضمون سے پہلے معاہدہ کا مضمون خیر اور بہتر ہو پورا کرے اور بغیر عذر معقول شرعی کے اس سے انحراف نہ کرے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ

اجواب صحیح۔ حبیب المرسلین عفی عنہ۔ نائب مفتی

قسم کے بعد بلا عذر شرعی قسم سے پھر جانا سخت گناہ ہے

(سوال) جو مسلمان لوگوں کے رویہ و وقت آن مجید کے ساتھ حلف اٹھانے کے باوجود اپنے معاہدے سے

(۱) کتاب الایمان، مطلب فی تحریم الحلال، ۷۲۹، ۷۳۰ ط سعید

(۲) لان المواعید قد تكون لازمة لحاجة الناس (الدر المحصر) قال المحقق في الشامه (قوله المواعید قد تكون

لازمة) قال في البراوي في اول كتاب الكفالة اذا كتبت معلقاً بـ فان لم يود فلا فلا ادفعه ليك و نحوه يكون

كفاله بعد عدم ان المواعید كسب، صدر سعيون يكون لازمة، ط الشرف مطلب في بيع الوفاء، ۵ ۲۷۷ ط سعید

پھر جائے اس کے ساتھ دوسرے مسلمانوں کو دینی و دنیاوی تعلقات رکھنے جائز ہیں یا نہیں؟ المستفتی
نمبر ۲۸۹ منظور علی (دہلی) ۱ صفر ۱۳۵۳ھ مطابق ۲۲ مئی ۱۹۳۴ء

(جواب ۲۱۳) حلف کرنے کے بعد اس سے بغیر کسی حذر و شرط کے پھر جانا سخت منافی بن لوگوں
نے حلف بدوجہ توڑا وہ نہ کار ہیں۔ اگر حلف کسی اہم امر کے متعلق تھا اور حلف شکنی سے مذہبی قوم و
وہابی نہ رہ پڑتا تو مسلمانوں کو حق ہے کہ حلف توڑنے والوں سے مقاطعہ کر لیں۔ فقط الحمد للہ بحیثیت امداد دہلی

”بیوی سے زندگی کروں گا تو اس کے طففہ سے بچوں کا حکم

(سوال) زید کی بیوی اور زید کی والدہ ہر دو میں فساد ہو زید کی والدہ نے زید سے شہادت لی۔ زید نے
تحت الحاکمیت میں اپنی بیوی کی غیر موجودگی میں کہا کہ ”اگر میں اس سے زندگی کروں گا تو اس کے
طففہ سے پیدا ہوں گا“ اس کا ثبوت کیا حکم ہے؟ المستفتی نمبر ۴۲۰ میں خان (شیخ امراتی) ۱۹۔
رجب ۱۳۵۳ھ مطابق ۲۹ اکتوبر ۱۹۳۴ء

(جواب ۲۱۴) اس قسم کا حکم یہ ہے کہ زید اپنی بیوی کے ساتھ میاں بیوی کے تعلقات اور خانہ داری
کے تعلقات رکھ سکتا ہے۔ اور اس قسم کا غارہ اور ناراضی نہ ہے غارہ یہ ہے کہ دس مسکینوں کو دو دنوں
وقت پیٹ بھر کر کھانا کھانے یا ہر مسکین کو پونے دو یا تین روپے یا دس مسکینوں کو ایک ایک چادر
دے دے اس کی قدرت نہ ہو تو تین روزے متواتر پورے رکھے۔ فقط الحمد للہ بحیثیت امداد دہلی

گوشت نہ کھانے کی قسم کھائی تو مرغ یا بٹیر کھانے سے حائض نہ ہوگا

(سوال) زید نے یہ فظ کہہ کر قسم کھائی کہ اگر میں گوشت کھاؤں تو سور کھاؤں اور گوشت میں بکری
جیرہ کاٹے بھیجیں اور مرغ وغیرہ کی کوئی تخصیص نہیں ہے اور اب زید اس قسم کی وجہ سے ہر ایک حلال
جانور کا گوشت مضیق نہیں سمجھتا ہے تو اس کا (زید کا) یہ فعل کیسا ہے اور شرعاً ایسے شخص کے واسطے کیا حکم

۱۔ و بوع منها بح الیہ و هو ان یعتد علی فعل طاعہ امرہ او امتناع عن معصیہ وذلک فرض علیہ فل یبصر
و یبصر یرداد و کدہ عالمگیرہ لب الاول فی تفسیرہ شرعاً و رکعھا ۵۲ ط ماحدیہ کوئٹہ
۲۔ قال المہلب عرص البحری فی ہذا الباب ان یس صفة الہجران الحائر و انہ یسوع بقدر الحرم من کال من
ہل لعصا یسحق الہجران بربہ المکالیہ کما فی قصہ کعب و صاحبہ فتح الباری بسورج صحیح البحری
باب ما یحوز من اصح ان لمن عسی ۱۵۱ ط مکتبہ مصطفیٰ مصر

۳۔ و بوع لا یحوز حفظہا و هو ان یحب علی بربہ طاعہ او فعل معصیہ عالمگیرہ الباب الاول فی تفسیرہ
شرعاً و رکعھا و صفتھا ۵۲ ط ماحدیہ کوئٹہ

۴۔ و کفارہ بحریر رقبة او اطعام عشرة مساکین او کسوتهم بما یستر عمة لبدن و ان عجز عنها وقت
لادء، نویر لانصر مع رد المحصر مطب کثرة لیمیں ۷۲۵ ۷۲۶ ط سعید

بہ "المستفتی" نمبر ۱۹۸۲ قسبہ دنی (شعبہ میرٹھ) ۲۹ شعبان ۱۳۵۶ھ مطابق ۲ نومبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۲۱۵) عزیز مرغ پیر کتاب قیاس کے لئے جائز ہے مگر اس کی قسم نہیں ٹوٹے گی اور ہائے نہیں بکری ونبہ بھیر کا گوشت حلال ہے تو اس قسم کا کفارہ اور توبہ ۵۰ قسم کا کفارہ اس مسکینوں و پنے دوسرے گیسوں کو دینے سے اور ابو جابر کا ایسی قسم کو توڑ کر کفارہ اور دین بیکار ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ له دہلی

حلف بالقرآن جائز ہے 'حائث ہونے پر کفارہ دینا لازم ہوگا

(سوال) حلف بالقرآن جائز ہے یا نہیں اور بصورت جو از یہ کفارہ ہے "المستفتی" نمبر ۲۲۳۳ میں سرانج الدین (ضلع گوجرانوار) ۲۵ صفر ۱۳۵۷ھ ۲۶ اپریل ۱۹۳۸ء

(جواب) (از نائب مفتی صاحب) (۱) حلف بالقرآن جائز ہے کیونکہ بمعنی کلام اللہ کے اللہ کی صفات میں سے ہے اور اس زمانے میں حلف بالقرآن متعارف بھی ہے۔ قال الکمال ولا یحیی ان الحلف بالقرآن متعارف فیکون یمیما (در مختار) اس کے مدعا ہی کے متعلق مدعا شاق رہا اعتبار میں یہ کہتے ہیں (قوله قال الکمال الح) میسی علی ان القرآن بمعنی کلام اللہ فیکون من صفاته تعالیٰ کما یقیدہ کلام الهدایہ حیث قال ومن حلف بغير لله تعالیٰ لم یکن حلفا کالسی والکعة لقوله علیه الصلوة والسلام من کان منکم حالفا فلیحلف بالله او لبدرو کذا اذا حلف بالقرآن لانه غیر متعارف اه فقوله وکذا یقید انه لیس من قسم الحلف لغير الله تعالیٰ بل هو من قسم الصفات ولذا علله بانه غیر متعارف ولو کان من القسم الاول کما هو المتأدر من کلام المصنف والقدری لکانت العلة فی الہی المدکور او عبرہ لان التعارف انما یعتبر فی الصفات المشتركة لا فی غیرها وقال فی الفتح و تعلیل عدم کونه یمیما بانه غیرہ تعالیٰ لانه مخلوق لانه حروف و غیر المخلوق هو الکلام النفسی مع بان القرآن کلام الله منزل غیر مخلوق الح و فی آخر هذه القول و نقل فی الهدیة

۱. ولا حلف فی حلفہ "لا یاکل لحما" یا کل مرفہ او سمیت الا اذا بواہم مع سیمیتا فی القرآن لحما و داند و انرا المعروف و لحم الاسباب والکبد والکرش و لرمہ والقلب والطحال و لحم ھد فی عرف ھن لکوفہ اما فی عرف فلا، تویر الانصار و شرحہ فی المحقق فی شامیہ، فوفہ لحم، ولا یحیی انه لا یسبی لحم فی عرف مصر ایضا فعلم ان ما فی المحصر ی الکرم می علی عرف ھن الکوفہ وان ذلك یحلف بحلاف العرف (کتاب الایمان) مطلب حلف لا یاکل لحماً ۷۷۱/۳ ط سعید

۲. و کفارہ تحریر رفقہ او اصد عشرہ ماکس الح (رد لمحار مطلب فی کتارہ السی ۷۲۵ ط سعید

۳. یوح بحر من الرد و لحم والحث بحر من البر فیدب فیہ الحث، عالمگیری، کتاب الاول فی تفسر ھا ورکھا و صفتها ۵۲/۲ ط ماحدیہ کوئٹہ)

عن المضممرات وقد قيل هذا في رماهم اما في زماسا فيمين و به ناخذ و ما مروو بعنقد وقال محمد بن مقاتل الرازي انه يمين و به احد جمهور مشايخنا اه فهذا مويد لكونه معروف الحلف بها كعزة الله و حاله (رد المحتار ص ۵۶ ج ۳) ۱

(۲) بر تقدیر حادث ہو جانے کے وہی کفارہ اس پر لازم آئے گا جو حلف توڑنے والے پر لازم کتابت کہ عدم آزاد کرے یا اس محتاجوں کو کھانا دو وقت کھائے یا اس محتاجوں کو پوشاک دے دیوے نہ جانے کھانا کھانے کے لئے اس محتاجوں کو سڑھے ستہ یہ سببوں ہر ایک محتاج کو پونے دو سیر گیہوں دے دے گا تو جب بھی کفارہ دیا ہو جائے گا، فقط و نہ اعلم۔ چاہے و کتبہ حبیب، ام سبب مفتی عتد ناب مفتی مدرسہ امینیہ دہلی

(جواب ۲۱۶) (از حضرت مفتی اعظم نور اللہ مرقدہ) اصل مذہب تو یہی تھا کہ حلف باقرآن معتبر نہیں لیکن فقہائے متاخرین نے اس تاویل کے ساتھ کہ قرآن سے مراد کلام اللہ جو صفت ہے حق تعالیٰ و تعالیٰ حلف باقرآن کو معتبر قرار دیا ہے متاخرین کے قول کے موافق حلف باقرآن پر حاکم صورت میں کفارہ لازم آئے گا اور کفارہ یہی ہے جو جواب بال میں تحریر ہے، فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ اللہ دہلی

قرآن کی قسم کھانے میں نیت الفاظ منظومہ اور حروف منزله کی ہو تو قسم نہیں ہوگی۔

(سوال ۱) میں قرآن شریف کی قسم کھاتا ہوں اور میری مراد وہ حروف منظومہ اور الفاظ ہیں جو کہ رسول اللہ ﷺ کی زبان مبارک سے نئے نئے ہیں اور جو کہ حفاظ قرآن نماز تراویح میں ہمیں سنا ہے ہیں اور جو کلام اللہ الہی ہو صفت ازلیہ ہے وہ میری مراد نہیں ہے تو کیا یہ میری قسم ہو جائے گی یا نہیں؟
جواب: کاشانی نے بدائع ص ۸ ج ۳ میں اس کے متعلق چوتھ لکھا ہے وہ صحیح ہے یا کہ نہیں؟

(۲) زید متا ہے کہ یہ حروف منظومہ اور آیات کہ جو رسول اللہ ﷺ سے سنی گئی ہیں اور حفاظ قرآن ہمیں سناتے ہیں یہ کلام اللہ الہی ہو صفت ازلیہ ہیں اور بکر کہتا ہے کہ بے شک یہ کلام اللہ تو ہیں لیکن حادث ہیں خدا نے تعالیٰ کی صفت ازلیہ نہیں ہیں اس لئے کہ عدہ تفتازانی نے شرح عقائد ص ۴۹ میں کلام اللہ و مشتق لکھا ہے اور ان آیات اور حروف منظومہ کو مخلوق اللہ اور حادث کہا ہے اور صفت ازلیہ نہیں کہتا ہے بکر کہتا ہے کہ یہ تعالیٰ نے فرمایا ہے یسمعون کلام اللہ تم یحرفونہ، (الایۃ) اور

(۱) کتاب الایمان مطلب فی القرآن ۳ ۷۱۲ ط سعید

۲، و کثرتہ بحریر رقیۃ و طعمہ عشرہ مساکین او کسویہم سبب عامۃ البدن وال عجر علیہا وقت الاداء
صادقہ ابوم ولاء (سور الانصار مع رد لمحار مطلب کفارة اليمين ۳ ۷۲۵ ۷۲۶ ط سعد)

(۳) مرجع سابق رقم ۱-۲

(۴) القرۃ: ۷۵

جو کلام اللہ بخدا کے تعوی کی صفت ازلیہ ہے اور قائم بذاتہ تعوی ہے اس کی تحریف اور اس پر تصرف ناممکن ہے تو آپ فرمائیں کہ ان میں سے کون حق پر ہے زید یا کہ بحر؟

(۳) آپ نے جو فتویٰ کے اندر کلام اللہ کا ذکر کیا ہے کہ (قرآن مجید سے مراد حلف نے کلام اللہ ہے تو یہ قسم ہو جائے گی) اس کلام اللہ سے آپ کی یہ مراد ہے وہ کلام جو صفت ازلیہ باری تعوی کی ہے قائم بذاتہ یا کہ یہ حروف منظومہ اور آیات جو کہ حفاظ قرآن نماز تراویح میں سنایا کرتے ہیں اور رسول اللہ ﷺ سے سنے گئے ہیں؟ المستفتی نمبر ۲۲۳۶ مولوی محمد فاروق صاحب (ضلع گوجرانوالہ) ۱۱ ربیع الاول ۱۳۵۵ھ مطابق ۱۲ مئی ۱۹۳۸ء

(جواب ۲۱۷) (۱) اگر کوئی حلف اس تفصیل سے قسم کھائے جو آپ نے فرض کی ہے تو وہ قسم نہیں ہوگی کیونکہ اس میں مکوفہ ہے ایک ایسی متعین ہوگی جو اللہ تعوی کی صفت ازلیہ نہیں ہے اور صاحب بدائع کی عبارت کا یہی مطلب ہے اور ان کی یہ تحقیق مذہب متقدمین کے مطابق ہے۔

(۲) زید کا یہ قول کہ قرآن جو ہم پڑھتے ہیں اور سنتے ہیں یہ کلام اللہ ہے اس معنی سے صحیح ہے کہ یہ دل سے مراد کلام جو صفت ازلیہ ہے اس کا مدول ہے اور عوام چونکہ دل و مدول کا فرق نہیں سمجھتے اس سے متاخرین نے قائل کے اس قول کو (میں قرآن کی قسم کھاتا ہوں) قسم قرار دیا ہے کیونکہ اس میں فقط قرآن دل اور مدول دونوں کا محمل ہو سکتا ہے لہذا انہوں نے زجر اور تغلیظ مدول پر حمل کر کے قسم ہو جانے کا فتویٰ دے دیا ہے۔ ”وہو الالیق للعوام“ ہاں اگر زید کا مطلب یہ ہو کہ یہ الفاظ اور حروف جو ہماری زبان سے ادا ہوتے اور یہ آواز جو ہمارے منہ سے نکلتی ہیں بشخصہ اللہ کی صفت ہے تو یہ بات خاص اجدان ہے۔ (۱) (یسمعون کلام اللہ) میں کلام اللہ کا طریق اس معنی سے پایا ہے جس معنی سے میں ان کی زبان سے تمام جہاں و ارجاں آفرین سن کر یہ کہتا ہوں کہ میں نے خدا کی شخص کی زبان سے سعدی کا کلام یا سعدی کا شعر سنا۔

(۳) میں نے کلام اللہ کا فقط اسی سے لکھا ہے کہ عوام سے جب کہ وہ قرآن کی قسم کھاتے ہیں اگر دریافت کیا جائے کہ قرآن سے تمہارا یہ مطلب ہے اگر وہ جواب میں کہیں کہ ہماری مراد کلام اللہ ہے تو یہ فقط

۱۔ ولو قل ما قرآن او ما المصحف و سورہ کذا من القرآن فليس سمى لانه حلف بغير الله تعالى واما المصحف فلا شك فيه واما القرآن سورة كذا فلا السعارف من اسم القرآن لحروف المنظومه والاصوات المفظوعه يقطع حاصل لا كلام الله الذي هو صفة اوله وسمه بداهه مباحي السكوت والاخر (بدائع الصانيع) فصل واما ركن اليمين ۸، ۳ ط سعید

۲۔ في الكمال ولا محقق ما يحلف بقرآن لان متعارف فيكون سبب (اندر المحتار) في المحقق في الشامه فونه في الكمال) مسي على ان القرآن بمعنى كلام الله فيكون من صفاته تعالى رد المحار مطلب في القرآن ۷۱۲ ۳ ط سعید

۳۔ وحاصله ان غير المحفوظ هو القرآن بمعنى كلام الله الصفة انفسية به بمعنى لا بمعنى الحروف سموله (رد المحتار) مطلب في القرآن ۷۱۲ ۳ ط سعید

وال اور مدلول دونوں پر محمول ہو سکتا ہے اس لئے تفہیم اس کو قسم قرار دیا جائے گا اور اگر وہ جواب میں مصحف کو بتائیں کہ یہ مراد ہے تو اس کو قسم نہیں قرار دیا جائے گا کیونکہ مصحف یقیناً غیر اللہ اور حادث اور مخلوق ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، وہابی

مشروع کام کرنے کی قسم کا حکم

(از اخبار سہ روزہ الجمعیتہ مورخہ ۲ ستمبر ۱۹۲۵ء)

(سوال) کسی اسلامی انجمن کے کام کو نہایت اخلاص سے کرنے کے لئے آپس میں بدعتی کے خیال و دور کرنے کے لئے کارکنوں کا حلف اٹھانا جائز ہے یا نہیں؟

(جواب ۲۱۸) کسی مشروع کام کرنے کا معاہدہ یا حلف کرنا ناجائز تو نہیں ہے لیکن بہتر نہیں ہے کیونکہ وہ کام اگر ضروری (فرض یا واجب) ہے تو خود شریعت کا حکم اس کے لئے کافی ہے اور مسنون یہ مستحب ہے تو معاہدہ یا حلف سے ایک قسم کی پابندی اور سختی مد ہو جاتی ہے اور در صورت خلاف عمد شکنی یا حلف شکنی لازم آتی ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

خدا کی قسم کھا کر توڑنے سے کفارہ واجب ہوگا۔

(از اخبار سہ روزہ الجمعیتہ وہابی مورخہ یکم جون ۱۹۳۵ء)

(سوال) جو شخص جھوٹی قسمیں کھاتا ہو اور خدا اور رسول کی قسم کھا کر خلاف کرتا ہو اس کا کیا حکم ہے؟

(جواب ۲۱۹) زیادہ قسمیں کھانا اچھا نہیں ہے (۳) اور جو شخص زیادہ قسمیں کھاتا ہے اس سے آٹھ خلاف ہو جاتا ہے اگر اس نے خدا کی قسم کھا کر توڑی ہو تو اس کے ذمہ کفارہ دینا واجب ہے اور کفارہ یہ ہے کہ دس مسکینوں کو دونوں وقت کھانا کھلانے یا پانچ پہنائے اور ان دونوں کی صحت نہ ہو تو تین روزے رکھے (۴) قرآن اور رسول کی قسم کھانا شریعت میں جائز ہی نہیں (۵) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

(۱) حوالہ بالا رقم ۳۰۲

(۲) الیمین باللہ تعالیٰ لا نکره ولكن بقليله اولی من تکفیره (عالمگیریہ الباب الاول فی تفسیر ہد شرعاً و رکعت و صفحہ ۵۲/۲ ط ماجدیہ کوئٹہ)

(۳) حوالہ بالا

(۴) و کفارته تحریر رقبۃ او اطعم عشرہ مساکین او کسوتہم بما یستر عمة البدن و ان عجز علیہ وقت الاداء صدم ثلثة ایام و لاء (تویر الانصار مع رد المحار مطلب کفارة الیمین ۳ ۷۲۵-۷۲۶ ط سعید)

(۵) لا یقسم بغير الله تعالیٰ کالسی و الفراء و الکعبۃ (تویر و شرحہ) قال المحقق فی الشامیہ (قوله لا یقسم بغير الله تعالیٰ) بل یحرم کما فی الفقہ سنی (رد المحار قبل مطلب فی القرآن ۳/۷۱۲ ط سعید)

”فلاں کے گھر کھانا کھاؤں تو مجھے رسول اللہ ﷺ کی شفاعت نصیب نہ ہو“ قسم کا حکم! (از اخبار سہ روزہ الجمعیتہ دہلی مورخہ ۲۴ مئی ۱۹۳۳ء)

(سوال) زید نے قسم کھائی کہ میں بحر کے یہاں کھانا پینا نہ کرؤں گا کیونکہ وہ برادری سے ہم نہ آکر کھاؤں تو مجھے حشر میں رسول اللہ ﷺ کی شفاعت نصیب نہ ہو (دونوں مسلمان ہیں) ایک ماہ بعد زید نے بحر کے یہاں کھانا کھایا اس کے متعلق شرعی حکم کیا ہے؟ (جواب ۲۲۰) ایسی قسم جس کا توڑنا شرعاً مطلوب ہو تو زید ناجائز ہے اور اس کا کفارہ ادا کر دینا چاہیے۔ بحر کے یہاں کھانا پینا نہ کرنے کی قسم اگر کسی معقول وجہ پر مبنی نہ تھی تو اسے توڑ دینا بہتر تھا، اور اس کا کفارہ دس مسکینوں کو فی مسکین پونے دو سیہ سیوے دے دینے سے ادا ہو جانے کا (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ، دہلی۔

فصل دوم۔ قسم توڑنے کا کفارہ

قسم کا کفارہ ایک غلام آزاد کرنا دس مسکینوں کو کھانا کھلانا یا کپڑا پہنانا ان کی طاقت نہ ہو تو تین دن مسلسل روزہ رکھنا ہے۔

(سوال) ایک آدمی نے قسم کھائی مگر یاد نہیں کہ کس کا نام لیکر قسم کھائی تھی کہ جب تک منکوحہ عورت حینی اپنی بیوی سے فحاش نہ کرے وہاں تک اس سے صحبت نہیں کروں گا بعد اس کے غیر اسے عورت کے صحبت کر لی اور قسم کھاتے وقت طلاق کی نیت بھی نہیں کی تھی تو اس شخص پر کفارہ کیا لازم ہوگا؟ وہ ہمیشہ آج تک صحبت کرتا رہا اور کفارہ بھی نہیں دیا اس کے لئے کیا حکم ہوگا؟ بیوا تو جروا

(جواب ۲۲۱) اگر قسم خدا تعالیٰ کی ذات یا صفات کے ساتھ کھائی ہو تو اس کا خلاف کرنے سے کفارہ لازم ہوگا ورنہ نہیں۔ اور جب کہ طلاق کو معلق نہیں کیا تو طلاق بھی نہیں ہوگی کفارہ قسم یہ ہے کہ یا ایک غلام آزاد کیا جائے یا دس مسکینوں کو کھانا کھلایا جائے یا ایک ایک جوڑا کپڑا دیا جائے اگر ان تینوں میں سے کچھ نہ ہو سکے تو تین دن کے مسلسل روزے رکھے لیکن اگر کوئی شخص غلام کے آزاد کرنے یا دس مسکینوں کو کھانا کپڑا دینے پر قادر ہو اور پھر بھی روزے رکھ لے تو کفارہ ادا نہ ہوگا۔ (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ

(۱) نوع یتحیر فیہ بین البر والحث والحث حیر من اسرفیدب فیہ الحث (عالمگیریہ الدب الاول فی تفسیرھا ورکھا و شرطھا ۵۲/۲ ط ماحدیہ کوئٹہ)

(۲) انظر المرحع الرابع صبحہ گدشتہ (۳) والحاصل ان الیمین ما یکون باسم من اسماء اللہ او بالصفات ما کن معارف (خلاصۃ الفتاویٰ الحس الاول فی الفاظ الیمین ۲ ۱۲۵ ط سہیل اکیڈمی لاہور)

(۴) و کفارته تحریر رقبۃ او اطعام عشرة مساکین او کسوتهم مما یستر عامة البدن وان عجز عنها وقت الاداء صام ثلاثة ايام ولاء (توبہ الابصار مع رد المحتار مطب کفایت الیمین ۳ ۷۲۵ ۷۲۶ ط سعد)

خدا کی قسم کھا کر توڑی تو کفارہ دس مسکینوں کو کھانا کھلانا یا پیہ پہنانا یا ان کی طاقت نہ ہو تو مسلسل تین دن روزہ رکھنا واجب ہے۔

(سوال) ایک شخص ایک مجمع میں قسم کلام پاک کی کھچکا کہ میں آئندہ آپ کے پاس نہیں آؤں گا ورنہ پھر اس جگہ آجاتا ہے پہلے بھی ایسا واقعہ ہو چکا ہے یہ شخص جھوٹی قسمیں کھانے کا عادی ہے۔ المستفتی نمبر ۱۶۷ اچھوٹ۔ دہلی ۶ رمضان ۱۳۵۲ھ مطابق ۲۴ دسمبر ۱۹۳۰ء

(جواب ۲۲۲) زیادہ قسمیں کھانا اچھا نہیں ہے اور جو شخص زیادہ قسمیں کھاتا ہے اس سے اکثر خداف ہو جاتا ہے اگر اس نے خدا کی قسم کھا کر توڑی ہو تو اس کے ذمے کفارہ دینا واجب ہے اور کفارہ یہ ہے کہ دس مسکینوں کو دونوں وقت کھانا کھلنے یا پیہ پہنانے اور ان دونوں کی طاقت نہ ہو تو تین روزہ رات قرآن اور رسول کی قسم کھانا شریعت میں جائز ہی نہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

مسجد میں نہ آنے کی قسم کے بعد لوگوں کے کہنے پر مسجد جانے سے بھی کفارہ لازم ہوگا۔ (سوال) زید نے مسجد میں آنے سے قسم کھائی کہ میں اس مسجد میں نہیں آؤں گا بعد پندرہ روز کے چند آدمی جا کر اس کو لے آئے تو اس صورت میں قسم کا کفارہ زید پر ہو گا یا انے والوں پر کفارہ دس مسکینوں کا؟ من و شام کھلنے سے ادا ہو گا یا اس طرح بھی نجاش ہے کہ ایک غریب کا قتل بالغ کو دس روز تک دونوں وقت کھل دے اور پتوں کے کھلنے سے بھی ادا ہو گا؟ نہیں؟ المستفتی نمبر ۱۳۴۹ محمد یونس صاحب (مقرر ۱) ۲۷ ذی قعدہ ۱۳۵۵ھ مطابق ۱۰ فروری ۱۹۳۰ء

(جواب ۲۲۳) زید نے قسم کھائی تھی کہ میں فلاں مسجد میں نہ جاؤں گا پھر لوگوں کے کہنے سننے سے چلا آیا تو قسم کا کفارہ زید پر لازم ہو گا ان لوگوں پر لازم نہ ہو گا جو زید کو سمجھا تھا کہ مسجد میں لے گئے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ دہلی

چیخونے کی قسم کھانے کے بعد جھوٹ بولنے سے کفارہ لازم ہوگا۔

(سوال) ایک شخص حاکم کی پیشی میں بیٹھ گیا وہ پیشی کرتا ہے حاکم اس کو قہر آن مجید پر ہاتھ رکھوا کر ان الفاظ سے قسم دیتا ہے کہ خدا تعالیٰ کو حاضر و ناظر جان کر اقرار کرتا ہوں کہ جو چھ کہوں کا حق ہوں گا اس کے بعد وہ جو چھ پوچھنا چاہتا ہے پوچھتا ہے اور اسی مجلس میں وہ شخص گواہی بیان کرتا ہے اس صورت میں اگر وہ گواہ خلاف واقعہ کے شہادت دے اور اس کا جھوٹ ثابت ہو جائے یا بعد میں وہ جھوٹ کا قہر کرے

(۱) ومن فعل المحلوف علیہ مکرمہ او داسیا فہو سواء (ہدایہ کتاب الايمان ۲ ۷۹ ط مکتبہ شریعہ عثمہ حلب و فی لغات المکرہ فصیح من المکرہ و کذا لحدود العمد فصیح من الحطی والہارل (الب الاول فی تفسیرہ شریعہ و رکبہا و شرطہا و حکمہا ۵۱ ۲ ط ماجدیہ کونہ)

تو آیا قسم مذکورہ بالا میں وہ جنت ہو جائے گا؟ یہ قسم منعقدہ کھانے کی یا غموس؟ ان الفاظ سے قسم ہو جاتی ہے یا نہیں؟ اور مذکورہ بالا قسم میں اور اس طرح قسم کھانے میں کہ اللہ تعالیٰ کی قسم (مذہب) یا کسی زبان میں ہو کہ میں اس کام میں شریک تھا اور فداں آدمی بھی موجود تھا اور بات دراصل غلط اور بتاؤنی تھی جو شہادت بیان یہ دے رہا ہے سب خلاف ہے کیا فرق ہے یمین اول منعقدہ ہے اور ثانی غموس ہے یا دونوں غموس ہیں تو بے زمر ہے یا دونوں غموس ہیں کیا فرق ہے اور ان کا کیا حکم ہے اور بصورت یمین غموس کا وہ توبہ کا اندازہ کتنے کوئی تعزیر شریعی جاسکتی ہے کہ اس نے بے باکانہ حلف کذب پر کی ہے تاکہ آئندہ استے اور پیر لوگوں کو عبرت اور تنبیہ ہو کہ کوئی ایسی جرأت نہ کرے اور اپنی مذہبی قسم کو بکا اور معمولی کام نہ سمجھے جس سے اغیار کی نظر میں حقارت ہو۔ المستفتی نمبر ۱۹۸۰ اثر یف احمد۔ نئی چھاؤنی۔ دہلی ۲۸ شعبان ۱۳۵۶ھ مطابق ۳ نومبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۲۲۴) ہاں یہ قسم ہو جاتی ہے اور اگر جھوٹ ہوئے تو کفارہ قسم ادا کرنا ہوگا یہ قسم آئندہ حق ہونے یا جھوٹ ہونے کے حق میں منعقدہ ہے، اور دوسری قسم جو سوال میں مذکور ہے وہ غموس ہے یمین غموس پر تعزیر و تنبیہ کی جاسکتی ہے، محمد کفایت اللہ کان اللہ نہ دہلی

ایک کام پر چند قسموں سے ایک ہی کفارہ کافی ہوگا۔

(سوال) ایک شخص کسی بارے میں قسم کھائے تو اس کو قسم مذکور کا کیا کفارہ دینا چاہیے اور ان بارے میں چند قسمیں کھائے تو اس کا کفارہ کیا ہے؟

(جواب ۲۲۵) ایک امر پر چند قسموں سے ایک ہی کفارہ کافی ہو جاتا ہے۔ وفي البعية كفارات الايمان اذا كثرت تداخلت ويحرج بالكفارة الواحدة عن عهدة الجميع (كذا في الشامي ص ۵۶) اور کفارہ غدا م و آواز اور نایدس مسکینوں کو پینے سے پہنچانا یا دس مسکینوں کو کھانا کھلانا ہے اور اگر ن تینوں چیزوں پر قدرت نہ ہو تو تین متواتر روزے رکھے کفارة اليمين عتق رقبة يجزئ فيها ما حرى في الطهار وان شاء كسا عشرة مساكين كل واحد ثوباً فما زاد وادناه ما يجوز (في الصلوة وان شاء اطعم عشرة مساكين كالا طعام في كفارة الطهار فان لم يقدر على حد الا شياء الثلاثة صام ثلاثة ايام متتابعات ، والله اعلم بالصواب محمد کفایت اللہ کان اللہ نہ

۱ و منعقد وهو ان يحلف على امر في نفسه لا بفعله و حكمها لزوم الكفارة عند لحن

عالمگیریہ الباب الاول في تفسيرها شرعاً و ركها و صفتها ۵۲/۲ ط ماجدیہ كونه

۲ غموس و هو يحلف على سب سى و بعه في المصى والحال ينعمد الكذب فيه فبذ اليمين يام فيها صاحباً و عنه الاستعفاء و لزوم دون الكفارة ، عالمگیریہ الباب الاول في تفسيرها شرعاً و ركها و صفتها ۵۲/۲ ط ماجدیہ كونه

۳ كتاب الايمان مطلب تعدد الكفار بتعدد اليمين ۷۱۴، ۳ ط سعید

۴ هداية فصل في الكفارة ۴۸۹، ۲ ط مكنه شركت علمیه ملتان

دوسرا باب منت ماننا

یہاں سے صحت پر مسجد کے نمازیوں کو کھانا کھلانے کی منت کا حکم
(سوال) ایک شخص قسمی زید نے مرض میں گرفتار ہونے کی وجہ سے نذر مانی کہ اگر شافی مطلق نہ مجھے
کامل صحت مرحمت فرمائی تو میں مقابل کی مسجد یا فلاں مسجد کے نمازیوں کو کھانا کھلاؤں گا اب وہ تسمی
منذورہ زید نے صحت پا کر یہ قبل صحت تمام نمازیوں میں تقسیم کرنے کا ارادہ کیا ہے سوال یہ ہے کہ امر و
اغنیاء جو نماز میں شامل ہوتے ہیں وہ اس نذر کی شیرینی کھا سکتے ہیں یا نہیں؟ بیوا تو جروا

(جواب ۲۲۶) فلاں مسجد کے تمام نمازیوں کو کھانا یا شیرینی کھانا اگر بطور ہبہ یا بابت مقصود تھا تو یہ
قربت مقصودہ نہیں ہے اور اگر بطور صدقہ مراد تھا تو چونکہ نمازیوں میں غنی اور محتاج دونوں شامل ہوتے
ہیں اور تصدق علی الغنی صحیح نہیں ہوتا ہذا یہ نذر صحیح چنانچہ لازم نہیں ہوتی اب اگر وہ کھانا یا شیرینی کھانے
تو تبرع ہو گا اور اس تبرع میں نیت تصدق نہ ہو تو اغنیاء اور فقراء کو کھانا جائز ہے۔ نذر التصدق علی
الاغنیاء لم یصح ما لم یبوا السبیل (درمختار) قلت و لعل وجه عدم الصحة فی الاول
عدم کونها قرۃ الخ (رد المحتار) ۱ ولو قال ان فعلت کذا فلله علی ان اصف جماعة
قرابتی فحنت لا یدرمہ شئی الخ (ہدیہ) ۲ کتبہ محمد کفایت اللہ غفر لہ

شیخ عبدالقادر جیلانی کے مزار پر چادر چڑھانے کی نذر کا حکم۔

(سوال) ایک شخص نے یہ نذر مانی کہ میں بغداد میں حضرات پیران پیر شیخ عبدالقادر جیلانی کے مزار
پر ایک غرف چڑھاؤں گا تو اس پر اس نذر کا ادا کرنا واجب ہے یا نہیں اور اگر یہ شخص اس غلاف پر جتنا روپیہ
نتا ہے اتنا روپیہ حضرات پیران پیر کی روح مبارک کو ثواب پہنچانے کی غرض سے کسی مصرف خیر میں
صرف کرے تو درست ہے یا نہیں؟ اور اگر وہ اس طرح کرے تو اس کی نذر ادا ہوگی یا نہیں؟

(جواب ۲۲۷) اگر اس نذر سے نذر کرنے والے کا صاحب قبر کی نذر کرنا اور اس کی طرف تقرب
مقصود تھا اور ظاہری ہے تو یہ نذر ہی معصیت و حرام ہے اور ایسی صورت میں نذر منعقد و صحیح نہیں ہوتی
اس نذر کا معصیت ہونا تو عبرت ذیل سے واضح ہے۔

وقد نص العلامة قاسم بن قطلوبغا فی شرح در البحار ان النذر الذی یقع من اکثر العوام
للاموات کان یقول یا سیدی ال رد عاتبی او شفی مریضی فلک من الذهب والفضة کذا

(۱) کتاب الایمان مطلب فی احکام النذر ۳ ۷۳۸ ط سعید

(۲) کتاب الایمان ومما یتصل بدلت مسائل النذر ۲ ۶۶ ط ماجدیہ کونہ

ومن الثیاب کذا او الطعام او الشمع والزیت کذا حرام و باطل لکونه بذر المخلوق و ما یؤخذ من الشمع والزیت والدرهم و نحوها الی الضرائح الاولیاء تقریباً الیهم حرام لا یحل اكله لا لغنی ولا لفقر ولا یحوز لخدام القور احده انتهى (عمدة الرعاية ۱) و مثله فی الدر المحتار (۲) اور نذر معصیت کا صحیح نہ ہونا بھی اسی عبارت مذکورہ سے واضح ہو گیا نیز عبارات ذیل بھی ملاحظہ ہوں۔

لا یلزمه الذر الا اذا كان طاعة و ليس بواجب و كان من جنسه واجب علی التعیس فلا یصح النذر بالمعاصی ولا بالواحبات الخ (الاشاء والطائر) ۲ اعلم الیهم صرحوا بان شرط لزوم الذر ثلاثة کون المذور ليس بمعصية و کونه من جنسه واجب الخ (بحر الرائق) ۱ ہاں اگر نذر کرنے والے کا مقصود صاحب قبر کی نذر کرنا نہ تھا اور ان کی جانب تقرب منظور نہ تھا بلکہ غلاف کو صدقہ کرنا اور مجاوروں کو اس کی قیمت یا اس کے کپڑے سے نفع پہنچانا مقصود تھا تو اس کی بھی دو صورتیں ہیں اول یہ کہ جن پر تصدق مقصود ہے وہ غنی ہوں اس صورت میں بھی نذر صحیح نہیں ہوئی کیونکہ تصدق علی الاغنیاء قربت مقصودہ نہیں نیز اس کی جنس سے کوئی دوسرا واجب شرعی بھی نہیں ہے۔ نذر التصدق علی الاعیاء لم یصح مالہم ینو ابناء السبیل (رد المحتار) ۵ دوسری صورت یہ کہ وہ محتاج ہوں تو اس صورت میں نذر تو صحیح ہو جائے گی لیکن صرف اس طور سے کہ بقدر قیمت غلاف صدقہ کر دیا جائے گا اور اس صورت میں فقیر کی تعیین ضروری نہیں ہے (۱) اور غلاف چڑھانا جائز نہیں ہے۔ کیونکہ فعل مندور اگر خود معصیت نہ ہو لیکن کوئی خارجی معصیت اسے عارض ہوتی ہو تو اس معصیت کا ترک لازم ہو جاتا ہے ولو نذر ذبح ولده یلزمه الشاة استحساناً (عالمگیری) ۷ قلت وجه لزوم الشاة ان الذر بالذبح قد صح والذبح قربة مقصودة و من حسنه واجب شرعی وهو الا ضحیة اما اضافة الذبح الی الولد فسلغة لکونها معصية وانما

(۱) باب موجب الافساد ۱/۲۵۵ ط سعید

(۲) کتاب الصوم فصل فی العوارض المبیحة لعدم الصوم ۲/۴۳۹ ط سعید

۳، الفکر الدینی کتاب الصوم ۲ ۷۱ ۷۲ ط اداره القراء والعلوم الاسلامیہ کراتشی

(۴) فصل و من یذر صوم یوم البحر ۲/۳۱۶ ط بیروت لبنان

(۵) کتاب الایمان مطلب فی احکام الذر ۳/۷۳۸ ط سعید

(۶) رجل قل مالی صدقة علی فقراء مكة ان فعلت کذا فحث و تصدق علی فقراء بلخ او بلد اخرى جار و یحرج

عن الذر (عالمگیری) و مما یصل بذلك مسائل الذر ۲/۶۵ ط ماجدیہ کوئٹہ

(۷) حوالہ بالا

لم تؤثر في ابطال الدر لكونها عارضة عن مفهوم المدور وهو الدبح ولما ظلت الاضافة الى الولد حكما بوجوب الشاة التي هي ادنى الذبائح (كفايت الله) ان اصل امر صورت مسوألہ میں مقصود نذر میں تقرب الی صاحب القبر ہو تو نذر صحیح نہیں اور اگر مقصود تقرب الی اللہ اور تصدق علی الجورین ہو تو یہ بھی صحیح نہیں کیونکہ مجبورین اکثر انبیاء ہوتے ہیں ہاں اگر تقرب الی اللہ مقصود ہو اور فقراء پر تصدق تو نذر صحیح ہے فی اور نذر واجب نہ ہے کہ وہ قیمت خلاف فقراء و مساکین و طبیب پر تقسیم کر دے۔ واللہ اعلم کتبہ محمد کفایت اللہ عنہ۔ مدرس مدرسہ امینیہ دہلی

يصح التضحية بالشاة المشتراة قبل ايام النحر بنية التضحية الواجبه

(سوال) ما قول العلماء رحمهم الله تعالى في هذه المسئلة رجل موسر اشترى شاة قبل ايام النحر قال عند شرائها ادبح هذه الشاة في ايام النحر للصحية التي اوجبها الله على عباده الموسرين ولم يقل لله على ان اضحى بها اي لا اوجبها على نفسه بل قال اضحى ما اوجب الله تعالى في هذه الصورة ان اضحى بها في ايام النحر تؤدي عنه الاضحية ام تصير نذراً فيذبح للاضحية شاة اخرى؟ ينو اتوجروا

(ترجمہ) کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک مسر آدمی نے ایام نحر سے قبل ایک بکری خریدی اور خریدتے وقت یہ کہا کہ اس بکری کو میں ایام نحر میں اس قربانی کے طور پر ذبح کروں گا جو اللہ نے اپنے مالدار بندوں پر واجب کی ہے اور یہ نہیں کہا کہ اس کا قربان کرنا مجھ پر واجب ہے یعنی اس کو اپنے اوپر واجب نہیں کیا بلکہ یہ کہا کہ وہ قربانی کروں گا جو اللہ نے واجب کی ہے تو اگر اس نے اس بکری کو ایام نحر میں ذبح کیا اس کی وجہ قربانی ادا ہو جائے گی؟ یا وہ بکری نذر ہو جائے گی؟ اور قربانی کی کیا عین کے لئے اس کو دوسری بکری خریدنی پڑے گی؟ بیوا تو جروا

(جواب ۲۲۸) لو ضحى بهذه الشاة المشتراة بنية التضحية الواحدة عليه تنادي بها فريضة الله و يصبر فارع الذمة ولا يحب عليه التضحية بشاة اخرى وذلك لانه لم يسو ولم يوجب على نفسه شاة مستداة لنصبر نذرا وانما عين الشاة المشتراة لاقامة الواجب السريعى الذى كان عليه قبل الشراء و بطل هذا الكلام لا بعقد النذر كرحل قال ان يرب من مرضى هذا ذبحت شاة فرى لا يلزمه شئ الا ان يقول ان برئت قبله على ان ادبح شاة (كذا فى الهندية ص ۷۱ ج ۲) ۱۱

و علم منه ان النذر لا يصح حتى ياتى النادر بصيغة الالتزام و الا يحاب عليه لله و هى غير موجودة فى صورة السؤال والله اعلم

کتاب محمد کفایۃ اللہ غفرلہ سہری مسجد مدرسہ امیہ دہلی ۹ محرم

۱۳۳۵ھ جری

(ترجمہ) اگر اس شخص نے اپنی وجہ قربانی کی دائیگی کی نیت سے اس خریدی ہوئی بکری کو قربان کیا تو اللہ تعالیٰ کا فیض اس سے ادا ہو جائے گا اور وہ شخص بری الذمہ ہو جائے گا اور دوسری بکری خرید کر قربانی کرنا اس پر واجب نہیں ہوگا کیونکہ اس نے پہلی بکری خریدتے وقت اپنے اوپر خود واجب کرنے یا بطور خود اپنی طرف سے قربانی کرنے کی نیت نہیں کی تھی اگر ایسا ہوتا تو وہ نذر بن جاتی اور اس خریدی ہوئی بکری کو اس نے واجب شرعی کی دائیگی کے لئے متعین کیا ہے جو خریدنے سے پہلے اس کے ذمہ تھا اور اس قسم کے کام سے نذر منعقد نہیں ہوتی جیسے کہ ایک شخص نے کہا کہ اگر میں اپنی اس بکری سے شفا یاب ہو جاؤں تو ایک بکری ذبح کروں گا پس اگر وہ شفا یاب ہو جائے تو اس پر ذبح کرنا ضروری نہیں ہاں اگر یہ ہے کہ اگر میں شفا یاب ہو جاؤں گا تو اللہ کے لئے ایک بکری قربان کروں گا تو وہ نذر ہوگی اور اس کی دائیگی ضروری ہوگی

معلوم ہوا کہ نذر صحیح نہیں ہوتی جب تک کہ اللہ کے لئے اپنے اوپر واجب اور لازم کرنے کے الفاظ نہ ہو جائیں اور اس قسم کے الفاظ صورت مسئلہ میں موجود نہیں ہیں۔

(رد الجواب) (از مولوی عبد الرحمن شکار پور۔ سندھ) در صورت مسئلہ بر غنی مذکور دو شاة لازم خواہ شد یکے بہ نذر و دیگر بہ ایجاب شرع چہ کہ نذر مختص بہ لفظ نذر علی یا علی نیست بلکہ اگر گوید ایں شاة را نذر خواہم نمود یا ایں را نذر خواہم نمود تا ہم نذر شد قول فی الکفایۃ ۱ تحت قول الماتن ان کان اوحب علی نفسه الخ ای شاة یعیہا بان فی ملکہ شاة فیقول اضحی بہذہ الخ

وقال فی رد المحتار ۲ تحت قول الماتن نادر لمعیۃ الخ فالمنذور بہ بان قال لدہ

علی ان اضحی شاة او بدۃ او ہذہ الشاة او البدۃ او قال جعلت ہذہ اصحیۃ انہی باقی ماند اگر در ایام نحر ایں صغیر ہا وقت شرع گوید در قصدش اخبار عن اواجب شرعی نیست تا ہم دو شاة واجب خواہد گردید۔ و اگر در قصدش اخبار عن اواجب بدین یک شاة لازم خواہد شد و اگر قبل از ایام نحر ایں صغیر گوید بہر حال بر دو شاة واجب خواہد گردید بر اہر است کہ در قصدش اخبار عن اواجب بدین۔

قال فی رد المحتار ۳ باب الاضحیۃ و اعلم انہ قال فی البدائع ولو نذر ان یضحی

شاة و ذلک فی ایام النحر و هو موسر فعلیہ ان یضحی شاتین عددا شاة بالدر و شاة بالبحر و لا یحایب الشرع ابتداء الا اذا عسی بہ الاخبار عن الواجب علیہ فلا یلزمہ الا واحدة ولو

(۱) کتاب الاضحیۃ ۸ ۴۳۲ ط مکتبہ رشیدیہ کونہ پاکستان

(۲) کتاب الاضحیۃ ۶ ۳۲۰ ط سعد

(۳) حوالہ بالا

قبل ایام النحر لزمه شاتان بلا خلاف لان الصیحة لا تحتمل الاخبار عن الواجب قبل الوقت
انتهی وقال فی موضع آخر و قدما ان الغی اذا قصد بالنذر الاخبار عن الواجب علیه
وكان فی ایام النحر لزمه واحدة والا فشاتان (۱) انتهى

پس ازین عبارت واضح گردید کہ صیغہ نذر مختص بہ اللہ علی یا علی نیست و در صورت مسو۔
بر غنی مذکور دو شاة لازم خواهد شد و انچه قبل النحر اخبار عن الواجب نمود قطعاً معتبر نیست پس انچه مؤلف
مشتاق احمد صاحب و مولوی کفایت اللہ صاحب قلمی نموده اند کہ قول مذکور نذر نیست۔ و نہ بر غنی مذکور
سوائے یک شاة مشترکہ لازم خواهد گردید در نظر فقیر از روایت فقہا معلوم نمی شود۔ مآ عرفت۔ واللہ اعلم
حرره الفقیر عبدالرحمن شکارپوری

(ترجمہ) صورت مسئلہ میں غنی مذکور پر دو بحریاں لازم ہو جائیں گی ایک نذر کی وجہ سے اور دوسری
واجب شرعی کی وجہ سے کیونکہ نذر میں اللہ کے لئے اپنے اوپر واجب و لازم کرنے کے الفاظ ضروری
نہیں ہیں بلکہ اگر اس نے کہا کہ اس بحری کی قربانی کروں گا یا اس کی قربانی کروں گا تو نذر منعقد ہو جانے کی
کافیہ میں ہے کہ اگر اس نے اپنے اوپر واجب کر لیا یعنی ایک جانور کو عینہ واجب کر لیا مثلاً ایک جانور پیٹ
ت اس کی ملک میں تھا اس نے اس کے متعلق کہا کہ میں اس کی قربانی کروں گا (تو وہ نذر ہو جائے گی) اور
رد المحتار میں قول ماتن مادر لمعیۃ ن تشریح میں کہا ہے کہ منذور بہ اس طرح ہو گا کہ اس نے کہا کہ
اللہ کے لئے مجھ کو ایک بحری یا اونٹ کرنا ہے یا یہ خاص بحری یا اونٹ کہ یہ کہ میں نے اس کو قربانی کے
لئے قرار دیا۔ انتہی

یعنی یہ بات کہ اگر ایام نحر میں وقت خرید اشفاظ مذکورہ ہے اور اس کی نیت اخبار عن الواجب
الشرعی کی نہ تھی تو بھی دو بحریاں واجب ہوں گی اور اگر بقصد اخبار عن الواجب ہے تو ایک بحری لازم
ہوگی اور اگر ایام نحر سے قبل اشفاظ مذکورہ ہے تو اس پر دونوں صورتوں میں دو بحریاں واجب ہوں گی خواہ
اس نے اخبار عن الواجب کی نیت کی ہو یا نہ کی ہو۔

رد المحتار باب النذیہ میں حوالہ بدائع منقول ہے کہ اگر اس نے ایام نحر میں منت مانی کہ ایک
بحری کی قربانی کروں گا تو اگر وہ مندرجہ ہے تو اس پر دو بحریوں کی قربانی واجب ہوگی ایک منت کی اور ایک
ایجاب شرعی کی لیکن اگر اس نے مراد اخبار عن الواجب تھی تو ایک ہی قربانی واجب ہوگی اور اگر ایام نحر سے
قبل نذر مانی تو بالافتقار اس پر دو ہی قربانیاں واجب ہوں گی کیونکہ الفاظ میں قبل از وقت اخبار عن
الواجب کا احتمال نہیں ہے انتہی و دوسری جگہ لکھا ہے کہ ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں کہ اگر نذر سے مراد اخبار
عن الواجب ہو اور زمانہ قربانی کا ہو تو اس پر ایک بحری لازم ہوگی ورنہ دو بحریاں۔ انتہی

پس اس عبارت سے واضح ہو گیا کہ نذر کا صیغہ للہ علی یا علی سے ساتھ مخصوص نہیں ہے اور صورت مسئلہ میں غنی مذکور پر دو بکریاں لازم ہوں گی اور ایام نحر سے قبل اخبار من الواجب قطعاً غیر معتبر ہے۔

پس جو کچھ مولانا مشتاق احمد صاب اور مولانا کفایت اللہ صاحب نے تحریر فرمایا ہے کہ قول مذکور نذر نہیں ہے اور غنی مذکور پر ایک ہی جانور کی قربانی واجب ہوگی فقیر کے خیال میں روایت فقہیہ کے مطابق نہیں ہے۔ کما عرفت۔ واللہ اعلم

(نوٹ) اس کا جواب الجواب معلوم نہیں کہ حضرت مفتی اعظمؒ نے کہا تھا یا نہیں؟ مجھے دستیاب نہیں ہوا۔ (واصف عقی عنہ)

مسجد بنانے کی منت واجب الاداء نہیں۔

(سوال) زید نے حالت بیماری میں یہ منت مانی کہ بعد صحت تین کام انشاء اللہ کروں گا اول یہ کہ بڑی عتقد جہاں تک ممکن ہو گا جلد کروں گا دوسرے یہ کہ جائیداد کل وقف علی الودائع کروں گا سوم یہ کہ مسجد کی تعمیر تنہذات خود کروں گا اب وہ مسجد تعمیر کر رہا ہے اور روپیہ بھی کافی ہے لیکن شان تعمیر میں بخرنے سے کہ ایک سو روپے واسطے تعمیر مسجد ہمارا بھی جمع کیا جائے۔ علاوہ ازیں ایک سو روپیہ اور بھی دیں گے ایسی صورت میں بخر کار روپیہ شامل تعمیر مسجد کرنا جائز ہے یا نہیں جب کہ منت والے کے پاس روپیہ بھی کافی ہے اور تنہا تعمیر کی منت بھی ہے؟

المستفتی نمبر ۶۷۱ احبابی مبداء من جو نابلا سپور۔ ۱۶ رمضان ۱۳۵۲ھ مطابق ۳ جنوری ۱۹۳۳ء (جواب ۲۲۹) مسجد بنانے کی منت واجب الاداء نہیں ہوتی اس لئے زید کو جو زب کہ اپنے خالص مال سے مسجد بنانے کا دوسرا نو بھی شریک کرنے اگر وہ چاہے کہ اپنی منت کو اسی صورت سے پورا کرے جس صورت سے اس نے مانی ہے تو یہ بھی کر سکتا ہے کہ مسجد کی عمرت اپنے روپے سے بنائے اور بخر کے سو دو سو روپے پیراس کی تکمیل یعنی اسے کاری وغیرہ میں صرف کر دے، واللہ اعلم محمد کفایت اللہ کان اللہ لمدرسہ امینیہ دہلی

نذر کی قربانی میں عید قربانی کے جانور کی شرائط کا ہونا ضروری ہے۔

(سوال) کسی شخص نے منت مانی کہ اگر فلاں کام ہو گیا تو قربانی کروں گا اس قربانی اور عید کی قربانی میں کیا فرق ہے؟

المستفتی نمبر ۱۰۴۱ امودی عبدالقدوس امام (ترجمان دروازہ دہلی) ۱۶ ربیع ثانی ۱۳۵۵ھ مطابق ۷ جنوری ۱۹۳۶ء۔

(جواب ۲۳۰) قربانی کے جانور کی صفات اور اس نذر سے واجب ہونے والے جانور کی صفات یکساں ہونی ضروری ہیں اور اگر اس نے عید ضحیٰ کے زمانہ میں ذبح کرنے کی نیت کی ہو تو ۱۰/۱۱/۱۲ ذی الحجہ کے اندر ہی ذبح کرنا لازم ہوگا (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

حج کرانے کی نذر واجب الاداء نہیں۔

(سوال) زید نے یہ منت مانی کہ اگر میری فداں کام ہو گیا تو میں کسی کو حج کراؤں گا زید کا کام ہو گیا زید اگر اتنا روپیہ جتنا کہ حج میں خرچ ہوتا ہو کسی سے شریف نادار کثیر الادوا کو کام کاج کے لئے دے دے جس کی حالت ناگفت بہ ہو فقوں پر نوبت ہو یہ شخص کو روپیہ دینے سے زید کی منت ادا ہو جائے گی یا نہیں؟
المستفتی نمبر ۱۰۹۸ محمد نذیر صاحب (دہلی) ۱۴ جمادی الاول ۱۳۵۵ھ مطابق ۳ اگست ۱۹۳۶ء

(جواب ۲۳۱) یہ منت اس طرح لازم ہو جاتی کہ میں خود حج کروں گا لیکن کسی کو حج کراؤں گا اس طریق پر لازم نہیں ہونی اور اس لئے جائز ہے کہ زید بجائے حج کرنے کے یہ روپیہ کسی نادار تنگ دست شخص کی امداد میں دیدے۔ (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

حج کرانے کی نذر کی رقم محتاج کو دینا جائز ہے

(سوال) میری والدہ ماجدہ صاحبہ بیمار ہوئی تھیں میں نے خدا تعالیٰ سے یہ منت مانی تھی اگر یہ تندرست ہو جائیں گی تو میں ایک شخص کو حج کراؤں گا جس نے حج نہ کیا ہو اللہ پاک نے میری دعا قبول فرمائی اور میری والدہ ماجدہ صاحبہ کو تندرستی عطا کی اب میں نے ایک شخص کو تجویز کر کے یہاں سے دہلی لے کر انہوں نے یہ جواب لکھا ہے کہ ایک سے شخص کثیر الادوا ہیں وجہ افسوس کے فقوں تک نوبت رہتی ہے لہذا بچانے میرے حج کرانے کے انکو روپیہ دے دیجئے تاکہ اس رقم سے یہ چھ کام کاج کر میں اپنی اور اپنے بچوں کی پرورش کر سکیں مگر میری دلی تمنا یہ ہے کہ میں حج کراؤں شرعی حیثیت سے مجھے کیا کرنا چاہیے؟

المستفتی نمبر ۱۱۲۸ سلطان احمد صاحب (کلکتہ) ۲۶ جمادی الاول ۱۳۵۵ھ مطابق ۵ اگست ۱۹۳۶ء

۱۔ ووفال لہ علی ان دبح حرور و تصدق بحدہ فدیح مکہ سبع شدہ حر و وحہ لا یحقی لہ المحدث
فہ لمحقق فی لشمیہ (قولہ (وحدہ لا یحقی) و هو ب سبع تقوم مقدمہ فی الصحایا والہدایا کتاب لایس
مطلب فی احکام الدر ۳ ۷۴۰ ط سعید)

۲۔ و یوم یوم لہدر ف لیس من حدہ فو ص کعدہ مریض و سبع حار و ودحوں مسجد النور و سرحد کتاب
لایس ۳ ۷۳۶ ط سعید

(جواب ۲۳۲) اس منت کو آپ اس کی اصلی صورت میں بھی پورا کر سکتے ہیں یعنی کسی کو حج براویں اور دوسری صورت اختیار کرنا یعنی کسی حاجت مند کو اس قدر رقم دیدینا جس قدر حج کرانے میں خرچ ہوئی تو یہ بھی جائز ہے جو صورت آپ پسند کریں اس کی شرعی اجازت ہے اور بہتر دوسری صورت ہے محمد کفایت اللہ کان اللہ دہلی

نذر کی قربانی میں قربانی اور حقیقہ کے جانور کا لحاظ رکھنا ضروری ہے! (سوال) قربانی اور حقیقہ کی طرح نذر کے جانوروں میں عمر وغیرہ کی قیود و شروط ہیں یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۱۸۷ پروفیسر محمد طہ صاحب ایم اے۔ (ضلع میمن سکنہ) ۲۷ جمادی ثانی ۱۳۵۵ھ مطابق ۱۵ ستمبر ۱۹۳۶ء

(جواب ۲۳۳) ہاں نذر کے جانور کے لئے بھی وہی شروط ہیں اور وہی عمر معتبر ہے جو قربانی کے جانور کے لئے ہے۔ یہ کہ نذر کسی خاص شخص جانور کے متعلق ہو تو پھر شرط کا اعتبار نہ ہوگا۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ دہلی

(۱) بکری سے پانچ فیصد مسجد کو دینے کی نذر واجب الادا ہے۔
(۲) پانچ سو روپے ہونے پر ہر روز دو پیسے مسجد کو دینے کی نذر واجب الادا ہے۔
(سوال) (۱) اگر کسی دوکاندار نے اپنی بکری پر ۵ سیکڑا مسجد میں دینا کر لیا اور اس نے پتہ دیکر پھر نہ دیا تو کیا ہوگا؟ (۲) اگر کسی شخص نے اپنے دل میں سوچ لیا کہ اگر مجھ پر پانچ سو روپے ہو جائیں گے تو مسجد میں دو پیسے روز دیا کروں گا اگر اس پر پانچ سو روپے ہو جائیں اور وہ دو پیسے روز مسجد میں نہ دے اور وہ ایک سال میں زکوٰۃ دے تو کیا ہوگا۔ المستفتی نمبر ۱۲۹۸ غشی عظمت اندخال صاحب ضلع بکھر۔ ۱۴ یقعدہ ۱۳۵۵ھ مطابق ۱۸ جنوری ۱۹۳۷ء

(جواب ۲۳۴) (۱) اگر مسجد میں دینے کا ارادہ کیا تھا اور پھر نہ دیا تو مضائقہ نہیں لیکن اگر بطور نذر کے اپنے اوپر دینا لازم کر لیا تھا تو ادائے نذر واجب ہے۔ (۲) یہ تو نذر ہوئی جب پانچ سو روپے ہو جائیں گے تو ہر

(۱) حوالہ بالا (صفحہ گزشتہ)

۲. ولو قال لند علی ن ادیح حرور وانصدق بحمہ فدیح مکنہ سبع سادہ حر ووحہ لا یحقى الدر سحر
فان لمحقق فی شامیہ فوند ووحہ لا یحقى. وهو ن السبع بقوم مقامہ فی اصحاب والہدایا. کتاب لا یسد
مطلب فی احکام النذر ۳/۷۴ ط سعید

۳. وکذا لو قال لا ہدیہ ہذہ الشاہ والمسلۃ بحالہا یدرمہ (عالمگیریہ) وما یصل بدلت مسال الدر ۲ ۶۵ ط
محدیدہ کوئٹہ (۴) ومن بدر بدر مطلب او معیت بشرط وکان من حمہ واجب ای فرض ووحہ الشرط السعیہ
بدر الدر لحدید من بدر و سبی فعلیہ التواء ساسی کصور و صیوۃ و صدقہ السویر و شرحہ کتاب الایمان
۳ ۷۳۵ ط سعید

روز اس وقت تک دینا ہوں گے جب تک پانچ سو روپے رہیں اور جب پانچ سو روپے سے کم ہو جائیں تو پھر دینا لازم نہ ہوگا (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

کام پورا ہونے پر ہر جمعہ کے روز روزہ کی نذر ماننے والے روزہ اور
فدیہ دینے سے عاجز ہو تو کیا حکم ہے؟

(سوال) ایک شخص نے منت مانی کہ اگر میرا فلاں کام پورا ہو جائے گا تو میں اپنی تمام زندگی کے اندر ہر جمعہ کا روزہ رکھا کروں گا مگر بعض مجبوریوں ایسی ہیں جن کی وجہ سے اس کو پورا نہیں کر سکتا اس کی مالی حالت بھی بہت کمزور ہے کوئی معقول کفارہ بھی دانا نہیں کر سکتا۔ المستفتی نمبر ۱۴۶۹ امت زجہاں نیگم فیچر مسلم گریس اسکول۔ کر۔۔ بمبئی ۲۶ ربیع الاول ۱۳۵۶ھ مطابق ۶ جون ۱۹۳۷ء

(جواب ۲۳۵) اگر نذر کی شرط پوری ہو گئی یعنی وہ کام پورا ہو گیا تھا تو وفائے نذر اس کے ذمہ لازم ہے ۱۲ روزہ رکھے یا بصورت مجبوری روزے کا فدیہ ادا کرے (۳) ہر جمعہ کا روزہ رکھنا لازم ہوا ہے جس جمعہ کو روزہ نہ رکھ سکتا ہو اس کا فدیہ پونے دو سیر گیہوں صدقہ کر دینا ہے اگر مہینے کے چار جمعے ہوں تو سات یہ گیہوں مہینہ بھر کا فدیہ ہوا اور نہ روزے پر قدر ہو اور نہ فدیہ دینے کی قدرت ہو تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کرے کہ وہ اس کی کوتاہی کو اپنی رحمت سے معاف کر دے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

مسجد میں چراغ جلانے اور کھانا رکھنے کی نذر لازم نہیں۔

(از اجمعیت سہ روزہ دہلی مورخہ ۶ ستمبر ۱۹۲۷ء)

(سوال) اکثر لوگ یہ منت مانتے ہیں کہ اگر کوئی مراد پوری ہو جائے تو ہم مسجد میں چراغ جلا میں گے اور کچھ پکا کر مسجد کے اندر چابی رکھ دیں گے اور ایسا کر کے چلے جاتے ہیں صبح کو جو نمازی آتے ہیں وہ انھیں کرکھا لیتے ہیں آیا ایسا کرنا جائز ہے یا نہیں؟

(جواب ۲۳۶) یہ نذر کہ ہمارا فلاں کام ہو گیا تو مسجد میں چراغ جلائیں گے یا مسجد میں کھانا رکھ آئیں گے منعقد نہیں ہوتی اور نہ اس کا پورا کرنا لازم ہے اگر کوئی شخص اس کو پورا کرنا چاہے اور مسجد کی معمولی روشنی کے لئے تیل یا روپیہ دیدے اور اسی طرح مسجد میں کھانا دے آئے تو جائز ہے (۴) محمد کفایت اللہ غفر لہ۔

(۱) حوالہ بالا (صفحہ گزشتہ)

(۲) (حوالہ بالا صفحہ گزشتہ)

(۳) (ولو اجر انقص حتی صار شحاً فب او کان النذر لصیام الا بدفعہ للذلت او باشتعانه بالمعیشہ فله ان یطعم و یطعم لکل یوم مسکیناً علی ما تقدم و ان لم یقدر علی ذلك لعسرتہ یستعفف اللہ انہ هو العفو الرحیم عالمگیر)

الباب السادس فی النذر ۲۰۹/۱ ط ماجدیہ کوئٹہ

(۴) ولم یبرم المادر ما لیس من حسہ و احب ای فرص لتوبہ و شوحہ کتاب الایمان ۷۳۶/۳ ط سعید

کعیادۃ مریض و تشیع حارۃ و دخول مسجد

نذر کا بکرہ حقیقہ یا واجب قربانی میں ذبح کرنا جائز نہیں
(از اخبار سہ روزہ الجمعیتہ دہلی مورخہ ۱۳ مارچ ۱۹۳۷ء)

(سوال) زید نے ایک بکرہ اللہ واسطے کا چھوڑ رکھا ہے بعد ازاں زید کے ایک لڑکا پیدا ہوا اب زید اس بکرے کو اپنے بڑے کے حقیقہ میں کر سکتا ہے یا نہیں؟ یا قربانی کے دنوں میں اس بکرے کی قربانی کر سکتا ہے یا نہیں؟

(جواب ۲۳۷) یہ بکرہ تو مستقل طور پر نذر کا ہو گیا اس کو حقیقہ میں یا اپنی واجب قربانی میں ذبح کرنا جائز نہیں بلکہ اس کو اپنی نیت کے موافق قربان کرنا چاہیے، فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

عزیز کی سلامتی واپسی پر جانور کی نذر مانی تو نذر پوری کرنا ضروری ہے۔
(الجمعیتہ مورخہ ۱۳ جنوری ۱۹۳۷ء)

(سوال) کسی عزیز کی سلامتی واپسی پر کسی جانور کو جو پانچ روپے کا ہو دینے کی نیت کر کے عزیز کی واپسی پر جانے جانور کے ان روپیوں کی دیگر اشیاء مثلاً ایک نمازی عورت کے سنے چادر یا یتیم بچوں کے لئے کپڑے خرید کر دینا جائز ہے یا نہیں؟

(جواب ۲۳۸) دینے سے اس عزیز کو دینا مراد ہے تو جو چاہے دے سکتے ہیں اور اگر جانور کا قربان کرنا مراد ہے تو یہ نذر ہو گئی اور نذر تو اسی طرح ادا کرنا چاہیے جس طرح مانی تھی، محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ

بکرہ ذبح کرنے کی نذر کے بعد بھیڑ ذبح کر دے تو نذر پوری ہو جائے گی

(سوال) ایک شخص نے نذر کی کہ اگر میں تندرست ہو جاؤں تو اللہ کے واسطے ایک بکرہ ذبح کر کے خیرات کرنا میرے ذمہ، زم ہے یہ شخص اگر تندرست ہونے کے بعد بکرے کے بھیڑ قربان کر دے تو نذر پوری ہو جائے گی یا نہیں؟

(جواب ۲۳۹) یہ تبدیلی جائز ہے کیونکہ قربانی اور نذر کا حکم ایک ہے۔ ولو قال لله علی ان

ادبح جزورا واتصدق بلحمہ فذبح مکانہ سبع شیاہ جاز (درمختار ص ۷۶ ح ۱) ۲

محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

۱) ومن بدر ان يصحى شاه ودلت في اداء الحرة وهو موثر فعليه ان يصحى بشانين عبدنا شاه بالدر وشاة ببحاب شرع ابتداء لا اذا عسى به الاحبار عن الحواب غيبه فلا يلزمه الا واحدة ولو قل ان يوم الحرة لزمه شاة بلا خلاف رد المحتار كتاب الاصححة ۶/۳۲۰ ط سعید

۲) ومن بدر بدر مطلقاً او معلقاً بشرط وكذا من حسبه واحب ان يرضى وروحد الشرط المعلق به لزم الدر لحديث من بدر وسمى فعليه الوفاء بما سمي كصوم وصلوة وحديقة سوبر لا يصرح الدر المحتار مع رد المحتار

مطلب في احكام النذر ۲/۷۳۵ ط سعید

(۳) كتاب الايمان مطلب في احكام النذر ۳/۷۴۰ ط سعید

كتاب القضاء والافتاء

پہلے باب

ثالث بنانا

فریقین کی رضا مندی سے بنایا گیا ثالث کا فیصلہ صحیح اور معتبر ہے

(سوال) شہ سائر مند ری نہ کار قیصہ ہند (انگریزی) میں ایک پنچیت کے مجمع میں یہ پنج وے برادری کے جھڑوں زنا وغیرہ کے معاملات میں ڈنڈ یعنی جرمانہ وغیرہ کر دیتے ہیں ورنہ موجودی قاضی شہ (قاضی شہ یہ ایک ایسا شخص ہے جس کو کہ شہ کے مسلمانوں نے اپنی رضا مندی سے بعد وفات اس کے والد کے معاملات نکاح خوانی، طلاق وغیرہ کے واسطے پگڑی باندھ کر قاضی مقرر کر دیا ہے اور نماز میں بھی اس کے پیچھے ہمت مل اسلاماء کرتی ہے) زید نے اپنی عورت مساکہ ہندہ منوں پر انرا زمانہ عمر کے ساتھ لکایا اور چار مرتبہ روبرو حاضرین مجلس قسم کھا کر گواہی دی کہ میں نے اس کو عمر کے ساتھ زنا کراتے دیکھا اور پانچویں مرتبہ کہا کہ عنت خدا کی مجھ پر ہو اگر ہندہ کچی ہو اور ہندہ بھی اس پنچیت میں موجود تھی پھر ہندہ نے اسی طرح چار مرتبہ قسم کھا کر یہ کہا کہ خوند میرا زنا کی تہمت لگانے میں بھونکا ہے ورنہ عنت خدا کی ہو مجھ پر اگر وہ سچا ہو ورنہ عنت پر معصوم ہوا کہ اس عورت پر بھی تہمت زنا کی نہیں لگائی گئی (یہ پنچیت تاریخ وقوع کے چارپانچ روز بعد منع کی گئی تھی اور زید نے ہندہ کو اپنے مکان سے وقت شب نکال دیا تھا اور اس وقت سے اب تک ہندہ اور زید میں طلاق نہیں ہوئی ہے) اس وقت قاضی مذکور نے صدر نے مشورہ پنچان موجودہ باہم زید و ہندہ کے مجمع پنچیت میں تفریق کرادی اب قبل استفسار یہ مرتبہ کہ کیا حالت مندرجہ بالا میں جو تفریق کہ قاضی مذکور نے مشورہ پنچان کرادی ہے وہ عسرداری انگریزی میں جہاں کوئی شرعی حکم نہیں ہے جائز قرار دی جائے یا ناجائز؟ اور قاضی مذکور نے یہ تفریق جو مجمع پنچیت میں کی اس قاضی کے حکم کے مطابق جس کا کتب فقہ میں مذکور ہے بھی جائز یا نہیں؟ اور اس کارروائی سے جو زید و ہندہ کے باہم ہوئی اور زید نے ہندہ کو اپنے مکان سے وقوع کے بعد نکال دیا ہے کیا باہم زید و ہندہ کے حلق ہو گئی یا نہیں اور اب ہندہ کا نکاح زید کے ساتھ کسی طریقے سے ہو سکتا ہے یا نہیں؟ جو نکاح کہ ہندہ کا زید کے ساتھ ہوا کیا اس کارروائی سے فسخ ہو گیا؟

معاملات فسخ نکاح کے متعلق جناب مولانا مولوی ابوالکلام آزاد مدظلہ نے اخبار صداقت مورخہ عیم اکتوبر ۱۹۱۶ء پر یہ عبارت درج فرمائی ہے (اولاً تو جو عدالتیں آج موجود ہیں شرعاً ان کو قاضی و حاکم قرار نہیں دیا جاسکتا اور احکام شرعیہ میں جہاں نہیں قاضی یا حاکم کا لفظ آتا ہے اس سے موجودہ عدالتیں مقصود نہیں ہو سکتیں پس محاکمات موجودہ ہندوستان میں سوائے ان کے چارہ نہیں ہے کہ مسلمان اپنے شرعی مقدمات کے لیے یا عدا کی طرف رجوع کریں یا پنچیتی طریقے سے کام لیں) اور جناب مولانا مولوی عبدالرؤف صاحب نے اخبار مذکور صدر تاریخ ۲۰ اکتوبر ۱۹۱۶ء میں مولانا مدوخی کی

صریحے پر تائید فرمائی ہے (بین امر مسلمان ایک جماعتی و شش اس امر کی رائے کہ ایک قاضی اپنی یہاں مقرر کر میں تو با اتفاق فقہاء یہ صورت جائز ہوں اور دوسرے ایسے ممالک میں جہاں مسلمان عیسائی سلطنتوں کے ماتحت آباد ہیں یہی صورت کی گئی ہے) تو کیا ان عبارات کا فائدہ دیگر ایسے ہی امور شرعی میں قاضی مذکور اسد اور پنچن سے بیا جاسکتا ہے یہ نہیں؟ اور اگر ن طریقوں سے مسلمان تفریق رائیں تو کیا وہ تفریق جائز متصور ہوگی یا نہیں؟ بوب بصواب سے سر فراز فرمائیں خدام محمد عبداللہ امام بر مکان قاضی محمد عبدالعزیز قاضی شہر ساگر۔ مورخہ ۱۲ اکتوبر ۱۹۱۷ء

(جواب ۲۴۰) یہ قاضی جو ہندوستان کے اکثر شہروں میں نکاح یا عیدین کی نماز پر ہاتھ ہیں شرعاً وہ قاضی نہیں ہیں جو احکام اور قضاء اختیار کرتے ہیں اس لئے ان کا کوئی فیصلہ قضاء نہیں ہوگا۔ اور جن مسائل میں قضائی ضرورت ہے ان میں ان کا حکم کافی نہ ہوگا بعد اور عیدین اور ان قسم کے مسائل دینیہ میں تو مسلمان جسے قاضی بنالیں وہ قاضی ہو سکتا ہے اور اس کا فیصلہ معتبر ہے کیونکہ حکومت موجودہ نے مذہبی معاملات میں آزادی دے رکھی ہے۔ اور خود چھ دست اندازی نہیں کرتی عیدین انہیں خصوصیات کی حد اٹھیں خود اپنے قبضہ اختیار میں رکھی ہیں اس لئے رعایا کا فیصلہ خصوصیات کے لئے کی قاضی بنانا اس وقت تک معتبر نہ ہوگا جب تک حکومت سے انہیں یہ اختیار حاصل نہ ہو جائے۔

مگر صورت مسو۔ میں جب کہ زید و عابدہ نے اپنا فیصلہ کسی شخص کے سپرد کر دیا اور اس شخص کی تفریق پر فریقین راضی ہوئے تو وہ شخص حکم ہوگا اور اس کی تفریق صحیح اور معتبر ہوں۔
محمد کفایت اللہ کان اللہ

ثالث بنانے کے اقرار نامہ پر دستخط کے بعد ثالث کا فیصلہ معتبر ہے

(سوال) زید و عابدہ زن و شوہر ہیں دونوں میں ناپاکی ہوئی اپنے زان و رجوع ثانی یا ثالث نے گواہان طلاق کے بیان قلم بند کر کے عقد طلاق و ثبات قرار دیا و فتنہ کا فیصلہ کر دیا۔ ثالث نے منجانب عابدہ عدالت میں بدیں مضمون پیش ہو کہ ”زید نے طلاق مغلطہ دیا تھا۔ فریقین نے بدیں قرار نامہ جات اپنے نزاعات طلاق کو رجوع ثانی یا ثالث نے فتنہ کا فیصلہ کر دیا ہذا فیصلہ ثالث عدالت قرار دیا جائے“ زید نے عابدہ کو طلاق دینے میں ثالث کو طلاق کے تصفیہ کا اختیار تفویض کرنے سے انکار کیا فیصلہ ثالث پر زید کے لئے نہیں ہے صرف اقرار نامہ پر۔ ثالث ہیں و راقہ نامہ پر بھی اقرار نامہ

(۱) ولو فقد ول لعلیہ کفار و حب علی المسلمین تعین وان و امام جمعۃ الدار المحار کتاب القضاء مطلب

فی حکم بولیۃ القضاء فی بلاد یعلب علیہا الکفار ۵۳۶۹ ط سعید

۲ حکم سبب سبب و فرد و بکون و رجب حکمہ صحیح لو فی عمر حد و فرد و دہ علی عطلہ سورہ الاستسار و

شرحہ الدار المحار مع رد المحار باب للحکم ۵۴۲۸ ۴۲۹ ط سعید

نے بالجبر دستخط کروالینے کی نسبت ایک فوجداری کارروائی بھی کی تھی چونکہ یہ ایک شرعی معاملہ ہے جو
 شایعہ کے تحت آگیا ہے عدالت نے مقدمہ ہذا میں بعد سماعت بحث یہ نتیجہ برسرے تصفیہ قیام میں ہے با
 قرار نامہ جات بنائے نالاش مورخہ ۱۲/۲/۳۱۲۲ مبین فریقین شرعیہ جازہ قابل نفاذ ہے اور یہ
 ثابت امر شرعی طلاق کے تصفیہ کی مجاز ہو سکتی ہے، تو جردا المستغنی نمبر ۳۱۲ محمد امیر (مدیر آباد کن)
 ۲۴/۴/۱۹۳۴ء مطابق ۱۵/۵/۱۳۵۳ھ مطابق ۱۵ جون ۱۹۳۴ء۔

حواہ (۲۴۱) اگر اقرار نامہ میں اس امر کی تصدیق ہو کہ ثالث کو طلاق کا فیصلہ کرنے کا حق نہیں
 ہے تو ثالث کا فیصلہ دوبارہ طلاق نہیں ہوگا اور اگر یہ تصدیق نہیں اور بھگت سنگھ کی تصدیق دینے سے یہ
 میں اختلاف تھا اور یہ مقدمہ ثالث کے سپرد کیا تھا تو اس کا فیصلہ باقاعدہ ہے (۱) فقط محمد کائنات مدد خان
 اللہ، دہلی۔

ثالث بنانے کے اقرار نامہ پر دستخط کے بعد ثالث کا فیصلہ معتبر ہے
 سوال (۱) اقرار نامہ جات منسلک شدہ بدینہ پر ثالث نے گواہان طلاق کے بیانات قلمبند کر کے
 طلاق ثابت قرار دیا اور افتاق کا فیصلہ کر دیا یہ فیصلہ ثالثی عدالت میں بدینہ مضمون منجانب انسپشن ہو
 فریقین نے باداخل اقرار نامہ جات اپنے تنازعہ طلاق و رجوع ثابت کیا ثالث نے افتاق کا فیصلہ
 کر دیا لہذا فیصلہ ثالثی عدالتی قرار دیا جائے عدالت نے حسب ذیل نتیجہ برسرے مقدمہ بعد سماعت قیام
 میں۔

آیا اقرار نامہ جات بنائے نالاش مورخہ ۲۶/۱۲/۱۳۵۳ مبین فریقین شرعیہ
 جازہ قابل نفاذ ہے اور ثابت امر فیصلہ طلاق کی مجاز ہو سکتی ہے واضح ہو کہ یہ دو اقرار نامہ جات پر
 فریقین کے دستخط ہیں اور فیصلہ ثالثی پر مدعا علیہ محمد امیر کے دستخط نہیں ہیں۔ المستغنی نمبر ۳۴۸
 محمد امیر (مدیر آباد کن) ۱۱/۴/۱۳۵۳ھ مطابق ۲۴ جون ۱۹۳۴ء۔

حواہ (۲۴۲) اقرار نامہ جات منسلک کے دیکھنے سے معلوم ہوا کہ اس میں باقیہ تمام باتوں کو طلاق
 مہ جینہ و خراجات زچگی کے متعلق تصفیہ کرنے کا فریقین نے اختیار دیا ہے اس لئے ثالثوں کو حق تھا کہ
 وہ طلاق کے متعلق فیصلہ کریں ورنہ ان کا فیصلہ متعلق طلاق ان کے حدود اختیارات کے اندر ہے اور
 فیصلہ ثالثی پر فریقین یا ان میں سے ایک فریق کے دستخط نہ ہوں تو کچھ حرج نہیں اقرار ناموں پر دونوں

(۱) وصح احبارہ باقرار احد الخصمین و بعد الہ الشاہد حال ولایہ ای قضاء تحکیمہ (تویر الابصار و شرح الدر
 سحار و سحار فی الشہدہ فولد و صح لاحبار الح ی ادیان لاحدہما اقررت عدی وامت عدی یہ
 حسب یہا فعدلوہ عدی والرمب سلك و حکمت لہذا و ذکر المفصی علیہ لاینتفت لی بکارہ و باب سحکم
 ۴۳۱ ط سعید)

(۲) و حکم برہمہ ہم سماء سلاطہ بقید صحتہ لہ حکیم فی کل لمحنتہد س سیر لابصار و شرح بدر
 لمختار مع رد المختار باب التحکیم ۴۲۹ ط سعید)

فقیہوں نے دستخط کئے ہیں، ثابت ہوئے کہ وہ کافی ہیں، اقرار ناموں کی نقول پر میں نے سہن
روشنائی سے دستخط کر دیئے ہیں) محمد کفایت اللہ کا نالہ

(۱) عورت تین طلاق کی مدعیہ ہے شوہر دو کا تو کیا حکم ہے؟

(۲) دی ہوئی طلاقوں کی تعداد میں شوہر شک ظہر کرے تو کیا حکم ہے؟

(۳) عورت تین طلاق کی مدعیہ ہے اور شوہر منکر تو کیا حکم ہے؟

(۴) ثالث مقدمہ کا فیصدہ کر سکتا ہے

(۵) ثالث شرعی مسئلہ سے ناواقف ہو تو علم سے مسئلہ معلوم کر کے اس کے موافق فیصدہ
کرنا ضروری ہے۔

(سوال) (۱) عورت دعویٰ کرتی ہے کہ میرے شوہر نے میرے سامنے تین طلاق دی ہیں اور
شوہر کہتا ہے کہ میں نے یہ کڑ نہیں دیا بلکہ صرف دو طلاق گوہ کی کے پاس نہیں تو اس صورت میں
کس کا قول معتبر ہوگا نیز شوہر رجعت کر سکتا ہے یا نہیں؟

(۲) اگر کوئی دوسری صورت ایسی ہی پیش آئے جس میں شوہر شک و تردید ظہر کرتا ہو تو کیا حکم ہوگا؟

(۳) اگر کوئی عورت اپنے شوہر کو تین طلاق دیتے ہوئے سنے اور شوہر منکر ہو تو اس عورت کو شوہر سے
پاک رہنا جائز ہے یا نہیں؟

(۴) فی زمانہ ہندوستان میں شرعی قاضی نہیں بھی موجود نہیں تو رفع نزاع کے شرعی فیصدہ کی یہ
صورت ہوگی؟ فریقین کی و حکم مقرر کرے یا چاہے اس سے بر فیصدہ حاصل کریں تو معتبر ہوگا یا نہیں؟

(۵) اگر شیخ حکم مسئلہ شرعی سے ناواقف ہوں تو وہاں کا مفتی یا ورنہ کوئی شخص قضا کا حکم بتا سکتا ہے یا نہیں؟

پہاؤ جہاں المستفتی نمبر ۳۸۳ عبد لطیف قاسمی (ضلع اعظم ٹرہہ) ۲ ہمدی ۱۳۵۳ھ

م ۱۴ اگست ۱۹۳۴ء

(جواب ۲۴۳) اگر زوج تین طلاق کی مدعی اور شوہر تین کا منکر اور وہاں کا مقرب ہے تو اس صورت میں
حکم دیانت (ہندو) یہ ہے کہ واقع میں تین طلاق دی ہیں تو طلاق منقطع ہوئی اور وہاں ہیں تو حق
رجعت ہے میں ارفیقین حکم دیانت پر قانع اور مطمئن ہوں تو حکم قضایہ ہے کہ یا تو عورت تین طلاق
کا ثبوت (پہنچالہ) پیش کرے ورنہ شوہر سے صرف میرا کہ موافق دو طلاق کا حکم دیا جائے گا اور اس
کی صورت میں شوہر کے حق سے رجعت اختیار ہوگا۔

(سرچہ فی الحقیقت قسم بھائی ہونے کی صورت میں سے رجعت کا کوئی حق نہیں رہتا) سوال ۱۰۵۵
حکم بھی یہی ہے (۱)

(۲) اگر عورت نے خود شوہر کی زبان سے تین طلاقیں کہی ہیں تو اس کو شوہر کے پاس رہنا
باز نہیں دینی دیتا وہ اس کے سے حلال نہیں رہی استناص نفس کی سعی کرے (۲)

(۳) حکم اور ثالث اس مقدمے کا فیصلہ کر سکتا ہے اور عدالت کا مسکن جج بھی قاضی کے حکم
میں ہو سکتا ہے (۳) اور جج یہاں نمبر ۵ میں ذکر کے ہوئے ثابت یا بنیادیت جب خود مسئلہ سے تاہ قنف
ہوں تو ان کا فرض ہے کہ کسی عام سے دریافت کرے اس کے موافق فیصلہ کریں اور عامان و قضای
صورت شرعیہ بتا دے (۴) محمد کفایت اللہ کان اللہ

بنیادیت کو قوم کی دینی و دنیوی فلاح پر نظر رکھ کر موافق شرع فیصلہ کرنا چاہیے
(سوال ۱) زید و بحر کے برادری ہے اور سب کام شادی ثمنی وغیرہ کے برابرانہ طریق پر انجام دیتے ہیں
قوی بنیادیت بھی سہی ہوئی ہے اور شادی ثمنی زیر تحت رسومات مروجہ نتیجہ انجام دیتے ہیں مثلاً برادری
میں کسی بیوی کی ختمہ ہیں تو اس میں عداوت و رسومات وغیرہ کے پاد پاد بھر گڑنی لکھ تقسیم ہوتا ہے اور اس
ن یہاں تک پہنچتی ہے کہ اگر وہ تقسیم نہ کرے تو اس جرم میں برادری سے باہر کر دیا جاتا ہے اور اگر اہل
برادری میں سے کوئی شخص حصہ نہ لے تو اس کو بھی برادری سے باہر کر دیا جاتا ہے اور اگر وہ اپنے اس
قسم کے جتنی تقسیم نہ کرے یا حصہ نہ لینے کی معافی چاہے تو برادری اس پر جرمانہ کرتی ہے اور زجر جرمانہ
سوال ۲ کے پھر ان کو برادری میں شامل کیا جاتا ہے زید کہتا ہے کہ رسومات مروجہ کو ترک کر دینا برادری میں
درجات کے اگر ان رسومات کو ترک کرتے ہیں تو برادری کا انھیں مہجوریتا ہے زید کہتا ہے کہ اگر انھیں مہجوریتا
ہے تو زید نے دو بدعات سے تو نہیں گے بحر کہتا ہے کہ یہ حرام تو نہیں ہیں زید کہتا ہے کہ اس میں وجہ

۱۔ اور حدث فی وجود لشرط ی بیوتہ بیعہ العدمی و لقولہ مع بیعہ لا مکبرہ مطلق سور الانصار و
سرحہ فی لصفحہ فی السامیہ و فی لبرہ ادعی الاستیاء و لشرط و لقولہ یہ فان و ذکر لہ فی ادعی الروح
لا سبب و مکرب و لقولہ لا یصدق بلا یہ و ن ادعی بعق لطلاق بالشرط و ادعی لارس و لقولہ
کتاب الطلاق باب التعلیق مطلب احلاف الروح فی وجود الشرط ۳ ۳۵۶ ط سعید

۲۔ و سورہ کافصی د سمعہ و حرہ عن لا یحل لہ سبکہ رد مسحر کتاب لطلاق مطلب فی فون
لحر الصریح یحتاج فی وقوعہ الی الیہ ۳ ۲۵۲ ط سعید

۳۔ یہ سبب مثلاً بعد لہ حکم فی کن مسخند ب و رد مسخند قال لصفحہ فی السامیہ قولہ فی کن
مسخند ب ی لسل الی سورہ فہا لاجہد من حفر لعدد ک لطلاق و العاق باب التحکم ۵ ۴۳۰ ط
سعید

۴۔ و بحر عن علی عن لاهل مدحول فہ قصہ من عمر بردد مر فی بحرہ سور الانصار و سرحہ و قال المحقق فی
سامیہ قولہ و بحرہ عن علی عن لاهل ان سورہ مد مد مر فی سورہ و سببی ل مکون مد نور فی عفاہ و عفاہ و
احتمل ان برادریہ الجاہل (مطلب ابو حبیہ ادعی الی القضاء ثلاث مرات فابی ۵ ۳۶۸ ط سعید)

بدعات قوم کی تباہی سے بڑھتا ہے کہ ان وہمومین میں تصور ابی افسل کر رہتے ہیں۔ المسسفی نمبر ۲۲۶ غشی محمد اختر خاں (۱۰ مئی) ۲۸ ربیع الثانی ۱۳۵۳ مطابق ۱۰ نومبر ۱۹۳۴ء

(جواب ۲۴۴) زید کا نہیں سمجھتا کہ جس قوم کی پنپائیت بنی ہوئی اور قلمبست ہو رہی ہو اس نے یہ اللہ تعالیٰ کی یہ رحمت ہے کہ اس رحمت کا ثمرہ اڑھندھا ہوا ہو مگر یہ خوش نصیبی اور رحمت کی صورت میں ہے کہ پنپائیت قوم کی دینی و دنیوی فلاح و بہبود پر نظر رکھے اور فیصلے شریعت کے موافق کرے۔ بے شک فتنوں اور تباہیوں میں سرچہ فی حدیث مہاج بھی ہوں مگر ان کے اثرات میں وجہ سے قوم اور بالخصوص قوم کے بے مایہ افراد تباہ و زاریاں ہوتے ہوں و الیہ اترے ہیں قومی و دینی کے لئے نظر سے ان کو ترک کرنا ضروری ہے ورنہ مریوں بڑھنے لگا؟ جب پنپائیت کا فیصلہ ہو کہ اس رسم نہ کی جائے اور قوم اس کے فیصلے کے ماتحت اس رسم کو ترک کر دے تو یہ قومی مدنی و دینی اور قومی و دینی اس و دینی کا جہادوں میں سکتا ہے۔ محمد کفایت مدد خان لکھنؤ

رضامندی سے بنایا گیا ثابت نکاح فسخ کر سکتا ہے۔

(سوال) ایک لڑکی کا نکاح سات سال میں یہ کر کے ساتھ بڑکی کے باپ نے کر دیا۔ متدینان کے بعد، کچھ دنوں ہو گیا ورنہ سات سال سے مجنون ہے۔ اس کا باپ کہتا ہے کہ اب وہ ترقی کے قابل نہیں لڑکی نکاح چاہتی ہے۔ یقیناً نکاح کے بعد یہ اس کا حکم مقرر کیا ہے یا حکم غیر تائیل کے نکاح برساتا ہے۔ المسسفی نمبر ۲۰۳ موی محمد تقی (شعب میانون) ۲۰ جون ۱۳۵۲ء مطابق ۱۲ فروری ۱۹۳۴ء

(جواب ۲۴۵) حکم لوجب یقیناً رضامندی سے حکم بایا ہے اور اس نکاح کا نتیجہ یہ ہے اور زوج مجنون سے تو حکم دونوں کا نکاح فسخ کر سکتا ہے اور تائیل کی حالت میں یونہی دونوں جب سات سال سے قیام نکاح مطابق ہے اس میں تائیل کی ضرورت نہیں ہے۔ محمد کفایت مدد خان لکھنؤ

۱۔ سید الشہید بعد صرحہ احکام فی کل المحققہ، الدر المختار، قال المسسفی فی سید الشہید: "سید الشہید" ی المسسفی سی سیر فی لاجہاد من حقوق عباد کالغلاف والعدو و مکملہ و لستہ جہاد محالہ کتانا او مہ او اجماعاً (باب التحکم ۵: ۴۳۰ ط سعید)

۲۔ حکم بایا سید و فرار و سکون و رضا حکمہ ص ۱۰۰، الدر المختار، باب التحکم ۵: ۲۸۵: ۲۹۰: ۲۹۱

دوسرا باب

عہدہ قضاء اور قاضی کے فرائض

(۱) مسلمانان ہند کے ذمہ قاضی مقرر کرنا ضروری ہے یا نہیں؟ حکومت سے قاضی مقرر کرنے کا مطالبہ کیسا ہے؟

(۲) غیر مسلم حاکم کا فیصلہ اگر موافق شرع ہو تو مقبول ہے۔

(۳) چند ایسے مسائل جن میں مسلمان قاضی ہی کا فیصلہ معتبر ہے

(سوال) (۱) مسلمانان ہندوستان پر مسلمان قاضی مقرر کرنا ضروری ہے یا نہیں اور ہندوستان کے مسلمان اگر بطور خود قاضی مقرر کریں تو وہ قاضی شرعی ہو گا یا نہیں موجودہ صورت حال میں کہ ہندوستان پر حکومت غیر مسلمہ تسلط ہے حکومت غیر مسلمہ سے مسلمان قاضی مقرر کرنے کا مطالبہ کر سکتے ہیں یا نہیں اور حکومت غیر مسلمہ کے مقرر کئے ہوئے قاضی شرعی ہو سکتے ہیں یا نہیں؟

(۲) جن مسائل میں شرعی قاضی کا فیصلہ ضروری ہے ان میں غیر مسلم حاکم کا فیصلہ اگر قانون شریعت سے موافق بھی ہو کافی ہو سکتا ہے یا نہیں؟

(۳) مثال کے طور پر چند مسائل جن میں مسلمان قاضی کا فیصلہ ضروری ہو تا دیکھ جائیں؟

(جواب ۲۴۶) (۱) مسلمانوں پر پہلا اہم اور مقدم فرض یہ ہے کہ وہ مسلمان والی مقرر کریں کیونکہ غیر والی مسلم کے بہت سی اسلامی ضروریات پوری نہیں ہوتیں۔

ثم الاحتماع على ان نصب الامام واحد والمذهب الله يحب على الحلق (شرح عقائد ص ۱۱۰) (۱)

والمسلمون لا بد لهم من امام يقوم بتفديد احكامهم واقامة حدودهم و سد عورهم و تحيّر جيو شهم واحد صدقاتهم و فھر المعلنة و امتلصصة و قطع الطريق و اقامة الجمع و الاعياد و قطع الممارعات الواقعة بين العباد و قول الشهادات القائمة على الحقوق و ترويح الصغار والصغار الدين لا اولياء لهم و قسمة الغنائم و نحو ذلك من الامور التي لا يتولاها احاد الامه (العقائد السلفية ص ۱۱۰) ۲

و بصدہ اہم الواحات فدا قدمود علی دف صاحب المعجرات (در مختار) قوله

اہم الواحات ای من اہمها النوقف کثیر من الواجبات الشرعیۃ علیہ (رد المحتار ص

(۱) ص ۱۵۳ ط مکتبہ حیر کثیر کراچی

(۲) مع شرحها للنصار ای ص ۱۵۲-۱۵۳ ط مکتبہ حیر کثیر کراچی

۴۰۴ ح ۱

ولو فقد وال لعنه کفار وحب علی المسلمین بعین وال و امامہ للجمعه فتح

(درمختار) ۲

(ترجمہ) اس بات پر اجماع ہے کہ امام مقرر کرنے فرض ہے اور مذہب اہل سنت کا یہ ہے کہ امام مقرر کرنا مخلوق (مسلمانوں) پر فرض ہے۔

مسلمانوں کے لئے ایک ایسا امام ضروری ہے جو احکام جاری کر سکے اور حدود قائم کر سکے اور حدود کا انتظام اور جیوش مسلمین کی تیاری کر سکتا ہو اور صدقات وصول کرے اور متغاب لوگوں کو دبا سکے چوروں اور ٹنگوں کو مقبور کر سکے جمعہ اور عیدین قائم کرے اور مقدمات کا فیصلہ کرے شہادتیں قبول کرے تاباغواں جانے والے دن نہیں ہیں نکاح کرویا کرے غنائم تقسیم کرے اور اسی قسم کی بہت سی شے کرتے ہیں جو ائمہ کرام سے چوری میں ہو سکتیں۔

امام مقرر کرتا فرض میں ہے اہم فرض ہے اسی وجہ سے صاحب رسالت کے دفن سے پہلے صحابہ کرام نے امام مقرر کیا یونہی بہت سے وجہات شریعہ امام پر موقوف ہیں۔
 اگر غلبہ کفار کی وجہ سے الی مسلم نہ ہو تو مسلمانوں پر فرض ہے کہ ایک الی مسلم اور امام جمعہ مقرر کریں۔

قاضی مقرر کرنے کا اختیار بادشاہ و امام کو ہے لو کہ خود قاضی مقرر کر لیں تو وہ قاضی نہ ہو گا یونہی نہ ہے مقرر نہ ہو کہ قاضی کو تنفیذ حکام کا اختیار و قدرت نہ ہوں۔

و اذا اجمع اهل بلدة على رجل و جعلوه قاضيا يقضى فيما بينهم لا يصير قاضياً (عالمگیری) ۳

اذا قلد السلطان رجلاً قضاء بلدة كذا لا يصير قاضياً في سواد تلك البلدة ما لم يقلد قضاء البلدة ونواحيها (عالمگیری) ۴

الا اذا كان له يصلح له الا رجل واحد تعين هو لا قامة هذه العادة فصار فرض عين عليه الا انه لا بد من التقليد فاذا قلد افرص عليه القول (بدائع باختصار) ۵
 و اذا لم يكن سلطان ولا من يحوز التقليد منه كما هو في بعض بلاد المسلمين غلب عليهم الكفار كفر طبع الا ان يحب على المسلمين ان يتفقوا على واحد منهم

(۱) مطلب شروط الامامة الكبرى ۱ ۵۴۸ ط سعد

(۲) کتاب القضاء مصنف فی حکم بدلتہ لقضاء فی بلاد یحب علیہ اکثر ۵ ۳۲۹ ط سعد

(۳) الباب الخامس فی التقليد والعدل ۳ ۳۱۵ ط ما حیدہ کورہ

(۴) مرجع سابق

(۵) فصل واما بان من یصرص علیہ قول تقلید القضاء ۷ ۴ ط سعد

یجعلونه والیا فیولی قاصبا ویكون هو الذی یقضى سہم الح (شامی ۱، نقلاً عن البہر ناقلاً عن الفتح)

(ترجمہ) جبکہ کسی شہ کے وک متفق ہو کر کسی کو قاضی بنالیں جو فیصلے کیا کرے تو وہ واقعی قاضی نہیں بن جائے گا۔

جب کہ بادشاہ کی شخص و کسی شہ کا قاضی مقرر کرے تو وہ شخص مضافات شہ کا قاضی نہ ہو گا جب تک کہ بادشاہ شہ اور مضافات کی قضایا نہ کرے۔

جب کہ شہ میں قضاے اقل ایک ہی شخص ہو تو فیصلہ قضاء کرنے کے وہ متعین ہے اور قضا اس پر فرض میں ہے مگر بادشاہ کی طرف سے قاضی بنایا جانے والی ہے تو جب کہ اسے قاضی بنایا جائے تو قبول کرنا اس پر فرض ہے۔

اور جب کہ بادشاہ اس کے لیے مسلمان مقرر کر سکتا ہے نہ ہو جیسے کہ مسلمانوں کے نفس شہوں میں جن پر غارت گاہ ہو کہ ہیں مثل قصبہ کے آن اقل ہے تو مسلمانوں پر واجب ہے کہ متفق ہو کر کسی مسلمان کو والی مقرر کریں اور وہ والی قاضی کا مقرر کرے اور قاضی مسلمانوں کے فیصلے کیا کرے۔

اگر بادشاہ مسلمان نہ ہو اور مسلمان بھی کوئی والی مسلمان مقرر نہ کر سکیں تو من است مجبوری مسلمانوں کو حق ہے کہ غیر مسلم بادشاہ سے مسلمان قاضی مقرر کرنے کا مطالبہ کریں یہی حالت میں غیر مسلم بادشاہ کے مقرر کرے ہوئے مسلمان قاضی قاضی شریعتی ہو سکتے ہیں بشرطیکہ قاضی مسلمان ہو اور اختیار ہو اور مسائل شریعہ کے موافق فیصلہ کرنے سے روکا نہ جائے۔

و يجوز تعدد القضاء من السلطان العادل والحاو ولو كافرا (درمحار) فی النار حایة الاسلام لبس شرط فیہ ای فی السلطان الذی یقلد (ردالمحار) ۲ الا اذا كان یسمع عن القضاء بالحق فیحرر (درمحار) ۳ ولکن اذا يجوز تعدد القضاء من السلطان الحار اذا كان یمکھ من القضاء بحق ولا یحوص فی قضایاہ بشر ولا یبھاہ عن نفید بعض الاحکام کما یسعی اما اذا كان لا یمکھ من القضاء بحق و یحوص فی قضایاہ بشر ولا یمکھ من تعدد بعض الاحکام کما یسعی لا یقلد مہ (القاسوی العالمگیریہ ص ۳۷۷ ج ۳) (۱)

لکن اذا ولی الکافر علیہم قاصبا ورصیہ المسلمون صحت تولیتہ بلا تشہد

(۱) مطلب فی تولیۃ حکم القضاء فی بلاد تغلب علیہا الکفار ۵ ۳۶۹ ط سعید

(۲) مطلب ابو حنیفہ دعی الی القضاء ثلاث مرات فامی ۵ ۳۶۸ ط سعید

(۳) ایضا

(۴) کتاب ادب القاضی الباب الاول ۳ ۳۰۷ ط ماحدہ کتبہ

(رد المحتار) (۱)

(۱) منصب قضا قبول کرنا سبب حال و رخصت میں طرف سے جائز ہے اگرچہ باہر ہو یا نہ ہو۔
 (۲) مقرر (تاتاریخانیہ میں ہے کہ قاضی مقرر کرنے والے بادشاہ کا مسلمان ہونا (نہایت قضا سے
 سے زنی) شرط نہیں ہے۔ سبب بادشاہ (خواہ غیر مسلم ہو یا مسلم) قاضی و فیصلہ حق سے رو ہے
 تو براہ راست نہیں بادشاہ نام (خواہ غیر مسلم ہو یا مسلم) سے منصب قضا ایسی حالت میں قبول کرنا جائز
 ہے کہ بادشاہ قاضی و حق سے موافق فیصلے صادر کرتے کی قدرت دے دے اور اس کے فیصلوں میں
 ناحق داخل نہ دے اور اس و بعض احکام کی تنقیہ مناسب سے نہ دے اگر بادشاہ قاضی و حق فیصلہ نہ
 دے دے دے اس کے فیصلوں میں ناحق داخل دے یا بعض احکام کی تنقیہ مناسب نہ دے دے تو قضا
 قبول نہ کرنا چاہیے لیکن سبب بادشاہ کوئی قاضی مقرر کر دے اور مسلمان اس پر رضامندی ظاہر
 کرے تو یہ مقرر بادشاہ درست ہے۔

(۳) غیر مسلم و قاضی بنانا درست نہیں تھا کیونکہ قضا کے شرائط میں سے یہ شرط بھی ہے کہ
 قاضی مسلمان ہو پس غیر مسلم کا قاضی بننا شرعی کے قیام مقام نہیں ہو سکتا اور ان کا فیصلہ نہ درست
 نہ عیب و پورا نہیں کر سکتا۔

ولا نصح ولا یبہ القاصی حتی یجتمع فی المولی شرائط الشهادة کدافی الہدایہ
 من الاسلام والتکلیف والحریۃ الخ (عالمگیری) ۲ الصلاحیۃ للقضاء لہا شرائط منہا
 العقل ومنہا البلوغ ومنہ الاسلام ومنہا الحریۃ الخ (بدائع) ۲
 قاضی و قاضی بنانا صحیح نہیں جب تک اس میں شہادت سے شرع نہ پائے جائیں تو
 مسلمان نہ نامتلف ہونا آزاد ہونا وغیرہ۔

صحت منصب قضا کے لئے چند شرطیں ہیں ان میں سے عاقل ہونا اور بالغ ہونا اور مسلمان
 ہونا اور آزاد ہونا الخ ہے۔ (بدائع)

یوں تو مسلمانوں کے تمام نزاعات کے لئے ضروری ہے کہ مسلمان حاکمان و فیصلہ دہ
 لانہ لا ولایۃ لکافر علی مسلم، لیکن نزاعات میں یہ قسم تو ایسی ہے کہ ان سے قاضی
 مسلم یا اختیار کا ہونا اشد ضروری ہے جس سے نہ ہونے کی وجہ سے بہت سی اسامی نہ رہتیں مگر
 ہی نہیں بلکہ مسلمان نہت موافقات شرعیہ میں جتنا ہوتا ہے نہت فمٹانے کے طور پر اس قسم کے

(۱) مطلب فی تولیۃ القضاء فی بلاد یحب علیہ الکفر ۵ ۳۶۹ ط سعید

(۲) کتاب ادب القاصی الباب الاول ۳ ۳۰۷ ط ماحدیدیہ کوثر

(۳) فصل واما بان من یصلح للقضاء ۷ ۳ ط سعید

(۴) رد المحتار مطلب شروط الایمانہ الکبریٰ ۱ ۵۴۸ ط سعید

نہیں ہے تو شرعی قانون کے مطابق قاضی بنانے کا حق ہندوستان جیسے مقام میں کس کو ہے؟ (۳) یہ غیر مسلم حاکم بغیر رضا مندی جماعت مسلمین قاضی کی کو مقرر کر سکتا ہے؟ (۴) قاضی سے آدمی کو، افضل ہے؟ اس کی فہمیت کے کیا اوصاف ہیں (۵) شرعی قاضی کی موجودگی میں منصب امامت سلوۃ جمعہ وغیرہ واقامت جمعہ واعیاد وغیرہ دوسرے کو شرعاً حاصل ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۱۳۴۶ عبد المجید صاحب (مدرس) ۲۷ ذیقعدہ ۱۳۵۵ھ مطابق ۱۰ فروری ۱۹۳۷ء

(جواب ۲۴۷) (۱) عمدہ قضاء تحقق صرف راشت کے طور پر نہیں ہوتا بلکہ صلاحیت، استعداد، ذمہ داری، صلاحیت اور استعداد رکھنے والے متعدد شخصوں میں سے اس کو ترجیح کی جاے جو قاضی سابق کا فزندیہ قریب ہو لیکن قاضی سابق کے فزندیہ قریب میں صلاحیت اور اہلیت نہ ہو تو اجنبی کو جو صلاحیت اور اہلیت رکھتا ہو مقدم رکھا جائے گا (۱)

(۲) قاضی بنانے کا حق مسلمان حاکم کو ہے اور مسلمان حاکم نہ ہو تو مسلمان کی جماعت کو ہے۔
 اگر غیر مسلم حاکم کی بشرط رضا مندی جماعت مسلمین قاضی بنادے تو یہ بھی درست ہے۔
 (۳) جماعت مسلمین کی رضا مندی کے بغیر اگر غیر مسلم حاکم کی کو قاضی بنادے تو وہ قاضی صحیح قاضی نہ ہو گا اگرچہ قانوناً قاضی قرار دیا جائے۔

(۴) ہندوستان میں قاضی اپنے اصلی مفہوم کے لحاظ سے قاضی نہیں بناتے جاتے بلکہ صرف نیکان پڑھانے اور عیدین کی امامت وغیرہ جیسے کام ان کے سپرد ہوتے ہیں اس لحاظ سے یہ نیک اور صالح پڑھا لکھ آدمی قاضی بنایا جاسکتا ہے (۴)

(۵) آج کل تو شرعی قاضی کی خدمات یہی ہیں اور جب ایسا شخص موجود ہو جو شرعی طور پر ان خدمات کی ہدایت رکھتا ہے وہ یہ خدمات اس کو تفویض کی گئی ہیں تو دوسرے کسی شخص کو اس کی اجازت کے بغیر یہ کام نہ کرنے چاہئیں (د) فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی
 اجوبہ صحیح۔ انقیہ محمد یوسف دہلوی

۱۔ صلاحہ القضاء بہ شرع منہ لعن و منہ سلو و منہ لاسلام و منہ الحریر و منہ لصر لبح بدع الصانع کتاب آداب القاضی ۳۷ ط سعید

۲۔ و بلاد عنہ و لاد کفر فیحوہ لمستسیر و منہ جمع و لا عداد و تفسیر لدصی قاضی صی مستسیر رد المحتار قبیل مطلب فی حکم تولیۃ القضاء فی بلاد تغلب علیہا الکفار ۵۳۶۹ ط سعید

۳۔ ولی لکفر عنہم و صرہ المسمو صرہ بوبہ بلا شہد رد المحتار مطلب فی حکم تولیۃ القضاء فی بلاد تغلب علیہا الکفار ۵۳۶۹ ط سعید

(۴) حوالہ بالا

۵۔ و عنہ صاحب البی و منہ منہ مستحذ الراب و سی لالامہ من غیر مصدق و سیر الانصار و شرحہ لدر المحار مع رد المحتار باب الاممہ ۱/۵۵۹ ط سعید

زوجین کے درمیان انگریز عدالت کے مسلم جج تفریق کر سکتے ہیں!

(سوال) اگر زوجین میں تفریق کی ضرورت ہو تو اس ملک میں کون تفریق کر سکتا ہے؟ کیونکہ ہم وقت نصاریٰ کی طرف سے کوئی قاضی مقرر نہیں ہے اور مسلمانوں کی تراضی و اتفاق سے جی کی منصب قضا نہیں ہے۔ بعض حدیث مذکورہ شرعاً حقیقہ محمدیہ کی عبارت "وإذا حلا الرماں من سلطان دی کفیه فالامور موكلة الى العلماء و یحب علی الامۃ الرجوع الیہم و یصرون ولا فاداء عسر جمعہم علی واحد استقل کل قطر باتباع عثمانہ فان کثروا فالسبع اعمہم فان استووا ففرغ سبہم سے ہم موقوف قاضی تصور کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ قاضی تمام وقت اس ملک میں تفریق کر سکتا ہے۔ وقت نصاریٰ کی طرف سے جو قاضی یا مجسٹریٹ یا سپرنٹنڈنٹ میں آریہ عوام شریعت سے نفرت ہوں اور مسلمان ہوں تو قاضی کے قائم مقام ہو سکتے ہیں یا نہیں؟ یہ تو جبراً

(جواب ۲۴۸) ہاں ضرورتاً انگریزی عدالتوں کے مسلم جج یا منصف قائم مقام قاضی شریعی کے ہوتے ہیں کیونکہ حکومت کی طرف سے موعودت مخصوصہ اہل اسلام مثلاً طلاق، نکاح، میراث وغیرہ میں احکام شرعیہ کے موافق فیصلہ کرنے کا اختیار یا گیا ہے (۱) حدیث مذکورہ کی جو عبارت سوال میں مذکور ہے وہ یا تو دیانات پر محکوموں نے کہ دیانات میں آج کل علماء ضرورت قائم مقام قاضی کے بجائے جانتے ہیں لیکن فصل خصوصیات میں چونکہ نور نمٹ کی طرف سے ہم کو کوئی اختیار نہیں دیا ہے اس لیے خصوصیات میں ان کا کوئی فیصلہ معتبر نہیں یا اس عبارت کا منہوم یہ ہو گا کہ جس مسلمان کا منہ ہوں وہ ان کے مسلمانوں پر واجب ہے کہ اپنے علماء کو اپنے فصل خصوصیات کے لئے بنائیں اور اگر مسلمان یا کر میں تو پیشک ان کا فیصلہ معتبر ہو گا لیکن جب تک مسلمان ایسا نہ کریں اس وقت تک ہم قائم مقام کا کام نہیں ہو سکتے۔ و سہ عم

محمد کفایت اللہ کان اللہ

(۱) کبار کا مرتکب شخص قاضی بننے کے لائق نہیں

(۲-۳) فاسق کے مکان کو محکمہ شرعیہ سمجھ کر اس میں شرعی امور کے تصفیہ کے لئے جانا جائز نہیں

۱۔ بحور مفید فقہاء من لسلطان اعداں ولحدیث و بو کافر سور لالنصار و شرحہ اندر لمحتار مع رد المحتار مطلب ابو حنیفہ دعی الی القضاء ثلاث مرات فانی ۵ ۳۶۸ ط سعید

۲۔ زبور فقہاء ولعبد کفار و حب علی سببیں عین و و ادم للجمعة الدر المحتار، فان لستحق فی لسمہ و فی نصح و د نہ بکن سلطان ولا من بحور لثقلہ مدہ کما ہو فی بعض بلاد المسبب عتب علیہم لکفار کفر صد لا یحب علی المسبب ل یقفو علی واحد منہم یحبونہ رالب قبولی فصبا و بکون ہو ندی سبہم و کد بصر مد بصری بہم بجمعة مصب فی بوبہ القضاء فی بلاد نعب علیہ الکفار ۵ ۳۶۹ ص

- (۴) سہار کا مرتکب مردود الشہادۃ ہے
 (۵) حرام مجلس کے انعقاد کے لئے چند دینا موجب فسق ہے
 (۶) حق چھپانے والا مولوی بھی فاسق ہے
 (۷) قبیح شرع عالم دین کی توہین سخت گناہ ہے۔

(سوال ۱) جو ان پڑھ خاندانی قاضی کہ عیدین کی نماز کے لئے مع باجے کے گھوڑے پر سوار ہو کر عید گاہ جاتا ہو اور راتھی منڈاتا ہو اور احکام شرعی پر آبائی روئے کو مقدم رکھتا ہو اور مسائل دینیہ سے باطل مانلد ہو اور تارک صوم و صلوٰۃ ہو اور بدعت کے کاموں کو رواج دیتا ہو اور تعزیہ کے سامنے وہان وغیرہ جاتا ہو اور تعزیہ داروں کا حامی ہو ایسے شخص کو قاضی سمجھنا اور اس کے پیچھے نماز پڑھنا اور اس سے مکان پر گھوٹانا اور اس کی حمایت کرنا ایسا ہے؟ (۲) ایسے قاضی کے مکان پر عداوت اور شور شرابہ کے تنفیہ کے لئے جان درست ہے یا نہیں (۳) اور اس کے مکان کو محکمہ شرعیہ سمجھنا ایسا ہے؟ (۴) جو شخص کہ باوجود علم ہونے کے مسلمانوں میں تفرقہ ڈالتا ہو اور محرم میں لوندے بچے بولے اور مرثیہ سننے والوں کا معوان و مددگار ہو بلکہ خود اس مجلس میں شریک ہوتا ہو اور رندیوں کا مات دیکتا ہو اور محرم میں منصرہ شہد تین جیسی غیر معتبر کتاب کا واعظ ہو اور اسے نوب منہ بنانا کر پڑھتا ہو کہ سننے والے نوب رو میں اور یہ سمجھتا ہو کہ سامعین جتنا رو میں گئے زیادہ ثواب ملے گا اور بہت حرمت اہل بیت کا مرتکب ہو اور باوجود حکم شرعی دیکھ لینے کے بھی باز نہ آتا ہو اور عداوت متعلقین کے فتویٰ کو جو اسے شرعیہ کے موافق ہو مخفی پٹی ضد و نفسانیت سے نہ مانتا ہو ایسے شخص کی گواہی شرعاً مقبول ہے یا نہیں (۵) جو مولوی کہ بزرگوں کے عرس و مجالس میں جہاں رندیوں کا ناچ وغیرہ ہو وہاں بھی جاتا ہو چند روئے اور لوگوں سے چند وصول کرائے اور تزیین دے وہ کیسا ہے؟ (۶) جو مولوی بایں خیال کہ عوام مجھ سے بہ ظن ہو جائیں گے میری بقدری ہوئی در روزی میں نقصان پہنچے گا حق بات کو چھپا لے اور معلوم ہو بر فتویٰ نہ دے وہ کیسا ہے اور ایسے شخص سے فتویٰ پوچھنا کیسا ہے؟ (۷) ممنوعات شرعیہ سے روئے والے عداوت سخت ست کہنا اور ان کی جہک عزت کے ورپے نہ مانتا ایسا ہے؟ المستغنی اتیہ بلد رخیال متنب بہ نبی بخش چشتی عفی عنہ (مالی گاؤں)

(جواب ۲۴۹) جس شخص میں یہ باتیں ہوں کہ راتھی منڈاتا ہو اور ناجائز باجے کے ساتھ عید گاہ کو نماز کے لئے جاتا ہو احکام شرعیہ پر روئے کو مقدم رکھتا ہو تارک صوم و صلوٰۃ ہو تعزیہ پر لوبان جاتا ہو تعزیہ داروں کی اس بدعت میں حمایت کرتا ہو وہ فاسق ہے اور ہرگز قاضی بننے کے لائق نہیں (۱) ہے (۲) (۳) ایسے شخص کو قاضی ماننا اور اس سے پاس فیصلے سے جانا بڑا نہیں اور اس کے مکان کو محکمہ

۴) یہ شخص بھی فاسق و مردود شہدۃ ہے (۵) ایسے عرسوں میں جہاں رندیوں کا ناچ ہو ورنہ محرمات و منکرات ہر جمع ہو جیسا آج کل اکثر عرسوں میں ہوتا ہے جائے اور چندہ دے دے وہ بھی فاسق اور دین کو تباہ کرنے والا ہے (۶) یہاں مووی بھی فاسق ہے (۷) عام بائبل قبیح شریعت کو برا کہتا اور اس کی توہین کرنا سخت گناہ ہے اور ایسا اوقات یہ بات کفر تک پہنچا دیتی ہے (۸)

واللہ اعلم
محمد کفایت اللہ غفرلہ مدرس مدرسہ امینیہ سنہری مسجد دہلی
اجواب صحیح۔ عزیز الرحمن عفی عنہ مفتی مدرسہ عربیہ دیوبند۔ ۲ شعبان ۱۳۳۳ھ

تیسرا باب دعویٰ اور گواہی

ٹیلی فون پر عادل گواہوں کی شہادت بھی مقبول نہیں

(سوال) رمضان المبارک کی انتیس تاریخ کو ٹیلی فون پر چار معتبر عداں گواہوں نے شہادت دی کہ ہم نے بدن فطر دیکھا ہے ان چار آدمیوں کو اور ان کی آؤڑوں کو میں خوب اچھی طرح جانتا ہوں اور پہچانتا ہوں جب کہ تمام کاروباری و خانگی امور میں ٹیلی فون پر ان لوگوں کا اعتبار کیا جاتا ہے تو چاندی کو بی کیوں نہ معتبر سمجھی جائے اور ب تو یہ معصوم ہوا ہے کہ آئندہ ٹیلی فون پر گفتگو کرنے والے کا فوٹو بھی سامنے آجایا کرے گا اگرچہ اب تک رائج نہیں ہے موجودہ شغل میں اور جو آئندہ آنے والے ہیں یہ فرق ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۲۸۸ مورخہ ۲۸ محرم الحرام ۱۳۵۳ھ مطابق ۲۱ مئی ۱۹۳۳ء

(جواب ۲۵۰) ٹیلی فون کی حیثیت گرچہ ٹیلی گراف سے مختلف ہے لیکن شہادت کے موقع پر عداں کا حکم شرعی یہ ہے جس طرح کہ تار کے ذریعے سے شہادت ادا نہیں کی جاسکتی اسی طرح یہی فون بھی اے شہادت کے منہد مقبول نہیں قانونی عدالتیں بھی تاریخی فون پر شہادت قبول نہیں کرتیں اگر آئندہ فون پر بات کرنے والے کا فوٹو بھی سننے والے کے سامنے آجائے جب بھی باب شہادت

۱ و لیس فیہ فیکول اہل لکن لا یقعد و حواء و ب تم مہدہ کفایل شہادہ نہ یفی (نور الانصار و شرح الدر المختار مع رد المحتار) مطلب فی حکم القاصی الدرزی والنصرانی ۳۵۵ ط ۳۵۶ ط سعید
۲ تعقوا علی ال الا علان کسرة یسع الشہادہ لا یقل شہادۃ من یجلس مجلس المحور و صحابہ و سراج و ب لم یشر ب عالمگیرہ الفصل لیس فیہ لا یقل شہادۃ لفسقہ ۴۶۶ ط ماحدہ کونہ
۳ قال لسمع والقول والرفص لیدی یقعدہ لمصوفہ فی رمہ حرام (عالمگیریہ الدب السبع عشر فی العداء ولہو و سیر لسعاصی ۳۵۲ ط ماحدہ کونہ) فی لہ تعالی ولا تعاویہ علی لائم والعدوان (لائہ المادۃ ۲)
۴ و یحاف علیہ لکفر ادا شہد عدلہ او فہما من غیر سب البحر الرائق باب حکم المریدین ۱۳۲ ط بیروت

میں وہ ناقابل اعتبار ہے گا تمام کاروبار کا اس پر مدار ہونا اور روزانہ لوگوں کا تجارتی اور نجی کاموں میں اسو معتمد سمجھنا اس کے لئے کافی نہیں کہ شہادت میں بھی اس پر اعتبار کیا جائے جیسے کہ حکومت ہند کے ہم سے اہم کام تار کے ذریعے انجام پاتے ہیں لیکن ایگزیکوٹو (انتظامی) صیغہ میں تار پر بھروسہ کرنے کے وجود جو ڈیشنل (عدالتی) صیغہ اس کو معتبر نہیں سمجھتا۔

ہاں جب کہ کثرت تاریخی فون کی وجہ سے کسی کو خبر کا یقین ہو جائے تو وہ شخصی طور پر عمل کے لئے کافی ہو سکتا ہے لیکن حکم کے لئے کافی نہیں کیونکہ اس پر رویت ہال یا فطریہ عید کا حکم نہیں دیا جاسکتا۔ (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

جس گواہی سے حقوق العباد ضائع ہوں اس کا چھپانا حرام ہے۔

(سوال) ایک قوم قبیل اتحاد و تمام واقعات صحیحہ کے معصومات ہونے کے وجود شہادت حقہ کا کتب بن کرتی ہے اقرار صحیحہ سے بددوش نہیں ہوتی و ایک مظلوم جو کہ ممانہ حیثیت میں ہے فریب و غابازی سے مبرا اور پاک ہے اس کی مظلومیت محفوظ نہیں رکھتی ایسی قوم کے لئے عند اللہ کیا سزا ہے اور باشندگان شہر کو از روئے شریعت ایسی قوم کے ساتھ کیسا برتاؤ رکھنا چاہیے؟ المستفتی نمبر ۲۰۸۸ مولانا عبد الرحیم صاحب (چھاؤنی نیچے) ۲۹ رمضان ۱۳۵۶ھ مطابق ۲۲ دسمبر ۱۹۳۷ء (جواب ۲۵۱) ایسی شہادت کا کتب بن کرنا جس سے حقوق العباد ضائع ہوں حرام ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

(۱) شرعی شہادت پر حکومت سے طلبانہ و خوراک نہیں لینا چاہیے

(۲) شہادت شرعی ہو تو پد و رفت کا کرایہ لینا جائز ہے

(۳) عدالت میں موبود شخص چال چلن کی تصدیق کرنے پر اجرت نہیں لے سکتا

(۴) رشوت کی تعریف

(۵) زبانی کوشش سے ہو سکنے والے کام کی اجرت لینا کیسا ہے؟

(سوال) (۱) گورنمنٹ کسی شخص کو کسی کام کے لئے بدلتی ہے تو اس کو طلبانہ یعنی خوراک و کرایہ دیتی

(۱) ولو سمعہ من وراء الحجاب لا یسعه ان یشہد لاحتمال ان یکون غیرہ و الدلیمۃ بنیہ العنہ الا اذا کان فی الدحل وحده و دحل و عنہ الساعدہ بس فہ غیرہ ثم جلس علی المسلك و لیس له مسلك غیرہ فسمع شرر لدحل ولا یرہ لانه یحصل بہ العلم و یسعی للتدقیق و یسرون لا یقینہ و علمگیریہ الدب الثانی فی بان یحصل الشہادۃ ۴/۵۲ ط ماجدیہ کونہ

(۲) و سبب و حوینہا طلب دی الحق او خوف فوت حقہ بان لم یعم بہدو الحق و حاف فوہ لرمہ ان یشہد بلا طلب (الدور المختار مع رد المختار: کتاب الشہادات ۵/۴۶۱-۴۶۲ ط سعید)

ہے اس کا لینا منداشرع جائز ہے یا نہیں کی طرح اگر کوئی بھائی شہادت کے لئے جائے تو وہ بھی طلبانہ دیتا ہے اس کا کیا حکم ہے؟ (۲) اگر کوئی شخص کسی شخص کو شہادت کے لئے یا کسی اور کام کے لئے دوسری جگہ ضلع یا تحصیل میں لے جائے تو اس شخص کو اپنے کام کے چھوٹے کا حرجانہ لینا جائز ہے یا نہیں؟ اس سے سکتا ہے تو کس مقدار تک لے سکتا ہے؟ (۳) اگر کوئی نمبردار وہیں عدالت میں موجود ہو اور کوئی شخص اس سے چال چلن یا حیثیت کی تصدیق کرائے تو اس سے حیثیت یا چال چلن کی تصدیق کرنے کے عوض کرایہ خوراک لینا جائز ہے یا نہیں؟ (۴) رشوت کی مفصل تعریف یہ ہے کہ جس سے رشوت وغیرہ رشوت میں امتیاز ہو سکے (۵) اگر کسی شخص کی صرف زبانی کوشش سے کسی کام ہو سکتا ہے تو اس کے عوض کچھ لینا جائز ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۲۱۰۰ عبد المجید خان نمبر در روہت ہے شاہ

۱۳۵۶ھ مطابق ۱۱ دسمبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۲۵۲) (۱) گورنمنٹ سے طلبانہ و خوراک لینا جائز ہے شہادت اور شہادت پر تو اس پر اجرت و خوراک نہیں لینا چاہیے (۲) صرف کرایہ آمد و رفت لے سکتا ہے بشرطیکہ شہادت پر شہادت ہو (۳) نہیں چاہیے (۴) جو کام کہ خود اس پر کرنا لازم ہے اس کے کرنے پر اجرت لینا حلال و رشوت لے کر حلال کر دینا یہ رشوت ہے (۵) اس میں تفصیل ہے خاص صورت خاص کر کے اس کا حکم دریافت کرو۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ بہ کوہی

ہندو کی گواہی ہندو کے لئے معتبر ہے مسلمان کے خلاف نہیں

(سوال) ہندو کی شہادت شریعت میں معتبر ہے یا نہیں؟ زروے شریعت ہندو کی گواہی ماننا چاہیے نہیں؟ المستفتی نمبر ۲۳۰۸ عبد الشکور صاحب (لہ آباد) ۱۲ ربیع الثانی ۱۳۵۷ھ مطابق ۱۲ جون ۱۹۳۸ء

(جواب ۲۵۳) ہندو کی گواہی ہندو کے لئے معتبر ہوگی (۵) مسلمان کے خلاف ہندو کی گواہی مقبول نہیں ہوگی (۶) محمد کفایت اللہ کان اللہ بہ کوہی

- ۱۔ وکد الکذب یعنی سبک لہ حد لا حورہ لا سہامہ حتی یورکھ لا عدلہ نفس و نہ نفس بحديث كبروا
- سہود و حوز اناسی الاکل مضطرب و نہ نفسی الدر اسعہ مع رد المحتار کتاب شہادت ۵ ۶۳ ط سعید
- (۲) حوالہ بالا
- (۳) حوالہ بالا
- (۴) ول فی الشامیہ وفي المصباح لرسوہ ما یعصہ لشخص احکم و غیرہ لیحکم لہ او بحسبہ علی ما یرونہ
- مطلب فی الکلام علی الرشوة والہدیۃ ۵ ۳۶۲ ط سعید
- ۵۔ نفس من اهل لاہو، واندھی علی ملہ و ہ حلف منہ کالہیود و انصاری رسوہ لا انصر مع رد المحتار
- قبول و عدمہ ۵ ۷۲ ط سعید
- (۶) وفي الاشہد لا نقبل شہادہ کافر علی مسلم الا بعد (الدر المختار مع رد المحتار) باب القبول و عدمہ
- ۵ ۷۵ ط سعید

طریق یا بیہ کی کوپٹنے کی گواہی دینا جائز محض صورتوں میں واجب ہے!

(سوال) امر کوں شخص اپنی بی بی وطریق سے یہ خرید و فروخت کرے تو اس کی طریق یا بیہ کی شہادت دینا جائز ہے یا نہیں؟ المسئلی نمبر ۲۶۳۹ محمد خاں صاحب (آرہ) ۳۱۵ کی ثانی ۱۳۵۹ھ مطابق ۳۰ جولائی ۱۹۴۰ء

(جواب ۲۵۴) طریق یا بیہ کی کوپٹنے کی شہادت دینا نہ صرف جائز بلکہ محض صورتوں میں واجب ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

شرعی شہادت دینے کے لئے اجرت لینا جائز نہیں۔

(سوال) گوہ کوپنی کو بی بی دینے کی اجرت مینی جائز ہے یا نہیں یعنی طلبہ جو دیتے ہیں اور کسی قسم کی چیز بطور مزدوری وغیرہ۔ المسئلی نمبر ۲۶۶۶ مولانا محمد یوسف صاحب فقیہ دہلی ۵ ربیع الثانی ۱۳۶۰ھ مطابق ۸ اپریل ۱۹۴۱ء

(جواب ۲۵۵) قانون شہادت انگریزی کے ماتحت جن گواہوں کے نام ضمن نکلاوات جاتے ہیں اور عدالت میں طلب کر لیا جاتا ہے وہ سب شرعی طور پر شاہد نہیں ہوتے تو جو گواہ شرعی طور پر شہادت کے لئے طلب کیا جائے اس کو شہادت کی اجرت لینا جائز ہے لیکن وہ گواہ جس کو شرعی شہادت کے لئے طلب نہیں کیا بلکہ خواہ مخواہ انگریزی قانون شہادت کے بل پر طلب کر لیا جائے وہ شرعی شاہد نہیں اور وہ اپنے وقت کی اجرت سے ملتا ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

واڑھی منڈ کے کی شہادت یا وکالت سے نکاح منعقد ہوتا ہے

(سوال) واڑھی منڈ والے کی شہادت یا وکالت شادی کے موقعہ پر جائز ہے یا نہیں؟ کی طرح یہ شخص کی رہنمائی امیر کے ہاں پند و بیہی کی گواہی دینا جائز ہے یا نہیں؟ المسئلی نمبر ۲۴۷۲ شیخ مظہر شیخ معتمد (دہلی ضلع مغربی خاندان) ۸ صفر ۱۳۵۸ھ مطابق ۳۰ مارچ ۱۹۳۹ء

(جواب ۲۵۶) واڑھی منڈ والے کی شہادت یا وکالت سے نکاح منعقد ہو جاتا ہے مگر لازم ہے کہ ایسے لوگوں کو شاہد یا وکیل نہ بنایا جائے (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

۱۔ وبحث لاداء بلا طلب لو لشہادۃ فی حقوق لدنعمی وہی کردہ کظاہر مراد، سور لا یشد و شرحہ لدل السجار مع رد المحتار کتاب سہادۃ ۶۳۵ طبع ۲۰، وکذا الکتاب دین لکن لد حد لاحرہ لا للسہادۃ حتی لو از کہ لا حد لد نقل و لد نقل لحدیث کرموا السہود، لدل المحتار مع رد المحتار کتاب سہادۃ ۶۳۵ طبع سعید، (۳) وشرط حضور شہدین حریین وحر وحرین مکنتین سامعین قولہما مع عینی لاصح وھیں نہ نکاح علی المذہب بحر مصلح لکاح مسلمہ ودفنس، سور لا یشد و شرحہ الدر المحتار، فر لمحقق فی الشامہ قوہ ودفنس، علم ان لکاح لد حکم ان حکم الانعقد و حکم لاصہار فلاون مد کردہ والدی اما نکوب عند المحقق فلا ینس فی لاصہار لاشہادہ من قبل شہادہ فی سائر الاحکام فیل مطلب فی عطف الحاص علی العدم ۳ ۲۳۱۲۲۱۲۱ طبع ۱۰۰

مدعی ایک اور مدعی علیہ وہ ہوں تو مدعی کے ذمہ دونوں کے سامنے ثبوت پیش کرنا ضروری ہے۔

(سوال) مشکور علی خاں باغ وایت اپنے باپ اسد علی خاں کے اپنا نکاح مسماۃ سلطان زمن بیگم باغ کے ساتھ وایت اس کے باپ محمد ظہیر الدین خاں کے خاہ کرتا ہے اور محمد عبدالغنی خاں وایت اپنے باپ حاجی عبدالوہاب کے اپنا نکاح مسماۃ سلطان زمن بیگم کے ساتھ وایت اس کے باپ محمد ظہیر الدین خاں کے خاہ کرتا ہے اور مسماۃ سلطان زمن بیگم کا باپ محمد ظہیر الدین خاں اپنے حفیہ بیان میں روبرو عدت بیان کرتا ہے کہ میں نے اپنی دختر مسماۃ سلطان زمن بیگم کا نکاح محمد عبدالغنی خاں ولد حاجی عبدالوہاب کے ساتھ کیا ہے مشکور علی خاں کے ساتھ نہیں کیا۔

اب عبدالغنی خاں اثبات نکاح کا عدالت دہلی میں دعویدار ہے جس میں مشکور علی خاں مدعی علیہ ہے اور مشکور علی خاں اثبات نکاح کا عدالت ریاست رام پور میں دعویدار ہے جس میں محمد عبدالغنی خاں مدعی علیہ نہیں ہے۔

سوال یہ ہے کہ عبدالغنی خاں کو از روئے شرع شریف مدعی علیہ بنانا چاہیے یا نہیں؟ کیونکہ خوف یہ ہے کہ عدم موجودگی عبدالغنی خاں میں اگر مشکور علی خاں کامیاب ہو جائے تو اس نکاح کا کیا حال ہوگا جس میں عبدالغنی خاں کو مدعی علیہ ریاست رام پور نے نہیں بنایا۔

(جواب ۲۵۷) مشکور علی خاں کے دعویٰ کا تحقق صرف سلطان زمن کے ساتھ نہیں بلکہ نکاح کے دوسرے دعویدار عبدالغنی خاں سے بھی ہے کیونکہ وہ بھی سلطان زمن کے نکاح کا مدعی ہے اس نے مشکور علی خاں کو اپنے اثبات دعویٰ کے لئے ضروری ہے کہ وہ عبدالغنی خاں کو بھی مدعی علیہ قرار دے اور اس کے روبرو اپنی شہادت و ثبوت وغیرہ پیش کرے (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ مدرس مدرسہ امینیہ دہلی۔

ثالث کے سامنے ایک شخص مدعی طلاق ہو، میں بیوی منکر ہوں تو کیا حکم ہے۔

(سوال) زید نے خالد کو یہ نذر دیا کہ اے خالد تو نے اپنی منکوحہ ہندہ کو میرے سامنے قین طعن دیاں اور خدو ہندہ میرا سر انکار کرتے ہیں زید اور خالد نے فیصلے کے لئے ایک قاضی صاحب پر اتفاق کیا مگر ہندہ نے سر اسر انکار کیا اور کہا کہ یہ قاضی صاحب ضرور میرے خلاف فیصلہ کریں گے زید و خالد فیصلے

۱، ولا یفصلی علی عات ولا لہ ی لا یصح بل ولا یفصل علی المفتی بہ بحر لا یحضور بہ و من یفرض ممد لعاب (تویر الانصار و شرحہ الدر المنجار) قال المحقق فی الشامیہ (قوله ولا یفصل علی عات) ی بالنسب سواء کان عاتاً وقت الشہادہ و بعثہا و بعد الترتیب و سواء کان عاتاً عن المحسن و البعد کتاب القضاء مطلب فی البر الامیر و قصائد ۱۰۹ ط سعید

کے لئے قاضی صاحب کے پاس حاضر ہونے زید نے حیثیت مدعی ہونے کے دعویٰ کیا کہ خالد نے میرے روبرو اپنی منکوحہ ہندہ کو تین طلاق دیں اور خالد نے اس دعویٰ سے انکار کیا قاضی صاحب نے مدعی سے شہادت کا مطالبہ کیا مدعی نے دو گواہ پیش کئے قاضی صاحب نے خالد سے سوا کیا کہ ان دو گواہوں کی شہادت پر جو فیصلہ مرتب ہو گا وہ تجھے منظور ہے یا نہیں؟ خالد نے کہا کہ اگر قضا گواہ مسکمی بکر حلف اللہ کہ اگر شہادت دے تو مجھے منظور ہے قاضی صاحب نے گواہ مسکمی بکر کو کہا کہ زید نے جو دعویٰ کیا ہے اس دعویٰ کے ثبوت کے لئے قسم اٹھا کر تو شہادت دینے کے لئے تیار ہے یا نہیں؟ بکر گواہ نے کہا کہ پہلے خالد قسم اٹھائے کہ میں نے ہندہ کو تین طلاق نہیں دیں تب میں قسم اٹھاؤں گا لیکن قاضی نے بکر کو کہا کہ مدعی کا حق قسم اٹھانے کا نہیں ہے ہذا قسم تمہیں ہی بخانی پڑے کی بیان کر ہے کہ واللہ باللہ تعالیٰ خالد نے میرے سامنے ہندہ منکوحہ کو تین طلاق دیں بیان گواہ مسکمی عمر و کہ خالد نے میرے سامنے منکوحہ کو تین طلاق دیں اگر میری شہادت کا ذیہ ہو تو میری منکوحہ پر طلاق ہے قاضی صاحب نے فیصلہ سنایا کہ خالد کی منکوحہ ہندہ کو تین طلاق خالد پر حرام ہے۔

اب علماء اسلام کا آپس میں اختلاف ہو گیا اثر علماء کی یہ رائے ہے کہ قاضی صاحب کا فیصلہ نافذ نہیں ہوا۔ المستفتی نمبر ۵۰۷۵۰ امر زانیاں ۷ رجب ۱۳۵۶ھ مطابق ۱۳ اکتوبر ۱۹۳۷ء (جواب ۲۵۸) کسی شخص کا یہ کہنا کہ قضا شخص نے اپنی بیوی کو طلاق دی ہے جب کہ زوج اور زوجہ دونوں طلاق کے منکر ہوں یہ دعویٰ نہیں ہے کیونکہ دعویٰ اپنا حق طلب کرنے کا نام ہے اور ظاہر ہے کہ یہ اجنبی اس اخبار میں اپنا کوئی حق طلب نہیں کر رہا بلکہ ایک حق اللہ یعنی حرمت زوجہ علی زوجہ کی خبر دے رہا ہے جو حقیقت شہادت ہے پس اس کا یہ قول دعویٰ قرار نہیں دیا جاسکتا اور اس بنا پر اس کا یہ قول غیر مجس قضا میں غوغا کی وجہ سے یہ خصم نہیں بن سکتا اور جب یہ خصم نہیں ہوا تو اس کی اور زوجہ کی جانب سے تحکیم صحیح نہیں ہونی کیونکہ تحکیم خصمین کی طرف سے ہوتی ہے اور صورت مسنولہ میں خصمین کا وجود ہی نہیں ہوا پس حکم کے سامنے جو شہادتیں ہوں میں وہ بھی غیر معتبر اور حکم کا فیصلہ بھی غیر معتبر۔

پس اس معاملے میں یہ جہنمی بھی ایک شاہد ہے اور طلاق کی شہادت دینے کے لئے دعویٰ بھی شرط نہیں مگر شہادت ادا کرنے کے لئے مجلس قضا شرط ہے اگر یہ اجنبی قاضی شرعی کے سامنے مجلس قضا میں جا کر شہادت دیتا کہ قضا شخص نے اپنی بیوی کو طلاق دی ہے اور قاضی اس شہادت پر کارروائی کرتا تو وہ درست ہوتی، شرط طیبہ شاہد کی طرف سے ادا شہادت میں تاریخ طلاق سے غیر ضروری

۱۔ للحکم ہو لعدہ جعل بحکم فمات لعدہ و عرق بولیدہ لخصمین حکما بحکم سہم و سوبر
 لا بصار و شرح الدر المختار مع رد المحتار باب التحکیم ۵ ۴۲۸ ط سعید
 ۲۔ ہی احبار صدق لاساب حی بشرط الشہادۃ فی مجلس القاضی (سوبر الاصدار مع رد المحتار کتاب
 الشہادات ۵ ۴۶۹ ط سعید)

تاخیر نہ ہونی ہوتی کیونکہ قاضی شریعی کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ حقوق اللہ کی حفاظت کے لئے ہر وہ فیصلہ دے اور حکم دے جس وقت قاضی کے قلم مقام پر پہنچتا ہے جب کہ شخص اس کو اپنی طرف سے نہیں دے سکتا۔ لیکن اگر جب تک خسومات متعلق نہ ہو تو تکلیف متعلق نہیں ہو سکتی (۲) پس صورت مسعودہ میں غرض قاضی صاحب سے مراد اور حکم سے یہی ہے کہ ظاہر ہے تو میرے نزدیک یہ تمام کارروائی عبث ہونی والہ تعویض ائمہ دین کے بارے میں ہے بھی تحقیق کی جائے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ اعلم۔

(نوٹ) عمل استنباط نہ صرف کتاب حقائق باب متفرقات میں بھی درج کیا گیا ہے وہاں اس کے متعلق مسودہ ہوتا تھا غرض کہ حق تحریر ہے (۱) ص ۱۷۱ (۲) ص ۱۷۱

عورت کے غلط دعویٰ پر قاضی کا منہ نکاح قضاء صحیح ہوگا

(سوال) ہندو نے خرافہ و اقد باغوائے چند اشخاص جو بدعتی سے اپنے کسی عزیز کے ساتھ مقتدر بنا چکے ہیں اپنے شوہر پر ملایا عدوان سے حقوق زوجیت کا دعویٰ عدالت منصفی میں کر کے جیتا کر لیا ہے۔ خواست کی ہے جب کہ عورت اس دعویٰ میں بالکل خرافہ واقع اور جھوٹ کہتی ہو تو ایسی صورت میں یہ حکم صادر کیا جائے کہ جو مستحق ہے مگر بالمستفتی نمبر ۲۶۶۳ چودھری عبدالعزیز امر وہہ۔ ۲۴ صفحہ ۱۳۶۰ مطابقت ۲۳ مارچ ۱۹۴۱ء۔

(جواب ۲۵۹) اگر عورت کا دعویٰ غلط اور خلاف واقع ہے تو شوہر کو لازم ہے کہ وہ حامی پر یہ بات
اٹھ کر دے اور عورت کے بیان کا غلط ہونا ثابت کر دے تاکہ عورت کو ڈگری نہ دے لیکن اگر حامی
عورت کے بیان کی غلطی واضح نہیں ہوئی اور اس نے عورت کو سچا سمجھتے ہوئے نکاح و نکاح پر ایقاعہ کیا ہے
نکاح صحیح ہو گا مگر خدا کے نزدیک عورت اور جمعہ کی باتیں دینے والے شخص سے ایمان نہ رہے تو ایمان
شرعی کاغواۃ وہ مثل صحیح ہو گا۔ مگر کفایت اللہ کان مدد الہی۔

۱. زمینی حربہ محمد احمد سید نے لاہور میں شہر کے کھنڈی میں ایک قلعہ تعمیر کیا جس کا نام محمد سید
شہادت ۱۸۶۳ء ط ۱۸۶۳ء

٢، و ذلک لغرضی لبرءه لبدنک به السرح من سطر بعدی و رفع لظیفه و برکٓ صلی و لبحرفقه غنی حدی
 سرح و لبحرفی غنی من لیسٓ علینکوبه لکات لارٓ فی تفسیر معنی لادب و القضا، ٣، ٦، ٣٠، ٣١، ٣٢، ٣٣، ٣٤، ٣٥، ٣٦، ٣٧، ٣٨، ٣٩، ٤٠، ٤١، ٤٢، ٤٣، ٤٤، ٤٥، ٤٦، ٤٧، ٤٨، ٤٩، ٥٠، ٥١، ٥٢، ٥٣، ٥٤، ٥٥، ٥٦، ٥٧، ٥٨، ٥٩، ٦٠، ٦١، ٦٢، ٦٣، ٦٤، ٦٥، ٦٦، ٦٧، ٦٨، ٦٩، ٧٠، ٧١، ٧٢، ٧٣، ٧٤، ٧٥، ٧٦، ٧٧، ٧٨، ٧٩، ٨٠، ٨١، ٨٢، ٨٣، ٨٤، ٨٥، ٨٦، ٨٧، ٨٨، ٨٩، ٩٠، ٩١، ٩٢، ٩٣، ٩٤، ٩٥، ٩٦، ٩٧، ٩٨، ٩٩، ١٠٠، ١٠١، ١٠٢، ١٠٣، ١٠٤، ١٠٥، ١٠٦، ١٠٧، ١٠٨، ١٠٩، ١١٠، ١١١، ١١٢، ١١٣، ١١٤، ١١٥، ١١٦، ١١٧، ١١٨، ١١٩، ١٢٠، ١٢١، ١٢٢، ١٢٣، ١٢٤، ١٢٥، ١٢٦، ١٢٧، ١٢٨، ١٢٩، ١٣٠، ١٣١، ١٣٢، ١٣٣، ١٣٤، ١٣٥، ١٣٦، ١٣٧، ١٣٨، ١٣٩، ١٤٠، ١٤١، ١٤٢، ١٤٣، ١٤٤، ١٤٥، ١٤٦، ١٤٧، ١٤٨، ١٤٩، ١٥٠، ١٥١، ١٥٢، ١٥٣، ١٥٤، ١٥٥، ١٥٦، ١٥٧، ١٥٨، ١٥٩، ١٦٠، ١٦١، ١٦٢، ١٦٣، ١٦٤، ١٦٥، ١٦٦، ١٦٧، ١٦٨، ١٦٩، ١٧٠، ١٧١، ١٧٢، ١٧٣، ١٧٤، ١٧٥، ١٧٦، ١٧٧، ١٧٨، ١٧٩، ١٨٠، ١٨١، ١٨٢، ١٨٣، ١٨٤، ١٨٥، ١٨٦، ١٨٧، ١٨٨، ١٨٩، ١٩٠، ١٩١، ١٩٢، ١٩٣، ١٩٤، ١٩٥، ١٩٦، ١٩٧، ١٩٨، ١٩٩، ٢٠٠، ٢٠١، ٢٠٢، ٢٠٣، ٢٠٤، ٢٠٥، ٢٠٦، ٢٠٧، ٢٠٨، ٢٠٩، ٢١٠، ٢١١، ٢١٢، ٢١٣، ٢١٤، ٢١٥، ٢١٦، ٢١٧، ٢١٨، ٢١٩، ٢٢٠، ٢٢١، ٢٢٢، ٢٢٣، ٢٢٤، ٢٢٥، ٢٢٦، ٢٢٧، ٢٢٨، ٢٢٩، ٢٣٠، ٢٣١، ٢٣٢، ٢٣٣، ٢٣٤، ٢٣٥، ٢٣٦، ٢٣٧، ٢٣٨، ٢٣٩، ٢٤٠، ٢٤١، ٢٤٢، ٢٤٣، ٢٤٤، ٢٤٥، ٢٤٦، ٢٤٧، ٢٤٨، ٢٤٩، ٢٥٠، ٢٥١، ٢٥٢، ٢٥٣، ٢٥٤، ٢٥٥، ٢٥٦، ٢٥٧، ٢٥٨، ٢٥٩، ٢٦٠، ٢٦١، ٢٦٢، ٢٦٣، ٢٦٤، ٢٦٥، ٢٦٦، ٢٦٧، ٢٦٨، ٢٦٩، ٢٧٠، ٢٧١، ٢٧٢، ٢٧٣، ٢٧٤، ٢٧٥، ٢٧٦، ٢٧٧، ٢٧٨، ٢٧٩، ٢٨٠، ٢٨١، ٢٨٢، ٢٨٣، ٢٨٤، ٢٨٥، ٢٨٦، ٢٨٧، ٢٨٨، ٢٨٩، ٢٩٠، ٢٩١، ٢٩٢، ٢٩٣، ٢٩٤، ٢٩٥، ٢٩٦، ٢٩٧، ٢٩٨، ٢٩٩، ٣٠٠، ٣٠١، ٣٠٢، ٣٠٣، ٣٠٤، ٣٠٥، ٣٠٦، ٣٠٧، ٣٠٨، ٣٠٩، ٣١٠، ٣١١، ٣١٢، ٣١٣، ٣١٤، ٣١٥، ٣١٦، ٣١٧، ٣١٨، ٣١٩، ٣٢٠، ٣٢١، ٣٢٢، ٣٢٣، ٣٢٤، ٣٢٥، ٣٢٦، ٣٢٧، ٣٢٨، ٣٢٩، ٣٣٠، ٣٣١، ٣٣٢، ٣٣٣، ٣٣٤، ٣٣٥، ٣٣٦، ٣٣٧، ٣٣٨، ٣٣٩، ٣٤٠، ٣٤١، ٣٤٢، ٣٤٣، ٣٤٤، ٣٤٥، ٣٤٦، ٣٤٧، ٣٤٨، ٣٤٩، ٣٥٠، ٣٥١، ٣٥٢، ٣٥٣، ٣٥٤، ٣٥٥، ٣٥٦، ٣٥٧، ٣٥٨، ٣٥٩، ٣٦٠، ٣٦١، ٣٦٢، ٣٦٣، ٣٦٤، ٣٦٥، ٣٦٦، ٣٦٧، ٣٦٨، ٣٦٩، ٣٧٠، ٣٧١، ٣٧٢، ٣٧٣، ٣٧٤، ٣٧٥، ٣٧٦، ٣٧٧، ٣٧٨، ٣٧٩، ٣٨٠، ٣٨١، ٣٨٢، ٣٨٣، ٣٨٤، ٣٨٥، ٣٨٦، ٣٨٧، ٣٨٨، ٣٨٩، ٣٩٠، ٣٩١، ٣٩٢، ٣٩٣، ٣٩٤، ٣٩٥، ٣٩٦، ٣٩٧، ٣٩٨، ٣٩٩، ٤٠٠، ٤٠١، ٤٠٢، ٤٠٣، ٤٠٤، ٤٠٥، ٤٠٦، ٤٠٧، ٤٠٨، ٤٠٩، ٤١٠، ٤١١، ٤١٢، ٤١٣، ٤١٤، ٤١٥، ٤١٦، ٤١٧، ٤١٨، ٤١٩، ٤٢٠، ٤٢١، ٤٢٢، ٤٢٣، ٤٢٤، ٤٢٥، ٤٢٦، ٤٢٧، ٤٢٨، ٤٢٩، ٤٣٠، ٤٣١، ٤٣٢، ٤٣٣، ٤٣٤، ٤٣٥، ٤٣٦، ٤٣٧، ٤٣٨، ٤٣٩، ٤٤٠، ٤٤١، ٤٤٢، ٤٤٣، ٤٤٤، ٤٤٥، ٤٤٦، ٤٤٧، ٤٤٨، ٤٤٩، ٤٥٠، ٤٥١، ٤٥٢، ٤٥٣، ٤٥٤، ٤٥٥، ٤٥٦، ٤٥٧، ٤٥٨، ٤٥٩، ٤٦٠، ٤٦١، ٤٦٢، ٤٦٣، ٤٦٤، ٤٦٥، ٤٦٦، ٤٦٧، ٤٦٨، ٤٦٩، ٤٧٠، ٤٧١، ٤٧٢، ٤٧٣، ٤٧٤، ٤٧٥، ٤٧٦، ٤٧٧، ٤٧٨، ٤٧٩، ٤٨٠، ٤٨١، ٤٨٢، ٤٨٣، ٤٨٤، ٤٨٥، ٤٨٦، ٤٨٧، ٤٨٨، ٤٨٩، ٤٩٠، ٤٩١، ٤٩٢، ٤٩٣، ٤٩٤، ٤٩٥، ٤٩٦، ٤٩٧، ٤٩٨، ٤٩٩، ٥٠٠، ٥٠١، ٥٠٢، ٥٠٣، ٥٠٤، ٥٠٥، ٥٠٦، ٥٠٧، ٥٠٨، ٥٠٩، ٥١٠، ٥١١، ٥١٢، ٥١٣، ٥١٤، ٥١٥، ٥١٦، ٥١٧، ٥١٨، ٥١٩، ٥٢٠، ٥٢١، ٥٢٢، ٥٢٣، ٥٢٤، ٥٢٥، ٥٢٦، ٥٢٧، ٥٢٨، ٥٢٩، ٥٣٠، ٥٣١، ٥٣٢، ٥٣٣، ٥٣٤، ٥٣٥، ٥٣٦، ٥٣٧، ٥٣٨، ٥٣٩، ٥٤٠، ٥٤١، ٥٤٢، ٥٤٣، ٥٤٤، ٥٤٥، ٥٤٦

۴۰ و بسند القضاء بشهادة الزور ظاهراً و باطناً في العقود والمسوخ كما قاله وطلاق (تبين الاتساق
 بين حديثي المحترم) قال المحقق في الشاميہ (قوله ' والمسوخ) ادعت انه طلقها ثلاثاً وهو يكره و اقامت
 به و رقتي القاضي لا يعرف خبراً و خبر بعد لعدة من يدو طرها عدل و لا علم بحقيقه الحال و رد صاحب
 مستمسك في القضاء بشهادة الزور ۵۰ ۴۰ ط (سعيد) عن عبد الرحمن بن ابي بكره قال ' كما عد رسول الله
 فقال الا اسكنكم باكر الكبار ثلاثاً و شهادة الزور (صحيح الامام مسلم) باب الكبار و كذا ج ۱ ص ۶۵ .
 قدس سرى كتب خدایه كرامتی)

حسبت پر مبنی شہادت بدو وجہ تاخیر سے غیر مقبول ہو جاتی ہے

(سوال) جناب کے حافظے اور مجموعہ فتویٰ میں یہ سوال وجواب ہو گا کہ زید نے کہا ”میں نے زمین و آسمان پیدا کیے، غیر ذلک“ پھر آٹھ ماہ کے بعد شہادت ہوتی ہے اور زید کے دعویٰ خدائی کا تذکرہ جس پر تجدید ایمان اور تجدید نکان کا سوال پیدا ہوا جس کی پوری تفصیل آپ کے پاس جا چکی ہے اور جناب نے یہ جواب مرحمت فرمایا تھا کہ ”زید کا قول معتبر ہو گا ان لوگوں کا قول جو آٹھ دس ماہ کے بعد اس کا اظہار کرتے ہیں ناقابل التفات ہے“

لہذا گزارش ہے کہ جناب تھوڑی سی وقت کی قربانی دیکر شاہدین کی شہادت کا ناقابل التفات ہونے کی جو بیحد اور دلیل شرعی مع عبارات کتاب مرحمت فرمائیں۔ المستفتی نمبر ۲۷۳۱ ۲۷۳۲ ۲۷۳۳ (ہمارے) ۲۷ جمادی الثانی ۱۳۶۱ھ مطابق ۱۲ جولائی ۱۹۴۲ء

(جواب ۲۶۰) زید کا قول معتبر ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس کا قول مع حلف کے معتبر ہو گا اور مشہود کی شہادت معتبر نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ یہ شہادت دیانت اور حسبت یعنی للہیت پر مبنی ہے اور ایسی شہادت بدو وجہ معقول تاخیر کرنے سے نا مقبول ہو جاتی ہے ومتنی احرر شاهدۃ الحسبة شہادۃ بلا عذر فسق فتور (درمختار) ۱۔ اس کے علاوہ یہ شہادت ردۃ پر ہے اور اس میں جب مشہود علیہ انکار کرے اور شہد تین کا قرار کر لے تو شہادت شاہدین ب اثر ہو جاتی ہے۔ شہد و اعلیٰ مسلم بالردۃ وهو منکر لا يتعرض له (درمختار) ۲۔ محمد کفایت اللہ کاٹا اللہ۔ دہلی

(۱) مرض اموت میں مملوکہ زمین ایک بیٹے کے ہاتھ فروخت کرنا جائز ہے

(۲) خرید و فروخت پر گواہوں کی گواہی معتبر ہے

(۳) شہادت کے لئے لفظ اشد کافی ہے

(۴) عادل گواہ کی گواہی میں کذب کا محتمل احتمال شرعی و عرفی معتبر نہیں

(جمعیت مورخہ ۱۶ ستمبر ۱۹۲۹ء)

(سوال) ایک شخص نے اپنا ایک قطعہ ارضی (جو اس کی ملکیت میں صرف وہی قطعہ تھا) اپنے مرض اموت میں اپنے چار بیٹوں میں سے ایک بیٹے کے ہاتھ فروخت کیا اور بیٹے نے بطور سند و حجت باپ سے ایک خط لکھوا کر اپنے پاس رکھ لیا اب اس باغ کی وفات کے بعد بقیہ تین فرزندوں نے اپنے چوتھے بھائی کیساتھ اس متروکہ قطعہ ارضی پر شہادت کا دعویٰ کیا ہے مگر وہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے باپ سے یہ قطعہ زمین قیمت خرید لیا ہے جس کی شہادت میں وہی خط پیش کرتا ہے جو بطور سند باپ سے لکھوایا تھا مگر

قاضی اس خط کو حکم الحط بنسبہ الحط رد کرتا ہے پھر وہی مشتری اپنی طرف سے دو گواہ پیش کرتا ہے
یہ کاتب جتنی جس نے وہ خط لکھا تھا دوسرا گواہ جس کا نام بھی اسی خط پر مرقوم ہے اب مندرجہ ذیل
سوالات پیدا ہوتے ہیں -

(۱) مرض اموت میں ایک قسط اراضی کو اپنے دیگر وارثوں کو محروم کرنے کی نیت سے فروخت کر دینا
جائز تھا یا نہیں جب کہ وہی ایک قسط اراضی کل ملکیت تھی (۲) جب کہ حکم الحط یشبہ الحط مرقوم
شدہ بیع نامہ شدہ رد کیا جاسکتا ہے تو پھر اس کا کاتب اور اس پر مرقوم شدہ گواہ کس طرح اور کس دلیل کی
بنیاد پر شہادت مقبول ہو سکتے ہیں (۳) اگر فرض محال ان گواہوں کو شہادت تسلیم کیا جائے تو پھر ان کی شہادت
غیر حلف کے معتبر ہو سکتی ہے یا نہیں ؟ اگرچہ قاضی ان کی شہادت بغیر حلف کے قبول کرتا ہو (۴) جب
الحط یشبہ الحط کے اصول کے مطابق مدعیہ کے خط کو وجہ احتمال مشابہہ اخط کے مستند کیا جاتا
ہے تو پھر اگر کاتب اور مرقوم شدہ گواہ کو تسلیم کیا جائے گا تو اس حالت میں ان ہر دو گواہوں کی زبانی
شہادت میں احتمال کذب کا موجود ہے یا نہیں ؟ اگر واقعی احتمال کذب موجود ہے تو پھر بروئے قانون
اصولی اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال مذکورہ صورت میں بطل الشواہد کا حکم دیا جاسکتا ہے یا
نہیں ؟

(جواب ۲۶۱) (۱) بیع جائز ہے کیونکہ یہ تبرع نہیں ہے عقد معوضہ ہے (۲) ان دونوں کی گواہی
مقبول ہو سکتی ہے کیونکہ خط کا رد کر دینا اس وجہ سے تھا کہ اس کا ثبوت نہ تھا تو اس کا ثبوت پیش کرنے اور
ثبوت کرنے سے کوئی چیز مانع نہیں (۳) شہادت میں فقط اشد کافی ہے پس یہ فقط ہی قائم مقام حلف
ہے اس کے علاوہ مزید حلف ضروری نہیں ہے (۴) شاہد عدس کی زبانی شہادت میں کذب کا عقلی
احتمال شہادۃ قابل اعتبار نہیں اور نہ باب شہادت ہی مسدود ہو جائے گا۔ محمد کفایت مدنفہ۔

عورت یا مرد کے دعویٰ کے بغیر ان کے نکاح پر کسی کی شہادت مقبول نہیں۔

(سوال) مسکن امان خان یہ دعویٰ کرتا ہے کہ مسماۃ صاحبزادی نے حکیم محمد شریف سے نکاح کیا اور یہ؟

(۱) اما تعریفہا فمادلة المال بالمال بالتراسی و اما رکنہ فلو عدل احدہما الا یحباب والقبول والکافی
واما حکمہ فثبوت اسئلک فی البیع للمشتري و فی الثمن ببيع ادا کا البیع ناما عالمگیریہ الدب الاول فی
تعریف البیع و رکنہ و شرطہ و حکمہ ۳ ط ماحدیہ کوئٹہ

۲ و تصدیق لغیرھا من الحقوق سواء کان لحق مالا و غیرہ ککسح و طلاق و وکالة و اسهال صبی ولو للارباب
رحلان . اور حل و امراتان (توضیح البصار و شرح الدر المختار کتاب الشہادات ۵ ۶۵ ط سعید)

۳ و رکنہ فقط شہد لا غیر بتضمنہ معنی مشاہدہ و قسم و حیار للحل سوبر الانصار و شرحہ لمرامحہ مع
رد المختار کتاب الشہادات ۵ ۶۲ ط سعید

۴ والعبدہ و ہی شرط و حبوب لقول علی الفصی لا حورہ کد فی البحر الرائق (عالمگیریہ الدب الاول فی
تعریفہا و رکنہا و سبب اداہا ۳ ۵۱ ط ماحدیہ کوئٹہ)

وہ تہنی مسماۃ صاحبہ اور حکیم محمد ثیف اس نکاح سے انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمارے درمیان اعتقاد نکاح ہوا ہی نہیں امان خاں اعتقاد نکاح کے دو گواہ پیش کرتا ہے بیان یہ ہے کہ مسماۃ صاحبہ ایسی ہے جس روز نکاح ہوا اس روز بصرہ فہ جان محمدہ نور محمدہ اشخاص موجود تھے اور مسماۃ صاحبہ ایسی و حکیم محمد ثیف تھے اور کوئی نہیں تھا حکیم نے کہا کہ میں اس سے نکاح کرتا ہوں اور مسماۃ صاحبہ ایسی تھیں، فقہانہ میں نے تجھ کو اپنا تن نکاح کیا، دریافت طلب یہ امر ہے کہ امان خاں جو ایک ثابت شخص ہے جس نے عوی نکاح کیا ہے جو دیکھ مسماۃ صاحبہ ایسی و حکیم محمد ثیف انکار کر رہے ہیں اس ثابت شخص کے پیش کے ہوئے گواہوں کی شہادت سے نکاح ثابت ہو گیا نہیں؟

(حوا ۲۶۲) نکاح پر بغیر عوی احدا زہ جہین شہادت مقبول نہیں ہے جب تک زہ جہین میں سے کوئی نکاح کا مقرر نہ ہو کسی تیسرے شخص کا شہادت پیش کرنا غیر معتبر ہے جن چیزوں میں شہادت بغیر عوی مسموع ہو جاتی ہے وہ ان شخص حقوق اللہ ہیں نکاح ان میں داخل نہیں، اللہ اعلم۔

چوتھا باب منصب افتا اور مفتی کے فرائض

مطلقہ مغفلہ جھوٹی گواہی کی بناء پر مفتی کے فتویٰ سے حلال نہیں ہوتی (سوال) ایک شخص نے اپنی منوحہ طلاق مغفلہ کی اور طلاق نامہ نہیں دیا چند روز کے بعد اس نے کہا کہ میں نے شرعی طلاق دی ہے اور مجھے گواہ ہے جاہر مفتی سے فتویٰ کہ اس وحال سمجھ کر اپنے تہنہ میں آتا ہے؟ المستفتی نے ۳۷۰۰ ۳۷۱۱ مسمل نورانی کتب، بیون۔ ۲۶ ربيع الاول ۱۳۵۳ھ مطابق ۹ جولائی ۱۹۳۳ء

(حوا ۲۶۳) اگر شخص مذکور بالا شرعی طلاق دے چکا ہے اور تین طاقیں دی ہیں تو اس کی زوجہ اس کے لئے حرام ہو چکی ہے، جن عویوں نے جھوٹی گواہی دی وہ سخت ناہگار اور فاسق ہوں گے اور ان کی جھوٹی گواہی کی بناء پر مفتی کے فتویٰ سے وہ عورت اس شخص کے لئے حلال نہیں

۱۔ و بحسب ادانہا بالظن ولو حکما کما مر لکن و حوہ بشر و سبعة مسوطة فی البحر و غیرہ منہا عدم فصل و قرب مکانہ و طب الصدعی بو فی حق لعد سوبر لا یصار و سرحہ لدر سحر کتب سیدہ ۳۶۳ ط سعید

۲۔ وان کن الطلاق تک فی بحرہ لم یحل له حتی یسکح روحا غیرہ ا ہدایہ فصل فیما یحل بہ المستفہ ۳۹۹ ط مکتبہ سرکت علمبہ ملتان

۳۔ عن عبد الرحمن بن اسی بکرة قال کما عند رسول اللہ ﷺ فقال الا اسکم ذکر الکتاب و لا تشرک بئہ و حقوق الوالدین و شہادۃ الزور صحیح الامم مسلم باب نکاح و کفر ۱ ۶۴ ط قدسی کتب حدیث کرمی

ہو جانے کی یہ نکتہ مفتی کا فتویٰ قویٰ دلیل پر ہوتا ہے۔ سر بیان جہاں ہو تو مفتی اس کا ذمہ دار نہیں اور نہ
تر کے فتوے سے حرام چیز حلال ہو سکتی ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ

بغیر علم کے فتویٰ دینا حرام ہے۔

(سوال) زید نہ فقہ حدیث صرف و نحو عبارت پڑھ سکتے ہیں نہ سمجھ سکتے ہیں نہ قرآن صحیح پڑھ سکتے
ہیں ناحق فتویٰ دیتے ہیں اور لوگوں کو فتنے میں مبتلا کرتے ہیں گویا پیشہ ہی یہ ہے کسی سے قرض دیتے ہیں تو
ایسا نہیں جانتے جھوٹ والے کرنا، نہ لڑتے لوگوں کا ماں غصب کرتے ہیں آیا ایسے لوگوں سے خطا مہل
رہنا جائز ہے یا نہیں؟ المسبب فی ۵۳۲ عبد الرحمن (ضلع ناسک) ۱۱ ربیع الثانی ۱۳۵۴ھ مطابق
۱۳ جون ۱۹۳۵ء

(جواب ۲۶۴) بغیر علم کے فتویٰ دینا حرام ہے (۱) اور لوگوں کے حقوق غصب کرنا جھوٹا کرنا
بیرہ ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ

(جواب ۲۶۵) (۵۵۳) واقعہ مذکورہ فی سوال کے متعلق وہ فتوے میں پسے ہوئے ہیں یہ
تیسرا ہے اور قسوس کہ پسے فتوے کی نقل بھی میرے پاس موجود نہیں رکھی تھی اگر جوابوں میں پتہ
مختلف نہ ہو آگے تو وہ بیان سائل کے اختلاف پر مبنی ہو گا کیونکہ مفتی کے پاس اس بات سے معلوم
ہوئے گا کوئی فریجہ نہیں ہے کہ کون سر بیان سچا اور واقعہ کے مطابق ہے ورنہ کون سا جھوٹا اور واقعہ کے
خلاف ہے۔ محمد کفایت اللہ ۲۳ ربیع الثانی ۱۳۵۴ھ مطابق ۱۳ جون ۱۹۳۵ء

یہ فیصلہ کرنا اہل شوریٰ کا کام ہے کہ فلاں کا مدار العلوم کے لئے مضر ہے یا نہیں؟

(سوال) مولانا محمد شفیع صاحب مفتی دارالعلوم بن نے رسالے (مساوات اسلامی) کی وجہ سے
بندوبست کی بدست بڑی مسلم آبادی کے قلوب مجروح ہوئے ہیں اور دارالعلوم کو ہزار باروپے کا نقصان
رہا۔ شت کرنا پڑا ہے اور عامہ میں رکھنے کے لائق ہیں یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۶۶۳ ناظم جمعیت
اصحابہ دارالعلوم دیوبند ۲ شعبان ۱۳۵۴ھ مطابق ۳۱ اکتوبر ۱۹۳۵ء

(جواب ۲۶۶) دارالعلوم دیوبند سے منظر رکھنا جو اس کی حالت مایہ و انتقامیہ اور وقار کے لئے

- (۱) فلا حکم محرر ممد والمسی محرر غیر ممد (اعلام الموقعین لا یضی ولا یحکمہ :
سایکون علماً بالحق فیہ ۱۳۳ ط دار الکتب العلمیہ بیروت)
- (۲) من ایتی الناس ولس باہل للقصوی فیہ آثم وعاص (اعلام الموقعین ۱۶۶ ط دار الکتب العلمیہ بیروت)
- (۳) عن سلیمان بن عمر والا حوص عن ابيه قال سمعت رسول الله ﷺ يقول : فان دما نکم و موالکم
واعراضکم بیکم حرام (جامع الترمذی باب ما جاء فی تحريم الدماء والاحوال ۲ ۳۹ ط سعید)

مضربوں اہل شوری کا فرض ہے اور یہ فیصلہ برتا کہ فلاں مرد اراحدوم کے لئے مستقر ہے یا نہیں یہ بھی اہل شوری کا منصب ہے میں شناس کے متعلق ضرر ہے۔ بھی مفتی کے منصب سے خارج۔ مستندوں یہ جائید حکم شرعی لگانا۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

مسئلہ پوچھنے پر عالم کا یہ کہنا جاؤ میں نہیں جانتا کیسا ہے؟

(سوال) امام صاحب سے ہر کوئی مقتدی شرعی مسئلہ دریافت کرے تو کیا امام صاحب و زمرہ شریعت سے مقتدی وہ یہ جواب دینا جائز ہوگا کہ جہاں میں نہیں جانتا مقتدی اس پر انداز کرے کہ امام صاحب کا یہ منہ کہ مجھے تمہاری پروہ نہیں خواہ میرے پیچھے نماز پڑھو یا نہ پڑھو جائز ہے یا ناجائز؟ المستفتی نمبر ۸۴۲ عبد المجید خاں (شمد) ۶ محرم ۱۳۵۵ھ مطابق ۹ اپریل ۱۹۳۶ء

(جواب ۲۶۷) امام صاحب کو اگر وہ مسئلہ معلوم نہ ہو تو ان کا یہ منہ کہ "میں نہیں جانتا" نہایت مقتدی کو انداز نہیں کرنا چاہیے کیونکہ جو مسئلہ معلوم نہ ہو اس کے متعلق کسی جواب صحیح ہے کہ "میں نہیں جانتا" (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ

مفتی پر زبانی جواب واجب ہے تحریری نہیں؟

(سوال) کسی مفتی صاحب سے شرعی فتویٰ دریافت کیا جائے اور وہ یہ کہہ دے کہ مجھ و کتاب و بیٹن ذمت نہیں ہے اور نہ قوت کسی اور جہ تحقیق نہ ہو گیا جواب نیز مستفتی پنا پتہ لکھنے پر کہنا حال یا مفتی صاحب کو پتہ لکھنا پر اس پر ان کا یہ منہ کہ "میں نہیں جانتا" پتہ لکھنے پر کہنا حال یا مفتی کے لئے شرعی حکم ہے مفتی ہر مسئلہ کا تحقیق کیا نہیں؟ کیونکہ مسلمان قواعد اسلام سے ہر فتویٰ حاصل کریں گے؟ المستفتی نمبر ۸۴۲ عبد المجید خاں (کوہ شمد)

(جواب ۲۶۸) بھائی صاحب! عالم اور مفتی کے ذمہ اتنی بات ہے کہ جو مسئلہ اس کے علم میں نہ ہو، ہر کوئی دریافت کرے تو بتا دے اور مستحضر نہ ہو مگر کتاب و بیٹن پر قدرت نہ اور اس میں سے ہونی کلفت نہ ہو تو تو ایسے کہتا ہے میں اس میں تحریری جواب دینا اس پر زمر نہیں اور پھر "توبہ" یہ مفتی مسئلہ کے نام کا خط اور غلاف و پتہ لکھنا کی حال میں لازم نہیں جو علماء کہ یہ سب کام کرتے ہیں۔ تحریری جواب دیتے ہیں (۱) محمد مستفتی مفتی علماء سے زبانی دریافت کر لینے پر قادر ہیں۔ (۲) نفس تبرعاً و ربہ نیت ثواب یہ کام کرتے ہیں لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ان پر یہ بات فرض ہے نہ ہوتی

(۱) وعن عبد الله قال: ما بينا الناس من عدم شيئا فليقل به ومن لم يعلم فليقل الله اعم (مشكوة المصابيح) وفي المرفقة وذكر المرحوم في ربيع الاسرار ان عليا كرم الله وجهه سئل عن شيء وهو على السر فقال لا غنى لقل كلف تقول لا ادري وانت صعب فوق السر فقال انما طلع بقدر علمي و طلع بقدر جهلي لئلا نسوء (كتاب العبد الفصل الثالث ۱ ۳۱۴ ط امداديه مکتب)

نے یہ فرض نہیں کیا (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

- (۱) مفتی کے لئے صاحب علم ماہر احوال زمانہ سے واقف ہونا ضروری ہے۔
 (۲) غیر عالم فتویٰ دینے کا اہل نہیں بلا تحقیق و تصدیق اس کی باتوں پر عمل نہیں کرنا چاہیے
 (۳) مفتی کا قصداً کسی مسلمان کے خلاف نام کی تصریح کے ساتھ غلط فتویٰ دینا سخت گناہ ہے
 (۴) تکبر اور نام و نمود کی نیت سے اپنی تعریف شائع کر کے لوگوں کو دھوکہ دینا گناہ ہے۔
 (سوال) (۱) زید نے کسی راۓ العوم میں تعلیم دینیات باقاعدہ حاصل نہیں کی نہ درسی کتاب پر اس کے بعد سند حاصل کی ہے نہ ستر فنیات باندھی گئی ہے عمر دینی امور میں حیثیت مفتی فتویٰ صادر کرتا ہے کیا ایسی ناقابل اطمینان صورت میں زید فتویٰ شرعی صادر کرنے کا مجاز ہے اور کیا زید کا فتویٰ قابل اعتبار ہے؟

- (۲) کیا بصورت مذکور الصدر زید کے فتویٰ پر مسلمانوں کو صحیح سمجھ کر عمل کرنا چاہیے؟
 (۳) اگر کوئی مفتی غلطی نے مذکور کی جہیل قدر مستند عالم مفتی بزرگ امام کے خلاف غلط فتویٰ صادر کرے جس سے عالم موصوفین عزت و حرمت خطہ ہ میں پڑ جائے اور مسلمانوں میں فتنہ و فساد جنم بدل کی آگ بھڑک جائے ایسے متقنی مفتی کے لئے کیا حکم ہے؟
 (۴) اگر کوئی نماز پڑھانے والا ایچ امام جاہل مسلمانوں کو اپنے ہاتھوں کی وسعہ بازی کرانے سے منع نہ کرے اور کچھ رعایت سے دیگر بزرگان دین کی عظمت و عوہم تہت کا ملاحظہ نہ کرے اور اپنی شہرت و نمود کے لئے چوڑی اور اخبارت میں جاہل سازشی اشخاص کی طرف سے برائے القاب اور خطاب جو انبیاء کرام و اولیاء اللہ کی شان سے حق ہو بلکہ اس سے بھی بڑھ کر ہوں طبع کر اور عوام الناس کو اپنے ام تریر میں لے لے اور ایسی دھوکہ بازی و فریب کاری کے جال میں نادان مسلمانوں کو پھنسانے کے لئے ایسے امام کے واسطے کیا حکم ہے؟ المستفتی نمبر ۱۴۹۵ مووی مووی کی خان صاحب مدرس مدرسہ حسینیہ دہلی ۵ ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ مطابق ۱۵ جون ۱۹۳۷ء

(جواب ۲۶۹) فتویٰ دینے والے کے لئے لازم ہے کہ وہ عالم صاحب بصیرت نشیر المصالح و سنج المضر احوال زمانہ سے واقف ہو جس شخص میں یہ اوصاف نہ ہوں وہ افتاکا اہل نہیں اور اس کے فتویٰ پر بہانہ تحقیق و تصدیق کے عمل جائز نہیں اور خود اس کو فتویٰ دینا جائز نہیں (۲)

۱. لاں لواحہ عندہ لحواف و لیس دوا الکتابہ و لیس دوا السحتار مع رد السحتار مصب فی احراء صلب
 مدعی و الشی ۶۲ ط سعد ۲۱، لا یسعی لاحد ان یفتی لا من کان هکذا ویرید ان ینکون امینی عدلاً عند
 النکاب و اللہ و اجتہاد لری لا یسعی قد سمعہ و عالمگیرہ الیاب الاول فی تفسیر لادب و لیس
 ۳۰۸ ط ماحدہ کوسہ و فی السامد و المفتی فی الوقایع لا بدله من صرہ اجتہاد و معرفہ و حواہ الناس
 باب ما یفسد الصور و ما لا یفسدہ مصب مبہم ۲/۳۹۸ ط سعد

اگر کوئی مفتی قصداً اور عمداً کسی مسلمان کے خلاف اس کے نام کی تصدیق کے ساتھ غلط فتویٰ صادر کر دے اور مقصود اس کو رسوا اور بدنام کرنا ہو تو ایسا مفتی سخت گناہ گار اور مفتی ہو گا اور اگر فتویٰ میں کسی نام کی تصدیق نہ ہو بلکہ فرضی نام کے ساتھ مثلاً زید و عمر کے نام سے سوال کیا گیا ہو اور مفتی واقعات مندرجہ فی سوال پر حکم شرعی بتائے اور حکم شرعی صحیح ہو تو مفتی پر کوئی الزام نہیں اس میں مجرم وہ لوگ ہوں گے جو اس فتویٰ کو کسی خاص شخص پر چپکا میں کے حال تک اس شخص میں وہ باتیں موجود نہ ہوں جو سوال میں مذکور ہیں اور جن پر فتویٰ دیا گیا ہے۔ اگر ریو نمود کی نیت سے کوئی شخص اپنی تعریف خود شائع کرے یا کرائے تو وہ گناہ گار ہے، محمد کفایت مددکان اللہ لاہور دہلی

دینی مسئلہ بغیر علم کے بتانا سخت گناہ ہے،

(سوال) متعلقہ ذمہ داری مفتی

(جواب ۲۷۰) مذہبی مسئلہ بغیر علم کے من گھڑت بتانا بڑا گناہ ہے اس سے لوگوں کو مسد نہیں پہنچنا چاہیے اور اس کے بتانے والے مسئلہ پر جب تک کوئی عالم تصدیق نہ کرے تک عمل نہیں کرنا چاہیے (۳) محمد کفایت اللہ مددکان اللہ لاہور دہلی

فتویٰ کو بلا وجہ نہ ماننا موجب فسق اور بعض صورتوں میں موجب کفر ہے

(سوال) جو شخص فتویٰ کو نہ مانے اس کا کیا حکم ہے؟ المستفتی نمبر ۱۵۹۱ جلال الدین صاحب (صدر) ۳ جمادی دوم ۱۳۵۶ھ مطابق ۱۲ جون ۱۹۳۷ء،
(جواب ۲۷۱) جو شخص بلا وجہ فتویٰ کو نہ مانے وہ فاسق ہے اور اگر وہ کوئی معقول وجہ بیان کرے تو چہ اس وجہ پر غور کیا جاسکتا ہے (۴) محمد کفایت اللہ مددکان اللہ لاہور دہلی

ایضاً

(المجمعیت مورخہ ۲۴ دسمبر ۱۹۲۵ء)

(سوال) جو شخص سامان اہل سنت و اجماع کے فتویٰ سے انکار کرے اس کے کیا حکم ہے؟

(۱) عن ابی ہریرۃ قال: قال رسول اللہ ﷺ: من افتی بعیر علمہ کان اثمہ علی من افناه (سنن ابی داؤد، باب التوقی فی الفتی ۱۵۹/۲ ط امدادیہ ملتان)

۲. قال النبی ﷺ: من سمع سبع ائمہ و من بری برئہ صحیح لبحاری باب لرب، والسمع ۲ ۹۶۲ قديمی کتب خانہ کراچی)

۳. من فی الدن و لیس دھل بنوی فیہ نہ و حدیث غلام سوافیس ۴ ۱۶۶ ط دار الکتب العلمیہ بیروت،
۴. دا ح، حد الحصص الی صاحبہ بنوی لاسہ فضل صاحبہ لیس کما افتوا لاول لا عمل بہد کاب عند التعریر (عالمگیریہ منها ما یتعلق بالعلم والعلماء ۲/۲۷۲ ط محدثہ کوئٹہ)

(حوا ۲۷۲) فتویٰ سے میرا کہہ رہا تھا کہ فاسق و فاسقہ کو جو بابت ہے اس سے کہہ دیا جائے گا کہ وہ بے ایمان ہے۔ فتویٰ کا یہاں سے نہ چاہیے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

بغیر علم کے مسئلہ بتانا گناہ ہے

(جمعیت مورخہ ۲ اکتوبر ۱۹۲۶ء)

سوال (جو شخص غیر علم کے مسئلہ بتائے اس کا حکم ماننا چاہیے یا نہیں؟)

(حوا ۲۷۳) بغیر علم کے مسئلہ بیان کرنا گناہ ہے (۱) اور لوگوں پر بھی ایسے شخص کی بات ماننا ضروری نہیں اگر صحیح مسئلہ بتائے تو مان لینا چاہیے لیکن صحت میں شک ہو تو کسی عام سے تصدیق کرینی چاہیے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

جواب کے آخر میں ”وہ علم“ لکھنا عام کا طریقہ مسلوکہ ہے اس سے جواب مشکوک نہیں ہوتا

(جمعیت مورخہ ۲۸ اکتوبر ۱۹۳۳ء)

سوال (اگر کوئی عام صاحب کی یہ مسئلہ کا جواب جس کو اللہ تعالیٰ نے یا اس کے رسول اللہ نے بتا دیا اور وہ اس میں غلطی ہو جائے اور آخر میں وہ علم یا صواب لکھ دے یا یزیدی جواب بتا کر آخر میں یہ کلمہ کہہ دے تو کیا یہ سمجھا جائے کہ عالم صاحب کو اس مسئلے میں شک ہے۔)

(حوا ۲۷۴) وہ علم یا صواب لکھنا یہ کہنا عام کے رہنمائی کا طریقہ مسلوکہ ہے اور اس سے ان کے بتا دینے کی تائید ہوتی ہے نہ کہ یہ ثابت ہوتا ہے کہ خود عام صاحب اس میں شک ہے بہر حال یہ فقرہ اس لئے کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا علم ہر چیز اور ہر صواب بات پر محیط ہے اور اس کا اقرار مؤمن کا وظیفہ ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

غیر قاضی کا فیصلہ قضاء نہیں

سوال (زید نے اپنی زوجہ کو طلاق دی اور اس کے بعد اس کی زوجہ نے ایک مولوی صاحب کے پاس حوالہ قحمت کے لئے زونے کے پتے کی سے طلاق دی ہوئی ہے لیکن ان کی گواہی سے پہلی طلاق ثابت نہ

۱۔ رجل عرض عليه حصة فزى لاسمه فردھا قبل بکفر لانه رد حکم الشرع، عالمگیری ص ۱۶۶ ط ۱۶۶ الکتاب العنصری ص ۱۶۶ ط ۱۶۶

۲۔ من اقصیٰ لدس و بیس ماہل بشوی فہو نہ عاص (اعلام سلفی ۴ ۱۶۶ ط ۱۶۶ الکتاب العنصری ص ۱۶۶ ط ۱۶۶) ۳۔ رد حوا ۲۷۲ ط ۲۷۲ عالمگیری ص ۱۶۶ ط ۱۶۶ الکتاب العنصری ص ۱۶۶ ط ۱۶۶

ہوئی اس نے مولوی صاحب نے فیصلہ کیا کہ پہلی طلاق ثابت نہیں اس لئے جب تک عدت نہ
 نذر نکاح جائز نہیں اس فیصلے کے بعد اس عورت نے اور گواہ اسی مولوی صاحب کے پاس پیش کئے
 کہ زید نے پہلے طلاق دی ہوئی ہے اس کے بعد اسی مولوی صاحب نے دوبارہ یہ فیصلہ کیا کہ پہلی طلاق
 ثابت ہے اور عدت جاری ہے کی بھی درمیان میں موجود ہے ہذا اب جدید عدت کی ضرورت نہیں وہ جس
 پر ہے نکاح کر سکتی ہے اس پر دوسرے مولوی صاحب نے کہا کہ یہ ثانی فیصلہ غلط ہے کیونکہ پہلے ایک
 دفعہ قضاء ہو چکی اب ثانی فیصلہ سے قضاء اوں کا اجازت آتا ہے اور یہ جائز نہیں اور درمیان میں اس
 عبارت کو پیش کیا - قضی القاضی سبۃ فی حدیثہ نہ قال رجعت عن قضائی او مداعیر دلت
 او وقعت فی تلبیس الشہود او ابطال کما لا یقع تو یہ اب مولوی صاحب کا فیصلہ صحیح ہے یا
 ثانی کا امتناع صحیح ہے اور اس عورت کا نکاح بغیر عدت جدید کے ہو سکتا ہے یا نہیں اور یہ موجودہ زمانہ
 کے علماء کے فیصلوں کو فقہ میں بین ردہ احکام قضاء پر قیاس کر سکتے ہیں؟ اور اگر زوج خود بھی اس
 صورت میں بعد اطلاق جدید قرار کرے کہ میں نے پہلے طلاق دی ہوئی ہے اور اس کی عدت نذر چکی ہے
 یہ اس کے قوں کا بھی اعتبار ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۱۵۰۴ حافظ محمد خلیل صاحب مدرس مدرسہ
 ہاشمیہ سجاول (ضلع کراچی)

(جواب ۲۷۵) اول تو مولوی صاحب قاضی نہیں کہ ان کے فیصلے کو قضاء قرار دیا جائے دوسرے یہ
 کہ محض عورت کے گواہوں کو ناقابل اعتماد قرار دینا کہ پہلی طلاق ثابت نہیں یہ فیصلہ ہی
 صحیح نہیں کیونکہ گواہوں کے نہ ہونے یا قابل اعتماد نہ ہونے کی صورت میں مدعیہ یعنی زون کی بیعت پر
 فیصلہ کرنا تھا، اس کا سوال میں ذکر نہیں پس مولوی صاحب کا یہ کہنا کہ پہلی طلاق ثابت نہیں قضاء
 نہیں ہے اور دوسری بار یہ کہنا کہ پہلی طلاق ثابت ہے یہ بھی قضاء نہیں کیونکہ مولوی صاحب قاضی نہیں
 ہیں یہ دونوں فیصلے محض ان کے خیال اور مشورے ہیں عورت دینا جس امر کو حق سمجھے اس پر عمل
 کر سکتی ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ له۔

ایک شخص مدعی نکاح ہو عورت اور اس کے والد منکر ہوں تو کیا حکم ہے؟
 (سوال) ایک استفتا اور اس کا جواب نامہ مصطفیٰ شاہ ساکن راولپنڈی نے شائع کیا ہے اس میں مسماۃ شاہ
 جہاں بیگم دختر منشی عبدالرحمن نے اپنے نکاح کا جواب مستفتی غلام مصطفیٰ شاہ نے یہاں اس کی صحت

(۱) مطلب لا یصح رجوع القاضی عن قضائہ الا فی ثلاث ۵ ۲۳ ط سعید

۲ فان حدث فی وجود الشرط یثبوت بعمہ العدمی والقرن لدمع بیسین لا ذکرہ اصلاقی سور و سرحد
 باب التعلیق مطلب اختلاف الروحین فی وجود الشرط ۳ ۳۵۶ ط سعید

۳، زاد حسمع من مدعی علی رجل و جعودہ و صیب نفسی فمابینہم لا یصر و صاب و عسکریہ باب رجوعی
 فی التقليد والعلول ۳ ۳۹۵ ط ما حدیہ کونہ

سے شاہ جہاں ننگم اور اس کا والد فٹشی عبد ارجمن دونوں انکار کرتے ہیں چنانچہ ان کے تحریری بیانات شائع ہو کر عوام الناس میں تقسیم ہو چکے ہیں یہ شاہ جہاں ننگم کا کسی دوسری جگہ نکار نہیں ہو سکتا؟

(جواب ۲۷۶) اس استفتائی حیثیت بھی وہی ہے جو اس استفتا و فتویٰ کی تھی جو غلام مصطفیٰ شاہ کی طرف سے شائع کیا گیا تھا اور باہر کے لوگوں کے لئے اس کی بھی صحت معلوم کرنے کا وسیعہ مسدود ہے اور شخصیں ناموں سے استفتا کرنا اور شخصیات کے متعلق جواب دینا آداب استفتا و افتاء کے خلاف ہے لہذا غلام مصطفیٰ شاہ اور شاہ جہاں ننگم کے معاملے کے متعلق کوئی جواب نہیں دے سکتے صرف اتنا ہی کہہ سکتے ہیں کہ اگر غلام مصطفیٰ شاہ کا بیان صحیح ہے تو نکار ہو گیا ہے اور اگر فٹشی عبد ارجمن اور شاہ جہاں ننگم کا بیان صحیح ہے تو غلام مصطفیٰ شاہ کی طرف سے بہتان ہے اور عزت و ناموس کی توہین کی گئی ہے اس کا فیصلہ کسی ثابت مسلم و یقین کے سامنے ہو سکتا ہے کہ کس کا بیان صحیح اور کس کا غلط ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لمہ مدرسہ امینیہ دہلی۔

كتاب الطهارة

پہلے باب

حوض اور کنویں کے احکام

بحری کنویں میں گر کر مر جائے تو تمام پانی نکالنا ضروری ہے۔

(سوال) ایک بحری کنویں میں کرتے ہی مرغی و اس کی ناک سے خون وغیرہ بھی نکلا آہٹھنے کے بعد نکالی گئی اب کنویں میں سے کس قدر پانی نکالنا چاہیے۔ بیوا بالدلیل

(جواب ۲۷۷) یہ کنواں ناپاک ہو گیا اس کا تمام پانی نکالنا چاہیے بحری کا مر جانے سے کنویں و ناپاکی کے لئے کافی تھا پھر خون کا نکلنا اور پانی میں مخلوط ہو جانے سے دوسرا سبب بھی ناپاکی کا باعث ہو گیا واللہ اعلم محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ شہری مسجد دہلی۔

کنویں میں بحری یا اونٹ کی کتنی میٹنیاں رجا نہیں تو ناپاک ہوگا۔

(سوال) کنویں میں بحری یا اونٹ کی میٹنیاں رجا میں اور ٹوٹ نہ جائیں تو کتنے عدد تک پانی پاک رہتا ہے اور کب ناپاکی کا حکم دیا جائے گا؟ بیوا تو جروا

(جواب ۲۷۸) کنویں میں اونٹ کی میٹنی گری ہو یا بحری کی۔ ٹوٹی ہو یا نہیں سہار پانی نکالنا چاہیے۔ واكثرهم على انه وفيه ضرورة و ملو لا ينحس والا يحس (رد المحتار) باتے اس کی جگہ ضرورت و ارتباط سے ہو جس سے حفاظت مشکل ہو تو وہاں دو چار میٹنیاں ثابت نکلنے سے ناپاکی کا حکم نہ دیا جائے گا (۳) واللہ اعلم محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

پیشہ دار کنواں ناپاک ہو تو بھی موجود تمام پانی نکالنا ضروری ہے۔

(سوال) مونا وری نے اپنی کتاب "رکن دین" میں لکھا ہے کہ جو کنوئیں سوت و رتہ کے جس کا پانی بھی ٹوٹتا نہ ہو اس کا تمام پانی نکال دیا جائے جو اس کا یہ فتویٰ دے کہ اس کا پانی دو سو سے تین سو ذوال تک نکالا جائے وہ بڑی غلطی پر ہے کیونکہ یہ فتویٰ امام محمد نے خاص کر بغداد کے کنوئیں کے بارے میں لکھا تھا۔ تین سو ذوال میں عمود دو سو سے تین سو ذوال تک پانی تھا یا مونا وری صاحب کا یہ حکم صحیح ہے یا نہیں؟

۱۔ و ل مات فیہ شہد برح جمیع ما فیہا من الماء (ہدایۃ۔ فصل فی البئر ۱/۳۱) مکتبہ شریکۃ عیسویہ

(۲) فصل فی السرب مصدب فی تعریف الاستحسان ۱/۲۲۱ ط سعید

۳۔ و ہ کاں صلب بحر بحر لایل و لعمہ ذکر فی لاصل ہ نفس ہ بحس الماء فی لواقع و لکثر و فی الاستحسان ہ کاں قبل لا یحس و ہ کاں کثر بحس و ہ نفس ہ برطب و لیس و لصحیح و المکسر بدائع الصنائع و اما بیان المقدار الذی یصور بہ المجل بحس ۱/۷۶ ط سعید

(جواب ۲۷۹) سختی ہے کہ تمام پانی نکال دیا جائے، دو تین سو سوال نکالنا کافی نہیں ہے، اللہ اعلم

نویں میں پیشاب کا وحشیہ کر جائے تو تمام پانی نکالنا ضروری ہے۔

(سوال) پیشاب کا وحشیہ مسجد سے کنویں میں بریا اور کنویں مذکورہ میں پانی ۲۵ کنوئیں سے ۱۰ عرصہ ۴ ماہ سے بند پڑا ہے نمازیوں کو سخت تکلیف ہے۔

(جواب ۲۸۰) صورت مسئلہ میں کنویں کا تمام پانی نکالنا ضروری ہے، اور پانی توڑنا یا نہ دہری نہیں بلکہ موجودہ پانی نکل جانا چاہیے جس کی صورت یہ ہے کہ ایک خاص کیفیت سے ایک گھنٹہ اس کا پانی نکال دیا جائے۔ یہ تمام باتیں اس کیفیت سے تھنوں تک پانی نکالیں کہ ۲۵ کنوئیں اس حساب سے نکل جائے، اللہ اعلم

محمد کفایت اللہ کان مدہ

کنویں میں جوتا گر جائے تو کیا حکم ہے؟

(سوال) کنویں میں جوتا گر جائے تو کیا حکم ہے؟ المسئفتی نمبر ۵۶۵ مولوی رنجی اس (منبع بلیا) ۵ جمادی الاول ۱۳۵۳ھ مطابق ۶ اگست ۱۹۳۵ء

(جواب ۲۸۱) کنویں میں پاپ جوتا گر جائے تو کنواں پاپ ہے اور یقینی طور پر یا نہیں غالباً پاپ ہے نہ تو کنواں ناپاک ہو یا جوتا نکلے یا نہ نکلے کنواں حسب قاعدہ پاپ ہو سکتا ہے تمام موجودہ پانی نکال دیا جائے تو کنواں پاک ہو جائے گا۔ محمد کفایت اللہ کان مدہ۔

۱. و ان تعدد برح کنہا لکونہا معہ مقدار ما فیہا وقت ساء البرح فله الحسی سور الانصار و سورہ البقرہ المختار مع ردالمحتار فصل فی البر ۲۱۶/۱ ط سعید

۲. ولو وقع فی لبر حرقہ او حسیہ بحسب برح کل الماء (المقادی الخاصہ علی هامس الفتاویٰ النجدیہ و ما من بعدہ ماء البر ۹/۱ ط ماحدیہ کوئٹہ)

۳. وان کانت البر معیہ بحسب لا یسکن برحہا اجر حو مقدار ما کون فیہا من الماء و طریق معرفہ بہ تحفر حفر من موضع الماء من سر و یصب فیہا ما برح مہا لی ان یسلی او یرسل فیہا قصہ و یجعل المصبع ساء علامہ ہم برح مہا ملاء عشر دلو بعد الغسل فتطرحہ انفس برح لکن قدر مہا عشر دلو ا ہدیہ فضل فی اسر ۱۳۹ ط مکتبہ شرکت علمیہ ملتان)

۴. ولو وقع فی اسر حسیہ بحسبہ او قطعہ برح برح و بعدہ اجر احبہا و بعیت فیہا طہرت الحسیہ والیوب تعالطہارۃ البر (عالمگیریہ الباب الثالث فی المیاہ ۲۰/۱ ط ماحدیہ کوئٹہ)

۵. اد وقعت فی البر بحسبہ برح و کون برح ما فیہا من الماء طہارۃ لہا ا ہدیہ فضل فی لبر ۱۱۱ ط مکتبہ شرکت علمیہ ملتان)

کنویں کے قریب نجس پانی ہو تو جب تک کنویں کے پانی کا رنگ یا بو یا ذائقہ تبدیل نہ ہو کنواں پاک ہے۔

(سوال) ایک مسجد کے قریب ایک کنواں ہے اس کے قریب سا ہوا ایک کڑھا ہے جس میں سب جائے ضرورت بھی کرتے ہیں اور اسی کے مٹا ہوا برسات کے زمانے میں یہ کڑھا میں جمع ہوتا ہے جب زیادہ بارش ہوتی ہے تو کڑھے سے جب زیادہ پانی ہوتا ہے تو تھوڑا بہت یہ جاتا ہے ورنہ سب انی کڑھے میں جمع رہا کرتا ہے بدھ سیاہ پانی ہو جاتا ہے اور کندی پھیلتی ہے اور کنواں پا ہوتا ہے جو اس کے اندر بھی اس کا سوت جاتا ہے اس حالت میں اس کنویں کا پانی پاک ہے یا ناپاک؟ اس سے وضو اور غسل درست ہیں یا نہیں؟ محض آدمی کہتے ہیں کہ مزہ میں بھی فرق معلوم ہوتا ہے؟ المستفتی نمبر ۶۰۶ مبداء الغنی ذی (ضلع موگھیر) ۱۱ جمادی الثانی ۱۳۵۶ھ مطابق ۱۰ ستمبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۲۸۲) اگر اس کڑھے کا نجس پانی کنویں میں جاتا ہے یا نجاست کا رنگ یا مزہ پانی میں ظاہر ہوتا ہے تو کنواں ناپاک ہے اور اگر پانی کنویں میں نہیں جاتا یا نجاست کا رنگ یا مزہ پانی میں ظاہر نہیں ہوتا تو کنواں پاک ہے۔ کڑھے کا کنویں کے قریب ہونا پانی کے مزے میں کچھ فرق معلوم ہو سکتا ہے وہ فرق ایسا نہ ہو کہ اس کو نجاست کا مزہ قرار دیا جاسکے تو اس سے کنویں کی ناپاکی کا حکم نہیں دیا جائے گا۔ فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ

جب تک ناپاکی کا یقین نہ ہو محض ہندو کھٹیک کے پانی بھرنے سے کنواں ناپاک نہ ہوگا۔
(سوال) جہاں ایک ہی کنواں ہو اور اس سے ہندو کھٹیک وغیرہ پانی بھرتے ہوں جو نجاست کا کوئی خیر نہیں رکھتے ایسے کنویں سے مسلمان پانی بھریں یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۱۵۹۱ ابدال الدین صاحب (ضلع حصار) ۳ جمادی الاول ۱۳۵۶ھ

(جواب ۲۸۳) جہاں ایک ہی کنواں ہو اور اس سے ہندو کھٹیک وغیرہ بھی پانی بھرتے ہوں تو وہاں وجہ ضرورت اور عموم بدوی کے مسلمان بھی پانی بھرتے ہیں اور جب تک نجاست کا یقین نہ ہو جب اس وقت تک پانی استعمال کر سکتے ہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ دہلی

۱، بر ماء ذی کرب لیسر الحسد فہی صہرہ مہہ سہر طعمہ او بوند و ریحہ کد فی لظہرہ
الثالث فی المیاء ۲۰/۱ ط ماحدیہ کونہ

۲، ولا یقدر ہذا بالدرغاب حتی اذا کان بیہما عشرہ درغ وکان بوحد فی السرائر البالوغہ فماء السرائر وکان بیہما دراع واحد ولا بوحد بر البالوغہ فماء سر صہر عسگریہ الباب الثالث فی لمیاء ۲۰/۱ ط ماحدیہ کونہ

۳، ولو ادخل الکفار أو الضالہ اندہم لا یسحس اذا لم یکن سنی اندہم بحاسہ حنہد حتی تسد فیس فی احکام الحیض ص ۱۰۳ ط سہل اکدمی لاہور

وہ درودہ کنواں جو تا کرنے سے ناپاک نہ ہوگا۔

(سوال) ریست دو جانہ میں ایک باؤلی ہے جس کا طوں ساڑھے گیارہ ہاتھ اور عرض ساڑھے گیارہ ہاتھ ہے (ہاتھ انگریزی نر کا نصف ۱۸ انچ کا مانا گیا ہے یعنی کھنی کی ہڈی سے وسطی کے ناخن تک) ہرنی پانی کی بہت ہے یعنی ۱۵ ہاتھ کے قریب۔ تو یہ پانی مسلمان یا کسی غیر قوم کی جوتی گر جانے سے ناپاک ہو سکتا ہے یا نہیں اور اس پیمائش کے باؤلی حوض کبیر کی حد سے بھی زیادہ ہے یا نہیں مکرر عرض ہے کہ باؤلی پورے گول نہیں۔ المستفتی نمبر ۱۶۷۱ مرزا محمد حمید الدین صاحب (رہنمائی) ۱۱ جمادی الاول ۱۳۵۶ھ مطابق ۲۰ جولائی ۱۹۳۷ء

(جواب) (از نائب مفتی مولوی حبیب الرحمن) اس باؤلی مذکور کی مقدار درودہ حوض سے بھی زیادہ ہے لہذا باؤلی وجہ گر جانے ناپاک جوتی وغیرہ کے ناپاک نہیں ہوگی بلکہ بدستور سابق پاک ہی رہے گی فقط والتداعی۔ اجابہ وکتبہ حبیب الرحمن مفتی عند نائب مفتی مدرسہ امینیہ دہلی

مستور قدس علی جناب مولانا مولوی کفایت اللہ صاحب مفتی اعظم ہند دامت فیوضہم السلام میکم۔ اس خطا کار سے گزارش کرنے میں وجہ بیان ایک شخص کے صرف یہ غلطی ہوئی ہے کہ اس باؤلی کو چوکور لکھ دیا ہے حالانکہ یہ باؤلی گول ہے جس کا قطر ساڑھے گیارہ ہاتھ ہے حوض کبیر کا رقبہ ۱۰ اور ۱۰ کے حساب سے ۱۰۰ ہاتھ ہوتا ہے اور گول $\frac{1}{4}$ ہاتھ قطر کے حساب سے $\frac{1}{8}$ ہاتھ رقبہ ہوتا ہے یعنی کھپائی کی تو اس صورت میں بھی باؤلی مذکور ہا حوض کبیر کی حد سے زیادہ ہوگی اور پاک ہی رہے گی یا نہیں؟

(جواب ۲۸۴) (از حضرت مفتی اعظم) جب پانی کی سطح کا رقبہ سو ذراع (ایک ذراع ۱۹ انچ کا) سے کم نہ ہو تو وہ باؤلی درودہ حوض کبیر کے حکم میں ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ بہ دہلی

بہشت پہلو حوض کا رقبہ درودہ کے رقبہ کے برابر ہو تو حوض کبیر کے حکم میں ہے۔ (سوال) ایک حوض وضو کرنے کے لئے بہشت پہلو بنایا گیا ہے جس کا اندرونی رقبہ بھی پانی کا حصہ ساٹھ فٹ ہے اور درودہ حوض کا بھی پیمائش کی رو سے پانی کا حصہ ساٹھ فٹ ہی ہوا کرتا ہے غرض پانی کا حصہ اس بہشت پہلو حوض کا مربع حوض کے باطل برابر بلکہ پیچھے زائد ہے بہشت پہلو حوض کا بہ پہلو ساڑھے سات فٹ طور اور مربع درودہ حوض ۵۶ ضلع پندرہ پندرہ فٹ ہوتا ہے تو یہ صورت میں اس بہشت

۱۔ واداء كذا الحوض عشرة في عشر فهو كسر لا يسمي بوفوع الحاسة اذا لم يزلها اثره حسی كبر

فصل فی احكام الحيض ص ۹۸ ط سہیل اکیڈمی لاہور

۲۔ بحوض اذا كذا عشر في عشر اي طوله عشرة اذراع وعرضه كذا فكون واحد سواء مائة ذراع حسی

کبر۔ فصل فی احكام الحيض ص ۹۷ ط سہیل اکیڈمی لاہور

پہلے خوش سے، نہ نہ کہہ رہا تھا۔ یہ نہیں؟ المستفتی نمبر ۷۸۰ حافظ محمد یعقوب پلہ شیش۔ ۱۰ مئی ۵
رجب ۱۳۵۶ھ مطابق ۲۱ ستمبر ۱۹۳۷ء۔

(جواب) (از کتاب مفتی محمد وحی حبیب نرسینی) خوش مرغ درود کے سوال اور اشغال کے خوش مرغ
مقدار میں خوش مرغ درود کے برابر ہوں تو ان کا حکم بھی خوش مرغ درود کا ہی ہوتا ہے ہذا بہشت پسہ
خوش مرغ قوم سے وضع برناج ہوگا وہ قوت نجات سے یہ خوش ناپاک نہ ہوگا ولولہ طول لا عرص
لکھ یبلغ عشر فی عشر جاز تیسرا (درمختار) فتویٰ شامی میں اس کے متعلق یہ ہے (قولہ
حار یسیرا) ای حار الوضو مدہ ساء علی بحاسة الماء المستعمل او المراد حار وان
وقعت فیہ بحاسة الح (ردالمحتار ۱ ج ۱ ص ۱۴۱) احادیث و کتبہ حبیب المرسلین کتاب
مفتی مدر۔ امینیہ دہلی

(جواب ۲۸۵) (از حضرت مفتی اعظم نور احمد قادری) جب کہ خوش مرغ درود خوش مرغ
کے برابر ہو تو اس کا حکم درود کے موافق ہوگا خواہ غسل پتہ بھی ہو مرغ خوش جب کہ اس کی بہت
دافت ہو تو اس کا رقبہ ۲۲۵ مرغ نہ ہوتا ہے اتنی رقبہ جس غسل میں پورا ہو جائے اس کا حکم اس مرغ
خوش کے حکم کے موافق ہوگا۔ مفتی محمد کفایت اللہ کان اللہ ولی

(۱) کنویں میں عورت سر کر زندہ نہال لی جائے تو کنواں پاک ہے

(۲) کنویں میں پیشاب کیا گیا ہو تو تمام پانی نکالنا ضروری ہے۔

(سوال) (۱) ایک عورت حاملہ ہے اور غسل قریب آٹھ ماہ کا ہوا کہ اسی حرمہ میں پتہ بیٹ میں مر گیا
جس کے صدمہ سے وہ زیادہ بیمار ہو گئی یہاں تک کہ اس کے ہوش و حواس نا درست ہو گئے رات کے
وقت اسے دروازہ شروع ہوا وہاں پر ایک کنویں میں برہنہ سر پڑی معلوم ہونے پر وہ زندہ کنویں سے نکال
لی گئی کنویں سے نکلنے کے بعد ۲۴ گھنٹے کے درمیان میں مر رہا پتہ پیدا ہوا اور عورت مذکورہ تقریباً
۳۶ گھنٹے کے بعد انتقال کر گئی یہ حالت میں کنویں کا پانی کس طریق پر پاک ہوگا؟

(۲) ان کنویں میں جس کا پانی نکال دیا گیا ہے ایک دوسرا شخص جو دیوانہ اور پاگل ہے پاگل پن کی حالت
میں اس نے کنویں میں پیشاب کیا اور اس کی قریب آٹھ ماہ کے بعد جب وہ پتہ اچھا ہوا یہ وقت آتا ہے کہ
میں نے کنویں میں پیشاب کیا ہے تو ایسی حالت میں کنواں کس طریق پر پاک ہوگا؟ المستفتی نمبر
۱۹۱۹ بہار رخس صاحب۔ میر رمضان ۱۳۵۶ھ مطابق ۶ نومبر ۱۹۳۷ء۔

(جواب ۲۸۶) (۱) عورت کے گرنے اور زندہ نکال بیٹنے سے تو کنواں ناپاک ہی نہیں ہوا۔
(۲) ہاں پیشاب کرنے کی وجہ سے (اگر پیشاب کرنا ثابت ہو) کنواں ناپاک ہو اور سر پانی نکال دینے سے پاک ہو جائے گا یعنی موجودہ تمام پانی نکل جانا کافی ہے (۱۰) محمد کفایت اللہ کان اللہ لا یبطلی

کنواں چھپکلی کے گر کر مرنے یا پھولنے پھٹنے سے ناپاک نہیں ہوتا۔

(سوال) جس چہ میں چھپکلی مر جائے تو کتنے دن نکالنے چاہئیں اور اگر پھٹ جائے یا پھول جائے تو کل پانی نکال جائے گا یا نہیں کیونکہ صاحب قدوری ۱۲ یوں فرماتے ہیں فان ماتت فیہا فارة او عصفورة او صعرة او سودانية او ساء ابرص (جس کے معنی سرخ اللغات میں چلپا سہ و بہد کی ٹمکنی و چھپکلی کے کہتے ہیں) نزح منها ما بین عشرين دلوأ الى ثلثین یہ صرف اس کے لئے ہے جو مر جائے اور اگر پھٹ جائے یا پھول جائے اس کے لئے صاحب مذکور یوں فرماتے ہیں وان انتفح الحيوان او تفسح نزح جميع ما فیہا من الماء صعر الحيوان او کسور، اب دریافت طلب یہ امر ہے کہ بعض دوسرے چھپکلی میں دم سائل نہیں بتاتے جب دم سائل نہیں تو چھپکلی کو چوبال اور چڑیا کے حکم میں کیوں رکھا نیز چھپکلی میں دم سائل نہیں تو نجس ہونے میں تو کوئی کام نہیں کیونکہ سابق علما کیا محقق نہ تھے نیز جو سلف کے اقوال کو (جن کی بدولت ہم تک یہ بلم پڑی ہے) قول کو یوں نہیں کہ ان کا قول اتمام حجت نہیں یہ اغماظ ان کی شان میں بجا کتخی و توہین ہے یا نہیں نیز توہین و گستاخی کرنے والے کا یہ حکم ہے کیونکہ وہ یوں کہتے ہیں کہ حدیث میں ہے ہاں امید ہے کہ مدلل و مفصل جواب سے مستفیض فرما کر عند اللہ ماجور ہوں گے کہ اس صورت میں چاہے کیا حکم ہو گا۔ المستفتی نمبر ۲۶۰۵ محمد احمد ولد نیاز احمد (دہلی) ۱۲ ربیع الثانی ۱۳۵۹ھ مطابق ۲۱ مئی ۱۹۴۰ء

(جواب ۲۸۷) چھپکلی میں دم سائل نہیں ہے اس لئے اس کے پانی میں مرنے یا پھولنے پھٹنے سے پانی ناپاک نہیں ہوگا اس کی دلیل بھی فقہ کی کتابوں میں صاف طور پر لکھی ہے۔ و موت ما لیس له نفس سائلة لا یسجس الماء یعنی ایسے جانور کا پانی میں مر جانا جس میں دم سائل نہیں پانی کو ناپاک نہیں کرتا پس اس قدمے کے ماتحت سائل جس سے کوئی ایسا جانور مراد ہو سکتا ہے جس میں دم سائل ہو مشا۔

۱ وکل حیوان سوی بحیر و لکلب غشی مذکورہ دخرج حیوان من البئر بعد الوطوع و لجان ان قد اصاب الماء فیه فہ یطرد کذلک سورہ طہر و لم یعلم ان غشی بحیة لا یسجس الماء (حلی کبیر فصل فی البئر ص ۱۵۹ ط سہیل اکیدمی لاہور)

۲ وان مالک شہ او بقرہ او غیر ہما مما یوکل لحمہ فی البئر تسجس (حلی کبیر فصل فی البئر ص ۱۶۲ ط سہیل اکیدمی لاہور)

(۳) ص ۹۹ ط سعید

(۴) حوالہ بالا

(۵) ہدایۃ باب الماء الذی یحور بہ الوضوء و لا یحور بہ ۱ ۳۷ ط مکتبہ شرکت علمیہ ملتان

رُت جس میں دم سائل ہوتا ہے سام ابرص میں رُت چھپکی دونوں شامل ہیں جو ہر ذیہ شریعت قدرتی میں سام ابرص کی تفسیر میں الورع الکبیر کی رائے لکھتے ہیں یعنی رُت جس میں دم سائل ہوتا ہے (۱)

جن جانوروں میں دم سائل نہیں وہ اگرچہ حرام ہوں مگر ناپاک نہیں جیسے مکھی جھینگر کہ اگر یہ پانی میں شوربہ میں گر جائیں نہ جائیں تو پانی یا شوربہ ناپاک نہیں ہوگا (۲) محمد کفایت اللہ کا لہذا دہلی

حوض وہ درودہ ہونے کے لئے ۲۲۵ مربع فٹ ہونا کافی ہے خواہ جس شکل میں ہوں! (سوال) بمبئی جیل روڈ ہمدانی میں ایک چھوٹی مسجد بہت پرانی ہے جسکے بعض حصے سید کی وجہ سے گر گئے تھے اب دوبارہ تعمیر ہو رہی ہے اس کے حوض کی حالت یہ ہے کہ چوڑائی میں بارہ فٹ درمبانی میں ۲۵ فٹ اور گہرائی میں ساڑھے چار فٹ ہے اس پر بعض دگوں نے اس وقت اعتراض کیا کہ یہ حوض وہ درودہ کے خلاف ہے ۱۵ فٹ عرض میں اور ۱۵ فٹ طول میں ہونا چاہیے بعض کہتے ہیں کہ ساڑھے سترہ فٹ عرض میں اور ساڑھے ستہ فٹ حوض میں ہونا چاہیے پس زروئے شریعت شریف حوض مذکورہ بالا کی نسبت کیا حکم ہے آیا اس میں وضو جائز ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۲۶۲۸ مفتی محمد صاحب بمبئی نمبر ۸ ۲ جمادی الثانی ۱۳۵۹ھ مطابق ۹ جولائی ۱۹۴۰ء

(جواب ۲۸۸) ۵ فٹ طویل ۱۵ فٹ عرض حوض وہ درودہ ہوتا ہے مگر اس کا مطلب یہ ہے کہ حوض کا رقبہ ۲۲۵ مربع فٹ ہونا کافی ہے یہ لازم نہیں کہ پندرہ فٹ سے ۱۵ فٹ ضرور ہوتا ہو اگر ایک جانب ۱۵ کے بجائے ۲۵ فٹ اور دوسری طرف صرف ۵ فٹ ہو تو یہ وہ درودہ ہوگا کیونکہ رقبہ ۲۲۵ ہو گیا (۳)

پس صورت مسئلہ میں جو حوض کہ بارہ فٹ سے پچیس فٹ ہے اس کا رقبہ ۳۰۰ فٹ ہوتا ہے جو وہ درودہ کے مطلوب رقبہ ۲۲۵ سے ۷۵ فٹ زیادہ ہے تو اس کے جائز حوض ہونے میں کوئی شبہ نہیں موجودہ مقدار تو ساڑھے ستہ فٹ بھی تقیہ ۲۰ فٹ زیادہ ہے۔ محمد کفایت اللہ کا لہذا دہلی

غیر مسلم کو نسل دھلا کر کنوئیں میں داخل کیا جائے تو کنواں ناپاک نہ ہوگا۔

(سوال) کوئی غیر مسلم نہ دھلا کر واپاک پٹ پٹا کر اگر کسی کنوئیں میں کسی ضرورت سے داخل کیا

۱ (قولہ و سام ابرص) و فی الجوہرۃ سند المیم الورع الکسر (الجوہر السمر ۱۸۶ ط ۱۸۵۵ ممد ۵۵۵ ممد ۱) و موب و لیس لہ دم سائل لا یحس لماء ولا عرہ اذ وقع فیہ فمات و مات تم وقع فیہ و دنت ک بقای سعوص والداء والرب بر جمع بواغہر حی کسر فصل فی السمر ص ۱۶۴ ط سہیل اکیدمی لاہور ۱
۳ ولولہ طول لا عرض بکنہ سبع عشر فی عشر حد نیسر بدر المصنار، قال المحقق فی النامہ فوہ لکنہ بیع، کاب یکون طولہ خمسین و عرصہ در عین مثلاً فیہ لوربع صر عشر فی عشر رد المصنار ص ۱۵۵
۱۹۳، ۱ ط سعید

جاء قوس سے کنواں نجس قونہ ہوگا؟ المستفتی نمبر ۲۶۷۶ نجم الحسن رسوی بیتاپور۔ ۱۳۱۳ھ کی
اشانی ۱۳۶۰ھ مطابق ۹ جولائی ۱۹۴۱ء

(حواب ۲۸۹) غیر مسلم کا بدن ناپاک نہیں اور صورت مسلولہ میں کنواں ناپاک نہیں ہوگا
محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

شرعی گز نمبری گز سے ساڑھے آٹھ گرہ کا ہوتا ہے۔

(سوال) شرعی گز کتنا ہوتا ہے؟

(حواب ۲۹۰) شرعی گز نمبری گز سے ساڑھے آٹھ گرہ کا ہوتا ہے، محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ

ہندوؤں کے پانی بھرنے سے کنواں ناپاک نہیں ہوتا!

(سوال) ایک مسجد کے حوض میں ایک کنواں ہے چونکہ اس کا پانی نہایت خوشگوار اور صاف ہے اس
سے تپہ سات برس سے تقریباً دو سو ہندو مسلم اس کا پانی استعمال کرتے ہیں زید کہتا ہے کہ اس کنویں سے
پانی سے مسلمانوں کا وضو نہیں ہوتا ہندوؤں کے لئے اس کا استعمال ممنوع کرنا چاہیے۔ المستفتی نمبر
۲۰۳۴ منشی سید اطاف حسین (ضلع کٹورہ) ۱۲ رمضان ۱۳۵۶ھ مطابق ۷ نومبر ۱۹۳۷ء

(حواب ۲۹۱) مسلمانوں کا وضو نہ ہونے کی کوئی وجہ نہیں ہندوؤں کو پانی سے بند کر دینا ٹھیک نہیں
ہاں ان کو یہ خیال رکھنا چاہیے کہ احتیاط سے پانی پتر آریں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

دو درو درقبہ یا اس سے زیادہ درقبہ کے تاب میں نجاست کا کوئی اثر نہ ہو تو اس سے غسل
اور وضو جائز ہے۔

(از اخبار الجمعية مورخہ ۵ اکتوبر ۱۹۲۹ء)

(سوال) موضع پانی میں ایک ناہی، نام پانچواں فی شہ ہے اُھنی سے قدم اور حائل خوروں کے مکانات
اور پانی کے ٹیلوں سے دیر سے قدم سے فاصلے پر واقع ہے جس میں برسات کا پانی شہ کی کلیوں سے یہ
برسات ہے اور جنٹل سے زیادہ مقدار میں پانی اس میں نہیں آتا۔ کیا اس قدر راستوں اور قبہوں کا

۱، حتیٰ لو عملوا فی الکفر فوقع فیہم من ساعدہ لا یوجہ فیہا سی رد لمحار فصل فی ۱ ۲۱۴ ط
(سعد)

۲، المعصر فی الدرر لکروس وهو سبع فصول حتی کسر فصل فی احکام الحیاض ص ۹۸ ط سہیل
(اکدمی لاہور)

۳، ولو دخل الکفر او الصلاد مدہ لا یجوز ادالہ بکن علی الدنہ بحاسہ حقیقہ حتی کسر فصل فی
احکام الحیاض ص ۱۰۳ ط سہیل اکدمی لاہور

پانی اسٹائی میں ضرور آتا ہے اور صحن خوروں کے مکانات کے پاس کوڑا اور نمد ظت وغیرہ لگا ہوا ہے اور اس ڈھیر میں مردار جانور مشابہتے سور وغیرہ کی ہڈیاں پڑی رہتی ہیں اس کا پانی بھی اسی ناؤی میں جاتا ہے اور رقبہ ناؤی کا وہ درودہ سے بہت زیادہ ہے ایسے پانی سے وضو غسل وغیرہ جائز ہے یا نہیں؟
(جواب ۲۹۲) اگر اس تالاب کا رقبہ وہ درودہ سے زیادہ ہے اور اس کے پانی میں نجاست کا کوئی اثر نہیں ہے صاف شفاف پانی ہے تو اس سے وضو اور غسل جائز ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ ولی

چشمہ دار کنواں ناپاک ہو تو اس میں موجود تمام پانی نکالنا ضروری ہے۔
(از اخبار الجمعۃ مورخہ ۵ جون ۱۹۳۳ء)

(سوال) ایک کنواں جس کا اسکوائر یعنی رقبہ سولہ فٹ دو انچ ہے اس میں ایک ڈھیر دوسو ہڈیاں ہیں وہ بجائے اینٹ کے خشک تھگر گیا جس کی وجہ سے کنواں ناپاک ہو گیا کنویں میں پانی کی آمد بہت ہے ٹوٹ نہیں سکتا اس میں بھرہ فٹ پانی ہے جبکہ نہیں ہے مگر پھر بھی دو کوس جوتیں تو بھی چار فٹ پانی رہتا ہے ہم نے تین سو ڈول نکال کر پانی کو استعمال کر لیا ہے۔

(جواب ۲۹۳) جب کہ پانی ٹوٹ نہ سکے تو موجودہ پانی نکال دینا کافی ہے یعنی جتنا پانی موجود ہے وہ نکال جائے اور نیا پانی آتے رہنے کی وجہ سے نہ ٹوٹے تو مضائقہ نہیں صرف تین سو ڈول نکالنا کافی نہیں ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ ولی

وہاں سے تنگ ندر سے شادو حوض میں نجاست گر جائے تو اس سے وضو کا حکم۔
(از اخبار الجمعۃ مورخہ ۱۶ ستمبر ۱۹۳۳ء)

(سوال) حوض اوپر سے تنگ ہے ورنہ ندر سے شادو بہ ڈاٹ کھلی نہیں نظر آتی بلکہ ڈھلی ہوئی ہے پانی وہاں سے تو اس حوض میں وضو ہو سکتا ہے یا نہیں؟
(جواب ۲۹۴) اگر حال ہو پانی مقدار شعلی سے کم ہے تو اس سے وضو اس وقت تک کیا جاسکتا ہے جب تک کوئی نجاست اس میں نہ پڑے نجاست پڑنے سے وہ حوض ناپاک ہو جائے گا (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ ولی

۱ ودا کتاب الحوض عشر فی عشر فہو کسر لا شحس بوقوع لحاسہ ادا لہ برلہا اس حسی کسر فصل فی احکام الحیاض ص ۹۸ ط سہیل اکبدمی لاہور

۲ وبتعد برح کلہا بکوبہا معہ فہو وف ساء والبرح والہ الحسی تویر الانصار و شرحہ بدر المختار مع رد المختار فصل فی البر ۱ ۲۱۴ ط سعید

۳ ودا کتاب الحوض فی من عشرہ فی عشرہ واستعد عشر فی عشر اور اکثر فوفع فہو بحاسہ فی عسی لحوض حکم بحاسہ لاعنی بہ بقتل اساء و تنہی الی موضع ہو عشر فی عشر ولا صح اند بحور لوصوہ والا غسال فیہ (عالمگیریہ الباب الثالث فی المیاء ۱۹۱ ط ماحدیہ کوئٹہ)

کنویں میں مرا ہوا کتا گر جانے تو تم پانی نکالنا ضروری ہے۔
(از اخبار الجمعۃ مورخہ یکم اگست ۱۹۲۹ء)

(سوال) ایک کتا زہم کی گونڈا لے کر مر گیا اس کو کسی بڑے نے مسجد کے کنویں میں ڈال دیا تین روز کا مل وہ کنویں میں پڑا رہا پھر چھوٹا گیا کسی کو خبر نہ ہوئی تین روز بعد وہ کتا کنویں سے نکلا گیا مسجد کے پیش امام صاحب نے صرف پچاس ڈول جس میں چھ سیر پانی آتا ہے نکلوا دیے پانی مسجد کے حمام وغیرہ میں ور محض میں استعمال ہو تا رہا پچھ روز بعد جب مووی صاحب سے استفسار کیا گیا کہ صرف پچاس ڈول نکلوانے سے کنواں کیونکر پاک ہو گیا؟ تو انہوں نے اسی ڈول ور نکلوا دیے اس کنویں کا پانی ہر برستوں ہو رہا ہے؟

(جواب ۲۹۵) صورت مسئلہ میں کنویں کا تمام موجودہ پانی نکالنا ضروری تھا پچاس ڈول اور اس کے بعد ہی ڈالنا کافی نہیں ہوا۔ ہاں اگر کنویں میں مثلاً دو سو ڈول پانی ہو تو ایک سو تیس ڈول جو نکال جائے ہیں محسوب آرتے جائیں گے۔ محمد کفایت اللہ عفر۔

مینڈک کے مرنے سے کنواں ناپاک نہیں ہوتا۔

(سوال) کنویں میں اگر مینڈک مر جائے تو کنواں ناپاک ہو گا یا نہیں؟ اگر ناپاک ہو جائے تو کتنی پانی نکالنا چاہوے؟ المستغنی مووی عبد الرؤف خاں۔ جگن پور ضلع فیض آباد۔
(جواب ۲۹۶) مینڈک کے مرنے سے کنواں ناپاک نہیں ہوتا کیونکہ اس میں دوسرا مل نہیں ہے۔ محمد کفایت اللہ کان مد۔

(۱) کنویں سے زندہ یا مردہ سانپ برآمد ہو تو کتنی پانی نکال جائے؟

(۲) بچوں کے گرائے ہوئے پتھروں کے ناپ کی کاجب تک یقین نہ ہو کنواں پاک ہے۔

(سوال) (۱) کنویں میں اگر سانپ زندہ یا مردہ نکلے تو کتنی پانی نکالنا چاہوے؟ (۲) بچے کھیتے کھیتے کنویں میں اٹیل یا ٹھیکری پھینک دیتے ہیں اور اس ڈھیلے ٹھیکری کے پاک یا ناپاک ہونے کا علم نہیں ہوتا یہی صورت میں کتنی پانی نکالنا چاہوے؟

(جواب ۲۹۷) (۱) سانپ اگر زندہ نکلے تو کنواں پاک ہے اور مردہ نکلے اور سانپ آبی نہ ہو تو

۱۔ و ب ص ۱۷۱ فیہا شاد او دمی و کتب برج جمع ما فیہا من النساء، ہدیہ فصل فی السرا ۱۳۱ ص ۱۷۱
شرکت علمیہ ممبائی

۲۔ ولو برج بعضہ شہر آدی فی لعد برج قدر اللفی فی صحیح، الدر لمحتار فصل فی سرا ۱۳۱ ص ۱۷۱

۳۔ و موت ملا دم نہ کسمبہ و نحوہ کما لا یفسد ماء لا یفسد غیرہ کالعصر و نحوہ، و فی روایۃ عن سی یوسف و کذا الصمد ع (و فی لعدی حرم معنی ہدیش الہدیہ فصل فیما یقع فی السرا ۱۰ ص ۱۷۱) ص ۱۷۱

نوں ناپاک ہے اور اس کا جسم مرغی مردہ ٹھٹھے کا ہے (۲) ڈھیلے یا ٹھیکری کے ناپاک ہونے کا ثمرہ
تکسوس ناپاک ہوگا اور نجاست غیلہ (پیشاب اور پانے) کی ناپاکی ہو تو سارا پانی نکالنا ہوگا اور اس سے
رنے والی چیز کا ناپاک ہونا معلوم نہ ہو تو کنواں پاک رہے گا (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ

دور دورہ کی گہرائی کتنی ہونی چاہیے۔

(سوال) دور دورہ خوش کی گہرائی کم از کم کتنی ہونی چاہیے؟

(جواب ۲۹۸) گہرائی صد فٹ ان قدر کافی ہے کہ وہ نوں باتھوں سے پانی اٹھایا جائے تو زمین میں پانی
کے نیچے کی تہ نہ کھلے (د) فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ دہلی

دوسرا باب

انسان اور اس کے عوارض فصل اول۔ بول و براز کے احکام

ثیہ خوار لڑکا اور لڑکی دونوں کا پیشاب ناپاک ہے۔

(سوال) اگر چھ ماہ کی بچی کپڑے پر پیشاب کر دے تو وہ پاک ہے یا ناپاک اور اگر ثیہ خوار لڑکا چھ یا سات ماہ
کا پک پکے پر پیشاب کرے تو پک سمجھا جائے یا ناپاک بعض کہتے ہیں کہ اگر ثیہ خوار لڑکا پیشاب
کرے تو اس سے پک پانی کا چھینا لینے سے وہ پک لپاک ہو جاتا ہے کیا یہ سچ ہے؟
المستفتی نمبر ۲۰۹۳ کا محمد رفیق صاحب ضلع حیدرآباد (سینئر) ۳ شوال ۱۳۵۶ھ مصدق۔ دسمبر
۱۹۳۷ء

(جواب ۲۹۹) حنفیہ کے نزدیک ثیہ خوار لڑکے اور ثیہ خوار لڑکی دونوں کا پیشاب ناپاک ہے باب

۱۔ ما لحمہ البریہ فی لایعنی فی الماء اذا مات فی الماء فیسفدہ (حسی کسر فصل فی لیسر ص ۱۶۶ ص
سہیل اکیدمی لاہور)

۲۔ مات فیہ جسمہ و دوحہ و ما فیہ فی جسمہ روح منہ و یعون دیوا و حصون حسی کسر
فصل فی لیسر ص ۱۵۷ ط سہیل اکیدمی لاہور)

۳۔ و لو وقع فی لیسر حرقہ و جسمہ جسمہ روح کی لیسر و قدوی شافعی حرقہ علی ہامش لیسر و ما مشد
ماء البر ۱ ط ماجدیہ کوئٹہ)

۴۔ النفس لا یروا بالثک الاصل لیسر ما کن علی ماکان الاشہ والطائر القاعدة الثالثہ ص ۵۷ ط بیروت

۵۔ و السعیر فی عمقہ ان یكون بحال لا ینحس بالاعتراف هو الصحیح (عالمگیریہ) باب الثالث فی لیسر ۱ ص ۱۸
ط ماجدیہ کوئٹہ)

ٹرک کے پیشاب کو زیادہ مبالغہ کے ساتھ دھونا ضروری نہیں پانی بہا دینا اور نچوڑ دینا کافی ہے، فقط
محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

وضو میں مستعمل پانی کے چھینٹوں کا حکم۔

(از اخبار الجمعية دہلی مورخہ ۲۰ فروری ۱۹۲۹ء)

(سوال) آبدست کے پانی کی چھینٹ اڑا کر دو ایک قطرے اُسر جسم پر یا پڑے پر پڑ جائے تو اس سے نماز پڑھنا جائز ہوگا؟

(جواب ۳۰۰) آبدست اُسرتے وقت پانی کے قطرے پیٹوں پر اُسنے کی دو صورتیں ہو سکتی ہیں ایک وہ پانی جو نجاست دھلنے اور نجس ہونے کے بعد اُسرتا ہے وہ تو ناپاک ہے دوسرا وہ پانی جو لوٹا یا ہاتھ پر سے اُسر جاتا ہے قبل اس کے کہ نجاست سے مخلوط ہو وہ ناپاک ہے پہلی صورت میں ایک درہم کی مقدار تک عفو اور اس سے زیادہ واجب الغسل ہے (۲) محمد کفایت اللہ غفرلہ

پیشاب کی پاکی کے لئے ڈھیل اور پانی دونوں کا استعمال افضل ہے۔

(از اخبار الجمعية مورخہ ۹ جنوری ۱۹۳۰ء)

(سوال) پیشاب کی پاکی کے لئے کلوخ کا مینا سنٹ ہے یا پانی کا لینا؟

(جواب ۳۰۱) کلوخ (پتھر ڈھیل) لینا اس کے بعد پانی سے دھونا افضل ہے اور اگر صرف پانی سے استنجا کر لے تو یہ بھی جائز ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ

فصل دوم۔ حیض و نفاس

ایم حیض میں قرآن مجید یا کتاب کے جس ورق پر آیات ہوں ان پر ہاتھ لگانا جائز نہیں۔

(سوال) اگر ایسے ایم ہوں جس میں حرام ہے کہ عورتیں ہاتھ لگائیں گا، مپاک کو کیا ایسی حالت میں

۱۔ وھذا هو قول معشر الحنفیہ نہ نجس غسل بول، العلم کما نجس غسل بول، نجاسة لا ینالہ لا ینالہ فی الاول کما ینالہ فی الثانی الحج (اعلاء المس باب وجوب غسل الثوب من بول لصی بر ص ۱ ۲۹۱ ط دار الفکر و العلوم الاسلامیہ کراچی)

۲۔ وقل محمدؐ هو طاهر وں صاب دنت ماء نوبال کذل ماء الاستحشاء واصله اکثر من قدر الدرهم لا یحور فہ لصورة (فتاوی القاضی حان عینی هامش الھدیہ فصل فی الماء المستعمل ۱ ۱۵ ط محدثہ کوئٹہ)

۳۔ ثم علم ان الجمع من الماء و الحجر الفصل و بلیہ فی الفصل الاقصر عینی الماء رد المحتار فصل فی الاستحشاء ۳۳۸/۱ ط سعد)

ایک کتاب و بھی ہاتھ پائی نہ جازب جس میں دس بارہ یا ایک دو آیت قرآن پاک کی ہوں۔
المستفتی نمبر ۱۰۸ امیر عبد الغفور صاحب سابق پنج شملہ۔ ۲۲ رجب ۱۳۵۲ھ مطابق ۱۲ نومبر ۱۹۳۳ء
(جواب ۳۰۲) حیض کی حالت میں قرآن مجید کو چھونا اور ایسی کتاب جس میں قرآن مجید کی آیتیں لکھی ہوں
ان آیت سے ارق پر ہاتھ پائی نہ جازب، کتاب و چھونا ٹھکانا جائز ہے، محمد کفایت اللہ کان اللہ۔ دہلی

ایام حیض میں عورت قرآن شریف کے علاوہ تمام اذکار کو پڑھ سکتی ہے۔
(سوال) جس عورت و حیض آتا ہو وہ درود شریف و اہل خیرت پڑھ سکتی ہے یا نہیں؟ المستفتی
نمبر ۱۸۰ اسید جلال الدین (ضلع آراہ شاہ آباد) ۲۲ جمادی الثانی ۱۳۵۳ھ مطابق ۱۰ ستمبر ۱۹۳۶ء
(جواب ۳۰۳) ہاں سوائے قرآن مجید کے تمام اذکار پڑھنا مباح ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

شوہر نے بے خبری میں ایام حیض میں جماع کیا تو نہ نہیں۔
(سوال) ایک عورت کو ہمیشہ مہینہ کے آخری ہفتے میں حیض ہوا کرتا تھا اس کی شادی مہینے کے دوسرے
ہفتے میں ہوئی اول شب کو ہم بستر ہو گئے، اسے حیض شروع ہو گیا لیکن بے خبری کی وجہ سے خون نہ
دوبارہ بکسٹر ہو ایسی حالت میں ۱۰ نوں میں سے کسی پر نہ ہو یا نہیں؟ اگر نہ ہو تو اس کا کفارہ فیہ و ستن
دینا چاہیے شادی کے بعد سے حیض مہینہ کے دوسرے ہفتے میں ہونے لگا ہے؟ المستفتی حاجی محمد وود
صاحب تاجر چٹا، وکمر بند۔ بازار شہر ان۔ دہلی
(جواب ۳۰۴) بے خبری سے یا ہو گیا تو وہ نوں میں سے کسی پر نہ نہیں ہوا، محمد کفایت اللہ کان
اللہ۔ دہلی

نفاس والی عورت کے چھوئے ہوئے برتنوں کو ناپاک سمجھنے والا اور دیگر حرام افعال کا
مرتکب شخص سرداری کے قاتل نہیں

(سوال) نفاس والی عورت جب کہ تنویر نہ ہو اس کے چھوئے ہوئے مٹی کے ظرف و تنقید
ناپاک سمجھ کر سمات کافران پر پندی نہ مثلاً ٹرکے کے کان کسی بزرگ کے نام پر چھدوانا۔ حقوق عباد

۱ و بمع قراء ذفر - نصدہ و مسہ ولو مکونہ فارسیہ فی لاصح الا بعلا فہ استعصل کما بر و کد
سبع حمہ کلوح و ورق فہ اند تویر الابصر و شرحہ الدر السحر مع رد المحتار باب حیض ۱ ۲۹۳ ص
(سعید)

۲ قل فی البحر و فی شرح لدر و لغیر و حص المس بالبد فی الکتاب الشرعیہ، البحر الرائق باب المحص
۱ ۲۱۲ ط بیروت

۳ ولا یس بحص و حب شرہ دعیہ و مسہ و حمہا و ذکر اللہ تعالیٰ و مسیح الح، تویر لایصر و شرحہ
لدر المحتار مع رد المحتار باب المحص ۱ ۲۹۳ ط سعید

۴ ثم ہو کبرہ لو عمد محترماً علیہ بالحرمة لا حاہلاً او مکراً او سب الدر المحتار مع رد المحتار باب
لحیض ۱ ۲۹۷ ط سعید

و تلف کرنا اور کھا جانا۔ بطب حقوق شدت اور سختی سے پیش آر مختلف انکار کرنا یہ فساد عاقلین ایک
 اور قوم کے اندر پائی جائیں تو یہ شخص و رازروا شریعت تصور کرنا چاہیے نہیں۔ اور یہ
 تنہا سے مسلمانوں و پیغمبر تانا کرنا چاہیے "المسئلی نمبر ۲۰۸۸ مؤلف عبد الرحیم صاحب (چھوٹی
 شمع) ۲۹ رمضان ۱۳۵۶ھ مطابق ۳ دسمبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۳۰۵) حیض و نفاس والی عورت کے ماتھے جب کہ ان پر کوئی خاص کی نجاست نہ ہو پاپا تین
 دن کے لئے چھوئے سے تنی تانبہ وغیرہ سے برتن ناپاک نہیں ہوتے
 کسی بزرگ کے نام پر پتوں کے کان پیدا کرنا حرام ہے کسی کا حق مارنا اور کھا جانا بھی حرام ہے ایسا
 تنہا سے داری کے حق نہیں جو دوسروں پر ظلم کرے اور ان کے مال مارے۔ مفتاح محمد غایت اللہ کان
 اللہ وہابی

عورت کو نفاس کا خون وقفہ وقفہ سے چائیس دن سے زیادہ آئے تو چائیس دن نفاس کے
 ہوں گے۔

(سوال) ایک عورت کو ۳۶ دن نفاس کا خون آیا اور بعد کی حالت یہ ہے کہ تین دن طہر چھ ایک دن
 خون پھر تین دن طہر پھر دس دن خون پھر ایک دن طہر پھر ایک دن خون پھر نو دن طہر نو دن خون اور
 اس کے بعد اب تک سہ ماہ اس عورت کو پہلے ایک نفاس ہو چکا ہے جو ۳۵ یوم کا تھا پہلے موم اس کو
 تھوڑے یوم کا حیض آتا تھا مگر تاریخیں یا نہیں تو ب صورت مسئلہ میں اس کے نفاس کے یوم کتنے اور
 طہارت کے یوم کتنے اور حیض کے یوم کتنے شمار ہوں گے اگر خدا نخواستہ آئندہ ایسی ہی بڑی فیح حالت
 رہی تو طہارت و حیض کے دن اس طرح شمار کئے جائیں گے اس کے لئے قاعدہ بتا دیں نفاس و حیض کے
 درمیان طہارت کم زمرہ من گنتے ہوتے ہیں "المسئلی نمبر ۲۸۱۴ سیماں مہ کی حافظہ تیری یادوں شمع
 سورت۔ ۸ ربیع الاول ۱۳۵۷ھ

(جواب ۳۰۶) نفاس کے چائیس دن ہوں گے اس کے بعد طہارت کا حکم ہو گا اور ایسا یوم ولیم
 رضاعت میں پہلے بھی خون حیض کا آتا رہا ہے یا رضاعت کے ایام میں حیض نہیں آتا تھا اس کا جواب یہ
 جائے تو آئندہ کا حکم بتایا جائے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ وہابی

- ۱۔ ولا یکرہ طہرها ولا یسعی مہ من عین و ماء و یجوزہا (رد المحتار باب حیض ۱ ۲۹۲ ح
 سعید)
- ۲۔ لا یجوز لاحد من المسئس حد من احد بغير سب شرعی، عالمگیریہ فصل فی التعزیر ۲ ۱۶۷ ح
 ما حدیہ کونہ)
- ۳۔ فی المسئس لاحد نہ و کرہ رموز یوم والرد عندہ سیماں مہ ۱ ۷۰ ح مکہ
 شریکہ علمہ ملان)

تمہ سوال۔ جو ب میں جو بات دریافت فرمائی گئی ہے اس کا جواب یہ ہے کہ جی ہاں پہلے بھی ایام رضاء میں اس کو حیض کا خون آتا رہا ہے اور یہ وہی ہے جو سو اس میں مکھا گیا ہے کہ اس کو پہلے مموہ آنہ یوم کا حیض آتا تھا مگر اس کی تاریخیں یاد نہیں ہیں تو ب باقی ایام میں طہارت کے دن تھے اور حیض کے دن کتنے؟

حضرت و! یہی مسئلہ میں نے جامعہ ذابھیل کے مفتی اسمعیل رحمہ اللہ صاحب مدظلہ عالی پر بھی لکھا تھا مگر سو اس میں فرق نہ فائتا ہے کہ اس آپ کے سوال میں آخری طہرہ ۵ دن کا ہے اور ان کے سو اس میں پانچ دن کا ہے اس کی وجہ یہ ہوئی کہ ان پر سوال لکھا اور اس کا جواب آیا اور پھر آپ پر سوال لکھا تو یہ جو ایام طہرہ کے گزرے وہ زیادہ کر دیئے گئے۔

انہوں نے جواب دیا ہے کہ حد فاصل دوم کے درمیان میں طہارت کے جو پندرہ دن ہونے چاہیے وہ نہیں نہیں ہیں ہذا اس کی نفاس کی عادت کے ۳۵ یوم نفاس شمار کر کے باقی ایام استیضہ میں شمار ہوں گے جس میں نماز روزے اور نہ ہوں گے ہذا اس کو جن تاریخوں میں پہلے آنہ یوم حیض آتا تھا عادت کا وہ بان تاریخوں میں آنہ یوم حیض شمار ہو گا اور باقی کا استیضہ۔

حضرت و! میرے ناقص مطالعہ کے غلط سے جو بات سمجھ میں آتی ہے وہ عرض کرتا ہوں کہ چالیس دن نفاس کے شمار کے جائز ہیں تب بھی دو خون کے درمیان کی اقل مدت طہرہ پندرہ یوم وہ نہیں آتی لہذا آخری طہرہ جو ۱۹ یوم کا ہے اس وقت ۲۸ یوم کا ہوا ہے اس کے علاوہ سب ایام استیضہ کے ہیں ہذا اس کی نفاس کی سابقہ عادت جو ۳۵ یوم کی ہے وہ خود کرتے گئے تو اس کا یہ نفاس بھی ۳۵ یوم کا ہو گا اس کے بعد احتیاطاً ۵ دن ۵ صہ ہو گا اس کے بعد اس کی سابقہ عادت کے مطابق آنہ دن حیض کے ہوں گے اور اس کے بعد اب تک کے ایام طہرہ کے ہوں گے اگر خدا انخواستہ ان کو پندرہ دن کا طہرہ نہ آتا تو پھر ان کو بائیس دن طہرہ کے ہوتے پھر آنہ دن حیض کے پھر بائیس دن طہرہ کے پھر آنہ دن حیض کے اور ایسے ہی ختم چلتا رہتا اس لئے کہ عورتوں و مموہ مہینے میں یک بار دم حیض آتا ہے یا م رضاء میں حیض نہ آنے و اس مسئلہ سے کیا نسبت ہے وہ بھی رشاد فرمائیں

(جواب) (۱) زموہ نا مفتی عبد الغنی صاحب۔ صدر مفتی دارالافتاء مدرسہ امینیہ۔ بعد وفات حضرت مفتی انصاف (۲) جب کہ نفاس کی ۳۵ دن کی پہلی عادت تھی لیکن اس دفعہ خلاف عادت ۳۶ دن خون یا بیس تین دن بند رہا پھر چالیسویں دن بھی خون آیا اس کے بعد پچھ دن بند رہا اس صورت میں نفاس کے چالیس دن شمار ہوں گے البتہ اگر خون مستمر رہتا یہاں تک کہ چالیس یوم سے متجاوز ہو جا تا تو بے شک عادت سے زائد کو استیضہ میں شمار کیا جاتا مگر میں نے اما المعتادہ فتروہ لعادتہا و کذا الحیض شامی (۱) میں ہے ادا کاں عادتہا فی النفاس ثلاثین یوماً فانقطع دمها علی راس عشرين یوماً و طہرت

عشرة ايام تمام عاداتها فصلت و صامت ثم عاودها الدم فاستمر بها حتى جاور الاربعين ذكر انها مستحاضة فيما زاد على الثلاثين دوسری جگہ ہے صورتہ فی القاس كانت عاداتها فی کل نفاس ثلاثين ثم رات مرة احدى و تشين ثم طهرت اربعة عشر ثم رات الحيض فانها ترد الى عاداتها وهي الثلاثون و يحسب اليوم الرائد من الخمسة عشر التي هي طهر ۱ کیونکہ دم نفاس اور دم حیض میں کم از کم پورے پندرہ یوم کا فاصلہ ضروری ہے۔ اقل الطهر بين الحيضتين او القاس والحيض خمسة عشر يوماً وليا ليها اجماعاً ۲ اگر عادت بھوں گئی یعنی ایام حیض کے عود یا وہیں لیکن یہ بھول گئی کہ مہینے کے پہلے عشرہ میں حیض آیا ہے یا دوسرے عشرہ میں یا تیسرے عشرہ میں تو تحری کر کے خون غالب پر عمل کرے گی۔ و من سیت عاداتها اما بعد او بمكان او بهما انها تنحري ۲ الخ فقط محمد عبد الغنی غفر له (ذیقعدہ ۳۷۳ھ ۳۷۴ھ)

فصل سوم۔ آدمی کا جسم اور جھوٹا

بھنگی یا چہار نہمد اور دھلا کر پاک کر لیا جائے تو اس کے ہاتھ کی چیزیں پاک ہیں (سوال) بعض مسلمان عیسائیوں چہاروں بھنگیوں وغیرہ کے ہاتھ کا پکایا ہوا کھانا یا ان کے ہاتھ کا پانی استعمال نہیں کرتے خواہ اپنا جسم و لباس پاک صاف رکھیں برخلاف اس کے بعض ہندو اقوام مثلاً برہمن راجپوت مہاجن، ملی بڑھی، کھار وغیرہ کے ہاتھ کا کایا ہوا کھانا یا ان کے ہاتھ کا پانی استعمال کرتے ہیں ان مسلمانوں کا یہ فعل از روئے قرآن و حدیث جائز ہے یا ناجائز؟ المستفتی نمبر ۲۸۵ اللہ دیا صاحب ماسٹر (ضلع سہارنپور) ۲ صفر ۱۳۵۳ھ مطابق ۱۷ مئی ۱۹۳۴ء

(جواب ۳۰۷) شریعت مطہرہ نے غیر مسلم کے بدن کو پاک قرار دیا ہے خواہ وہ بھنگی ہو یا چہار یا اور کوئی کام کرنے والا ہو اس میں کسی ذات یا پیشہ کی تخصیص نہیں ہے ۱) ہاں بھنگی یا چہار یا ایسے لوگ جو نجاست کے کاموں میں رہتے ہیں ان کا بدن یا لباس ظہر کے لحاظ سے کثرتاً پاک رہتا ہے اس لئے اس ناپائی کے غائبہ ظن کی بنا پر ان کا حکم ایسے لوگوں سے مختلف ہے جو نجاست سے ایسا تعلق نہیں رکھتے مگر جب کہ کسی بھنگی یا چہار کو نہمد دھلا کر پاک صاف کر لیا جائے تو اس کے ہاتھ کی چیز اور کسی برہمن کے

(۱) المرجع السابق ۱/۳۰۰

(۲) المرجع السابق ۱/۲۸۵

(۳) المرجع السابق ۱/۲۸۶

ظہر، سیر الانصار و شرحہ الدر المختار مع رد المحتار

(۴) فسور آدمی مطلقاً ولو حساً و کفراً

مطب فی السور ۱/۲۲۲ ط سعید

باتھ کی چیز میں کوئی فرق نہیں رہے گا، محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

- (۱) بھنگی کے ہاتھ پاک ہوں تو اس کے ساتھ کھانا محض اس وجہ سے کہ بھنگی ہے ناجائز نہیں
(۲) بھنگی سے مسجد میں جھاڑو دلوانا کیسا ہے؟

(سوال) (۱) یک غیر مذہب بھنگی کے ساتھ مسلمان و کھانا یک پایٹ میں بیٹا ہے
(۲) یک غیر مذہب بھنگی ۶ بار مسجد میں جھاڑو دلوانا بیٹا ہے "المستفتی نمبر ۱۳۳۶ شیخ عبد الغفار صاحب دہلی ۲۲ ذیقعدہ ۱۳۵۵ھ مطابق ۶ فروری ۱۹۳۷ء

جواب ۳۰۸ (۱) اسلام کا اصول یہ ہے کہ انسان کا بدن پاک ہے تو اس کو مسلمان ہو یا غیر مسلم
اس میں کوئی فرق نہیں ہے۔ سوال میں غیر مذہب بھنگی کی بات ہے۔ اگر وہ ایک مسلمان ہے تو اس کے ساتھ کھانا پاک ہے۔ اگر وہ ایک غیر مسلم ہے تو اس کے ساتھ کھانا پاک نہیں ہے۔ اس کا بدن اور ہاتھ پاک صاف کر کے جائیں تو اس کے ساتھ ایک برتن میں کھانے والا محض اس بنا پر کہ غیر مذہب کے ساتھ کھانا پاک ہے یا حرام
کھانے کا مرتب قرار نہ دیا جائے تاہم اس مفروضہ صورت میں اس کے ہاتھ پاک کر کے اس کے پاس
رہی یہ بات کہ اس نے غیر مذہب اور بھنگی کو اپنے ساتھ کھانے میں شریک کیوں کیا تو یہ بات مختلف
حالات اور مختلف مصداق کے تحت بدل سکتی ہے اگر کوئی معقول وجہ اپنے ساتھ کھانے کی ہو تو پھر کوئی
نہی اور امتناع نہیں ہے۔ اور کوئی معقول وجہ نہ ہو تو بلا وجہ غیر مسلموں کے ساتھ کھانے پینے کے
تحتات قیام کر لینے کا الزام ہو گا۔ اگر پاک یا حرام کھانے کا الزام نہ ہو گا۔ (۲) احاطہ مسجد میں نماز
جگہ کے علاوہ باقی جگہ میں بھی ہے۔ بھارہ لوانی جگہ کو کوئی حرج نہیں اور اگر بھنگی کے پاس اور بدن
پاک ہونے کا یقین ہو تو نماز جگہ میں بھی اس سے بھارہ لوانی جائز ہے کیونکہ انسان کا بدن فی حد ذاتہ
اسلامی اصول کے لحاظ سے پاک ہے (د) محمد کفایت اللہ کان اللہ دہلی

۱۔ حیض غسل کی تکفیر دفع مہر من ماعند لا یروج مہر سی رد المحتار فصل فی سورہ ۲۱۴ھ
(سعد)

۲۔ مہر دسی مضاف ولر حدیث کثیر ظہر السور لا یصار لمرحہ لدر سحر مع رد المحتار ۲۲۲ھ
(سعد)

۳۔ فی التدریس لا یسبب غسل کافر بفرہ و واحد، عالمگیری، کتاب بریج عشر فی ہل الدمہ و لا حکمہ
التي تعود الیہم ۳۴۷، ط ماحدہ کونہ

۴۔ لا یسبب غسل مہر و مہر من لا یسبب غسل و مہر و مہر من لا یسبب غسل عالمگیری، کتاب بریج
عشر فی اہل الدمہ والا حکم التي تعود الیہم ۳۴۷، ط ماحدہ کونہ

۵۔ لا یسبب غسل ہل الدمہ غسل مہر و مہر من لا یسبب غسل عالمگیری، کتاب بریج عشر فی
ہل الدمہ والا حکم التي تعود الیہم ۳۴۶، ط ماحدہ کونہ

بھنگی کے ہاتھ پاک ہوں تو اسکے ساتھ کھانا کھانا جائز ہے، تبلیغی مقصد کے پیش نظر یہ عمل قبل تحسین ہے

(سوال) اگر کوئی شخص خروب (بھنگی غیر مسلم) کے ہاتھ دھوا کر اور خوب صاف کر کے اس کے ساتھ کھانا کھائے تو جائز ہے؟ سوال مذکور کی صورت اس وجہ سے پیش آئی کہ مولانا عبداللہ شاہ بخاری نے مجلس حرار سنبھل کے ایک بیان میں علامہ رحمہ اللہ کی غیر مذاہب کے لوگوں پر واضح کرتے ہوئے اپنا یہ واقعہ بیان کیا کہ ایک جگہ میں نے خواجہ بھنگی کے ساتھ کھانا کھانا کھایا اس کے منہ کا آٹھہرہ ہوا تو وہ بھی میں نے کھایا اب ایک صاحب نے شاہ صاحب موصوف کی تقلید میں ایک بھنگی کے ساتھ کھانا کھانا کھایا ہے یہ وہی وہی ہے چارے چارے پائے ہیں یہ وہی وہی ہے اگر ممکن ہو تو دوپہر میں بھی جواب کے ساتھ ارقم فرما کر ممنون رہا میں "المسند فی" ۱۴۲۷ھ مولانا صاحب صاحب فی فصل دیوبند (سنبھل مراد آباد) ۲۷ ص ۳۵۶ ایضاً مطبوعہ ۱۹۳۷ء

(جواب ۳۰۹) اسلام کا مسلمہ اصول ہے کہ انسان کا بدن پاک ہے اور انسان کا جھوٹا پاک ہے خواہ مسلم ہو یا کافر، اس اصول پر جب کہ کسی انسان کے ہاتھ پاک ہوں اور کھانا بھی حلال ہو اور برتن بھی پاک ہوں اور مسلمان اس کے ساتھ کھانا کھائے تو اس میں کوئی اصولی غلطی نہیں ہے اور اگر کسی موقع پر سلامی اصول کی حقیقت واضح کرنے کے لئے کوئی شخص یہ کام کرے تو وہ قبل تحسین ہے نہ کہ محل الزام (د) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

غیر مسلم کے ہاتھ پاک ہوں تو اس کے ساتھ کھانا کھانا جائز ہے
تبلیغی مقصد کے پیش نظر یہ عمل مستحسن ہے

(سوال) انجمن خدام اسلام بھراؤں کے زیر اہتمام ایک تبلیغی ہفتہ اول ستمبر میں منایا گیا جس میں تمام برام میں سے ایک نے اسلامی مساوت پر تقریر کرتے ہوئے کہا کہ اسلام سب سے نوازا انسان

۱. فسور الادمی مضطرب ولو حیا و کفرا طہر (تویر لاصدر و شرحہ مع رد المحار مطلب فی السور ۲۲۲ ط سعید)

۲. ولو ادخل بکدر و لفساد بدینہ لا یسحق ان یمسک غبی بدینہ بحسد حقیقہ (حمی کسر فی حکمہ الحیاض ص ۱۰۳ ط سہیل اکبدمی لاہور)

۳. لا یسقطہ سحوس کبد لا الدسحہ و لا دسحیم حرمہ (عاشگرہ الد لربع عشر فی اہل الدمہ الحج ۳۴۷/۵ ط ماجدیہ کوئٹہ)

(۴) و یکرہ الاکل و الشرب فی اوانی المشرکین قبل الغسل (ایضاً)

۵. وہی لفورس لا یسقطہ بصف کفر بفرادہ اول حاحہ کبد فی السور لسانی ولا یسقطہ بحداب لی صافہ ہی الدمہ (عاشگرہ نفس السکاب) لا فعل دلت لفسر فسد لی الاسلام ولا یسقطہ (عاشگرہ الد لربع عشر فی اہل الدمہ ۳۴۸/۵ ط ماجدیہ کوئٹہ)

نویسایں سمجھتے تھے کہ ایک مسلمان ایک کافر کا جھوٹا کھانا کھا پانی سکتا ہے جبکہ اپنے دین کو نہ پرانی ہے۔ میر ان کے گھر کا بھی کھانا کھاتا ہے اچھوتوں میں سے ایک نے جو سب اہل سون میں حاضر رہا اور جو ماٹن پہ اسلام تھا اور اب بھی اس دعوے کی صداقت کو آزمانے کے لئے عادی و دیگر معززین کی دعوت برائی کی۔ قبول کر لی گئی کھانا تیار کرنے میں یہ اہتمام مد نظر تھا کہ مسلمان سے گوشت خریدنے کے بعد مسلمان ہی پھانے چنانچہ بریانی مسلمان مائی نے پکانی اور حوا اچھوتوں نے تیار کیا البتہ کھانا مہمانوں کے آگے رکھنے والے اچھوت تھے عادی و اکابر کے اس فعل پر جو محض منظر تالیف قلوب و مقصد تبلیغ اس صورت سے عمل میں آیا گیا کہ کھانا کھانے سے قبل محض اسلام پر ایک مبسوط تقریر اسی اچھوت کے گھر کی اور اس میں دعوت اسلام دی گئی۔ بعض مومنین نے مفتوائے اما المشرکون بحس فلا یقربوا المسجد الحرام بعد عامہم هذا بطور استدلال پیش کیا اور مشہور اہل سنت کا متفقہ مذہب کہ ان کے بدن نجس نہیں اعتقادات نجس ہیں نظر انداز کر دیا کیا اس شور و غل کی وجہ سے بہت سے اچھوت جو اترہ اسلام کے بہت قریب آئے تھے اب بھی موش ہوئے ہیں آپ اترہ کے شریعت ظاہر فرمادیں کہ طر فین میں سے کون حق پر ہے۔ المسفتی نمبر ۱۸۹۴ جناب مفتی عبداللہ ایم اے صدر انجمن خدام اسلام جگہ اول ۸ شعبان ۱۳۵۶ھ مطابق ۱۳ اکتوبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۳۹۰) اسلامی اصول کے بموجب کافر و مشرک کا بدن نجس نہیں جبکہ بدن پر کوئی نجاست نہ ہو تو بدن پاک ہے اور ان کے ہاتھ و چہرہ بھی جائز ہے اور تبلیغی مقصد کے پیش نظر جن مسلمانوں نے اچھوتوں کے ہاتھ و چہرہ کا بیوہ اتق اجریں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ۔ دہلی

کافر کا بدن پاک ہو تو اس کا جھوٹا اور پکایا ہوا کھانا کھانا جائز ہے
تبلیغی مقصد سے یہ عمل موجب اجر ہے۔

(سوال) ہمارے یہاں ایک مولوی صاحب چھ مہرے فقہ شریف کا مسلہ اپنی و غلوں میں اس طرح بیان فرماتے رہے ہیں کہ کافر کا جھوٹا پاک ہے چوہے سے بھی بندوؤں کی مانند ہیں لہذا چوہوں کا کھانا بھی جائز ہے چنانچہ اب کی غلوں پر مبنی کل ۶۳ نوایں چوہے سے جو کہ اپنے آپ کو مذہبی سکھ دیا رہا ہے اس نے مولوی صاحب و مع چند اصحاب دعوت کردی مولوی صاحب نے نہایت خوش

(۱) التوبة : ۲۸

(۲) ولو دخل لکنار و لتببہ لا یسحق اذ لم یکن علیہ یدہم بحسہ حقیقہ (حدیث کبیر فصل احکام

الحیاض ص ۱۰۳ ط سہیل اکیدمی لاہور)

(۳) ولا یاس بالذہاب الی حبثہ اهل الذمۃ (عالمگیریہ کتاب الریح عشر فی اهل الذمۃ و لا حکام الی عود

الہم ۳۴۷/۵ ط ماحدہ کوئٹہ)

(۴) یظن ان فعل ذلك لیمیل قلبہ الی الاسلام فلا یاس بہ (عالمگیریہ نفس المکال ۳۴۸/۵)

تہ سب چوں و چہ منظور فرماں اور وقت روانگی یعنی جب دعوت کھانے کیلئے جانے پر تیار ہوئے اس وقت فرما دیا کہ ہر بلند آواز سے رکنا۔ بعدہ مولوی صاحب مع ایک جماعت کثیر کے نعشیں پڑھتے ہوئے اس چوڑے کے گھر پہنچے اور چوڑے والے نے بدست خود ان کو کھانا اتارا اور اپنے گھر کا پانی وغیرہ بھی پینے کو دیا اور مولوی صاحب نے نہایت فراخ دلی سے مع اپنے رفقاء کے دعوت و نوش فرمایا۔

دعوت کے اہتمام کی کیفیت حسب ذیل ہے :-

صلوے کو تو خواہ ان چوڑے والے اپنے گھر کے پانی وغیرہ سے تیار کیا اور پانی کو ایک جہم سے تیار کیا جہم کہتا ہے کہ جز پکانے کے باقی سب کام پانی وغیرہ کا ذائقہ غرض کہ سب تمام ان چوڑے والے ہی کا رہا ہے ہاں گوشت جو پانی میں ڈال گیا ہے ان کے ہمراہ میں نے قصاب کی دکان سے خرید لیا تھا جب کہ نموں نے اپنے قبضے میں کر لیا میں بازار چلا گیا دو گھنٹے کے بعد میں بازار سے سودا سلف خرید کر کے جب ان چوڑے والے کے گھر پہنچا تو میں نے ان کے گھر سے منہوا سردیگ میں پکادیا عالجی باہم نہایت ہی ادب سے اقامت کرتے ہیں کہ مولوی صاحب کے اس مسئلہ نے ہمارے یہاں ہر ایک مسلمان کے دل میں بے چینی پیدا کر دی ہے ہذا معروض ہے کہ مندرجہ ذیل سوالات سے آگاہی فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔

(۱) کیا قبضہ کتاب میں مذکور ہے کہ کافر کا جھوٹا پاک ہے اور اس کے یہی معنی ہیں جس پر مولوی صاحب نے عمل کیا ہے؟

(۲) کیا فقہاء عظام کے مسائل مستطب من اقرآن والاحادیث نہیں ہیں؟ اگر ہیں تو کیا فقہاء عظام کے مسائل کی مطابقت قرآن مجید و احادیث شریفہ سے ضروری نہیں؟

(۳) اللہ جل جلالہ ایک جگہ قرآن پاک میں فرماتا ہے کہ مشرک تو نرے گندے ہیں اور وہ بھی جگہ فرماتا ہے کہ مسلمانوں تمہارے لئے اہل کتاب کا کھانا حلال ہے اور تمہارا کھانا ان کے لئے حلال ہے یہاں قرآن شریف کی ان آیات کی رو سے یہ نہیں پایا جاتا کہ فقہائے کرام نے جو کافر کا لفظ بیان فرمایا ہے اس سے اہل کتاب مراد ہیں جو کہ جیسا کہ یہودی وغیرہ ہیں۔

(۴) کیا کفر کی دعوت کو قبول کرنا خلاف امر جناب رسول اللہ ﷺ نہیں ہے آنحضور ﷺ تو مشلوۃ شریف میں فرماتے ہیں دعوت سے بھی منع فرماتے ہیں۔

(۵) ذبیحہ کا گوشت جو تقریباً دو گھنٹے چوڑے والے کے گھر ان کے قبضے میں رہا یہ شرعاً شریف ایسے گوشت کے کھانے کی اجازت دیتی ہے؟

(۶) اگر مولوی صاحب کی شرح اس میں کچھ گرفت ہو تو ان کے متعلق حکم شرع تحریر فرمایا جائے۔ المسقطی نمبر ۲۱۱۲ مستدرک نذیری احمد (ضلع ودھیانہ) ۱۰ اشواں ۱۳۵۶ھ مطابق ۱۴ مئی ۱۹۳۷ء

۱۹۳۷ء

(جواب ۳۱۱) مسئلہ شریفیہ فقہاء حنفیہ کے نزدیک یہی ہے کہ کافر کا بدن پاک ہے جب کہ اس

پر ہونی خواہ کی نجاست نہ ہو۔ کاف کا جھوٹا بھی پاک ہے چنانچہ اس کا اطمینان کرنے کے بعد کہ گھاسے میں ہونی ناجائز و ناپاک چیز نہ تھی اور پکانے والے اور ہونے والوں کے ہاتھ بھی کی نجاست سے موٹ نہیں تھے تو ان کے ہاتھ کے گھاسے میں کوئی شرعی جرم نہیں ہے (۱۲) اور اگر تبیغی ضرورت یا اسلامی مساوات کی حقیقت طابہ کرنے کے لئے ایسا کیا جائے تو موجب اجر و ثواب ہے۔ آیت ”السا المسترکون بحسب“ میں نجاست سے اعتقادی نجاست مراد ہے نہ کہ جسمانی (۱۳)۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

نجاست کا یقین یا ظن غالب نہ ہو تو کافر کا جھوٹا کھانا پینا جائز ہے
(از اخبار سہ روزہ انجمیۃ مورخہ ۱۰ مئی ۱۹۳۲ء)

(سوال) زید نے جان و جھ کر کافر کا حق اپنا ہاتھ لگا کر پی لیا یہ فعل کیسا ہے؟ کافر و مشرک کا جھوٹا کھانا پینا کیسا ہے؟ (کفر)

(جواب ۳۱۲) جب کہ ناپاک ہونے کا ظن غالب نہ ہو تو اس صورت میں کوئی مواخذہ نہیں فی حدیث جائز ہے جب کہ نجاست کا ظن غالب نہ ہو۔ محمد کفایت اللہ غفر لہ۔

(حوار ۹ دہر ۳۱۳) کاف کے ہاتھ سے تر اور سیال چیز پینا فی حدیث جائز ہے لیکن اگر کافر کی حقیقی وجہ سے موٹ یا نجاست نہ ہونے کا یقین ہو تو پینا بہتر ہے ورنہ غالباً مان ہو تو پینانا جائز ہے اگر پاک ہونے کا یقین ہو تو بجا براہت جائز ہے۔ کیونکہ انسان کا بدن فی غمرہ اسلامی اصول کے تحت پاک قرار دیا گیا ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ (از اخبار انجمیۃ مورخہ ۲۲ ستمبر ۱۹۳۲ء)

۱۔ ولو دخل لکفر و القصاب یدہم لا یسبحن دالہ یکن علی یدہم بحسۃ حقیقہ (حسی کسر ص ۱۰۳ سہل اکدمی لاہور)

۲۔ فسور الادمی مطلقا ولو حب او کفر طہر (رد المحتار مصنف فی السور ۱ ۲۲۲ ط سعید)

۳۔ لا یس یعدم لمحوس کذب لا ید یحہ و ب ذبحہم حرام ولا یس بالذہاب ای صافہ ہل یدہ عندئکہ لہ الد الرابع العشر فی ہل یدہ و لا حکام لہ تعود الیہم ۵ ۳۴۷ ط ماحدہ کوبہ

۴۔ یظن ان فعل ذلک لیس فیہ الی الاسلام فلا یس بہ عندئکہ لہ الرابع عشر فی ہل یدہ و لا حکام لہ تعود الیہم ۵ ۳۴۸ ط ماحدہ کوبہ

۵۔ فالمراد بقولہ علی ہل لیس کون بحسب النجاستۃ فی حدیثہ رد المحتار مصنف فی سور ۱ ۲۲۲ ط سعید

(۶) فسور الادمی مطلقا ولو حب او کافرا طہر (رد المحتار مصنف فی السور ۱ ۲۲۲ ط سعید)

۷۔ ولو دخل لکفر و القصاب یدہم لا یسبحن دالہ یکن علی یدہم بحسۃ حقیقہ حسی کسر شغل فی احکام الحیاض ص ۱۰۳ ط سہل اکدمی لاہور

۸۔ فسور الادمی مطلقا ولو حب او کافرا طہر (رد المحتار مصنف فی سور ۱ ۲۲۲ ط سعید)

فصل چہارم۔ وضو غسل اور تیمم

اعضاء تیمم پر غبار آلود ہاتھ پھیرنا فرض ہے، کوئی عضو رہ جائے تو تیسری ضرب کی ضرورت نہیں

(سوال) تیمم میں اعضا و رد کا نافرمان ہے، کیا صرف ہاتھ پھیرنا فرض ہے نیز یہ کہ تیمم، نہ بت نہ تاتاب اب اگر کوئی عضو چھوٹ جائے تو اس کے لئے تیسری ضرب لگانی جائے یا نہیں؟ ہیوا و جبر، (جواب ۳۱۴) تیمم میں اعضا کے تیمم پر غبار آلود ہاتھ پھیرنا فرض ہے یہ ضروری نہیں کہ اعضا پر بھی غبار نظر آنے لگے، تیمم میں اگر کوئی عضو چھوٹ جائے تو اس کے لئے تیسری ضرب کی ضرورت نہیں ویسے ہی اس جگہ ہاتھ پھیرنا کافی ہے، محمد کفایت اللہ کان اللہ

خنوں سے نیچے پا جامہ رکھنا سخت گناہ ہے اس سے وضو نہیں ٹوٹتا۔

(سوال) پا جامہ اگر خنوں سے نیچے ہو تو وضو ٹوٹتا ہے یا نہیں؟ بعض آئمہ میں کہ مسلم شریف اور مشکوٰۃ شریف میں یہ حدیث شریف موجود ہے کہ پا جامہ خنوں سے نیچے پہننے سے وضو باطل ہو جاتا ہے ہذا یہ حدیث شریف ہو تو اس سے مطمع فرمائیں؟

(جواب ۳۱۵) اس امر کی کوئی معتبر دلیل نہیں کہ نچنے سے نیچا پا جامہ پہننے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے نہ میں شک نہیں کہ نچنے سے نیچا پا جامہ رکھنا سخت گناہ ہے، لیکن یہاں سے وضو نہیں ٹوٹتا اور جو حدیث کہ ابو داؤد شریف، میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ایک شخص کو جو نچنے سے نیچے پہا پہنے ہوئے تھے وضو کرنے کا حکم دیا، اس میں ایک راوی ابو جعفر ہے جو مجہول ہے دوسرے اس سے یہ بھی ثابت نہیں کہ وضو ٹوٹ جائے کی وجہ سے حکم دیا تھا ممکن ہے کہ اس کے گناہ کے لحاظ سے یہ حکم دیا ہو کیونکہ وضو سے اعضا کے گناہ چھڑ جاتے ہیں، محمد کفایت اللہ کان اللہ

۱۔ عبدہ ای عبدہ ای حنفی و محمد بشرط فی صحۃ سہم مجرد السن ولا بشرط عذوق سی

مہما (حنفی کبیر) باب تیمم ص ۷۶ ط سہیل اکیڈمی (لاہور)

۲۔ مارکہ فصر سال الح، حنفی کبیر باب تیمم ص ۶۲ ط سہیل اکیڈمی (لاہور)

۳۔ عن بی ہریرہ عن لسی عن ماسقل عن الکعبی عن لاری فی سار (صحیح البخاری باب ماسقل عن الکعبی فی السار ۸۶۱/۲ ط قدیمی کتب خانہ کراچی)

(۴) باب ماجاء فی ارسال الارار ۵۶۵، ۲ ط امدادیہ مہما

۵۔ و فی سادہ ابو جعفر رحل من من لم یعدہ لا یعرف سمد، معالم السنن لابی سلیمان الخطابی، باب ماسقل عن الکعبی فی السار ۵۱۶ ط انصار السنۃ المحدثہ

۶۔ بحمل والدہ اعلم انہ مرد سحدۃ اوصو، دون بصوۃ لا اوصو مکھر للذوب کما ورد فی الاحادیث کبیرہ من الصحیوۃ فی حل سنن ابی داؤد باب ماجاء فی ارسال الارار ۵۴۵ ط معہد لحمل الاسلامی کراچی

غسل جنابت میں سونے کے دانت کے نیچے پانی پہنچانا ضروری نہیں۔

(سوال) اگر سونے کا دانت لکڑی ہو تو کیونکر اس کے اندرونی حصہ یعنی جڑ و ربرہ میں غسل دانت کے وقت پانی پہنچایا جاسکتا ہے اور نہ پہنچے تو غسل ہو جاتا ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۱۵۰۲۹۶ صفحہ ۳۵۳ مطابق ۳۰ مئی ۱۹۳۴ء

(جواب ۳۱۶) اندرونی حصہ میں پانی پہنچانا اس لئے ضروری نہیں کہ اب وہ دانت بوجہ لازم اور ثابت ہونے کے صلی دانت کے حکم میں ہو جاتا ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ

(جواب ۳۱۷) (از نائب مفتی صاحب) جب اصلی، خنقی دانت پر سونے کا پترہ چڑھا دیا جائے تو یہ سونے کا خول بوجہ شدت اتصال کے کا جز ہی ہو جائے گا اور اس کے نیچے اصلی دانت کا غسل واجب نہ ہو گا۔ توبہ ۱۱، ہمارے درمختار میں ہے (عسل ما فیہ حرج کعب) و ان اکتحل بکحل نحس (و تقب الصم و) لا (داخل قلقة) الحج علی ہامش رد المحتار ۲ جلد اول ص ۱۱۳ سونے کا دانت ضرور قلوایہ و یزینہ، دونوں صورتوں میں حکم مختلف نہ ہوگا۔ فقط حبیب ام سنین مفتی عنہ تاب مفتی مدرسہ امینیہ دہلی

جواب صحیح۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ

غسل کرنے سے وضو ہو جاتا ہے وضو کے لئے چار اعضاء کو خاص کرنے کی وجہ۔

(سوال) ہر نماز کے لئے پنج وقتہ وضو کیا جاتا ہے اگر ایک ہی دفعہ وضو کر لیا جائے اور چار وقت نہ کیا جائے تو عقل سیم طہارت کا حکم نہیں لگا سکتی اور طہارت ظاہری کا اثر طہارت باطنی پر پڑتا ہے یا نہیں؟ اور طہارت کے لئے ان اعضاء کو کیوں خاص کیا گیا؟ اگر ان اعضاء کے دھونے کے بجائے غسل کر لیا جائے تو یہ وضو ہو جائے گا؟ المستفتی نمبر ۱۷۷۶ ابو محمد عبد الجبار (رنگون) ۱۰ صفر ۱۳۵۴ھ مطابق ۱۴ مئی ۱۹۳۵ء

(جواب ۳۱۷) نماز کے لئے طہارت کی ضرورت ہے طہارت کے لئے ان اعضاء کو خاص کیا گیا۔ یہ اعضاء اکثر حالات میں خارجی موثرات سے متاثر ہوتے رہتے ہیں اور تلویت کا اثر ان اعضاء پر بہ نسبت باقی اعضاء کے زیادہ ہو سکتا ہے اس لئے انہیں اعضاء دھونے کے لئے مخصوص کیا گیا وضو کی جگہ غسل کر لینا بدرجہ اتم کافی ہے اور غسل کے اندر وضو خود خود ہو جاتا ہے، لیکن اگر ہر نماز کے لئے غسل کا حکم مامور دیا جاتا تو مسلمانوں پر اس کی تعمیل دشوار اور قریب قریب ناممکن ہو جاتی اس لئے حکم تطہیر میں وگوں کی آسانی کا لحاظ بھی خدا نے حکیم و حکیم و خیر کے احکام میں موجود ہے طہارت ظاہر کا اثر

(۱) لاصل و حوت عسل لا یدفع لہ حرج رد المحتار مطب فی بحاث العسل ۱۵۳ ط سعید

(۲) بحث اباحت العسل ۱۵۲، ط سعید

(۳) عن عائشہ قالت قال النبی ﷺ لا یبوضو بعد العسل جامع الترمذی باب یوضو بعد العسل ۱۰۳۰ ط سعید

طہارت باطن پر بیشک پڑتا ہے اس لئے نماز جو طہارت باطن کا ذریعہ ہے اس کے سے طہارت ظاہر کی شرط کی گئی اور طہارت ظاہر کی میں مکلفین کی آسانی کا بھی پورا غور رکھا گیا ہے یہ نکتہ فقہ امام الدین یسرا لعمال دینیہ کا بہت آسانی پر رکھا گیا ہے واللہ اعلم

محمد کفایت اللہ کان اللہ

وانتوں پر سونے کا چڑھایا ہوا خول مانع غسل اور وضو نہیں

(سوال) اگر کوئی شخص بھت و سداقتی اپنے وانتوں پر بغرض زینت سونے کا پتہ اس طرح چڑھائے کہ وہ پیر چادر انتوں پر یا ساری تناسلی پر سونے کا خول منڈھا دے کہ جس سے وانت اور مسوزھے سب بند ہو جائیں تو وضو اور غسل ہو جائے گا یا نہیں فقہائے کرام نے باب الغسل میں لکھا ہے کہ بدن کے جس حصے میں آنا چپک کر سوکھ جائے یا چکنا میل ناخن کے اندر ہو جس کی وجہ سے پانی اس کے اندر نہ پہنچ سکے تو غسل نہیں ہوگا۔ المستفتی نمبر ۵۳۹ مووی ضور احمد (کا ٹھیوٹر) ۶ ربیع الثانی ۱۳۵۳ھ مطابق ۱۸ جولائی ۱۹۳۵ء

(جواب ۳۱۸) وانتوں کی کسی خرابی کی وجہ سے سونے کا خول چڑھوانا ناجائز نہیں اور محض زینت کے لئے چڑھنا مکروہ ہے اور ضرورت چڑھایا ہو ایلا ضرورت بہر صورت غسل وضو کے سے وہ مانع نہیں کیونکہ وہ ایک جزء لازم کی حیثیت رکھتا ہے، مخالف آئے اور چپنے میل کے کہ وہ جزء لازم نہیں (۲) ہے فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ

ولا یشد سنہ المتحرک بذهب بل بقصة وجورهما محمد تویر الابصار و

درمختار ؛ حدد ۵ الجواب صحیح حبيب المرسلین عفی عنہ نائب مفتی

حالت جنابت میں کھانا پینا جائز ہے بہتر یہ ہے کہ وضو یا ہاتھ منہ دھو کر کھاپی لیا جائے۔

(سوال) حالت جنابت میں کھانا پینا درست ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۶۱۱ حکیم محمد قاسم (ضلع میانوالی) ۷ جمادی الثانی ۱۳۵۳ھ مطابق ۱۶ ستمبر ۱۹۳۵ء

(جواب ۳۱۹) جنابت میں کھانا پینا درست ہے بہتر یہ ہے کہ وضو کر کے کھائے پئے اور غیر وضو کے صرف ہاتھ منہ دھو کر کھاپی۔ تو یہ بھی ناجائز نہیں خلاف اوں ہے، محمد کفایت اللہ کان اللہ

۱، و قبل سہا احدث فی حکمیہ وهو وصف شرعی یحل فی الاعضاء بریل بالطہرۃ (رد المحتار کتاب طہارہ ۸۵۱ ط سعید) ۲، الاصل وجوب الغسل لانه سقط للوجوب (رد المحتار مطلب فی بحث الغسل ۱۵۲ ط سعید) ۳، ولعجل فی الطفر یمنع تمام الاعضاء، علمگیریہ، الباب الذی فی الغسل ۱۳ ط سعید ۴، کتاب الحصر و الاماحة فصل فی البس ۳۶۱-۳۶۲ ط سعید ۵، وفي الشامة قال فی الخلاصہ اذ راد الحب لکل ما لم یستحب به الغسل بدنه و ینتمی صفة من و ذکر فی الحصة عن سی دور و غیرہ بدعہ بصوة و السلام در د لکل وهو حب غسل کفیه وفي رواية مسلم بتوصا وصوبه لصوبه باب الحبص ۱-۲۹۳-۳۹۴ ط سعید

۱۔ انت صاف کرنے کے برش میں اگر خنزیر کے بال ہوں تو اس کا استعمال ناجائز ہے!
 (سرب) انگریزی برش جو دانتوں پر استعمال ہوتا ہے اس میں اُرسور کے بال ہوں تو استعمال کرنا جائز ہے۔
 بیہ نہیں "المستفتی" نمبر ۶۱۱ حنیم محمد قاسم (ضلع میانوالی)
 (جواب ۳۲۰) خنزیر کے بالوں کا برش ہو تو اس کا استعمال قطعاً ناجائز ہے۔ (۱) محمد کفایت اللہ کان
 اللہ - دہلی

وضو میں انگلیوں کا خلال کس وقت کرنا چاہیے۔

(سوال ۱) وضو میں ہاتھوں کی انگلیوں کا خدس ٹپوں تک ہاتھ دھونے میں سرے سے شریعت میں کیا کہنیوں کے دھوتے وقت سرے سے "سیدھی طرف سے یا الٹی طرف سے؟"
 (۲) چوتھائی سر کا مسح یا تمام سر کا مسح کرتے ہیں؟ اس کی کیا دلیل ہے؟ المستفتی نمبر ۶۵۸
 مجیدی دواخانہ بمبئی ۲۷ رجب ۱۳۵۲ھ مطابق ۲۶ اکتوبر ۱۹۳۵ء
 (جواب ۳۲۱) وضو میں انگلیوں کا خلال ابتداً وضو میں ہاتھ دھوتے وقت کرنا چاہیے۔
 (۲) حنفیہ کے نزدیک چوتھائی سر کا مسح فرض ہے اور پورے سر کا مسح سنت ہے پورے سر کا مسح کرنا
 چاہیے تاکہ فرض اور سنت دونوں ادا ہو جائیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ - دہلی

وضو میں مسواک سنت مؤکدہ ہے۔

(سوال) وضو میں مسواک سنت مؤکدہ ہے یا محض سنت؟ المستفتی نمبر ۶۵۸ مجیدی دواخانہ
 نسفی

(جواب ۳۲۲) وضو میں مسواک سنت مؤکدہ ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ - دہلی

دانت صاف کرنے کے برش میں خنزیر کے بال ہونے کا شبہ ہو تو اس کا استعمال نہیں
 کرنا چاہیے۔

(سوال) دانت صاف کرنے کا برش خنزیر کے بالوں کا ہو تو جائز ہے یا نہیں؟

۱۔ خلاحد حریر فلا بطہر سور لا بصار و شرحہ لدر مسحر، اول المحقق فی الشامہ، قولہ فلا بطہر
 لانہ بحسب بعض معنی نہ دہہ بحسب حریرہ بحسب حد و مس لظہارہ مصب فی احکام مسعودہ ۱ ۲۰۴ =

(۲) ان التحلیل اما یکون بعد التثبیت لانہ سلة التثبیت (رد المحتار ۱ ۱۱۷ ط سعید)

۳۔ و مسح ربع لراس مرف سور لا بصار مع رد مسحر و کذل یوصو ربعہ ۱ ۹۹ ص سعید

۴۔ و مسح کل راس مرف مسعودہ سور لا بصار و شرحہ، اول المحقق فی الشامہ (قولہ مسعودہ حد مسعودہ
 ایضا کما جزم بہ فی الفتح (ارکان الوصو اربعہ ۱ ۱۲۱ ط سعید)

۵۔ و لیسواک سة مؤکدہ سور لا بصار و شرحہ لدر مسحر کتاب الطہارۃ ۱ ۱۱۳ ص سعید

المستفتی نمبر ۸۳۱ محمد انور (ضلع جاندھر) ۱۳ محرم ۱۳۵۵ھ مطابق ۱۶ اپریل ۱۹۳۶ء
(جواب ۳۲۳) وایتی پرش جس میں خنزیر کے ہونے کا شبہ ہو استغفر نہیں کرنا چاہیے
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

ناک اور آنکھ سے آنے والے پانی کا حکم

(سوال) زکام کے وقت میں جو پانی ناک سے جاری ہوتا ہے ابتداً سفید ہوتا ہے بعد میں زرد اور بدبو دار
ہو جاتا ہے یا آنکھوں میں درد ہونے کی صورت میں آنسو آتے ہیں یہ ناقض وضو ہیں یا نہیں؟
(جواب ۳۲۴) ناک سے آنے والا پانی جب تک متغیر المون وارتق نہ ہو اسی طرح آنکھ سے آنے
والے آنسو جب تک پانی کی طرح صاف ہوں نواقض وضو میں نہیں ہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

سونے کا لگایا ہوا دانت مانع غسل نہیں۔

(سوال) سونے کا دانت جیسا کہ آج کل لوگ ہواتے ہیں جس کی صورت یہ ہے کہ دوسرے دونوں
طرف کے دانتوں پر بھی نول چڑھ جاتا ہے غسل کی حالت میں نولوں کے اندر پانی نہیں پہنچ سکتا اور نہ یہ
نول اتر سکتے ہیں ایسے دانت ٹوٹنے سے ناجائز ہیں یا نہیں؟ غسل سوجانے کا یہ نہیں؟ المستفتی نمبر
۹۳۵ شیخ محمد ابراہیم (مانڈلہ برہ) ۲ صفر ۱۳۵۵ھ مطابق ۱۹ مئی ۱۹۳۶ء

(جواب ۳۲۵) ضرورت کی بناء پر یہ دانت ٹوٹنا جائز ہے محض ریئت کے سے ٹوٹنا مکروہ ہے۔
غسل دونوں حالتوں میں درست ہو جانے کا یہیونکہ یہ دانت لٹنے کے بعد جسم کا قلم لیتے ہیں (۱۰)
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

سبیلین سے خارج ہونے والا مطلقاً ناقض وضو ہے

(سوال) عجز بہت ضعیف ہونے کے ساتھ اور مختلف مراض میں بھی مبتلا رہتا ہے وہ ایسے کا بھی خون
اور بھی پتھ اور مادہ کبھی کبھی زیادہ نکلتا ہے اور کپڑا ہواٹ ہو جاتا ہے قرۃ کی شامی جہد اس ۱۲ میں ایسے عذر

- ۱۔ حلا حیدر حیرت فلا بطیر، سوبر لا تبصر، شرحہ بدر لمحد، قال لمحق فی السامد، قولہ فلا یصیر فی
لا یحس العین بمعنی ان ذاته بجمیع احوالہ نحسہ حیاً و میت (مطلب فی احکام الدیاعۃ ۱ ۲۰۴ ط سعید)
- ۲۔ کہ لا یفصل لو حرج من دہ و بحرہ کعد و سدہ فبح و بحرہ کصدید، توبر و شرحہ قال لمحق فی
سامد فی فی البحر و قد بطیر بن لظہر اد کتاب لبحارح فبحا و صدید لفصل سواء کما مع و حج او بدوہ
لا یہما لا یحر جان الا عن علۃ (مطلب فی نواقض الوضو ۱ ۱۴۹ ط سعید)
- ۳۔ لو تحرک من (حل و حاف سحر صہ فسدھا و سہب و دلفصہ و مکر بدہ من، عی سگرنہ اسباب لبحارح فی
استعمال الذهب و الفصہ ۵ ۳۳۶ ط واحدیہ کونہ)
- (۴) الاصل و حوب العسل الا انہ سقط لبحارح (رد المحتار مصب اباحات العسل ۱ ۱۵۲ ط سعید)

۱) حالت میں پٹے کے ناپاک نہ ہونے کو مفتی بہ بتایا گیا ہے مگر سبیلین سے خارج ہونے کو شرع منیت
 ۲) سبیل کے ۱۸ میں اس قاعدے سے مستثنیٰ کیا گیا ہے کہ سبیلین کے خارج ہونے میں جو سیلان خون
 پیپ ہو یا سیان نہ ہو بحر، شہور سے ناقض وضو قرار دیا ہے مگر بائیس ہی ہو گا میری نظر بہت ضعیف
 ہوئی فتویٰ پڑھانے میں جوتا میرا خیال یہ ہوتا ہے کہ سبیلین سے دل و براز کا گر حضور ہو تو یقیناً ناقض وضو
 اور نجس ہے ورنہ وہاں ورنہ خون یا پیپ نلی تو موافق پہلے قاعدہ مرقومہ کے شاید نجس اور
 ناقض وضو نہ ہو جو ب تحریر فرمایا میں آپ کی تحریر مجھے اطمینان دہ ہے۔ المستفتی نمبر ۱۳۲۴

(مردی) محمد مشتاق احمد صاحب (شیخ برنال) ۱۹ یقعدہ ۱۳۵۵ھ مطابق ۲ فروری ۱۹۳۷ء
 (حوا ۳۲۶) مخدوم مکرم حضرت مولانا دامت برکاتہم۔ اسلام آباد میں خدمت اللہ برکاتہم۔ خدمت
 نامہ نے ممنون، مشہور فرمایا حق تعالیٰ آپ کے سپہ خدمت و فیوض کو تادیر مبسوط رکھے آمین آپ کا وجود
 باعث برکات و خیرات ہے سبیلین سے بہ خارج نجس و ناقض وضو ہے تم ہو یا زیادہ سائل ہو یا نہ ہو اور
 رطوبت و برہر صورت نجس ہے و کذا الدود والحصاة اذا خرج من احد هذين الموضعين
 لا يستماع الرطوبة وهي حدث في السبيلين وان قلب (غیۃ المسملی) اور کن زخم کے
 خون یا پیپ کا تھوڑا تھوڑا نکلتا رہنا اور پٹے کو متاثر نہ کرنا شک بقول مفتی بہ نہ ناقض وضو ہے اور نہ اس
 سے پٹا ناپاک ہوتا ہے مگر یہ حکم سبیلین کا نہیں ہے ہاں یہ سیر میں مخرج سے باہر سے اور مسوں کی جڑ
 میں قون ہو جاتے ہیں ان میں سے جو خون یا رطوبت نکلتی اور پٹے پر پڑتی رہتی ہے اس کا حکم وہاں سے
 زخموں کا ہے یونکہ اس سے نکلنے والی رطوبت خارج من اسبیلین میں داخل نہیں ہے خارج من
 اسبیلین میں وہی رطوبت داخل ہے جو مقعد کے اندر سے باہر آئے اور جو حوائی مقعد کے بیرونی مسوں یا
 زخموں سے نکلے اس کا حکم مثل دیگر اجزاء جسم سے نکلنے والی رطوبت یا خون و ریم کے ہو گا امید کہ
 احکام خیر میں خام کوید فرماتے رہیں گے۔ محمد کفایت ندکان اللہ۔ دہلی ۱۹ یقعدہ ۱۳۵۵ھ

وضو یا غسل میں کوئی جگہ خشک رہ جائے تو صرف اسی جگہ کو دھو لینا کافی ہے، خواہ باقی عضو
 خشک ہوں یا نہ ہوں۔

(سوال) وضو یا غسل میں کوئی عضو یا جگہ پٹے سے خشک رہ جائے تو اسی عضو یا جگہ کو دھو لے یا نہ دھو لے
 وضو کرے اگر اسی جگہ کا دھونا کافی ہے تو آیا یہ حکم جب تک جب تک عضو تر ہیں یا نہ، کے خشک
 ہونے کے بعد بھی ہے؟ المستفتی نمبر ۱۳۲۹ محمد یونس صاحب (مفتی ۱) ۲۷ یقعدہ ۱۳۵۵ھ
 مطابق ۱۰ فروری ۱۹۳۷ء

(۱) فصل فی نواقض الوضوء ص ۱۲۵ ط سہیل اکیڈمی لاہور پاکستان
 ۲) تہ السراۃ بالخروج من السبیلین محروم بظہور و فی غیرہما عین السبیلین الدر المنجید مع رد المحتار
 مطلب فی نواقض الوضوء ۱/۱۳۵ ط سعید

(جواب ۳۲۷) نہ ف خشک رہ جائے اب وضو و دوہین کافی ہے خواہ باقی اعضاء خشک ہونے سے پہلے دھوئے یا خشک ہونے کے بعد محمد کفایت اللہ کان اللہ لاہ

و خول حشفہ سے میوی پر بھی غسل واجب ہوگا۔

(سوال) زوجہ پر جو کہ (زوجہ خانی کے) حظ مجامعت سے مبرا ہے غسل جنابت لازم ہے یا نہیں؟
المستفتی نمبر ۱۵۷۹ محمد خال صاحب (ملک مالوہ) ۲۸ ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ مطابق ۸ جون ۱۹۳۷ء

(جواب ۳۲۸) بقدر خوں حشفہ موقع ہو اور خول حشفہ ہو جائے تو عورت پر بھی غسل واجب ہوگا ورنہ نہیں (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لاہ

جنائز کے لئے کئے ہوئے وضو سے فرائض و نوافل پڑھنا جائز ہے
(سوال) جنازہ کے لئے جو وضو یا نوس سے دوسرے فرض اور نفل نمازیں پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟
المستفتی نمبر ۲۰۳۹ اولیٰ محمد صاحب (کاشمیرہ از) ۲۲ رمضان ۱۳۵۶ھ مطابق ۷ نومبر ۱۹۳۷ء
(جواب ۳۲۹) جنازہ کے لئے جو وضو یا نوس ہے فرض اور نفل بہ نماز پڑھی جا سکتی ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لاہ

(۱) ضرورت کی وجہ سے دانتوں پر سونے کا خول چڑھنا جائز ہے زینت کے لئے مکروہ
(۲) دانتوں پر سونے کا چڑھا ہوا سونے کا خول مانع غسل و وضو نہیں۔
(سوال) (۱) آج کل عام طور پر دانتوں پر سونے اور چاندی کے خوں پہنائے جاتے ہیں جو پورے دانت کو ڈھانک لیتے ہیں اور پورا دانت خول میں پوشیدہ ہو جاتا ہے اس طرح مرد کے لئے دانتوں پر چاندی اور سونے کا استعمال درست ہے یا نہیں؟

۱۔ ولو برکف ای برک المصنوعہ او الاستفی او السعد من ای موضع کون من البدن ما سبباً فصلى ثم ذکر دین
تخصیص او سبب او غسل اللعنه و بعد ما صلی الحج حلی کسر فرائض الغسل ص ۵۰ ط سہیل اکادمی
(لاہور)

۲۔ لا یلاح فی حد السبب د نو برک لحنہ یوجب الغسل علی مدخل و لمفعول نہ برک و لم یبرک و هذا ہو
لنہب لعلنا (عالمگیریہ الفصل الثالث فی سببی الموحہ لغسل ۱۵۹ ط ما حیدہ کوسہ)

۳۔ یسمی بحدود لحدود او السعد سلاوہ حرہ ب سببی نہ سکوہہ بلا حلافت عالمگیریہ سبب اول فی
مور لا ید منہا فی السمع ۱/ ۲۶ ط ما حیدہ کونہ

(۲) یہ چاندی اور سونے کا خول غسل کے توابع نہیں ہوتا غسل میں کلی کرنا فرض ہے خول شدہ دست و پاؤں میں غسل کا یہ فرض (کلی کرنا) واجب ہوتا ہے کہ نہیں؟ المستفتی نمبر ۲۳۱۵ سریرہ کی صاحب مڈن ایجوکیشنل سوسائٹی (کولہ پور اسٹیٹ) ۱۴ ربیع الثانی ۱۳۵۸ھ مطابق ۱۴ جون ۱۹۳۸ء

(جواب ۳۳۰) دانتوں پر چاندی یا سونے کے خول بد ضرورت چڑھانا مکروہ ہے لیکن اگر ضرورت کی وجہ سے چڑھائے جائیں تو مکروہ نہیں اور بہر صورت چڑھانے کے بعد یہ خول وضو اور غسل کے جواز پر اثر انداز نہیں ہوتے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

کردن کے مسح کے بعد انگلیوں کے خدال کا کوئی ثبوت نہیں۔

(سوال) وضو میں سر اور گردن کے مسح کے بعد ہاتھ کی انگلیوں کا خدال کرنا چاہیے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۸۱۲ محمد عبدالشکور فیض آباد ۲۰ ذی الحجہ ۱۳۵۸ھ

(جواب ۳۳۱) سر اور گردن کے مسح کے بعد انگلیوں کے خدال کرنے کا کوئی ثبوت نہیں ہے اسے ترک کر دیا جائے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ

جنبی کے ہاتھ پاک ہوں تو اس کا پکایا ہوا کھانا یا روٹی کھانے میں کوئی مضائقہ نہیں :

(سوال) متعلقہ احکام جنابت

(جواب ۳۳۲) جس کو جنابت یعنی غسل کی حاجت ہو اس کو ناپاک نہ کہتے ہیں مگر یہ ناپاکی ایسی نہیں ہے کہ اس کے بدن پر ناپاکی کے احکام جاری ہوں۔ یہ ناپاکی حکماً ہے یعنی نماز پڑھنے مسجد میں داخل ہونے قرآن مجید کی تلاوت کرنے میں تو وہ ناپاک ہے مگر کھانے پینے میں اس کے ہاتھ کی پانی ہونی روٹی کھانے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے (۵) محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

۱۔ لو حرکت من رجل وحرف سحر صید فسدہ بذهب او بالقصة لم یکن وہ س عامگیرہ لسان لعاشر فی استعمال الذهب والقصة ۵ ۳۳۶ ط ماحدیہ کونہ

(۲) الاصل وجوب الغسل الا انه سقط لخرج (رد المحتار) مطلب فی بحث الغسل ۱ ۱۵۲ ط سعید

(۳) ان التحلیل اما یکون بعد التلیث لانه سة التلیث (رد المحتار) کتاب الطہارۃ ۱ ۱۱۷ ط سعید

۴۔ وسمع دحون مسجد وقرۃ قرآن و مسہ الا بعلافة وکد حمده ولا یس بفراءہ دعدہ و مسہ و حسہ و ذکر اللہ تعالیٰ و تسبیح و کل و سرب بعد مصصہ و عمل یدہ (سور الابصار و شرح مع رد المحتار) ط ۱۹۳ ۱۹۴ ط سعید

(۵) ولا یکرہ طبعہ ولا استعمال ما مسته من عجب او ماء و نحوہما (رد المحتار) ط الحیص ۱ ۲۹۲ ط

سعید

کمزور رہے کو پانی کے استعمال سے سخت بیماری کا اندیشہ ہو تو
غسل کے لئے تیمم کر سکتا ہے

(سوال) متعلقہ تیمم بوجہ ضعف و مرض

(جواب ۳۳۳) بڑھا کمزور آدمی جسے خوف ہو کہ اگر غسل کرے گا تو سخت بیمار ہو جائے گا اسے جائز ہے کہ غسل کے بجائے غسل کا تیمم کرے و روضہ کر کے نماز پڑھے پھر دھوپ کے وقت غسل کرے
(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

حنفیہ کے نزدیک بھی تیمم میں کہنیوں تک یا تھ پھیرنا فرض ہے

(سوال) بسم الله الرحمن الرحيم عن ابن عباس انه سئل عن التيمم فقال ان الله تعالى قال في كتابه حين ذكر الوضوء فاعسلوا وحوهكم وايديكم الى المرافق وقال في التيمم فامسحوا وحوهكم وايديكم منه وقال والسارق والسارقة فاقطعوا ايديهما فكان السنة في القطع الكفين اما هو الوجه والكفين (۲)

مذہب حنفیہ این است کہ مرافقان داخل است در غسل و عند نشاء داخل نیست هذا القياس في التيمم و در قطع يدين مذہب حنفیہ این است کہ قطع تار سبعین باشد۔

از ابن عباس سے سوال کر دے کہ تیمم کد ام حکم مقرر است یا قیاس بروضہ مست یا بر قطع یدین
یعنی اگر قیاس بروضہ شود تا مرتین مسح زمری آید و اگر بر قطع قیاس شود تا مرتین مسح زمری آید۔

اول اگر قیاس بروضہ شود بالکل موافق باشد بذہب حنفیہ و اگر قیاس بر قطع شود چنانچہ از فکان السنة في القطع الكفين الح معلوم میشود بھذا مذہب حنفیہ مخالف باشد تا ہم مضمر نیست زیر کہ
ایں اجتہاد حضرت ابن عباس باشد دیگر ایں است کہ مخالف از حدیث صحیح است کہ در باب تیمم ذکر
شده ضربتین فرمودہ یک بلوچہ و دیگر بندہ را بین و غیر ایں کہ تیمم خلف وضو است۔ چنانچہ در وضو مرتین
داخل است در تیمم نیز داخل شود۔

امام الدین ۱۹۲۸ء

(ترجمہ) حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ ان سے تیمم کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ
مذہبوں نے اپنی کتاب میں وضو کے متعلق فرمایا ہے کہ پس تم اپنے چہروں کو و باہتھوں کو کہنیوں تک
سو اور تیمم کے متعلق فرمایا پس تم اپنے چہروں و باہتھوں کا مسح کرو و فرمایا پوری کرنے والے مرد اور

۱ و يحوز التيمم اذا حلف الحب اذا غسل باليد، و بقية الرد او بمرصه عالجيره الفصل الاول في صور لا
بدمها في التيمم ۲۸/۱ ط ماحديه كونه

(۲) جامع الترمذی باب ماجاء في التيمم ۳۸ ط سعید

عورت دونوں کے ہاتھ کاٹ ڈالو تو قطع میں مسنون طریقہ کھین کا قطع ہے تو تیمم میں بھی چہرہ اور کھین کا مسح ہے۔

حنفیہ کا مذہب یہ ہے کہ دونوں کہنیاں دھونے کے حکم میں داخل ہیں اور امام شافعی کے نزدیک داخل نہیں ہیں یہی قیاس تیمم میں بھی ہے اور قطع یدین کے باب میں حنفیہ کا مذہب یہ ہے کہ قطع کا اپنی تک ہے۔

ابن عباس سے کسی شخص نے پوچھا کہ تیمم میں کون سا حکم مقرر ہے؟ آیا وضو پر قیاس کیا جائے؟ یا قطع یدین پر؟ یعنی آرو وضو پر قیاس ہو تو کہنیوں تک مسح ضروری ہوتا ہے اور قطع قیاس ہو تو صرف کانوں تک ہوتا ہے۔

اب آرو وضو پر قیاس کیا جائے تو مذہب حنفیہ کے موافق ہو گا اور قطع پر قیاس کیا جائے جیسا کہ فکان السبۃ فی القطع الکھین الحج سے معلوم ہوتا ہے تو اگرچہ بظاہر حنفیہ کے مخالف ہے مگر معنی نہیں کیونکہ یہ حضرات ابن عباس کا اجتہاد ہے دوسری بات یہ ہے کہ اس حدیث صریح کے مخالف ہے جو تیمم کے بارے میں آئی ہے کہ دائرہ میں ہیں ایک چہرے کے لئے دوسری ذراہین کے لئے۔

چہرہ کہ تیمم وضو کا قائم مقام ہے تو حیثیت وضو میں کہنیاں داخل ہیں تیمم میں بھی داخل ہوں گی۔ (نوٹ) یہ امتحان کے پرچہ کا جواب ہے حاصل کردہ نمبر ۵۰ و ۴۰ و اصف

(جواب ۳۳۴) مطلب جواب ابن عباس نہ این است کہ مجیب فہمید بلکہ ابن عباس تیمم راتار بسفین ثابت می کنند و گویند کہ اگر تامل فقیہین و اے حق تعالیٰ موافق ذکر نمود اے چنان کہ در آیہ وضو ذکر فرمود و چنان کہ در آیہ قطع ذکر غایت نیست و ازین وجہ در ال قصہ بر سفین سنت شد ہسچنین عدم غایت در تیمم مستلزم قصر بر سفین است۔

اما جواب حنفیہ پس قدرے از ذکر کردید و قدرے ترک نمودید۔ محمد کفایت اللہ صفر

۱۳۲۸ھ

(ترجمہ) ریمارک ممتحن۔ حضرت ابن عباس کے جواب کا مطلب یہ نہیں ہے جو مجیب نے سمجھا ہے بلکہ ابن عباس تیمم کو دہریوں تک ثابت کرتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ اگر تیمم مر فقیہین تک ہوتا تو حق تعالیٰ الیہ موافق بھی فرماتا جیسا کہ آیہ وضو میں ذکر فرمایا ہے اور جس طرح آیہ قطع میں غایت کا ذکر نہ ہونے کی وجہ سے کانوں پر قصہ کرنا مسنون ہوا اسی طرح تیمم میں عدم ذکر غایت قصہ بر سفین کو مستلزم ہے۔

یعنی حنفیہ کا جواب تم نے چھ لکھا اور چھ چھوڑ دیا۔ محمد کفایت اللہ صفر ۱۳۲۸ھ

دانت صاف کرنے کے لئے ایسے برش کا استعمال جس میں خنزیر کے بال ہوں حرام ہے۔ (از اخبار الجمعیت دہلی مورخہ ۱۰ نومبر ۱۹۲۷ء)

(سوال) ۱۰ انتوں میں انگریزی دوا کی دکان کے لئے ان برشوں کا استعمال ہوتا ہے جن کے ڈوں پر "برسز" لکھے ہوتے ہیں جس کے معنی "موہ خنزیر" ہیں اور تجربہ کار واقف حضرات کہتے ہیں کہ اگر یہ برش باؤں کے ہیں تو ضرور خنزیر کے بال ہیں یہ دوا بھی سخت ہوتے ہیں ان وجہ یہاں تک کہ باؤں میں سے نکل جاتا ہے اور بدبو دیتا ہے۔

(جواب ۳۳۵) اگر برش کے متعلق یقین یا مان غائب ہو کہ وہ خنزیر کے بالوں سے بنا ہے جاتے ہیں تو ان کا استعمال مسلمانوں کے لئے حرام ہے اور جب کہ ان پر ایسے الفاظ لکھے ہیں جن کا ترجمہ "موہ خنزیر" ہوتا ہے تو بہر صورت ان کا استعمال اسلامی غیرت و حمیت کے بھی منافی ہے مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ ایسے برشوں و جن پر "موہ خنزیر" کے ہم معنی الفاظ لکھے ہوں ان سے بچیں اور ایسے برش جن میں خنزیر کے بالوں کا ہونا یقین یا مشکوک ہو نہ استعمال نہ کریں، محمد کفایت اللہ غفرلہ۔

نخت اونٹنی یا سوتلی موزے جن پر سے پانی نہ چھپے اور چمڑے کے موزوں پر مستحجاب ہے۔ (از اخبار سہ روزہ الجمعیت دہلی مورخہ ۲۲ جنوری ۱۹۲۸ء)

(سوال) موزہ اگر پہنے ہو رات و یا صبح کو نماز کے وضو کی ضرورت ہو تو وجہ سرائی کے موزہ اتارنے کے اس پر قیصر کرنا مستحب یا نہیں؟ موزہ سوت یا چمڑا کا ہے؟

(جواب ۳۳۶) چمڑے کے موزوں پر مستحجاب ہے۔ اگر اونٹنی یا سوتلی موزے ہیں اس قدر وسیع و وسیع ہوں کہ ان پر سے پانی نہ چھپے تو ان پر بھی مستحجاب ہے۔ محمد کفایت اللہ غفرلہ۔

حالت جنابت میں تیل لگا کر غسل کرنے سے غسل درست ہوگا (از اخبار الجمعیت مورخہ ۲۰ اکتوبر ۱۹۳۵ء)

(سوال) جنابت کی حالت میں پاک تیل لگا کر غسل کر سکتے ہیں یا نہیں؟

(جواب ۳۳۷) ہاں غسل درست ہو جائے گا۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ اعلم۔

۱۔ حلا حیدر حرر و نہ لا بطہر، سور الانصار و شرحہ، دل للمحقق فی الشامیہ، قولہ فلا یصہر ای لایہ بحسب لغز معنی ان دایہ بحسب احرامہ بحسبہ حیا و مہر، مطلب فی احکام الذمات ۱/ ۲۰۴ ط سعید
۲۔ المسح علی الجفین حیدر و لا حار فیہا مسفیضہ، ہدایۃ باب المسح علی الجفین ۱/ ۵۶ ط مکتبہ سرکب علمیہ ملتان)

(۳) و حورسہ و یوم من عرب او شعرا و شعیب بن یحییٰ فرسحا و یشت علی الساق بفسہ و لا یری ما تحنہ ولا یسف لای یفقد الی حرف قدر القرص، سور الانصار و شرحہ مع رد المحتار باب المسح علی الجفین ۱/ ۲۶۹ ط سعید

۴۔ و د دھن و مر الساء فیہ نصل بحری، عالمگیریہ الفصل الاول فی فرائضہ ۱/ ۱۴ ط ماخذہ کتبہ

مسواک سے دانتوں کو صاف کرنا مسنون ہے بشرط اگر پاک ہو

تو اس کا استعمال مباح ہے۔ (اجمعیۃ مورخہ ۲۰ اکتوبر ۱۹۳۱ء)

سوال ۱) انت صاف کرنے کے لئے کئی قسم کے برش ملتے ہیں بیان سے وہ نقوش کا صاف کرنا جو ہر

(جواب ۳۳۸) ، انتوں و مٹوئے سے صاف برنامہ منوں ہے ، پرش اُمر پاک ہو تو اس کا استعمال

پہلے یہ سنو کہ موفّق نہیں تاہم مہیا ہو گا۔ مگر سب کے ساتھ ساتھ اس کے برعکس

ہوں سے ہمارے ہوتے ہیں کہ یہ صحیح ہو یا اس کا شبہ بھی ہو تو ایسے برقیں کا استعمال قطعاً ناجائز ہے۔

مَدَنِيَّتِ اَنَدَالُوسِ

تبہا کو نوشی اور نسوار رکھنے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔

(المجلة موزة ٢٣ مارس ١٩٣٥ء)

(سوال) تمباکو نوشی اور سپورشی سے وضو ٹوٹتا ہے یا نہیں؟

(حدیث ۳۳۹) تمہا کو نوشی کا رستہ (کشی) سے وضو نہیں ٹوٹتا (۱) محمد کفایت اللہ کا نالہ۔

۱۔ اسیہ میں بتنا تخصص جس کے پڑے ہمیشہ نایا کرتے ہوں کیسے نماز پڑھے؟

سوال : ایک شخص مرض بواسیر میں مبتلا ہے، وقت نماز پہنگھارتے ہیں گناہ کی سزا کتنی ہے۔

ابا کر اندر کرتا رہتا ہے اور نیز فوطہ پر پھوڑا نکالتا جو ٹوٹ گیا ہے یک سوراخ بنے ہو اب اور اس پر

وہوں پر وقت جاری رہتے ہیں، وہ بے ہوا کھنکھاتی ہوئی آواز سے کہتا ہے کہ: ”اے ساراں سے بھی بڑھتی ہے اب انہی میں۔“

نہاڑ پڑھتا ہے جب بھی نجات سے چٹو نہ چٹو ہے ۔ کو وہ ہو جاتے ہیں اور مریض سے پاس مریض ایسا

آئی نہیں جوہر وقت پہنچا، ہوا کے یہی صورت میں مریش نماز کس طرح ادا کرے؟

المستشفى موقوف على عبيد ارفاش جبرين پور۔ جمعہ فیض آباد

(جواب ۳۴) مریش کے پاس امر ولی آدمی نہیں ہے تو وہ جہاں تک خود صفائی اور پاک پر قادر ہے۔

وہاں تک کہ اس کے بعد نہ تو ان کے غصہ و برص پر غور کرتے۔ نہ کھڑکھٹیت مہم تان بند ہے۔

(٩) والسؤال ستة مؤكدة (توضيح الابصار و شرحه ٩ ١١٣ ط سعيد)

١٢، وحينئذ ينفذ في قفص أسبلة غنوم حفرته و الحنك و الأصبع مقدمه الدر البحر مع رد البحر مصب في
مناقع السواك ١١٥ ط سعيد

٣ - خلا حمد حبيب الله لا طير - سر زنتار و سرحد اول المحدث في سامية - قوله لا طير في لانه حسن
بعد سامية - بانه رحمه الله - سرحد حمد و سرحد حمد في حكمة بانه ١ ٢ ٣ ٤ ٥ ٦ ٧ ٨ ٩ ١٠ ١١ ١٢ ١٣ ١٤ ١٥ ١٦ ١٧ ١٨ ١٩ ٢٠ ٢١ ٢٢ ٢٣ ٢٤ ٢٥ ٢٦ ٢٧ ٢٨ ٢٩ ٣٠ ٣١ ٣٢ ٣٣ ٣٤ ٣٥ ٣٦ ٣٧ ٣٨ ٣٩ ٤٠ ٤١ ٤٢ ٤٣ ٤٤ ٤٥ ٤٦ ٤٧ ٤٨ ٤٩ ٥٠ ٥١ ٥٢ ٥٣ ٥٤ ٥٥ ٥٦ ٥٧ ٥٨ ٥٩ ٦٠ ٦١ ٦٢ ٦٣ ٦٤ ٦٥ ٦٦ ٦٧ ٦٨ ٦٩ ٧٠ ٧١ ٧٢ ٧٣ ٧٤ ٧٥ ٧٦ ٧٧ ٧٨ ٧٩ ٨٠ ٨١ ٨٢ ٨٣ ٨٤ ٨٥ ٨٦ ٨٧ ٨٨ ٨٩ ٩٠ ٩١ ٩٢ ٩٣ ٩٤ ٩٥ ٩٦ ٩٧ ٩٨ ٩٩ ١٠٠ ١٠١ ١٠٢ ١٠٣ ١٠٤ ١٠٥ ١٠٦ ١٠٧ ١٠٨ ١٠٩ ١١٠ ١١١ ١١٢ ١١٣ ١١٤ ١١٥ ١١٦ ١١٧ ١١٨ ١١٩ ١٢٠ ١٢١ ١٢٢ ١٢٣ ١٢٤ ١٢٥ ١٢٦ ١٢٧ ١٢٨ ١٢٩ ١٣٠ ١٣١ ١٣٢ ١٣٣ ١٣٤ ١٣٥ ١٣٦ ١٣٧ ١٣٨ ١٣٩ ١٤٠ ١٤١ ١٤٢ ١٤٣ ١٤٤ ١٤٥ ١٤٦ ١٤٧ ١٤٨ ١٤٩ ١٥٠ ١٥١ ١٥٢ ١٥٣ ١٥٤ ١٥٥ ١٥٦ ١٥٧ ١٥٨ ١٥٩ ١٦٠ ١٦١ ١٦٢ ١٦٣ ١٦٤ ١٦٥ ١٦٦ ١٦٧ ١٦٨ ١٦٩ ١٧٠ ١٧١ ١٧٢ ١٧٣ ١٧٤ ١٧٥ ١٧٦ ١٧٧ ١٧٨ ١٧٩ ١٨٠ ١٨١ ١٨٢ ١٨٣ ١٨٤ ١٨٥ ١٨٦ ١٨٧ ١٨٨ ١٨٩ ١٩٠ ١٩١ ١٩٢ ١٩٣ ١٩٤ ١٩٥ ١٩٦ ١٩٧ ١٩٨ ١٩٩ ٢٠٠ ٢٠١ ٢٠٢ ٢٠٣ ٢٠٤ ٢٠٥ ٢٠٦ ٢٠٧ ٢٠٨ ٢٠٩ ٢١٠ ٢١١ ٢١٢ ٢١٣ ٢١٤ ٢١٥ ٢١٦ ٢١٧ ٢١٨ ٢١٩ ٢٢٠ ٢٢١ ٢٢٢ ٢٢٣ ٢٢٤ ٢٢٥ ٢٢٦ ٢٢٧ ٢٢٨ ٢٢٩ ٢٣٠ ٢٣١ ٢٣٢ ٢٣٣ ٢٣٤ ٢٣٥ ٢٣٦ ٢٣٧ ٢٣٨ ٢٣٩ ٢٤٠ ٢٤١ ٢٤٢ ٢٤٣ ٢٤٤ ٢٤٥ ٢٤٦ ٢٤٧ ٢٤٨ ٢٤٩ ٢٥٠ ٢٥١ ٢٥٢ ٢٥٣ ٢٥٤ ٢٥٥ ٢٥٦ ٢٥٧ ٢٥٨ ٢٥٩ ٢٦٠ ٢٦١ ٢٦٢ ٢٦٣ ٢٦٤ ٢٦٥ ٢٦٦ ٢٦٧ ٢٦٨ ٢٦٩ ٢٧٠ ٢٧١ ٢٧٢ ٢٧٣ ٢٧٤ ٢٧٥ ٢٧٦ ٢٧٧ ٢٧٨ ٢٧٩ ٢٨٠ ٢٨١ ٢٨٢ ٢٨٣ ٢٨٤ ٢٨٥ ٢٨٦ ٢٨٧ ٢٨٨ ٢٨٩ ٢٩٠ ٢٩١ ٢٩٢ ٢٩٣ ٢٩٤ ٢٩٥ ٢٩٦ ٢٩٧ ٢٩٨ ٢٩٩ ٣٠٠ ٣٠١ ٣٠٢ ٣٠٣ ٣٠٤ ٣٠٥ ٣٠٦ ٣٠٧ ٣٠٨ ٣٠٩ ٣١٠ ٣١١ ٣١٢ ٣١٣ ٣١٤ ٣١٥ ٣١٦ ٣١٧ ٣١٨ ٣١٩ ٣٢٠ ٣٢١ ٣٢٢ ٣٢٣ ٣٢٤ ٣٢٥ ٣٢٦ ٣٢٧ ٣٢٨ ٣٢٩ ٣٣٠ ٣٣١ ٣٣٢ ٣٣٣ ٣٣٤ ٣٣٥ ٣٣٦ ٣٣٧ ٣٣٨ ٣٣٩ ٣٤٠ ٣٤١ ٣٤٢ ٣٤٣ ٣٤٤ ٣٤٥ ٣٤٦ ٣٤٧ ٣٤٨ ٣٤٩ ٣٥٠ ٣٥١ ٣٥٢ ٣٥٣ ٣٥٤ ٣٥٥ ٣٥٦ ٣٥٧ ٣٥٨ ٣٥٩ ٣٦٠ ٣٦١ ٣٦٢ ٣٦٣ ٣٦٤ ٣٦٥ ٣٦٦ ٣٦٧ ٣٦٨ ٣٦٩ ٣٧٠ ٣٧١ ٣٧٢ ٣٧٣ ٣٧٤ ٣٧٥ ٣٧٦ ٣٧٧ ٣٧٨ ٣٧٩ ٣٨٠ ٣٨١ ٣٨٢ ٣٨٣ ٣٨٤ ٣٨٥ ٣٨٦ ٣٨٧ ٣٨٨ ٣٨٩ ٣٩٠ ٣٩١ ٣٩٢ ٣٩٣ ٣٩٤ ٣٩٥ ٣٩٦ ٣٩٧ ٣٩٨ ٣٩٩ ٤٠٠ ٤٠١ ٤٠٢ ٤٠٣ ٤٠٤ ٤٠٥ ٤٠٦ ٤٠٧ ٤٠٨ ٤٠٩ ٤١٠ ٤١١ ٤١٢ ٤١٣ ٤١٤ ٤١٥ ٤١٦ ٤١٧ ٤١٨ ٤١٩ ٤٢٠ ٤٢١ ٤٢٢ ٤٢٣ ٤٢٤ ٤٢٥ ٤٢٦ ٤٢٧ ٤٢٨ ٤٢٩ ٤٣٠ ٤٣١ ٤٣٢ ٤٣٣ ٤٣٤ ٤٣٥ ٤٣٦ ٤٣٧ ٤٣٨ ٤٣٩ ٤٤٠ ٤٤١ ٤٤٢ ٤٤٣ ٤٤٤ ٤٤٥ ٤٤٦ ٤٤٧ ٤٤٨ ٤٤٩ ٤٥٠ ٤٥١ ٤٥٢ ٤٥٣ ٤٥٤ ٤٥٥ ٤٥٦ ٤٥٧ ٤٥٨ ٤٥٩ ٤٦٠ ٤٦١ ٤٦٢ ٤٦٣ ٤٦٤ ٤٦٥ ٤٦٦ ٤٦٧ ٤٦٨ ٤٦٩ ٤٧٠ ٤٧١ ٤٧٢ ٤٧٣ ٤٧٤ ٤٧٥ ٤٧٦ ٤٧٧ ٤٧٨ ٤٧٩ ٤٨٠ ٤٨١ ٤٨٢ ٤٨٣ ٤٨٤ ٤٨٥ ٤٨٦ ٤٨٧ ٤٨٨ ٤٨٩ ٤٩٠ ٤٩١ ٤٩٢ ٤٩٣ ٤٩٤ ٤٩٥ ٤٩٦ ٤٩٧ ٤٩٨ ٤٩٩ ٥٠٠ ٥٠١ ٥٠٢ ٥٠٣ ٥٠٤ ٥٠٥ ٥٠٦ ٥٠٧ ٥٠٨ ٥٠٩ ٥١٠ ٥١١ ٥١٢ ٥١٣ ٥١٤ ٥١٥ ٥١٦ ٥١٧ ٥١٨ ٥١٩ ٥٢٠ ٥٢١ ٥٢٢ ٥٢٣ ٥٢٤ ٥٢٥ ٥٢٦ ٥٢٧ ٥٢٨ ٥٢٩ ٥٣٠ ٥٣١ ٥٣٢ ٥٣٣ ٥٣٤ ٥٣٥ ٥٣٦ ٥٣٧ ٥٣٨ ٥٣٩ ٥٤٠ ٥٤١ ٥٤٢ ٥٤٣ ٥٤٤ ٥٤٥ ٥٤٦ ٥٤٧ ٥٤٨ ٥٤٩ ٥٥٠ ٥٥١ ٥٥٢ ٥٥٣ ٥٥٤ ٥٥٥ ٥٥٦ ٥٥٧ ٥٥٨ ٥٥٩ ٥٦٠ ٥٦١ ٥٦٢ ٥٦٣ ٥٦٤ ٥٦٥ ٥٦٦ ٥٦٧ ٥٦٨ ٥٦٩ ٥٧٠ ٥٧١ ٥٧٢ ٥٧٣ ٥٧٤ ٥٧٥ ٥٧٦ ٥٧٧ ٥٧٨ ٥٧٩ ٥٨٠ ٥٨١ ٥٨٢ ٥٨٣ ٥٨٤ ٥٨٥ ٥٨٦ ٥٨٧ ٥٨٨ ٥٨٩ ٥٩٠ ٥٩١ ٥٩٢ ٥٩٣ ٥٩٤ ٥٩٥ ٥٩٦ ٥٩٧ ٥٩٨ ٥٩٩ ٦٠٠ ٦٠١ ٦٠٢ ٦٠٣ ٦٠٤ ٦٠٥ ٦٠٦ ٦٠٧ ٦

والمعدى المقصود هو ص ٦١ مخرج من سمس و يد و شيخ و صيد و سمي ٢ كتاب من ٤

بدن سے نجاست زائل کئے بغیر نماز نہ ہوگی۔

(سوال) ایک شخص وجع مفاصل کی بیماری میں مبتلا ہے اور اس کو پانی نقصان دیتا ہے اس کو احتیاط نہ ہو جائے تو وہ بدادھونے نجاست حقیقیہ کے تیمم کر کے نماز پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟

المستفتی مولوی عبدالرؤف خاں جگن پور

(جواب ۳۴۱) نجاست مٹی رہے تو نماز نہیں ہونی نجاست زائل کرنا ضروری ہے، محمد کفایت اللہ کا اللہ

فصل پنجم۔ حد بلوغ

لڑکی حیض آنے یا پندرہ سال کی ہونے سے بالغہ ہو جاتی ہے

(سوال) لڑکی کس عمر میں بالغ ہوتی ہے؟

(جواب ۳۴۲) جب لڑکی حیض آنے سے پندرہ سال کی پوری ہو جائے بالغہ ہو جاتی ہے۔

محمد کفایت اللہ کا اللہ

(۱۔۳۔۷) لڑکی حیض آنے یا احتلام یا پندرہ سال کی ہونے سے بالغہ ہو جاتی ہے۔

(۲) موئے زیر ناف کا ظاہر ہونا علامت بلوغ نہیں

(۳) حیض آنے کے بعد بھی لڑکی باکرہ کہلائے گی

(۵) لڑکے کی علامات بلوغ

(۶) مراہق و مراہقہ کی پہچان

(سوال) (۱) لڑکی کے شرعی بالغ ہونے کا قطعی معیار اور یقینی پہچان کیا ہے؟ (۲) کیا صرف موئے زیر

ناف کا ظاہر ہونا لڑکی کے شرعی بالغ ہونے کا کافی ثبوت ہے؟ (۳) اگر حیض کا آنا بالغ ہونے کی دلیل ہو

تو شبہ یہ ہے کہ بعض لڑکیوں کو محض آٹھ نو برس کے سن میں جب کہ نہ موئے زیر ناف کا پتہ ہوتا ہے نہ

کسی اور علامت کا مگر حیض کا آنا شروع ہو جاتا ہے پھر یہ ایک لڑکیوں کو ہم بالغ کہیں گے؟ (۴) یہ ظاہر

ہے کہ بالغ لڑکیوں کو اپنے نکاح میں اختیار ہے ورنہ ان کی رضا مندی کے بغیر نکاح درست نہیں ہوتا تو

معاذ نکاح میں لڑکی کے بالغ یا نابالغ ہونے کی پہچان کیا ہے؟ (۵) خون حیض آنے کے بعد لڑکی باکرہ

۱۔ تطہیر الحسنة واجب من بدن المصی و بحور تطہیرہا بالماء و بكل صاع طاهر ہذا لہ نامہ بحاس و تطہیرہا ۷۱/۱ ط مکتبہ شرکت علمیہ، ملتان

۲۔ بلوغ بحاریہ، بلا حلام و الحیض و الحيض و لم یوجد مہما فحنی یتیم بکل مہما خمس عشرہ سہ نہ نفسی (تبیور الابصار مع رد المحتار، فصل بلوغ العلام بلا حلام ۶، ۱۵۳ ط سعید)

فرمایا ہے کہ چہرہ پر جب تک نہ دھویا جائے اس میں تین قول ہیں اس پر یہ کہ نہ دھونے کے بعد دوبارہ غسل نہ کرنے کا اندیشہ نہ ہو تو دھونا واجب ہے اور اگر دوبارہ غسل ہونے کا اندیشہ نہ ہو تو دھونا واجب نہیں ہوگا۔
قول یہ ہے کہ اگر دھو کر اسے نماز کا موقع مل سکتا ہے یعنی دوبارہ پاک ہونے سے پہلے نماز ادا کر سکتا ہے تو دھونا واجب ہے ورنہ نہیں تیسرا قول یہ ہے کہ نہ دھونے کے بعد نماز کے وقت کے اندر پاک ہو جانے کا اندیشہ نہ ہو تو دھونا واجب ہے اور نماز کے وقت کے اندر دوبارہ پاک ہو جانے تو دھونا واجب نہیں اور مختار نے قول ثانی کو مختار مفتوی سے اس کی تفسیر و حکمہ الوضوء کے پانچ سطروں کے حدود ان سال علی نوہ میں موجود ہے۔ فتاویٰ محمد کفایت اللہ کان اللہ بہ اعلمی

خرید انوار کوٹ یا واسکت کا پید ہونا یقینی نہ ہو تو دھونا واجب نہیں
(سوال) جو بوٹ یا واسکت مستعمل شدہ عید میں خریدے جاتے ہیں جن کے صحت استعمال کرنے والے کا پتہ پتہ نہیں اس کو پکین کر نماز پر سنا جائز ہے یا نہیں؟
(جواب ۳۴۵) ہاں کو دھو کر پہنا بہتر ہے اگرچہ جب تک نجاست کا یقین نہ ہو جائے دھونا واجب نہیں (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ بہ اعلمی

مٹی کے برتن میں تمامہ ڈالے تو تین مرتبہ دھونے سے پاک ہو جائے گا۔
(سوال) پانی سے بھرے ہوئے مٹی کے مٹکے میں سے منہ ڈال دیا تو پانی کے ساتھ کر برتن بھی ناپاک ہو گیا تو اس کا پانی یا غسل ہوئی؟ المستفتی نمبر ۱۵۹۱ اجاب الدین صاحب (شیخ الحداد)
۳ جمادی الاول ۱۳۲۶ھ مطابق ۱۲ جولائی ۱۹۰۳ء
(جواب ۳۴۶) مٹی کے پانی سے بھرے ہوئے مٹکے میں تمامہ ڈال دے تو اس کا پانی بھی ناپاک ہو جائے گا اور نہ ہی ناپاک ہو جائے گا پانی پکین کیا جائے اور مٹی میں مرتبہ دھو کر پاک ہو جائے گا۔

۱۔ و ان سأل عنی ثوبہ فوق سرہم حرہ ان لا یغسلہ ان کان لوعسہ یحس فی الفرج مہدی لصوفۃ والا یحس فی الفرج ولا یحذر برہ عسہ ہو یحذر یغوی وکذا مرئس لا یغسلہ ولا یحس فورہ بکہ سائر لا یغسلہ ولا یحذر فی سائرہ فیردہو یحذر یغوی و فی لا یحس عسہ صلا و فی ان کان یحذر لا یغسلہ برہ حرہ یحس و ان کان یحس البرہ بعد الاخری فلا لکن فیہا من الواہدی انشا علی و فی صدر انہ لو سأل طہرا لئی لا یغوی من الصوفۃ ولا یغنی لئی ان یحرج لوفہ یحس من یغوی یحس عسہ خلاف للشافعی لان الرخصۃ مشدرة عنہ یحرج لوفہ مطلب فی احکام لمعدور ۱/۳۰۶ ط سعید

۲۔ و فی الدرر حاشیہ من ثبت فی ہد او ثوبہ و ہدہ حدیثہ لحدیثہ اولاً فیہو طہر مالہ یسقی و کذا مر حدیثہ من السیرۃ او لحدیثہ من یسقی کسمن و یحذر ولا یغسلہ و سائر رد سحر فی مطلب فی احکام الفصل ۱/۵۱ ط سعید

اتنی دیر چھوڑ دیا جائے کہ پانی ٹپکتا ہوا ہو جائے (۱)

کفار کو حرام گوشت پکانے کے لئے مسلمان اپنی دیکھیں دے سکتے ہیں، جھٹکے کے وانے
بحری ان کے ہاتھ فروخت کرنا جائز ہے

(از اخبار اجمعیۃ دہلی مورخہ ۲۲ نومبر ۱۹۲۷ء)

(سوال) جھٹکے اور خنیر جانے والے مشروکوں کو پکانے کے لئے مسلمان اپنی دیکھیں دے سکتے ہیں؟
۱۔ میں تو جائز ہی نہیں، "اور ان کے ہاتھ جھٹکے کے، سے بحر افروخت کرنا یہاں ہے" جس برتن میں
جھٹکے پکایا جائے وہ پاک کس طرح کیا جائے؟

(جواب ۳۴۷) کفار، مسلمان اپنے تانبے پتیل و ب کے برتن جاریتہ یا کرلیہ پر دے سکتے ہیں اور
کر مشرکین و کفار ان برتنوں میں جھٹکے یا خنیر کا گوشت پکائیں تو یہ برتن، تونے سے پاک ہو جائیں
۱۔ ہاتھ دے برتن نہیں، سینے چاہیں کہ ان میں یہ چیزیں پکے۔ بعد (بچہ شرعیہ) بھی پاک
ہے جانتے ہیں) مسلمان کی حیثیت میں نفرت پیدا ہو جائے اور ان کا استعمال کرنے پر قلب مطمئن نہ
ہوے تاہم اگر مسلمان کی مشرک و کافر کے ہاتھ جو فروخت کر سکتا ہے یا میں حاکم نہیں
نہی کرنا اس کا فعل ہے اس فعل کا نہ اس مسلمان سے ذمہ نہیں ہے، محمد کفایت اللہ کان لہ۔

کافر کے دھتے ہوئے پہاں کے ناپاک نہ ہونے کا غالب گمان ہو تو ان میں نماز جائز ہے
(از اخبار اجمعیۃ مورخہ ۲۳ جولائی ۱۹۲۹ء)

(سوال) مکمل پر اور کفار کے ہاتھ دھتے ہوئے پہاں کے پہن کر نماز پر اتنی جائز ہی نہیں؟
(جواب ۳۴۸) کفار کے دھتے ہوئے پہاں کے جب تک کہ ان کے ناپاک ہونے کا ظن غالب نہ ہو
پاک قرار دیے جائیں گے اور ان میں نماز جائز ہوگی (۱) محمد کفایت اللہ کان لہ۔

۱۔ وفی سلسلہ حدیثی بطریق شافعی عہد ی عمر معصوم من شرب الخمر سورۃ البقرہ ۲۱۷
الدر المختار مع رد المحتار باب الاطعمۃ ۱ ۳۳۲ ط سعید

۲۔ وفی د عہد وہ لا یجوز ان یسرب و کل منہا فی العسل غلامگیرہ لکھ لربع عشر فی کل لیلۃ
الاحکام النبی تعویذ الہم ۵ ۳۴۷ ط محدثہ کوئٹہ

۳۔ و حریم عسل من عسل وہ یجوز حرم لکھ لربع عشر من عسل وہ یجوز حرم لکھ
سرحہ قل سحقی فی السحاح لکھ لا یجوز لکھ لربع عشر من عسل وہ یجوز لکھ لربع عشر من عسل
لکھ لربع عشر من عسل وہ یجوز لکھ لربع عشر من عسل وہ یجوز لکھ لربع عشر من عسل
سعد

۴۔ وفی لکھ لربع عشر من عسل وہ یجوز حرم لکھ لربع عشر من عسل وہ یجوز حرم لکھ
لکھ لربع عشر من عسل وہ یجوز حرم لکھ لربع عشر من عسل وہ یجوز حرم لکھ لربع عشر من عسل
لکھ لربع عشر من عسل وہ یجوز حرم لکھ لربع عشر من عسل وہ یجوز حرم لکھ لربع عشر من عسل
لکھ لربع عشر من عسل وہ یجوز حرم لکھ لربع عشر من عسل وہ یجوز حرم لکھ لربع عشر من عسل

تانبے، پیتل اور لوہے کے برتن چائے یا قہریب کے لئے
غیر مسلموں کو کرایہ پر دینا جائز ہے۔

(از اخبار الجمعیت دہلی مورخہ ۲۴ اپریل ۱۹۳۶ء)

(سوال) یہاں سنی مسلمانوں کی ایک جماعت ہے جس میں ہمانا پکانے کا بیچہ وغیرہ برتن و رتنی قہر
۱۵. دیگر اسباب ہے وہ مسلمانوں کو کرایہ پر دیا جاتا ہے یہ سامان ہندوؤں و راتھ کی یا قادیانی جیسے لوگوں کو
کرایہ پر دینا اور اس کی اجرت لینا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

(جواب ۳۴۹) تانبے، پیتل لوہے وغیرہ ایسی دھات کے برتن جس میں جذبہ نساہت نہیں
ہے، مسلموں، غیر مسلموں کو کرایہ پر دینے سے ان برتنوں کے ناپاک ہو جانے کا شبہ نہیں ہوتا۔
چائے یا قہریب میں کرایہ پر برتن دے دینے میں کو مضائقہ نہیں ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

جبئی کا دھویا ہوا پتہ پاک ہے

(از اخبار سہ روزہ الجمعیت دہلی مورخہ ۶ مئی ۱۹۳۶ء)

(سوال) حالت جنابت میں پتہ ابو ناپاک ہو گیا اس کو غسل جنابت کے بعد پاک کرنا چاہیے یا غسل
جنابت سے پہلے؟ اور حالت جنابت میں پتہ اوھونے سے پاک ہو جائے گا یا نہیں؟

(جواب ۳۵۰) حالت جنابت میں ناپاک پتہ سے دو تھوڑے پاک کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہوگا۔
یہ خیال ہے کہ جنابت کی حالت میں ناپاک پتہ اوھونے اور پاک کرنے سے پتہ پاک نہیں ہوتا۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ ذی

دھوئی کے دھوئے ہوئے کپڑوں میں نماز پڑھنا جائز ہے۔

(جمعیت مورخہ ۲۰ اکتوبر ۱۹۳۱ء)

(سوال) کیا دھوئی کے دھوئے ہوئے کپڑے سے نماز جائز ہے؟

(جواب ۳۵۱) دھوئی کے دھوئے ہوئے کپڑوں سے نماز جائز ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

۱. بحر حرہ بت بتحدت رکنیۃ و بعد سورۃ البقرہ و شرح مع رد المحتار کتاب طہر و لا

باحۃ، فصل فی البیع ۳۹۲/۱ ط سعید

۲. ولا مکروہ طہر و سمس من سمس او ماء و نحو ہذا رد المحتار کتاب الحيض ۲۹۲ ط سعید

۳. و کذا فی صاخر مالہ مستمسک بحسد و سجدہ ہل لسر و سجدہ من المستمسک کسمن و الحر و الا صغیر

و لایاب (رد المحتار قبل مطلب احداث العمل ۱۵۱/۱ ط سعید)

چوتھا باب صایون

و یقی صایون جس میں خنزیر کی چرنی پڑتی ہے کے استعمال کا حکم

(سوال) آج کل و یقی صایون معمولاً استعمال کیا جاتا ہے جنس وکالت ہے کہ اس میں خنزیر کی چرنی پڑتی ہے اس وجہ سے اس کے استعمال میں تردد پیدا ہوا کیونکہ شرعی حکم سے قطعاً مائرممنون فرمایا ہے واجزکم علی اللہ

(جواب ۳۵۲) اول تو یہ امر محقق نہیں کہ صایون میں خنزیر کی چرنی پڑتی ہے اگرچہ نصاریٰ کے نزدیک خنزیر کا استعمال جائز ہے اور نہیں اس سے کوئی پرہیز و اجتناب نہیں ہے لیکن چہ بھی یہ ضروری نہیں کہ صایون میں اس کی چرنی نہ پڑے اور ان کی جاتی ہونا ہے کہ یورپین کارخانے تجارت کی غرض سے صایون بناتے ہیں اور ایسے ذرائع میں برتے ہیں جن سے ان کی مصنوعات کی تجارت میں ترقی ہو۔

آپ نے اکثر یورپین چیزوں کے اشتہاروں میں یہ الفاظ ملاحظہ فرمائے ہوں گے کہ ”اس چیز میں بنانے کے وقت ہاتھ نہیں لگایا“ اس چیز میں کسی مذہب کے خلاف کوئی چیز نہیں ہے ان کی اس چیز کو مذہب کے استعمال کرتے ہیں تو غیر ہونے کے باوجود ان کا مقصود یہ ہوتا ہے کہ صرف یہ کہ اصل عالم کی رعایتیں اس چیز کی طرف مائل ہوں اور ان کے مذہبی جذبات اور قومی خیالات ان اشیاء کے استعمال میں مزاحمت نہ ہوں اور ان کی تجارت ہر قوم میں عام ہو جائے اور یہی ہے تجارت کرنے والے کے لئے پہلا مقصد یا نشان اصول ہے کہ وہ اپنی تجارت کو پھیلانے کے لئے ان لوگوں کے مذہبی جذبات اور قومی خیالات کا لحاظ کرے جن میں اس کی تجارت فروغ پذیر ہو سکتی ہے اور اس کے مابین حقیقت ہے کہ یورپ جو ہندوستان اور اکثر اطراف عالم میں اپنا چھوٹا چھوٹا تجارتی و صنعتی ہے۔ مسلمان ہر حصہ عالم میں بکثرت مہجور ہیں اور یہ کہ مسلمان خنزیر اور اس کے اجزاء کے استعمال کو حرام مطلق سمجھتے ہیں مگر اتفاقاً یہ تجارت ان کا لین و فیض ہے کہ اشیاء تجارتی میں جن کی اشاعت و ترویج کا مطلب منظر نے یہی چیزیں نہ دیں جن کی خبر ہو جائے کہ مسلمان ان چیزوں کے استعمال کو حرام سمجھیں اور ان کی تجارت و ایک بڑا صدمہ پیشہ میرا یہ مطلب نہیں کہ یورپین اشیاء میں ایسی چیزوں کا استعمال جو مسلمانوں کے نزدیک حرام ہیں غیر ممکن ہے بلکہ غرض صرف یہ ہے کہ یورپیوں کو یہ معلوم نہ ہونے کی صورت میں ماننا ہے کہ یہ ہے کہ احوال تجارت کے موافق وہ ایسی چیزیں نہ دے دے ہوں کہ پس صرف اس بنا پر کہ یہ چیزیں یورپ سے آتی ہیں اور یورپ کے نزدیک خنزیر جیسا کہ یہ خیال قائم کرینا کہ ان میں ضروری طور پر خنزیر کی چرنی پڑی ہوئی یا پرنے کا ماننا ہے نتیجہ نہیں ہندو جن کے ہاتھ میں ہندوستان کی اکثر تجارت کی بات ہے بہت سی ناپاک چیزوں کو پاک و پرچہ

سمجھتے ہیں گائے کا گوشت اور پیشاب ان کے نزدیک نہ صرف پاک بلکہ مقبہ ک بھی ہے باوجود اس کے ان کے ہاتھ کی منی مٹھایاں اور بہت سی خوردنی چیزیں عام طور پر مسلمان استعمال کرتے ہیں اور ستموں پر ناشر عاجز بھی ہے یہ کیوں نہ صرف اس لئے کہ چونکہ ہندو دکاندار جانتے ہیں کہ ہمارے خرید ہندو مسلمان اور دیگر اقوام کے وک ہیں اور ہندوؤں کے علاوہ دوسرے لوگ گائے کے گوشت اور پیشاب و ناپاک سمجھتے ہیں اس لئے وہ تجارتی اشیاء کو ایسی چیزوں سے میچدہ اور صاف رکھتے ہیں تاکہ خریداروں کو ان سے خریدنے میں تامل نہ ہو اور خریداروں کے مذہبی جذبات ان کی تجارتی اغراض کی مزاحمت نہ کریں۔

ب۔ ایک قاعدہ کلیہ ہے جس پر بہت سے جزئیات کا حکم متفرع ہوتا ہے اور نہ صرف صابون بلکہ یورپ کی تمام مصنوعات کی صہارت و نجاست کی قاعدے کے نیچے داخل ہے واپتی پڑے اور بالخصوص رنگین پڑے جو مسلمان عموماً استعمال کرتے ہیں کسے خبر ہے کہ ان رنگوں میں کیا چیزیں ملائی جاتی ہیں ورنہ پاک یا ناپاک اشیاء کی آمیزش ہوتی ہے لیکن قاعدہ مذکورہ کی بنا پر ان چیزوں کا حکم جیسا کہ ہے کہ جب تک یقینی طور پر یہ مانع غائب یہ ثابت نہ ہو کہ کوئی ناپاک چیز ملائی جاتی ہے ناپاک کا حکم نہیں دیا جاسکتا۔

طہارت و نجاست کے باب میں کتب فقہیہ میں بہت سی ایسی نظیریں موجود ہیں جن میں غسل مکان و رشک کا کوئی اعتبار نہیں کیا گیا ہے یا کتب فقہ پر یہ امر واضح ہے۔
ثانیاً۔ اگر اس امر کا ثبوت اور کوئی دلیل بھی موجود ہو کہ صابون میں خنزیر کی چربی پڑتی ہے تاہم صابون کا استعمال جائز ہے کیونکہ صابن میں جو ناپاک تیل یا چربی پڑتی ہے وہ صابون بن جانے کے بعد پاک ہو جاتی ہے روایت ملاحظہ ہوں۔

ویطہر ریت تجس بحملہ صابونا بہ یفتی للسلوی کتور رش نماء نجس لا یاس بالخس فیہ (درمختار) ۱۔ یعنی رہن زیتون ناپاک ہو جائے تو صابون بنا لینے سے پاک ہو جاتا ہے اسی پر عموم بوی کی وجہ سے فتویٰ دیا جاتا ہے جیسے تنور میں ناپاک پانی چھڑک دیا جائے تو اس میں رہائی پانے کا مضائقہ نہیں۔ جعل الدھن النجس فی صابون یفتی بطہارۃ لانه نعیر والتعیر یطہر عند محمد و یفتی بہ للسلوی ۱ (محتسب کدافی رد المحتار) ۲۔ یعنی ناپاک تیل صابون میں ڈال دیا جائے تو پاک ہو جاتا ہے کیونکہ اس کی حقیقت پیٹ جاتی ہے اور حقیقت کا پیٹ جانا مٹا کر نزدیک پاک کر دیتا ہے ورنہ بوی کی وجہ سے اسی پر فتویٰ ہے۔

۱۔ وفي الشرح من شئت في ماء و بونه و بده صابو احسنه ولا فهو طهر ماله يستقيض و كذا ما يتحدہ
هل اشرك والجهة من المستحسن كسمن و لخير و لا صعمة والشيء رد المحتار في طلب اجابات لعسل
۱ ۱۵۱ ط سعید وفي الاشارة لعسل لا يروى بالشك، بقول الاول القاعده كانه ص ۵۷ ط بيروت

(۲) باب الانجاس ۱ ۳۱۵ ط سعید

(۳) باب الانجاس ۱ ۳۱۶ ط سعید

قد ذکر هذه المسئلة العلامة فاسم في فتاواه وكذا ما سياتي متا و سرحا من مسائل المتطهر بقلاب العن و ذکر الادلة على ذلك بما لا مرید علیه و حقق و دفع كما هو دونه رحمه الله فیر ارجع به هذه المسئلة قدوة عوها على قول محمد بالطهارة بقلاب العن الذي عنده الفتوى واحدا و اكثر المسامح حلافا لابی يوسف كما في سرح المسئلة والصح وغيرهما (رد المحتار) ۱. شیخ اس مسئلة و عدمه قائم على اپنے فتویٰ میں یا نہ ہے اس طرح ۱۰۰ مسائل جو متن و شرح میں آئے ہیں ان میں انتاب میں پر پان ہا شمار کیا گیا ہے۔ عامہ قائم ہے اس کے لئے نہایت تحقیق و تدقیق سے بیان فرمایا ہے کہ ان کا طریقہ ہے نہ خود ان پر بار ان رحمت نازل فرماتے ہیں کہ یہ مسئلہ فقہائے امام محمد کے قول پر متفق ہے یا نہیں ان کے نزدیک نقشب میں سے پان حاصل ہو جاتی ہے اور انی قول پر فتویٰ ہے و رانی و شرح میں اختیار کیا ہے امام یوسف ہاں میں خلاف سے جیسا کہ شرح میں اور مقتدر میں مذکور ہے المورب علیہا (رد المحتار) ۲. شیخ اس اقتدیر میں ہے کہ یہ مسئلہ سے مشائخ نے اس و اختیار کیا ہے اور یہی مذہب متا ہے کیونکہ شریعت نے وصف نباست اس حقیقت پر مبنی بات اور حقیقت نقل انباء کے متنی و بات سے متنی ہو جاتی ہے تو نقل پہ جانے سے یہ مسئلہ متنی نہ ہو کیونکہ مذہب و شریعت میں سے مغرب ہے پان ہدی اور و شریعت ہے کہ نمین جانیوں کو نمین ہی قرار دیا جائے گا اور اس میں نتیجہ شریعت میں یہ ہے کہ نمین ناپاک ہے پھر وہ عقیدہ شیخ نوین رہن جاتا ہے وہ بھی ناپاک ہے پھر وہ عقیدہ شیخ و شریعت میں ناپاک ہو جاتا ہے و رشیہ و انگور پاک ہے پھر شراب بن کر ناپاک ہو جاتا ہے پھر اس کے ان ناپاک و باتوں سے تم نے جان لیا ہے حقیقت ناپاک بنانا و نمین کے زوال و تشریح کے بعد حقیقت پر مبنی بات تہ حور اکمل دلت المسح (رد المحتار) ۳. الحصار و الحسیر ادا وقع فی السملحة فصار ملحا او برء الدلوعه ادا صار طیما یطهر عدہما حلافا لابی یوسف کذا فی محیط السرحسی (فتاویٰ عدلسگری) ۴. اس نمین ہاں جاز ہے۔ یہ۔ مدحیائے یہاں نمین میں ۵. نمین جانیوں بات کا کثوال بالکل کیچڑ ہو جائے تو پاک ہو جاتا ہے یہ امام ابو حنیفہ اور امام محمد مذہب سے امام ابو یوسف ہاں خلاف ہے اور ولو احرقت لعدرة او البروت فصار کل منہما زهدا او مات الحصار فی السملحة و کذا ان وقع فیہا بعد موته و کذا الکلب و الحسیر لبر وقع فیہا فصار ملحا طہر عند محمد و اکثر المسامح احوار و اقوال محمد و عند الفتوى لان الشرع رتب و صف الحاسه على تلك الحففة و قدر الت بالکفة فان المسح عمر

(۱) حوالا بال (صفحہ گزشتہ)

(۲) باب الاحاس و تطہر ہا ۱ ۲۰۱ ط مصر

(۳) باب الاحاس ۱ ۳۱۷ ط معد

(۴) باب السبع الفصل الاول فی تطہر الاحاس ۱ ۴۵ ط ما حدیہ کونہ

العظم واللحم فاذا صارت الحقیقۃ مدحا ترتب حکم الملح حتی لو اکل المذبح حار و بطیره الطعمۃ بحسۃ و تصیر علقۃ وھی بحسۃ و تصیر مصعۃ فتطہر و کذا الحمر تصیر حلا و علی قول محمد فرعو اطہارۃ صابون صغ من دهن نجس و علیہ یفرع ما لو وقع انسان او کلب فی قدر الصابون فصار صابونا یكون طاهرا لتدل الحقیقۃ انتہی محتصرا (عیۃ ، المستملی شرح منیۃ المصلی) (ترجمہ) اگر پانچویں ویر جو کچھ رو یا جانور یا کلب یا کتا کان نمب میں برسر مر جاے یا مر کر مر جائے اسی طرح تیار خنزیر مر جائے اور نمب من جاے تو ہاں محمد کے نزدیک پاپ ہو جاتا ہے اور اکثر مشائخ نے اہم محمد کے قول کو اختیار کیا ہے اور ان پر فتویٰ ہے کیونکہ شریعت نے نجاست کا حکم اس حقیقت پر رکھا تھا جو پاکیزہ رطل ہوئی کیونکہ نمب اور چیز سے ندی و شست اور چیز ہے پس جب کہ حقیقت نمب من کی تو نمب کا حکم اس پر نمب یا یہاں نمب کہ اس کا حکم بھی جائز ہو گیا اور اس کی نظیر نطفہ ہے کہ وہ پاپ ہے پھر خون، تین جاتا ہے وہ بھی پاپ ہے پھر گوشت کا و تھوڑا تین جاتا ہے اور پاپ ہو جاتا ہے کی صورت شرب کہ نجس ہے کہ تین پاپ ہو جاتی ہے اور اہم محمد کے اس قول پر اس صابون کی صہارت بھی متفقین سے جو پاپ تیل سے بنایا جائے اور انی قول پر یہ مسئلہ بھی متفقین ہوتا ہے کہ انسان یا تھوڑا صابون کی ایک میں کر صابون من جاے تو پاپ ہو جائے یہ نکتہ حقیقت ہر سنی ان روایات منقولہ کے مورخین میں بہر امت ثابت ہوتا ہے۔

(۱) انقلاب حقیقت سے طہارت و نجاست کا حکم بدل جاتا ہے۔

(۲) یہ حکم طہارت با نقاب حقیقت اہم محمد کا قول ہے اور ان پر فتویٰ ہے اور اکثر مشائخ نے اسے اختیار کیا ہے۔

(۳) صابون میں روغن نجس یا چربی کی حقیقت بدل جاتی ہے اور نقاب عین حاصل ہو جاتا ہے (اور منہ اور مجتہب کی مذکورہ بالا عبارات میں دیکھو)

پس اب سوال کا جواب واضح ہو گیا کہ صابون خواہ کسی چیز کی چربی یا روغن نجس سے بنایا جائے صابون من جانے کے بعد وہ پاپ ہو جاتا ہے اور اس کا استعمال جائز ہے کیونکہ انقلاب حقیقت کی وجہ سے وہ چربی پرانی و روغن روغن نہ رہا بلکہ صابون ہو گیا جسے مشک اصل میں خون ناپاک ہوتا ہے تین مشک من جانے کے بعد وہ پاپ و نجس ہوتا ہے پس باقی صابون کے استعمال کے لئے تحقیقات کی جتنی ضرورت تھی کہ اس کے اہتمام یا میں وہ پاپ ہیں یا ناپاک یہ نکتہ حقیقت صابون میں اس کی طہارت کی غیبت ہے جیسے کہ حقیقت مسک یہ اس کی طہارت کی ضمانت ہے۔

اگر کسی ویسے شبہ ہو کہ روایت مذکورہ سابقہ سے روغن نجس کے صابون کا پاپ ہو نا ثابت ہوتا ہے تو انہیں ممکن ہے کہ یہ حکم روغن کے ساتھ نجس کیونکہ اصل میں پاپ سے ناپاک ہوتا ہے اس لئے

۱۔ خنزیر سے ہر کس سے خنزیر کی چرٹی کے صابون کا حکم نکالنا صحیح نہیں ہے، کیونکہ خنزیر اور اس کے
جزاء نجس اعمین ہیں تو اس شبہ کا جواب یہ ہے کہ نقاب عین سے پاک ہو جانا نجس اعمین اور غیر نجس
اعمین دونوں میں یکساں طور پر جاری ہوتا ہے، خون بھی نجس اعمین ہے، مشک ان جانے سے پاک ہو جاتا
ہے خود خنزیر کا انقلاب حقیقت کے بعد پاک ہو جانا بھی روایات ذیل سے ثابت ہے۔

ولاملح کال حمارا او خنزیرا ولا قدر وقع فی بئر فصار حماء لانقلاب العین بہ
یعنی (درمحصار) ۱۔ یعنی وہ نمک پاک نہیں جو دراصل گدھا یا خنزیر تھا اور وہ پید کی بھی جو نہ میں ہے۔
مکچہ بن جانے کا پاک نہیں کیونکہ نقاب حقیقت ہو یا کسی پر فتویٰ ہے قولہ لا یقلاب العین عندہ
للکمل وهذا قول محمد و ذکر معہ فی الذخیرۃ والمحیط، (نا حیفۃ) (جلید) ۲۔ یعنی مصنف کا
قول کہ نقاب عین موجب صہرت ہے یہ گدھے اور خنزیر کے نمک اور پید کی کے مکچہ بن جانے کے
بعد پاک ہو جانے کی دلیل ہے اور یہ امام محمد کا قول ہے اور ذنیہ اور محیط میں امام ابو حنیفہ کو بھی امام محمد
کے ساتھ ۱۔ یہاں ہے قال فی الفتح ۲۔ و کثر من المتأخّر احتار وہ وهو المختار لان السرع
رتب و صف النحاسة علی تلث الحقیقة و نسفی الحقیقة بانتفاء بعض احرار مفہومہا
فکیف بالکل فان الملح عبر العظم واللحم فاذا صار ملحا ترتب حکم الملح و بطیرہ فی
الشرع القطعة نحسة و تصر علقۃ وھی نحسة و تصر مضعة فتطهر والعصیر طاهر
فیصبر حمرا فیحس و بصیر حلا فیطهر فعرفنا ان استحالة العین تستتبع روال الوصف۔
ان نصوص فقہیہ سے امور ذیل ثابت ہوتے ہیں۔

- (۱) گدھا، خنزیر، کتا، انسان، نقاب حقیقت کے حکم میں سب برابر ہیں، چھم قہوت نہیں۔
- (۲) یہ کان نمک میں گر کر مرے ہوئے ریس، دونوں جاتوں میں یکساں حکم ہے، یعنی میت جو
سب قہوتی حرام، نجس ہے، وہ بھی اسی حکم میں شامل ہے۔
- (۳) انسان جس کے جزاء سے وجہ برامت انتقام حرام ہے اور خنزیر و میت جن سے وجہ نجاست انتقام
حرام ہے، نقاب حقیقت کے بعد ان پر انسان اور خنزیر و میت کا حکم باقی نہیں رہتا بلکہ بعد انقلاب حقیقت
یہ سب وجہ انتقام ہو جاتے ہیں، جب کہ انقلاب حقیقت طاہرہ کی طرف ہو۔
- (۴) کان نمک میں گرنے اور صابون کی دیک میں گرنے کا حکم یکساں ہے کہ یہ دونوں صورتیں موجب
انقلاب حقیقت ہیں جیسا کہ کبیر کی شرح میں کی عبارت میں صحت مذکور ہے۔
- ان امور کے ثبوت کے بعد کوئی وجہ نہیں کہ خنزیر و میت یا کتا کی چرٹی سے بنے ہوئے صابون

(۱) باب الانحاس ۱ ۲۲۶ ط سعید

(۲) رد المحتار باب الانحاس ۱ ۲۲۷ ط سعید

(۳) باب الانحاس و تطہیرھا ۱ ۲۰۰ ۲۰۱ ط مصر

کے جواز استعمال میں تردد کیا جائے۔

اور یہ شبہ کچھ وقت نہیں رکھتا کہ خنزیر منص قرآنی حرام اور نجس ہے پس صاوان بن جانے کے بعد اس کی طہارت کا حکم کرنا نص قرآنی کا معارضہ ہے جو اب اس کا یہ ہے کہ یہ معارضہ نہیں نص قرآنی کے خنزیریت کو نجس بتاتا ہے لیکن نمک یا صاوان بن جانے کے بعد وہ خنزیریت ہی میں رہتا ہے اور نہ شراب منص قرآنی حرام اور نجس ہے اور نہ کہ بن جانے کے بعد باقی وہ پالہ و حلال ہو جاتی ہے پس بس طرح کے شراب منصوص النجاستہ پر نہ کہ بن جانے کے بعد طہارت و حلت کا حکم کرنا نص قرآنی کا معارضہ نہیں اسی طرح خنزیر کے صاوان بن جانے کے بعد اس کی طہارت کا حکم نص قرآنی کا معارضہ نہیں۔

اصل یہ ہے کہ شریعت نے جس حقیقت پر نجاست کا حکم لگایا تھا وہ حقیقت ہی نہیں رہی اور بعد انقلاب جو حقیقت متعلق ہوئی وہ شریعت کے نزدیک پاسبان ہے یہ حکم طہارت بھی حکم شرعی سے نہ غیہ۔

تنبیہ اول۔ یہ بات ضروری طور پر یاد رکھنے کے قابل ہے کہ اگرچہ خنزیریت وغیرہ کی چربی سے بنے ہوئے صاوان کا استعمال جائز ہے لیکن کسی مسلمان کو یہ حلال نہیں کہ وہ خنزیر وغیرہ کی چربی سے صاوان بنائے کیونکہ قصداً ان چیزوں کو صاوان بنانے کے لئے استعمال کرنا جائز نہیں اور یہ بات ہے غیر مسلموں کے بنائے اور صاوان بن جانے کے بعد استعمال جائز ہو جائے۔

تنبیہ دوم۔ انقلاب حقیقت سے حکم بدل جانے کے متعلق جو پتہ لگایا ہے اس میں کئی بات قویٰ ثابت ہے اور فقہاء کی تصدیقات بھی اس کے متعلق آپ مدظلہ فرما چکے ہیں۔ بس انقلاب حقیقت ہو جانے کو حکم بدل جاتا ہے لیکن یہ بات ابھی تک قابل تحقیق ہے کہ انقلاب حقیقت سے مراد کیا ہے واضح ہو کہ انقلاب حقیقت سے مراد یہ ہے کہ وہ شے فی نفسہ اپنی حقیقت چھوڑ کر کسی دوسری حقیقت میں منتہی ہو جائے جیسے شراب کہ ہو جائے یا خون مثلاً بن جائے یا نسد و قست کا و تھوڑا وغیرہ وغیرہ کہ ان صورتوں میں شراب نے فی نفسہ اپنی حقیقت خمر یہ و خون نے اپنی حقیقت و مویہ و رخصہ نے اپنی حقیقت منہ بہ چھوڑ دی اور دوسری حقیقتوں میں منتہی ہو کر حقیقت بدل جانے کا حکم ہی وقت و باوقات کے حقیقت اور منتہی کے آثار معنصہ اس میں باقی نہ رہیں جیسا کہ امثلہ مذکورہ میں پایا جاتا ہے کہ نہ کہ بن جانے کے بعد شراب کے آثار معنصہ باطل ہو جاتے ہیں۔

بعض آثار کا زائل ہو جانا یہ جب وقت آثار کا محض نہ ہونا موجب کتاب نہیں جیسا کہ فقہاء نے تصریح کی ہے کہ اگر اس میں کچھ شراب مدبر کو نہ دیکھ لیا جائے تو اور ولی ناپا

ہے یہ کہ اگر سے پانی میں تھوہ تو شراب یا پیشاب نہ دیا جائے تو وہ پانی پاب ہے نہ نہ
رہائی بیپانی میں اس قیاس امتداد شراب کا کوئی اثر محسوس نہ ہوگا لیکن چونکہ شراب نے ان صورتوں میں
فی نفسہ اپنی حقیقت نہیں چھوری ہے اس لئے ناپاکی کا حکم باقی ہے اور محسوس نہ ہونا وجہ قسوت اجزاء ہے
چونکہ شراب کے اجزاء ملتے اور آتے کے جزائزیدہ اس سے وہ روٹی میں محسوس نہیں پس یہ اختلاط ہے نہ
بہ انقلاب۔

اسی طرح حقیقت متلبہ کی نفس لکیفیات غیر منقسمہ کا باقی رہنا منع انقلاب نہیں جیسے شراب کے
کہ کہ بن جانے کے بعد بھی اس کی رقت باقی رہتی ہے یہ صابون میں قدرے دسومت روغن جس کی باقی
رہتی ہے یونہی رقت حقیقت شراب سے ساتھ اور دسومت حقیقت دہنیہ کے ساتھ مختلف نہیں ہے پس
انتساب میں کی وجہ سے تبدل دھما ختم کرتے وقت یہ فورہ احتیاط کام لینا ضروری ہے یونہی نہ
وقت انقلاب و اختلاط میں اشتباہ پیش آجائے اور انقلاب کو اختلاط یا اختلاط و انتساب سمجھ لیا جاتا
ہے۔ والد اموفق

تبیینہ سوم۔ اس انقلاب و اختلاط کے اشتباہ کا ہمارے اس مسئلہ صابون پر کوئی اثر نہیں ہے
یونہی ہم نے تمہاری بات فتماء سے یہ بات ثابت کر دی ہے کہ کسی چیز کا صابون بن جانا انقلاب حقیقت
نہ کہ اختلاط۔ اس لئے اس میں کسی شبہ کی گنجائش نہیں والدہ اعلم و علمہ اتم کتبہ الراحہ
رحمہ ربہ محمد کفایۃ اللہ عفرلہ مدرس مدرسہ الامینیۃ الواقعہ بدھنی ۲۵ شعبان
۱۳۳۴ھ

هذا التحقيق صحيح عریب الرحمن عفی عنہ مفتی مدرسہ دیوبند ۲۴ دی الحجہ
۱۳۳۴ھ الحواب صواب محمد ابور عفا اللہ عنہ دار العلوم دیوبند

پانچواں باب متفرقات

مستعمل جاری پانی سے وضو کا حکم۔

(سوال) (۱) بین دو فتنوں میں سے ایک پر بیٹھے ہوئے بہت سے لوگ اپنے اپنے لوٹوں سے وضو

۱۔ قلت لكن قد مضى ان المدعى بس قد اصاب حبيطة لانه عصير حمض بطح وكذا بمضمون اذا درس واحتلط
بماء حار و قد تعبر وصف فقط كس صرح و بر صرح صحاح و طح صرح حراً بحال و صرح حراً حراً
(رد المحتار باب الانحسار ۱ ۳۱۶ ط سعید)

۲۔ داوردت اسحسہ علی لہا، بحس الساء احمدی الدر سحر مع رد المحتار باب الانحسار ۱ ۳۲۶ ط
سعید

بر رہے ہیں اب اس پانی بتاتا ہوں کہ بہہ جاتا ہے اگر کوئی شخص نالی کے اخیر میں بیٹھ کر وضو کرے گا
اس نہیں سے کہ یہ ماء جاری ہے تو کیا اس شخص کے لئے یہ فعل جائز ہوگا کہ نہیں؟
(۲) اس پانی کے مدد سے دوسرے پانی بھی نہ ہو تو دوسرے کو کیا کریں؟ "یوضو اور تیمم دونوں میں یہ
سہ فہم اور تیمم" المسئس نمبر ۱۲۱۴ "یہ انداز صاحب (خلع یاس پر) ہے اور جب ص ۱۳۱
م ۱۴ اکتوبر ۱۹۳۶ء

(جواب ۳۵۳) اگر اس نالی میں سہ فہم پانی بہہ کر جاتا ہے جو دلوں کے استعمال سے کمرتا ہے تو
دوسرے پانی غیر مظہر ہے اس سے وضو جائز نہیں لیکن اگر پانی میں وضو کے استعمالی پانی کے علاوہ اور پانی بھی
آتا ہے اور وہ غیر مستعمل پانی مقدار میں مستعمل سے زیادہ ہو تو وہ پاک اور پاک کرنے والا ہے اس سے وضو
جائز ہوگا (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ ولی

بیوں کے پیشاب سے غلہ کو پاک کرنے کے لئے غلہ کی کوئی مقدار نکال دینا
(سوال) زمیندار جو اندہ و غلہ نکالتے کے وقت قبور کے دانے انوں کے ہار میں سے مدد سے
نکالتے ہیں اور کہتے ہیں کہ بیل جو پیشاب پختہ نہ کرے نہ وقت رتے ہیں ان کو یہ نکال دے
تو ان کے پاک کر دیتے ہیں جیسے کہ زکوۃ کو غیر فہم میں کہ نکالتے چاہیں یا نہیں؟ اگر نکالنے چاہیں تو
نکالنے کا کیا اندازہ ہو؟

(جواب ۳۵۴) جو غلہ زمیندار اس نیت سے نکالتے ہیں کہ رو نہ دے وقت بیوں سے جو پیشاب پختہ
ہو یا تو اس کی صحت ہو جائے تو زمینداروں کا یہ فعل درست اور عیب ہے اس ترکیب سے مار غلہ
پاک ہو جاتا ہے جو سائل کو دیا ہے اور جو باقی بچا ہے رو غلہ کی اتنی مقدار نکالنا چاہیے جتنا کہ انداز بیوں
سے پیشاب پختہ سے شراب ہو اور ولو دلت الحمر علی الحطة حال الدوس فدهب بعض
الحطة فالفاقی طاهر و کذا الداهب ایضا (کسری ۲ محتسانی ص ۲۰۳) کما لو مال حمر
علی نحو حطة تدوسہا ففسم او غسل بعضہ او دہب بہہ او اکل او بیع حیث یظہر
و کذا الداهب لا احتساب وقوع الحس فی کل طرف (درمختار مختصراً) *

۱. و مسنداً کسستعمل فیالاحراء و فی لفظی کثر من شفت حار سظیر بکک و لا لا وھد نعم لیس
سلا فی فنی لیس فی یحور لوضو مالہ نعم سلاوی السعید علی ما حنفی فی لحر و سہر و مدر المحتار
مع رد المحتار باب المیاء ۱/۱۸۲ ط سعید
(۲) فروع مشتی ص ۲۰۵ ط سہیل اکیدمی لاہور
(۳) باب الانحاس ۱/۳۲۸ ط سعید

راستوں کی کیچڑ اور پانی میں آثار نجاست نہ ہو تو پاک ہیں

(سوال) راستوں کی کیچڑ اور ناپاک پانی معاف ہے یا نہیں؟

(جواب ۳۵۵) راستوں کی کیچڑ پر مواضع ضرورت میں پانی کا حکم کیا جائے گا بشرطیکہ اس میں آثار

نجاست ظاہر نہ ہوں (۱)

جنبی شخص کے لئے بہتر یہ ہے کہ وضو یا ہاتھ منہ دھو کر کھانا کھائے۔

(سوال) رمضان شریف میں سحری کے وقت کسی آدمی کو احتیاج ہو اور اسے یقین ہے کہ غسل کرنے کے بعد کھانے کا وقت باقی رہے گا مگر اس نے کھانے کی وجہ سے غسل نہیں کیا اور کھانا کھالیا تو اس کا روزہ ہوگا یا نہیں اور حالت جنابت میں کھانا کھانے سے گناہ کار ہوگا یا نہیں اور حالت جنابت میں کھانا جائز ہے یا نہیں؟ اگر جائز ہے تو کس طرح کھانے وضو کر کے یا ہاتھ دھو کر کھائے؟

(جواب ۳۵۶) حالت جنابت میں بغیر منہ دھوئے ہوئے یا وضو کئے ہوئے کھانا پینا خواہ رمضان میں ہو یا غیر رمضان میں خلاف اوی ہے بشرطیکہ ہاتھوں پر کسی قسم کی نجاست نہ لگی ہو سحری کھاتے ہوئے تو مناسب یہ ہے کہ غسل کر ڈالے یا وضو کر کے یہ مہاز مہاتھ ہو جائے ۱۰ اللہ اعلم

(۱) مشرکوں میں نجاست اعتقادی ہے اور ان کا جھوٹا پاک ہے۔

(۲) ملی کا جھوٹا مکروہ ہے۔

(سوال) اللہ تعالیٰ نے اپنے نام پر آپ میں رسول خدا ﷺ کے آخر عہد میں مشرک لوگوں کو عین فریب ہذاں کا جھوٹا کھانا جائز ہے یا نہیں؟ اور رسول اللہ ﷺ نے اس آیت کے نزول کے بعد کسی مشرک کے ساتھ کھانا کھایا ہے یا نہیں؟

(۲) ملی ۵ جماد الثانیہ ۱۱۰۰ المسند ص ۳۲۲ نذر احمد۔ ضعیف بلید۔ ۱۲ جمادی الاول ۱۳۵۲ھ مطابق ۴ ستمبر ۱۹۳۳ء

(جواب ۳۵۷) قرآن شریف میں مشرکوں کو نجس فرمایا ہے اس سے اعتقادی نجاست مراد ہے ورنہ انسان کا جسم ناپاک نہیں ہے (۳) قرآن مجید میں نصاریٰ کو مشرک قرار دیا ہے باوجود اس کے طعام الذین

۱۔ وفي بعض من شيوخ غزو و ملا۔ انوب ضروره و يعفو مع عدم ادا له بصير فيه بر الحاسة رد المحتار مطلب في العفو عن السورح ۱ ۳۲۴ ط سعید (۲) وفي السبعه قول في الخلاصه اذ اراد الحب ان لا يكل من سجد به ان يعلى منه و يستغفر من و ذكر في ليله عن ابي داود وغيره انه عليه الصلوة و السلام اذا راى من سجد و هو حب حب كذب و في ربه مسلم متروك وضوءه للصلاة و سب الحبس ۲۹۳ ۲۹۴ ط سعید ۳ فسور دس مطلقا ولو حب و كثر طاهر بغير لا يضر و شرحه قول المحقق في السبعه ۱ قوله كثر لانه عليه السلام من بعض المشركين في مسجده على ما في الصحيحين فسراد بقوله تعالى اما المشركون نحن الحاسة في اعتقادهم (مطلب في السور ۱ ۲۲۲ ط سعید)

اور تو کتاب حل لکم (۱) کا حکم بھی موجود ہے۔

(۲) بی کا جھوٹا مکروہ ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ نہ مدرسہ امینیہ دہلی

کفار کے مستعمل کنوؤں یا دیگر اشیاء میں جب تک نجاست یقینی نہ ہو پاک ہیں۔
(سوال) آپ نے عنایت نامے میں ہر چند شرح وسط کے ساتھ مسئلہ مستفسرہ پر روشنی ڈالی ہے مگر
افسوس کہ یہ ہم نواز نظر انداز ہو گیا جس کی وجہ سے مسئلے کا جواب نامکمل رہ گیا۔
میں نے عرض کیا تھا کہ عدوہ نجاست بدنی کے غیر مسلم (اہل ہنود) اشیاء خوردنی سے تیار
رہنے میں ایسے جزا استعمال کرتے ہیں جو شرعی نقطہ خیال سے پاکیزہ نہیں ہو سکتے جواب ضروری طور پر
نہیں بلکہ امکانی طور پر بھی کر گزرتے ہوں گے۔

مثلاً ایک کنویں میں چوبائے سرمہ کیا شریعت کی رو سے اس کنویں کا پانی پاک نہیں رہا اور نجاست
کہ جب یہ پود نہیں رہا تو جانے پینے کا کام میں آئے یہاں تک کہ اس کی نجاست حکمی ہی تھی یعنی نہ
سہی۔ الجواب ”حکمی نہیں بلکہ حقیقی ہے۔“

اس پانی کو پیا تو نہیں جا سکتا۔ الجواب ”پینا ضرور مناسب نا جائز۔“
شریعت نے اسے پاک کرنے کا طریقہ تجویز کر دیا لیکن اس میں بالتحقیق یہ معلوم ہے کہ غیر
مسلم اس کنویں کو اس طریقہ سے پاک نہیں کریں گے زید و ست زید وہ اس چاروں طرف پھینک دیں
کے الجواب ”پیش وہ خود پاک کرنے کی فکر نہ کریں گے لیکن اس کنویں سے مسلمان بھی پانی بھرتے ہیں
تو مسلمان اس کو پاک کر لیں گے اور ہندو مزاحم نہ ہوں گے۔“

کلمہ شریف پڑھنا نہ سہی۔ الجواب ”یہ تو پاکی کا طریقہ شرعیہ نہیں۔“
پانی نکالنا تو ضروری ہے لیکن وہ ایسا نہیں کرتے سوال یہ ہے کہ جن چیزوں میں یہ پانی پڑتا ہے وہ
جاننا یہ ہے الجواب ”اگر مسلمانوں کو اس کا علم ہو جائے تو اس کا جاننا جائز ہے۔“

نجاست بدنی کے لئے تو کہہ دیا کہ خود دیکھ دیجئے کہ اس کے ہاتھوں کی نجاست تو نہیں تک ہے
یعنی اسے پانی کو کس طرح دیکھ سکتے ہیں کہ ایسے کنوئیں کا یا برتن کا ہے جو شرعی طور پر پاک نہیں ہے۔
الجواب ”جب تک کہ پانی کا ناپاک ہونا معلوم و یقین نہ ہو جائے اس وقت تک وہ پاک ہے جیسے نلکا
پانی اور ترمس کنوؤں کا پانی جو غیر مسلم ہستیوں میں ہوں اور وہاں مسلمان پانی نہیں اور خود کنوئیں سے
نکالتیں۔“

اس میں قیاس و نصن کی بھی ضرورت نہیں کیونکہ یہ چیز ہمارے تحقیقی علم میں ہے۔ یہ وہ پانی ہواں صریح سے پاک نہیں کرتے اس صریح سے کہ جمعہ ہمارے یہاں ناپاک ہے لیکن وہ اس سے استعمال سے بہت بھی نہیں کرتے کی چیزیں وہ ان شیا کے تیار کرنے میں استعمال کرتے ہیں تو یہ چیزیں مسلمانوں کے نزدیک اس طرح کھانے کے قابل ہو سکیں گی اس میں ظن اور قیاس کو دخل نہیں ہے۔ مشاہدہ اس کا شاہد ہے۔ کم از کم ایک مسلمان جب پانی پیا وہ بھی استعمال کرے گا تو وہ خود بخود عید کیونکہ وہ یقیناً اس چیز میں استعمال نہیں کرے گا۔ شرعی معیار کے مطابق ناپاک ہوں۔

آپ نے فرمایا کہ "بہت بدنی کو پانی سے صاف کر لیں تو کافر و مسلم دونوں پاک ہو جائیں گے" بالکل درست ہے۔ لیکن بہت کو صاف کرنے کے سے پانی بھی تو پاک ہونا چاہیے نہ یہ کہ صاف نہ ہو۔ پانی سے تو پانی سے دھویا یقیناً جو بہت بدنی کے اندر خود موجود تھی وہ ہمارے بدن پر چپک کر رہی۔ اتفاقاً نہ ہوتے کہ پہلی بہت راستہ سامنے نظر آتی تھی یہ دوسری نہر نہیں آتی میں یہ نہیں جانتا کہ ایک غیر مسلم محض اس لئے نجس ہے کہ وہ غیر مسلم ہے بلکہ یہ کہ غیر مسلم چیزوں کو بد تکلف استعمال کرتا ہے جو مسلمانوں کے نزدیک نجس ہیں جن میں سے بعض تو دیکھی جاسکتی ہیں لیکن اکثر دیکھی نہیں جاسکتیں ان کا استعمال محض اس لئے وجہ نہ ہو نہیں سکتا کہ وہ نظر نہیں آتیں جب کہ ہمارے تمدنی تجربہ و عقلی مشاہدہ اس پر دلائل کرتا ہے کہ وہ ان چیزوں کے استعمال سے دریغ نہیں کرتے جو مسلمان کے نزدیک نجس ہیں۔ جواب "پیشہ دریغ نہیں کرتے لیکن یہ لازم نہیں کہ روزانہ ان کا استعمال کی جائے۔"

المستفتی نمبر ۸۸۲ چوہدری غلام احمد خاں (شعبہ ۲۷ محرم ۱۳۵۵ھ مطابق ۲۰ اپریل ۱۹۳۶ء) (جواب ۳۵۸) ارچہ آپ کے جوابات میری کوششہ قریبوں پر عرض کرنے سے حل ہو جاتے ہیں تاہم مزید وضاحت کے ساتھ عرض کرتا ہوں۔

کنوئیں میں گر کر چوبامر جائے یا مرا ہوا چوبہا گر جائے تو یہ پانی اسلامی احکام کی رو سے ناپاک نہ ہو۔ اگر آب کی مسلمان و عجمی شخص غائب ہو جائے کہ کی ہندہ (بیکہ مسلمان) نے اس پانی سے کوئی چیز پانی سے پیا تو اس سے استعمال کرنا باہر نہیں مگر یہ ناپاک ایک ناپاک چیز کے فریج سے پانی میں آئی ہے اس میں نہ اسامہ قنات نہیں ہے یہ سچ ہے کہ ہندو اسے ناپاک نہیں سمجھتا اور اس لئے وہ اس کو نہیں پانی کے تالے استعمال کرتے ہیں یہ واقعات کہ انہوں نے چوبہا مر مر جائے شہر و قلعہ اور غیر معمولی کے انہوں نے کہ انہیں ہیں اس قسم کے معذرت میں ظن غائب پر عمل کیا جاتا ہے اور یا جب غائب۔

(۱) وفي لدرجہ من شك في اذنه او ثوبه او بدنه اذنه نحاسة ولا فھر طاهر منه يسيفن و كذا ما ينجده هل لشرك والجهلة من المسلمين كالسمن والحر والاطعمة والياب (رد) - نسل مطلب اباحت بعض

اس کے علاوہ اگر غیر مسلم کے ہاتھ کی بنائی ہوئی مٹھائی وغیرہ کے استعمال سے کس ناپا پر ہین کیا جائے کہ وہ اس قسم کی ناپاکیوں سے حذر از نہیں کرتے گویا یہ واقعات شاذ و نادر ہی وجود میں آتے ہیں تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہو گا کیونکہ اصل مسئلہ پر اس سے کوئی زد نہیں پڑتی ورنہ یہ کہ اسلام نے غیر مسلم کے جسم کو (جب کہ اس پر کوئی حقیقی نجاست نہ ہو) پاک قرار دیا ہے اور جب کہ ہم کسی ہندو کو اپنے سامنے بلا کر اپنے پاک پانی سے اس کے ہاتھ دھلوا کر اپنے سامنے اس پانی سے آگوند ہوا کریا قند کا قوم نہ کر اس کے ہاتھ سے روٹی پو میں یا مٹھائی ہمیں تو وہ مٹھائی یا روٹی پاک ہے محض غیر مسلم کے ہاتھ سے تیار ہونے کی بنا پر وہ ناپاک نہیں میری سابقہ تحریرات کا مطلب یہ قدر تھا۔

جب کہ مسئلہ کی یہ نوعیت صاف ہو گئی کہ انسانی جسم پاک ہے خود مسلمان ہو یا کافر تو اب صورت مسئلہ آپ کی اس تحریر کے منہ جب یہ ہونی کہ جسم انسانی بحیثیت جسم انسانی ہونے کے پاک ہے نہ چونکہ غیر مسلم بہت سی ایسی چیزوں کو استعمال کرتے ہیں جو مسلم حکام کی رو سے ناپاک ہیں اور وہ نہیں ناپاک نہیں سمجھتے بدھ پاک اور مقدس خیال کرتے ہیں (مثلاً کانے کا پیشاب) تو ان حالت میں مسلمانوں کو ان کی بنائی ہوئی چیزوں کا استعمال جائز ہے یا نہیں؟ محض مرتبہ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ چونکہ ہندو مسلمانوں کے ہاتھوں کو ناپاک سمجھ کر ان کے ہاتھ کی چیزوں کے استعمال سے اجتناب کرتے ہیں اور اپنی چیزوں میں مسلمانوں کا ہاتھ نہیں لگاتے اور لگ جائے تو پھینک دیتے ہیں اور مسلمانوں کو کوئی چیز دیتے ہیں تو نہایت احتیاط سے دیتے ہیں ان کے ہاتھوں میں ڈال دیتے ہیں ان کے کس سوکھ دیکھتے ہوئے اسلامی غیرت اس طرح اجازت دے سکتی ہے کہ ان کے ہاتھ کی مٹھائی یا پوری کچوریاں مسلمان استعمال کریں۔

میں اس کے متعلق یہ عرض کرتا ہوں کہ جس تک ہندوؤں کے عقیدے اور اس سوکھ کا تعلق ہے اس کا تقاضا یہ ہے کہ مسلمان بھی قومی غیرت اور خودداری پر عمل کریں اور جو ہندو ان کے ہاتھ کو ناپاک قرار دیتے ہیں اور ان کے ہاتھ کی چیزوں سے پرہیز کرتے ہیں وہ بھی یہ تقاضے غیرت اور خودداری ان سے پرہیز کریں اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ یہ حراء سیئۃ سیئۃ مثلھا کے ماتحت گرفت نہیں مگر یہ یاد رہے کہ اگر مسلمانوں کے نزدیک ہندوؤں کا یہ فعل غلط اور خلاف عقل اور ذلیل ہے تو وہ خود اپنے اس فعل کو فی حد ذاتہ صحیح و موافق عقل و شریعت قرار نہ دیں۔ بلکہ یہی کہیں کہ انسانوں کے درمیان اس قسم کا طرز عمل جاری کرنا غلط اور خلاف عقل اور مبتذل تو ضرور ہے مگر ہم صرف مجازاً کرتے ہیں نہ یہ کہ یہ طرز عمل ہمارے نزدیک مستحسن ہے۔

(۱) سورۃ الاحقاف مصفا و بحار و کفار ص ۱۰۳ ط سہیل اکیڈمی لاہور
 ۲۲۲ ۱ ط سعید ولو دخل الکفر والفساد سہم لا یحس دالہ یکی علی ایدیہم بحسہ حقیقہ حسی
 کبر فی احکام الحیاض ص ۱۰۳ ط سہیل اکیڈمی لاہور

سے رتی یہ بات۔ ہندوؤں کا ناپاکیوں سے احتراز نہ کرنا اس کے متعلق عرض یہ ہے کہ جب اس کی قوم پر
برسات کے متعلق یہ یقین یا ظن غالب ہو کہ وہ ناپاکی کا استعنا ضرور کرتی ہے تو اس سے احتراز و رزم و
ناخن نہ مٹھنے کی قوم کا یہ عقیدہ کہ چوہا کرنے کے خواں ناپاک نہیں ہوتا یا تہا بہہ ناپاک ہے
اس سے احتراز کرنے کو رزم نہیں کرتا مثلاً مسلمانوں میں بھی یہ واک ہیں جو منی کو ناپاک قرار نہیں
دیتے۔ مگر ان مسلمانوں کے پیشاب کو پاک سمجھتے ہیں۔ تو منفس اس وجہ سے ہمن سے ہاتھ نہ
دھونے پر آمیزہ کرنے نہیں۔ منفس ہے جو پانی انہوں نے استعمال کیا ہے اس میں بھری کا پیشاب پر
یا ہوا۔ انہوں نے اسے پاک قرار دے کر منی پانی استعمال کر لیا۔ اسے ہم سنتوں نہیں دیتے یہ علم
عام صورت میں اور قہر میں نہیں ہوتی منفس بابرزہ و تنہوی اپنے نفس کے سے یہ ہر عمل خفیہ
میں تو منفس قہر نہیں مگر انکی مسلمان عام صورت پر ان کے پیدا کرنا یہ جائیں کہ شافع و حنفیہ کے
دھونے وغیرہ کے اس احتراز نہ کرنا ان کے نزدیک عام مسلمانوں کا پیشاب پاک ہے یہ
درست نہیں۔

ہر حال ویشایہ کے غیر مسلم ارچہ اس نمونے پانی کو استعمال کریں گے جس میں پودیا
شراب مر جانے کے بعد یہ روزمرہ کے اوقات میں یہ چیزیں اوقوت ہے؟ کیا ان کے پانی میں جے او روزانہ
استعمال کرتے ہیں غائب مان لیں گے کہ ضرور وہ پودیا کے نوے کنوئیں پانی ہوگا تو میں سمجھتا ہوں
کہ اس کا استعمال آپ بھی نہ کریں گے۔ اور رات میں تو یہ جو آب یہ ہوتا کہ اس کو روزانہ
استعمال کے پانی میں بخش دینا آمیزش کا مان غائب ہے تو بیشک احتیازاً صحت کے لیے اس کو یہ
تایید نہیں کرتا کہ ایسا مان غائب ہے یا نہیں اس میں شک ہے۔ بآسانی طور پر شہر میں نمونے کا
پانی استعمال کیا جاتا ہے اور نمونے کے پانی کا خز نہ بنی وہ خوش بین میں سے مل میں پانی آتا ہے۔ بآسانی طور پر
غیر مسلموں کی کنوئیں میں دیتے ہیں اور ان میں چوبہ گھونس ملی کتے گر کر مر جانے کا اور کال پیٹنے کا
کتنے دھوکے دے رہے ہیں۔ ان پر نمونے کے پانی کے استعمال میں بھی مجوز کا پہلو ہے جس سے احتیازاً
کے قابل توجہ نہیں ہے۔

اس سوال کے متعلق مفہوم میں ہیں کہ اسے شہر موجود ہیں بھاری ، ہیں حضرت
نہ تاجہ شکر کے ناموں نے ایک نے ہیں ایک نے یہ کہ اسے پانی تیار ہے یہ اسی سے ہیں یہ یہ
نہ یہ مسکن کے تہ چاہی ہو کہ اسے استعمال کیا جائے کہ جب کہ خاص اس پانی کے ناپاک ہوئے

١) في السبعينيات، تمسي طاهر الح (هداية) باب الاحاس و نصيبرها ١٧٣ ط مكتبه شركت عميه ملان

۲. دیوبند میں مکرمہ رحمہ اللہ نے حضرت مولانا محمد رفیع الدین صاحب دہلوی سے ملاقات کی اور ان سے کئی روز تک ملاقات کی۔ ان سے کئی روز تک ملاقات کی۔ ان سے کئی روز تک ملاقات کی۔

۳. و تو صاحب عمر بالحمیم و من یب نصرانیة صحیح البحاری باب و ضر الرجل مع امراته و فصل و صور السراة
۱ ۲۳ ط قدیمی کتب حادہ کرچی)

دری یا ناٹ جو نچر نہ سکے کے پاک کرنے کا طریقہ۔

(سوال) مسجد کے جاننا درمی کی یاٹ کے نچر نہ سکے پاک ہوئی وہ اس طرح پاک ہو سکتی ہے؟

المستفتی نمبر ۲۲۹۵ بد ۲۵ (مارنول) ۶ ربیع الثانی ۱۳۵۷ھ مطابق ۶ جون ۱۹۳۸ء

(جواب ۳۶۱) دری یاٹ ۱۰ تا ۱۱ اس وہ جب پانی پنا بند ہو جائے تو دوسری بار دھوؤ اور پھر جب پانی ٹپکنا بند ہو جائے تو تیسری بار دھوؤ پاک ہو جائے گی (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ

جائے تنور میں کتا کرے اور جل کر مر جائے تو تنور کا کیا حکم ہے؟

(از اخبار سہ روزہ الجمعیت مورخ ۲۶ اکتوبر ۱۹۲۵ء)

(سوال) اگر جتے ہوئے تنور میں کتا کرے اور جل کر مر جائے تو اس تنور کا کیا حکم ہے؟

(جواب ۳۶۲) جتے ہوئے تنور میں کتا کر مر جائے تو جب تاجل کر آٹھ ہو جائے یا اس کو مال کر

چینک دیا جائے اس کے بعد تنور اس وقت تک روٹی پکاتے میں کوئی حرج نہیں (۱) محمد کفایت اللہ کان

اللہ

۱ وفتر سب حداف فی غصع یا طرد فی غرہ ی غرہ معصر مدیثرب لحامہ سور لایصار و سرحہ سور
لمختار باب الامحاس ۱ ۳۳۲ ط سعید

۲ کور رس ساء بحس لایس سحر فہ طیر ان لم یطیر فہ سور لحس بعد الطح ذکرہ الحس سور
لایصار و سرحہ ان سحفن فی لیسہ بخلاف حدیث حدیث رمد فیلہ ذکرہ لحس و غنہ بقویہ لایصار
لحاسة بالار و زوال اثرها (رد المختار باب الامحاس ۱ ۳۱۵-۳۱۶ ط سعید)

كتاب الختان والخفاح

ختمہ کی تقریب میں نا جائز کام نہ ہو تو شرکت جائز ہے۔

(سوال) میرا نواسہ ہے اور اس کی ختنہ ہو گئی ہے اس کے دادا آتے ہیں کہ میں اس کا کھانا کروں گا اس میں اگر مجھے بلایا جائے تو میں شریک ہو جاؤں یا نہیں؟ کیونکہ میں فی اس توختہ میں شریک نہیں ہوتا جب سے مجھے معلوم ہوا ہے کہ یہاں کے متعلق مجھے معلوم نہیں ہے۔ المستفتی نمبر ۸۵۷

حیات (صفحہ ۱۲۷) ۲۱ محرم ۱۳۵۵ھ مطابق ۱۲ اپریل ۱۹۳۶ء

(جواب ۳۶۷) ختنہ کی تقریب میں شہ یک ہونا اور کھانے میں شہ یک ہونا فی حد ذاتہ جائز ہے بشرطیکہ ریوشتہ ت کے یہ کام نہ ہو اور قرض ادھر لیتے یہ کام نہ کیا جائے اور کوئی ناجائز کام مشغول نہ ہو جانا نہ ہو (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ

کیا عورت کا ختنہ بھی مسنون ہے؟

(سوال) زید کا بیان ہے کہ عورت کا ختنہ سنت رسول اللہ ﷺ ہے اور بیکہ زواجہ ہندی آدمی آدمی فی الحدیث میں یہ مسئلہ تحریر ہے لیکن عمر واسہ مسئلہ کے خلاف ہے اور کہتا ہے کہ عورت کا ختنہ سنت رسول اللہ ﷺ نہیں ہے ورنہ زواجہ ہندی آدمی آدمی فی الحدیث کو باقیات المستفتی نمبر ۴۲۳ مسماۃ فطمہ بانی صاحبہ (بہشتی) ۲۱ صفر ۱۳۵۶ھ مطابق ۳ مئی ۱۹۳۷ء

(جواب ۳۶۸) عورت کے ختنے کے بارے میں فقہاء کا اختلاف ہے جیسے کہ شاہی ۲ جلد ۱۸ ص ۵۲۲ میں مذکور ہے بعض فقہاء اس کو سنت محض مستحب کہتے ہیں اور اس پر سب متفق ہیں کہ اس کی کوئی تاکید نہیں ہے ختنہ نہ رانے میں کوئی گناہ یا عداوت نہیں ہے اور ۱۱ ص ۲۱۱ میں حدیث ہے کہ مدینہ حبیبہ میں ایک عورت عورتوں کا ختنہ کیا کرتی تھی تو حضور ﷺ نے اس کو فرمایا تھا لا تہککی یعنی ختنہ میں کھال زیادہ نہ کاہ کرے۔ ورنہ شاہی (۱۰) میں ایک حدیث نقل کی ہے کہ ختنہ سے عورتوں کے فواہ جھان الرحال سے وحتان النساء مکرمۃ یعنی مردوں کا ختنہ سنت ہے اور عورتوں کا ختنہ عداوت یعنی مردوں کی خوشنودی کے لئے ہے مطلب یہ کہ مردوں کے ختنے کی طرح سنت مستحبہ مردہ نہیں۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ

١. لا يسعى لتخفيف عن حربه مدعوة لعامة كمدعوة لعرس والحب وحوهما وإنما اد عليه في محصور
ولا يحصر ولا له لا يرمده حتى المدعوة عسكارية اسم الثاني عشر في الهدى والصفحات ٣٤٣ ع ١١ ح ١

٢٠ وفي كتاب الظهور من المراح لوهج عليم بن محمد بن عبد المرحان وسماء وفي السافعي وحب وفي بعضهم سنة المرحان مستحب لسماء (رد المحتار: مسائل شتى ٧٥١/٦ ط سعيد)

(٣) باب في الحتان ٣٦٨/٢ ط امداديه ملتان

(۴) مسائل شتی ۷۵۱/۶

غیر مسلم ماہر ڈاکٹر سے ختنہ کرانا جائز ہے۔

(الجمعیتہ مورخہ ۱۴ فروری ۱۹۲۸ء)

(سوال) غیر مسلم ڈاکٹر (سکھ یا ہندو) سے لڑکے کی ختنہ کرانی جائز ہے یا نہیں؟

(جواب ۳۷۱) واقف کار غیر مسلم ڈاکٹر سے ختنہ کرانا جائز ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

www.ahlehaq.org

(۱) واقف فی النہر تبعاً للہجر 'جواز التطیب بالكافر فیما لیس فیہ ابطال عیادۃ' (الدر المختار) قال المحقق فی الشامیہ (قولہ: واقف فی النہر) - و فیہ اشارۃ الی ان المریض یحوز لہ ان یتطیب بالكافر فیما عدا ابطال العیادۃ (رد المختار) فصل العوارض المبیحۃ لعدم الصوم ۴۲۲/۲ - ۴۲۳ ط سعید (الحمد للہ الذی تم بنعمتہ الصالحات)

دارالاشاعت کی مطبوعہ فقہی کتب ایک فہرست

بہشتی زیور خدال مکمل	حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی رح
فتاویٰ رحیمیہ اردو ۱۰ حصے	مولانا مفتی عبد الرحیم لاچپوری
فتاویٰ رحیمیہ انگریزی ۳ حصے	"
فتاویٰ عالمگیری اردو ۱۰ جلد مع پیش لفظ مولانا محمد تقی عثمانی	اورنگ زیب عالمگیر
فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۱۲ حصے ۱۰ جلد	مولانا مفتی عزیز الرحمن صاحب
فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۲ جلد کامل	مولانا مفتی محمد شفیع رح
اسلام کا نظم و انضام	"
مسائل معارف القرآن (تفہیم القرآن میں ذکر قرآنی احکام)	"
انسانی اعضا کی پیوندکاری	"
پراویڈنٹ فنڈ	"
نوائین کے لیے شرعی احکام	اہلیہ ظریف احمد تھانوی رح
بیمہ زندگی	مولانا مفتی محمد شفیع رح
رفیق سفر سفر کے آداب احکام	"
اسلامی قانون نکاح، طلاق، وراثت	فضیل الرحمن لہلال عثمانی
علم الفقہ	مولانا عبد الشکور صاحب لکھنوی رح
نماز کے آداب احکام	انشاء اللہ خان مرحوم
قانون وراثت	مولانا مفتی رشید احمد صاحب
ڈاڑھی کی شرعی حیثیت	حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب
الصبح النوری شرح قدوری اعلیٰ	مولانا محمد حنیف گنگوہی
دین کی باتیں یعنی مسائل بہشتی زیور	مولانا محمد اشرف علی تھانوی رح
ہمارے عائلی مسائل	مولانا محمد تقی عثمانی صاحب
تاریخ فقہ اسلامی	شیخ محمد خضریٰ
معدن الحقائق شرح کنز الدقائق	مولانا محمد حنیف گنگوہی
احکام اسلام عقل کی نظر میں	مولانا محمد اشرف علی تھانوی رح
حیلہ ناجزہ یعنی عورتوں کا حق تنسیخ نکاح	"

سیرۃ اوسواح پر دارالاشاعت کراچی کی مطبوعہ مستند کتب

سیرۃ خلیفہ اردو اعلیٰ جلد (کمپوزر)
سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم، حصہ ۲ جلد
رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم ۲ حصے کی (کمپوزر)
محسن انسانیت اور انسانی حقوق
رسول اکرم کی سیاسی زندگی
شمائل ترمذی
عہد نبوت کی برگزیدہ خواتین
دور تابغین کی نامور خواتین
جنت کی خوشخبری پانے والی خواتین
ازواج مطہرات
ازواج الانبیاء
ازواج صحابہ کرام
انسوۃ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
انسوۃ صحابہ ۲ جلد کامل یکجا
انسوۃ صحابیات مع سیر الصحابیات
حیۃ الصحابہ ۳ جلد کامل
طبیب نبوی صلی اللہ علیہ وسلم
نشر الطیب فی ذکر النبی الجلیل صلی اللہ علیہ وسلم
سیرۃ خاتم الانبیاء
رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم
سیرۃ خلفائے راشدین
الفاروق
حضرت عثمان ذو النورین

سفر الرسول صلی اللہ علیہ وسلم
تاریخ اسلام ۴ حصے در ۲ جلد کامل
اخبار الاحیاء
حالات مصنفین و درس نظامی
نقش حیات
جہنم کے پروانہ یافتہ

سیرۃ النبی پر نہایت مفصل و مستند تصنیف
پانے موضوع پر ایک شاندار علمی تصنیف مستشرقین کے جرات کے برابر
عشق میں سرشار ہو کر لکھی جانے والی مستند کتاب
خطبہ حیدروداع سے استناد اور مستشرقین کے اعتراف کے برآ
رحمت و تبلیغ سے سرشار حضرت کی سیاست اور ملی مسلم
حضرت اقدس کے شمال و عادات مبارکہ کی تفصیل پر مستند کتاب
اس عہد کی برگزیدہ خواتین کے حالات و کارناموں پر مشتمل
تابغین کے دور کی خواتین
ان خواتین کا تذکرہ جنہوں نے حضور کی زبان مبارک سے خوشخبری پائی
حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج کا مستند مجموعہ
انبیاء علیہم السلام کی ازواج کے حالات پر پہلی کتاب
صحابہ کرام کی ازواج کے حالات و کارنامے
بر شیعہ زندگی میں آنحضرت کا اس سلسلہ آسان زبان میں
حضور اکرم سے تعلیم یافتہ حضرات صحابہ کرام کا اسوہ
صحابیات کے حالات اور اسوہ پر ایک شاندار علمی کتاب
صحابہ کرام کی زندگی کے مستند حالات مطالعہ کے لئے راہ ناکتاب
حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات طب پر پہلی کتاب
۱۰ کے حالات اور علمی قصائد مع تراجم پر مشتمل عشق و ادب میں ولی تصنیف
پہلے کے لئے آسان زبان میں مستند تفسیر، مدارس میں داخل تعلیم
مشہور کتاب سیرۃ النبی کے مصنف کی بہنوں کے لئے آسان کتاب
مختصر انداز میں ایک جامع کتاب
حضرت عمر فاروقؓ کے حالات اور کارناموں پر مستند کتاب
حضرت عثمانؓ

امام برہان الدین حبیبی
علامہ شبلی نعمانیؒ سید سلیمان ندوی
قاضی محمد سلیمان منصور پوری
ڈاکٹر حافظ محمد عثمانی
ڈاکٹر محمد عیسیٰ اللہ
شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا
احمد خلیل جمہ
ڈاکٹر حافظ حفصانی میاں قادری
احمد خلیل جمہ
عبد العزیز الشناوی
ڈاکٹر عبدالحی عارفی
شاہ حسین الدین ندوی
مولانا محمد یوسف کاندھلوی
امام ابن قسیم
مولانا محمد اشرف علی تھانوی
مولانا مفتی محمد شفیع
سید سلیمان ندوی
مولانا عبدالحکیم شکر لکھنوی
علامہ شبلی نعمانی
سوانح اکبر عثمانی

مختصر آسان زبان میں حضرت شاہ ولی اللہ پیرائے نبی کی پیاری صاحبزادیاں ڈاکٹر حفصانی میاں
آغا خان اسلام سے آخری خلیفہ کے زوال تک کی مستند تاریخ
ہندو پاک کے مشاہیر صوفیہ کا مستند تذکرہ
پہلا درس نظامی تصنیف کریلے ائمہ و علماء کے مستند حالات
مولانا حسین احمد مدنی کی خود نوشت سوانح
حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں پہلی بار لکھی گئی کفار کے ملکا
شاہ حسین الدین ندوی
شیخ عبدالحی عارفی و مولوی
مولانا محمد عیسیٰ گنگوہی
مولانا حسین احمد مدنی
احمد خلیل جمہ

ناشر: دارالاشاعت اردو بازار ایم اے جناح روڈ کراچی پاکستان فون و فیکس (۰۲۱) ۳۳۱۸۶۱۱
دیگر اداروں کی کتب دستیاب ہیں بیرون ملک بھیجے گا نظام ہے / فرست کتب مفت ڈاک میں بھیج کر بلا کسی قیمت

تفاسیر و علوم قرآنی اور حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر

دارالاشاعت کی مطبوعہ مستند کتب

تفاسیر و علوم قرآنی

تفسیر عثمانی بہ ترجمہ مع تراجم جدید کلمات ۱ جلد	مولانا ابوالحسن علی Nadwi
تفسیر مظہری اردو	۱۱ جلدیں
قصص القرآن	۳ حصے ۲۰ جلدیں
تاریخ ارض القرآن	مولا سید سلیمان ندوی
قرآن اور ماحولیات	انجینئر شفیع میر دانش
قرآن سائنس اور تہذیب و تمدن	ڈاکٹر مفتاحی میاں قادری
لغات القرآن	مولانا عبدالرشید نعمانی
قاموس القرآن	قاموس عربی لغت ادیب
قاموس الفاظ القرآن الکریم (عملی و معرزی)	ڈاکٹر عبد اللہ عباس ندوی
ملک الیقین فی مناقب القرآن (عملی و معرزی)	سہیل پیرس
امس القرآن	مولانا اشرف علی تھانوی
قرآن کی بابت	مولانا امجد سعید صاحب

حدیث

تفسیر البخاری مع ترجمہ و شرح اردو ۳ جلد	مولانا امجد سعید صاحب
تفسیر مسلم	۳ جلد
جامع ترمذی	۲ جلد
سنن ابوداؤد شریف	۳ جلد
سنن نسائی	۳ جلد
معارف الحدیث ترجمہ و شرح ۳ جلد	مولانا امجد سعید صاحب
مشکوٰۃ شریف مترجم مع عنوانات ۳ جلد	مولانا امجد سعید صاحب
ریاض الصالحین مترجم	۱ جلد
الادب المفرد کامل مع ترجمہ و شرح	از امام بخاری
مناہج حق بیہ شرح مشکوٰۃ شریف دہلی کا مکتب	مولانا امجد سعید صاحب
تقریر بخاری شریف ۳ حصے کامل	حضرت شیخ الحدیث مولانا امجد سعید صاحب
تجربہ بخاری شریف	۱ جلد
تکلیف الاشتات	شہا مشکوٰۃ اردو
شرح الصالحین نووی	ترجمہ و شرح
قصص الحدیث	مولانا امجد سعید صاحب

ناشر: دارالاشاعت اردو بازار ایم اے جناح روڈ لاہور ۷۵۰۰۱ پاکستان (۲۱) ۳۳۸۸۱۱
دیگر لوازم کی کتب دستیاب ہیں پتہ: لاہور، فرسٹ کتب گھٹ، ڈاک بکس نمبر ۱۱۱۱۱